



المكتب التعاوني للدعوة
وتوعية الجاليات بالربوة

موسوعة الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء السابع

إعداد



مركز رواد الترجمة

الأحاديث العامة

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔

۱۵۶۶. الحدیث:

۱۵۶۶. حدیث:

عن عیاض بن حمار -رضی اللہ عنہ- قال: قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم-: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ».

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔"

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

التواضع مأمور به، وهو خلق كريم من أخلاق المؤمنين، أوحاه الله تعالى إلى نبيه محمد -صلی اللہ علیہ وسلم-، وهذا دليل على أهميته والعناية به؛ لأن من تواضع فإنه يتدلل ويستسلم عند أوامر الله تعالى فيمتثلها، وعند نواهيها فيجتنبها، ويتواضع فيما بينه وبين الناس. وفي الحديث النهي عن الافتخار والمباهاة بالمكانم والمناقب على سبيل الافتخار والعلو على الناس.

تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مومنوں کی اخلاقی صفات میں سے ایک بہت ہی بلند پایہ اخلاقی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی طرف سے اختیار کرنے کی بابت وحی کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے کتنی اہمیت دی گئی ہے اور اس کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے وہ اللہ کے احکام کے سامنے اظہارِ فروتنی کرتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور انہیں بجالاتا ہے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ انکساری کے ساتھ پیش آتا ہے۔ حدیث میں اظہارِ فخر، لوگوں پر اظہارِ برتری اور مکارم و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے باہمی طور پر تفاخر و مباہات سے منع کیا گیا ہے۔

راوي الحدیث: رواہ مسلم.

التخریج: عیاض بن حمار -رضی اللہ عنہ-

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین.

معاني المفردات:

- تَوَاضَعُوا: التواضع إظهار الضعة، وهي خفض الجناح، وإلانة الجانب من غير خسة ولا مذلة.
- يَبْغِي: البغي هو الظلم والاستطالة، والتعدي على الغير.
- يَفْخَرُ: الافتخار هو التمدح بالخصال والمباهاة بالمكانم والمناقب.

فوائد الحدیث:

۱. في الحديث الحث على التواضع وعدم الكبر والترفع على الناس.
۲. أن من تواضع فإنه يتحلى بصفتين: ۱: أنه لا يبغى على أحد. ۲: وأنه لا يفخر على أحد.
۳. النهي عن البغي والفخر.

المصادر والمراجع:

صحیح مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضیح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي،

الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقته الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث
الرقم الموحد: (5497)

إذا انقطع شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمُشِ فِي
الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا

جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے
جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرا لے۔

۱۵۴۷. الحديث:

۱۵۴۷. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول
الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إذا انقطع شِسْعُ
نَعْلِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَمُشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک
ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرا لے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- المسلم إذا انقطع
نعله ولم يمكنه المشي فيه، فلا يمشي في نعل واحدة،
بل عليه أن يصلح ما فسد أو يخلع الأخرى ويمشي
حافياً، وسبب ذلك ما فيه من التشبه بالشيطان، كما
في أحاديث أخرى.

نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو اس بات سے منع فرمایا کہ جب اُس کی جوتی کا ایک تسمہ
ٹوٹ جائے تو جب تک وہ اس کو درست نہ کر لو اکیلی دوسری جوتی میں نہ چلے۔ بلکہ
اس پر لازم ہے کہ ٹوٹے تسمے کو درست کرے یا پھر دوسری جوتی کو بھی اتار کر ننگے
پاؤں چلے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• الشَّسْعُ: السَّيْرُ الَّذِي يُمَسَّكَ بِالنَّعْلِ بِالْقَدَمِ، وَيَكُونُ عَلَى ظَهْرِهَا.

فوائد الحديث:

۱. كراهة المشي بنعل واحدة، فإما أن ينتعلهما جميعاً أو يخلعهما جميعاً.

۲. قد يدخل في هذا كل لباس شفع كالخفين وإخراج اليد الواحدة من الكُم دون الأخرى؛ إذ الأصل العدل بين الجوارح فأعط كل ذي حق حقه.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - صحيح
مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. - بهجة الناظرين شرح رياض
الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره،
مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. -
المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج / يحيى بن شرف النووي - دار إحياء التراث العربي - بيروت الطبعة: الثانية، ۱۳۹۲ھ.

الرقم الموحد: (8907)

إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ
بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ

جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنا بستر اپنی ازار کے اندرونی کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے (اس کی بے خبری میں) کیا چیز اس پر آگئی ہے۔

۱۵۴۸. الحدیث:

۱۵۴۸. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتَ جَنِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنا بستر اپنی ازار کے اندرونی کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے (اس کی بے خبری میں) کیا چیز اس پر آگئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے: ”بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتَ جَنِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“۔ ترجمہ: اے میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

یدور معنی هذا الحدیث حول بیان أذکار النوم، وهي اللحظة التي يسلم الإنسان فيها روحه لربه في لحظة لا يملك فيها حولا ولا قوة، فيتركها في يد خالقها يحفظها، ويردها مع تمام التفويض لله تعالى. قال أهل العلم: وحكمة الذكر والدعاء عند النوم واليقظة أن تكون خاتمة أعماله على الطاعة، وأول أفعاله على الطاعة. وفي هذا الحديث المبارك يبين لنا النبي صلى الله عليه وسلم ما يسن على العبد فعله وقوله عند النوم فأرشدنا النبي صلى الله عليه وسلم إلى الجانب الفعلي، فقال: «إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ» وهذا لأن العرب كانوا يتركون الفراش بحاله، فلربما دخل الفراش بعد مغادرة العبد له بعض الحشرات المؤذية، أو تلوث بالغبار ونحوه، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم ببنفض الفراش قبل النوم، ثم بين النبي صلى الله عليه وسلم آلة البنفض والتنظيف فقال: " فلينفض فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ " والإزار: هو ما يلبس على أسفل البدن، والمقصود أي:

اس حدیث میں سوتے وقت کے اذکار کا بیان ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان اپنی روح کو اپنے رب کے حوالے کر دیتا ہے جب کہ اس کے بس میں اس سلسلے میں کوئی طاقت و قوت نہیں رہتی۔ پس وہ اسے اس کے خالق کے سپرد کر دیتا ہے کہ وہی اس کی حفاظت کرے۔ چنانچہ وہ پورے طور پر اسے اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ سونے اور جاگنے کے اوقات میں ذکر اور دعا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا خاتمہ بھی اطاعت کے ساتھ ہو اور ان کا آغاز بھی اطاعت ہی کے ساتھ ہو۔ اس حدیث شریف میں نبی ﷺ اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں جس کا کرنا اور کرنا سوتے وقت بندے کے لیے مسنون ہے۔ نبی ﷺ نے عملی پہلو کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ”تم میں سے جب کوئی شخص سونے کے ارادے سے اپنے بستر پر جائے تو اسے جھاڑ لے“۔ آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا کیوں کہ عرب لوگ بستر کو اسی حالت میں بچھا ہوا چھوڑ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ احتمال ہے کہ آدمی کے بستر کو چھوڑ جانے کے بعد اس میں موزی حشرات الارض گھس جائیں یا پھر وہ گرد و غبار وغیرہ سے آلودہ ہو جائے۔ اس لیے نبی ﷺ نے سونے سے قبل بستر کو جھاڑ لینے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس شے کی وضاحت فرمائی جس کے ساتھ جھاڑا اور صاف کیا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اپنی ازار کے اندرونی حصے سے اپنے بستر کو جھاڑ لے۔" ازار سے مراد وہ کپڑا ہے جو بدن کے نچلے حصے میں پہنا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ کپڑے کی اندرونی کنارے کی جانب سے وہ صاف کر لے کیونکہ اس سے جھاڑنا آسان ہوتا ہے۔ اور اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ ازار کے بیرونی حصے پر گندگی وغیرہ نہ لگے اور یہ کہ ایسا کرنے میں زیادہ ستر پوشی ہے۔ پھر آپ ﷺ بستر کو جھاڑنے اور اس کی صفائی کی علت بیان کر رہے ہیں کہ "اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اس بستر پر کون آیا رہا"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت جسمانی حفاظت پر بھی زور دیتی ہے کیونکہ جسمانی سلامتی ہی سے دینی امور کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہاں تک تو عملی سنت اور اس کی علت کا بیان تھا۔ ثانیاً: قولی سنت: پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ سونے والا کہے "باسمک ربی"۔ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو بلند و برتر اور عظیم ہے، میں یہ ناتواں جسم بستر پر رکھتا ہوں۔ اس میں اس بات کے استحباب کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو ہر وقت ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے۔ پھر کہے: "وضعت جنبی وبک أرفعه"۔ یعنی میں تیرے ذکر کے ساتھ اس جسم کو رکھتا اور اٹھاتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ (یوں کہے) "إن أمسکت نفسي فأرحمها"۔ اس سے یہاں کنایہ موت مراد ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان کہ "وان أرسلتها" سے کنایہ زندگی مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین"۔ یعنی میری جان و روح کی ویسے ہی حفاظت کرنا جیسے تو اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس سے تمام گناہوں، ہلاکت میں ڈالنے والی اور تمام بری اشیاء سے عمومی طور پر حفاظت مراد ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اللہ (کے اوامر و نواہی) کی حفاظت کرتے رہو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ یہ عمومی حفاظت ہے۔ اسی لیے اسے نیکو کار لوگوں کے ساتھ خاص کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت نیکی ہی کے ساتھ حاصل ہوا کرتی ہے۔ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی اپنے اولیاء کو دمی جانے والی خصوصی حفاظت میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا جو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں تفریط سے کام لیتا ہے اور انہیں ضائع کرتا ہے۔ تاہم عمومی حفاظت اسے بھی حاصل رہتی ہے۔

بطرف الثياب الداخلي، لأنه أسهل للنفض، وحتى لا يصيب ظاهر الإزار شيء من القذر ونحوه، كما انه أستر للعورة. ثم بين النبي صلى الله عليه وسلم العلة من هذا النفض والتنظيف: "فإنه لا يدري ما خلفه عليه" وهذا يدل على حرص الشريعة على سلامة الأبدان، لأن بالأبدان قوام الأديان، وهكذا انتهت هنا السنة الفعلية مع بيان علتها. ثانيا: السنة القولية. ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: "ثم يقول: باسمك ربی" أي: باسم الله العلي العظيم أضع هذا الجسد الهامد على الفراش، وهذا يدل على استحباب مداومة الإنسان لذكر ربه في كل وقت، ثم يقول: "وضعت جنبی وبك أرفعه" أي: أني لا أضع هذا الجسد ولا أرفعه إلا مستصحباً فيها ذكرك. ثم قال صلى الله عليه وسلم: "إن أمسکت نفسي فأرحمها" كناية عن الموت. قوله صلى الله عليه وسلم: "وان أرسلتها" كناية عن الحياة. وقوله صلى الله عليه وسلم: "فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين" أي أن تحفظ نفسي وروحي بما تحفظ به عبادك، وهو حفظ عام من سائر الآثام والموبقات والشور، كقوله صلى الله عليه وسلم: "احفظ الله يحفظك" فهذا حفظ عام ولذا خصه بالصالحين فإن حفظ الرب تعالى لا ينال إلا بالصلاح، فليس للمفرط والمضيع حظ من حفظ الله الحفظ الخاص الذي يوليه الله تعالى لأولیائه، ولكن قد يناله شيء من الحفظ العام.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- بداخله إزاره: أي بالطرف الذي يلي الجسد منه
- الإزار: ثوب يحيط بالنصف الأسفل من الجسد
- خلفه عليه: ما صار بعده خلفاً وبدلاً بعد غيابه
- إن أمسکت نفسي: كناية عن الموت
- أرسلتها: كناية عن الإبقاء في الدنيا

فوائد الحديث:

١. يستحب نفض الفراش قبل الدخول فيه ، لكيلا يكون دخل فيه شيء من المؤذيات وهو لا يشعر، ولتنظيفه مما وقع عليه من تراب أو أقذار
٢. حياة العبد ينبغي أن تكون مرتبطة بمنهج الله وأعماله قائمة على اسم الله
٣. التوفيق ألا يكلك الله طرفه عين ، وأن يحفظك بحفظه ويرعاك برحمته ، والحذر أن يكلك الله إلى نفسك
٤. من حفظ الله حفظه الله ، فالله يحفظ عباده الصالحين في أنفسهم وأموالهم وأهلهم وأبنائهم ، فاللهم احفظنا بما تحفظ به عبادك الصالحين
٥. الحث على الدعاء الوارد في هذا الحديث ، لأن فيه التفويض التام لله والحصول على الهدوء النفسي والطمأنينة الفكرية مما قدر له.
٦. الحديث يحث على نفض الفراش بغض النظر عن آلة النفض وإنما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم " الإزار" لأن الغالب على العرب أنه لم يكن لهم ثوب غير ما هو عليهم من إزار ورداء ، فالمهم هو نفض الفراش سواء كان النفض بملايس متصلة (يرتديها الشخص) أم منفصلة (لا يرتديها) ، أو بما ينفض به الفراش من آلات حديثه
٧. والحكمة من الأذكار والدعاء عند النوم واليقظة أن تكون خاتمة أعمال المسلم على الطاعة وأول أفعاله على الطاعة
٨. هذه من آداب النوم، ومن حكمة الله عز وجل ورحمته أنك لا تكاد تجد فعلا للإنسان إلا وجدته مقرونا بذكر، فاللباس له ذكر، الأكل له ذكر، الشرب له ذكر، وذلك من أجل ألا يغفل الإنسان عن ذكر الله يكون ذكر الله على قلبه دائما وعلى لسانه دائما وهذه من نعمة الله -تعالى-

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. - صحيح البخاري -الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6034)

إذا خرج ثلاثة في سفر فليؤمروا أحدهم

جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔

۱۵۴۹. الحديث:

۱۵۴۹. حدیث:

عن أبي سعيد وأبي هريرة - رضي الله عنهما - مرفوعاً: «إذا خرج ثلاثة في سفر فليؤمروا أحدهم».

ابو سعید اور ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔"

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ: حسن صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يأمر الرسول صلى الله عليه وسلم المسافرين أن يؤمروا عليهم واحدا منهم، يكون أفضلهم، وأجودهم رأياً؛ ليتولى تدبير شئونهم؛ لأنهم إذا لم يؤمروا واحدا صار أمرهم فوضى.

رسول اللہ ﷺ نے مسافروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے میں سے اس ایک شخص کو امیر بنا لیا کریں جو ان میں سے سب سے افضل اور رائے کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو تاکہ وہ ان کے امور کا انتظام کر سکے کیوں کہ اگر وہ کسی کو امیر نہیں بنائیں گے تو ان کا معاملہ افراتفری کا شکار رہے گا۔

راوي الحديث: حديث أبي سعيد رضي الله عنه رواه أبو داود. حديث أبي هريرة رضي الله عنه رواه أبو داود أيضا.

التخريج: أبوسعيد وأبوهريرة رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• فليؤمروا: أي: فليجعلوا أحدهم أميراً عليهم يدير شئونهم في السفر.

فوائد الحديث:

۱. إِمَارَةُ السَّفَرِ تَنْقَطِعُ بِانْتِهَاءِ السَّفَرِ.

۲. الْحِرْصُ عَلَى رِعَايَةِ مَصَالِحِ الْمَسَافِرِينَ وَدَفْعِ الضَّرَرِ عَنْهُمْ.

۳. وَجُوبُ طَاعَةِ الْأَمِيرِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِمَصَالِحِ السَّفَرِ.

۴. الْحِرْصُ عَلَى جَمْعِ الْكَلِمَةِ وَبِذِ الْخِلَافِ.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيجا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ. - نيل الأوطار- محمد بن علي الشوكاني- تحقيق: عصام الدين الصبابي- دار الحديث، مصر- الطبعة: الأولى، ۱۴۱۳هـ- ۱۹۹۳م.

الرقم الموحد: (5970)

جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے پھرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ (آپ ﷺ نے فرمایا): ”چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔“

إذا دخل أهل الجنة الجنة يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئاً أحب إليهم من النظر إلى ربهم

۱۵۰۰. حدیث:

صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ”جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے پھرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟“ (آپ ﷺ نے فرمایا): ”چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔“

۱۵۰۰. الحدیث:

عن صہیب بن سنان -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا دخل أهل الجنة الجنة يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تُدْخِلْنَا الجنة وتُنَجِّنَا من النار؟ فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئاً أحبَّ إليهم من النظر إلى ربهم».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

یہ حدیث شریف اس نعمت کو بیان کر رہی ہے جو قیامت کے دن جنت میں مومنین کو ملے گی یعنی جنت میں چلے جانے کے بعد ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین گفتگو ہوگی بایں طور کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ وہ انہیں ملنے والی نعمتوں پر مزید کس شے کی تمنا کرتے ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ وہ تو انواع و اقسام کی نعمتوں میں ہیں کہ ان کے چہروں کو منور کر دیا گیا ہے، انہیں جنت میں داخل کیا گیا ہے اور انہیں جہنم سے نجات دی گئی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ انہیں ایسی نعمت دے گا جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوگی یعنی ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین موجود حجاب کو اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ کے چہرہ مبارک کا دیدار کریں گے۔ اہل جنت جن نعمتوں میں ہوں گے ان میں یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔

المعنى الإجمالي:

يبين لنا الحديث الشريف جانباً من النعيم الذي يكون للمؤمنين يوم القيامة في الجنة، وهو حوار بينهم وبين الله عزوجل بعد دخولهم الجنة بأن يسألهم تعالى عما يبتغون زيادته لنعيمهم، فيجيبون بأنهم في أنواع النعيم من تبييض الوجوه وإدخالهم الجنة ونجاتهم من النار، فيعطيهم الله النعيم الذي ليس بعده نعيم وهو كشف الحجاب الذي بينهم وبين الله تعالى فينظرون لوجهه الكريم ويكون أفضل ما ينعم به عليهم في الجنة.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: صہیب بن سنان -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تريدون: بتقدير همزة الاستفهام أي أتريدون.
- فيكشف الحجاب: وهو حجاب منه تعالى للعباد حتى لا يروه، أما في الآخرة فيرفعه عنه ليروه.

فوائد الحديث:

- ١- أهل الجنة في نعيم عظيم من رب كريم.
- ٢- كشف الحجاب عن أهل الجنة فيرون ربهم، وأما الكفار؛ فمحرومون منها.
- ٣- تعظيم شأن رؤية المؤمنين لربهم، وأنها خاتمة الكرامة التي يمنحها لأوليائه المتقين.
- ٤- شكر المؤمنين لله تعالى على تبييض وجوههم ودخولهم الجنة ونجاتهم من النار.
- ٥- أهمية المسارعة إلى الجنة بالأعمال الصالحة وطاعة الله تعالى ورسوله -صلى الله عليه وسلم-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨هـ). شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (١٤٢٦هـ). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، (د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت) كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة محمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيلية، الرياض، (١٤٣٠هـ). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧هـ).

الرقم الموحد: (8344)

جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی تم بد حال نہیں ہو گے۔

إذا دخل أهل الجنة الجنة ينادي مناد: إن لكم أن تحيوا، فلا تموتوا أبداً، وإن لكم أن تصحوا، فلا تسقموا أبداً، وإن لكم أن تشبوا فلا تهرموا أبداً، وإن لكم أن تنعموا، فلا تبأسوا أبداً

۱۵۵۱. حدیث:

۱۵۵۱. الحدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی تم بد حال نہیں ہو گے۔“

عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إذا دخل أهل الجنة الجنة يُنادي مُنادٍ: إن لكم أن تحيوا، فلا تموتوا أبداً، وإن لكم أن تصحوا، فلا تسقموا أبداً، وإن لكم أن تشبوا فلا تهرموا أبداً، وإن لكم أن تنعموا، فلا تبأسوا أبداً».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہوگی کہ اہل جنت جب جنت میں چلے جائیں گے تو ان میں ایک پرکار لگانے والا پرکار کرے گا: (ان لکم ان تحیوا فلا تموتوا أبداً، وإن لکم ان تصحوا فلا تسقموا أبداً۔) اور حدیث کو ذکر کیا۔ یعنی وہ دائمی نعمت میں ہوں گے۔ نہ تو انہیں موت کا خوف ہوگا اور نہ ہی مرض اور بڑھاپے کا جو کمزوری کا باعث ہوتا ہے اور نہ ہی جس نعمت میں وہ ہوں اس کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔ یہ حدیث اور اس طرح کی دیگر حدیثیں انسان کے لیے عمل صالح کی رغبت کو واجب کرتی ہیں جس کے ذریعہ وہ اس جگہ (جنت) تک پہنچ سکتا ہے۔

من نعيم الجنة أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبر أن أهل الجنة ينادي فيهم مناد: "إن لكم أن تحيوا فلا تموتوا أبداً، وإن لكم أن تصحوا فلا تسقموا أبداً" وذكر الحديث، أي: أنهم في نعيم دائم لا يخافون الموت ولا المرض ولا كبر السن الموجب للضعف، ولا انقطاع ما هم فيه من النعيم، فهذا الحديث وغيره يوجب للإنسان الرغبة في العمل الصالح الذي يتوصل به إلى هذه الدار.

راوی الحدیث: رواہ مسلم، وفي لفظه تقديم وتأخير.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه- أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فلا تسقموا: فلا تمرضوا.
- أن تشبوا: أي تظلوا شباباً.
- فلا تهرموا: الهرم الحالة الحاصلة عند الكبر (الشيخوخة)، وهو داء طبيعي لا دواء له كالموت.
- تنعموا: أي تجودوا النعيم والسعادة.
- لا تبأسوا: من البؤس وهو الضر والشقاء.

فوائد الحدیث:

۱. نعيم الجنة دائم لا يبید ولا یفنى ولا ینقطع.
۲. اختلاف نعيم الجنة عما في الدنيا من النعيم؛ لأن نعيم الجنة لا خوف فيه، وأما نعيم الدنيا لا يدوم ويعتريه آلام وأسقام.

٣. أهل الجنة يتقلبون في نعم ليس فيها مرض ولا هرم ولا عيب ولا نقص.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (8341)

إذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته وإن كانت
على التنور

جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے بلائے تو اسے فوراً آنا
چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔

۱۵۵۲. الحدیث:

۱۵۵۲. حدیث:

عن أبي علي طلق بن علي -رضي الله عنه- أن رسول
الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا دعا الرجل
زوجته لحاجته فلتأته وإن كانت على التَّنُّور».

ابو علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے بلائے تو
اسے فوراً آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إذا طلب الرجل امرأته للجماع فيجب عليها أن
تجيبه ولو كانت مشغولة شغلاً لا يقوم به غيرها، كأن
تكون تحبز أو تطبخ.

جب شوہر اپنی بیوی کو ہمبستری کے لیے بلائے تو اس پر یہ واجب ہے کہ اس کی
بات کو قبول کرے اگرچہ وہ ایسے کام میں مشغول ہو کہ اس کے علاوہ وہ کام کوئی نہ کر
سکے، جیسے کہ وہ روٹی، یا کھانا پکا رہی ہو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو علي طلق بن علي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حاجته: أي: الجماع.
- فلتأته: أي لتجب حاجته.
- التنور: الذي يخبز فيه الخبز.

فوائد الحديث:

۱. حق الزوج على الزوجة عظيم فينبغي أن تعد نفسها لذلك.
۲. حث المرأة أن تعمل على إرضاء زوجها وإسعاده بكل ما يحبه في غير معصية الله.
۳. الأمور تتفاوت في الأهمية؛ فبعضها فوق بعض.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: أبو
عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتبة الإسلامية. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار
الفكر. ط ۱ عام ۱۴۲۲. تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذي، تأليف: أبو العلا محمد عبدالرحمن المباركفوري، الناشر: دار الكتب العلمية. دليل
الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة، تأليف: القاضي ناصر الدين عبدالله
البيضاوي، تحقيق: لجنة مختصة بإشراف نور الدين طالب، الناشر: وزارة الأوقاف بالكويت، عام ۱۴۳۳. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف:
سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5788)

جب تم ہریالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حق دو (یعنی گھاس چرنے دو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو) اور ان کی سکت ختم ہونے سے پہلے (منزل مقصود تک) پہنچنے کی کوشش کرو۔

إذا سافرت في الخِصْب، فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الأَرْضِ، وَإِذَا سافرت في الجَدْبِ، فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَبَادِرُوا بِهَا نَقِيَّهَا

۱۰۵۳. حدیث:

۱۰۵۳. الحدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ہریالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حق دو (یعنی گھاس چرنے دو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو) اور ان کی سکت ختم ہونے سے پہلے (منزل مقصود تک) پہنچنے کی کوشش کرو اور اگر رات کو پڑاؤ ڈالو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالو کیونکہ یہ جانوروں کے گزرنے کا راستہ اور رات کو نکلنے والے حشرات الارض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «إذا سافرت في الخِصْب، فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الأَرْضِ، وَإِذَا سافرت في الجَدْبِ، فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَبَادِرُوا بِهَا نَقِيَّهَا، وَإِذَا عَرَسْتُمْ، فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ؛ فَإِنَّهَا طُرُق الدَّوَابِّ، وَمَأْوَى الهَوَامِّ بالليل»

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

حدیث میں انسان اور چوپایوں دونوں ہی کے مصالح کا خیال رکھا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے مسافروں کو ان آداب کے ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی۔ مسافر جب کسی چوپائے مثلاً اونٹ، گدھے، خچر یا گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کر رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ چرنے اور چلنے میں اس کی سہولت کا خیال رکھے کیوں کہ وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ ایسے وقت میں سفر کر رہا ہو جس میں کھیتی اور چارے کی کثرت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آہستہ آہستہ سفر کرے اور جلدی نہ کرے تاکہ چوپائے اتنا چرسکیں جتنا ان کا حق ہے۔ اور جب وہ ایسے وقت میں سفر کرے جس میں کھیتی اور چارے وغیرہ کی قلت ہو تو پھر چوپائے کی طاقت کے لحاظ سے تیزی کے ساتھ سفر کرے تاکہ چوپائے کو تھکا نہ دے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے مسافر کو حکم دیا کہ رات کو جب وہ آرام اور نیند کے لئے قیام کرے تو راستے میں پڑاؤ نہ ڈالے کیوں کہ راستے مسافروں کے جانوروں کی گزرگاہ ہیں جن پر وہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ راستے میں پڑاؤ کر کے وہ ان کی آمد و رفت کو نہ روکے اور نہ ہی ان کے لیے تکلیف کا باعث ہو اور اس ممانعت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ زہریلے کیڑے مکوڑے اور درندے رات کو راستوں میں چلتے پھرتے ہیں کیوں کہ ان پر چلنے میں سہولت ہوتی ہے اور وہ وہاں گری پڑی کھانے وغیرہ کی اشیاء کو اٹھاتے ہیں۔

في الحديث مراعاة مصالح الإنسان والبهائم، حيث أرشد صلى الله عليه وسلم المسافرين إلى هذه الآداب: فأمر المسافر إذا سافر على راحلة بهيمة: من الإبل، أو الحمير أو البغال، أو الخيل؛ فإن عليه أن يراعي مصلحتها في الرعي والسير؛ لأنه مسئول عنها: فإذا سافر في أيام كثرة الزرع والعلف؛ فإن عليه أن يتأني ولا يسرع في السير حتى يعطي الدوابَّ حقها من الرعي، وأنه إذا سافر في أيام قلة الزرع والعلف؛ فإن عليه أن يسرع في حدود طاقة الدابة؛ حتى لا يُجهد الدابة ويُتعبها. وكذلك أمر صلى الله عليه وسلم المسافر: إذا نزل في الليل ليستريح وينام؛ فإنه لا يفعل ذلك في الطريق، لأنها طرق دوابِّ المسافرين، يترددون عليها، فلا يمنعها عن طُرُقها ويُسبب لها الضرر، وكذلك لأنها مأوى الحشرات ودواب الأرض من ذوات السموم والسباع، تمشي في الليل على الطرق؛ لسهولتها، ولأنها تلتقط منها ما يسقط من مأكول ونحوه.

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- في الخصب : في وقت كثرة الزرع والعلف والخير
- حظها من الأرض : نصيبها وحقها من نبات الأرض؛ يعني: دعوها ساعة فساعة ترعى.
- الجذب : انقطاع المطر، ويُنس الأرض
- فأسرعوا عليها السير : المعنى: فأسرعوا راكبين عليها، ولا توقفوها في الطريق لئبَلَّغَكُم المنزل قبل أن تَضْعُف.
- وبادروا بها نقبها : معناه: أسرعوا بها حتى تصلوا إلى المكان الذي تقصدونه قبل أن يذهب مُجْهُهَا مِنْ تَعَب السَّيْرِ، والنقب: المخ.
- عرستم : التعريس: هو النزول في الليل للنوم والراحة
- فاجتنبوا الطريق : أي: أعرضوا عنها، وانزلوا يَمْنَةً أو يَسْرَةً.
- طرق الدواب : أي: دواب المسافرين، أو دواب الأرض من السباع وغيرها.
- ومأوى الهوام : المأوى: الملجأ. والهوام: هي الحشرات والحيوانات السامة كالأفاعي ونحوها
- بقيها : بكسر النون وإسكان القاف: المخ، والمعنى أسرعوا بها حتى تصلوا المقصد قبل أن يذهب مجها من مشقة السير.

فوائد الحديث:

١. إعطاء الدواب حقها في الأكل والمرعى، وعدم منعها منه
٢. اجتناب الأماكن التي يتوقع الإنسان فيها الأذى، وعدم النوم فيها.
٣. حض الإسلام على الرفق بالحيوان، ومراعاة مصالحه في السير
٤. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على مصالح المسلمين، وإرشادهم إليها

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - مرقاة المفاتيح، بعلي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الفكر. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5961)

إذا قال الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ

جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سمجھ لو کہ وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

۱۵۵۴. الحدیث:

۱۵۵۴. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا قال الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سمجھ لو کہ وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

”إذا قال الرجل: هلك الناس، يريد بذلك إنقاصهم وتحقيرهم والترفع عليهم، لما يرى من نفسه فضلا عليهم، فقد صار بذلك أعظمهم هلاكا“. وهذا على رواية الرفع: ”أهلكهم“. وأما على رواية النصب: ”أهلكهم“ فمعناه: ”كان سببا في هلاكهم حيث قنطهم وأياسهم من رحمة الله، وصدّهم عن الرجوع إليه بالتوبة، ودفعهم إلى الاستمرار فيما هم عليه من القنوط، حتى هلكوا“.

”إذا قال الرجل: هلك الناس“ (جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے) اس سے اس کی مراد لوگوں کی تنقیص و تحقیر کرنا اور اپنی برتری جتاننا اور اپنے آپ کو ان سے بالاتر سمجھنا ہو تو وہ خود ان سے زیادہ تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ معنی اس صورت میں ہے جب آپ بلکہم میں کاف کو پیش کے ساتھ پڑھا جائے۔ اور اگر نصب کے ساتھ آپ بلکہم پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ: یہ لوگوں کی ہلاکت کا سبب بن گیا اور وہ اس طرح کہ اس نے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس کر دیا اور ان کو توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے روک دیا اور جن کاموں پر وہ لگے ہوئے ہیں ناامیدی کی وجہ سے وہ اسی پر گامزن رہے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• أَهْلَكُهُمْ: أَشَدَّهُمْ هَلَاكًا.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن الإعجاب بالنفس، واحتقار الآخرين، وعدم الأمن من مكر الله.
۲. من فعل ذلك فهو أسوأ منهم بما يلحقه من الإثم في انتقاصهم، والوقية بهم.
۳. المسلم يقوم بواجب الدعوة إلى الله -تعالى- عندما يرى فساد الناس.
۴. ذكر عيوب الناس سبب في إشاعة الفاحشة التي تأتي بالهلاك والدمار.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹م. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ.

مجالس التذكير من حديث البشير النذير، عبد الحميد محمد بن باديس الصنهاجي، الناشر: مطبوعات وزارة الشؤون الدينية، الطبعة: الأولى ١٤٠٣هـ،
١٩٨٣م.

الرقم الموحد: (8877)

إذا نعس أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم

جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے

۱۵۵۵. الحدیث:

۱۵۵۵. حدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها - مرفوعاً: «إذا نَعَسَ أحدكم وهو يصلي فَلْيَرْقُدْ حتى يذهب عنه النوم، فإن أحدكم إذا صلى وهو نَاعِسٌ لا يدري لعله يذهب يستغفر فَيَسُبُّ نَفْسَهُ».

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ”جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے۔ کیوں کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا، تو پتہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنے لگے تو اپنے آپ ہی کو برا کہنے لگ جائے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

موضوع الحديث كراهة إجهاد النفس بالعبادة فإذا أحس المصلي بمقدمة غلبة النوم عليه وهو يصلي فليقطع صلاته أو يتمها ثم يرقد ويريح نفسه حتى لا يحصل منه دعاء على نفسه حال تعبته.

حدیث کا موضوع یہ ہے کہ عبادت سے نفس کو تھکانا ناپسندیدہ ہے۔ لہذا جب نمازی دوران نماز نیند کا غلبہ محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ کر یا پوری کر کے سو جائے اور اپنے نفس کو راحت و آرام پہنچائے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تکیان کی حالت میں وہ اپنے آپ پر بددعا کر بیٹھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعس: من النعاس وهو مقدمة النوم.
- يستغفر: الاستغفار طلب الستر.
- يسب نفسه: أي يتلفظ بما لا يقصده لغلبة النعاس مثل أن يدعو على نفسه.

فوائد الحديث:

۱. كراهة إجهاد النفس بالعبادة.
۲. الاقتصاد وترك الغلو في العبادة.
۳. الحث على الخشوع في الصلاة وحضور القلب في العبادة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، ترميم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، مقاييس اللغة، تأليف: أحمد بن فارس الرازي، المحقق: عبدالسلام محمد هارون، الناشر: دار الفكر، عام ۱۳۹۹ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ۱۴۱۸. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الحن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشريجي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ۱۴ عام ۱۴۰۷ - ۱۹۸۷. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ۱۴۲۵هـ.

الرقم الموحد: (5789)

روز قیامت لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر
سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ: أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً

۱۵۵۶. الحديث:

۱۵۵۶. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روز
قیامت لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے
زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔"

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ: أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً».

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن نبی ﷺ کے سب سے زیادہ قریب
اور آپ ﷺ کی شفاعت کے سب سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہوں گے جو آپ
ﷺ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

معنى الحديث أنَّ أقرب الناس، وأحقهم بشفاعة النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم القيامة هم الذين يكثرون من الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم-.

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن حبان.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• أولى الناس بي: أي أقربهم إليّ، وأحقهم بشفاعتي.

فوائد الحديث:

۱. أن الناس يختلفون يوم القيامة في ولايتهم للنبي -صلى الله عليه وسلم-.

۲. إثبات يوم القيامة وأن الإيمان به أحد أركان الإيمان الستة.

۳. فضل الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-.

۴. استحباب كثرة الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- "أكثرهم عليّ صلاة".

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج ۱، ۲)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج ۳)، وإبراهيم عطوة عوض (ج ۴، ۵)،
ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب
الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في
شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح
بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام
بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5498)

إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَجِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ
إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا

بے شک تمہارا رب باحیا، اور سخی ہے، وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں
اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے جیا کرتا ہے۔

۱۵۵۷. الحدیث:

۱۵۵۷. حدیث:

عن سلمان -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى
الله عليه وسلم- قال: «إن ربكم حَيٌّ كَرِيمٌ،
يَسْتَجِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُمَا
صِفْرًا».

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک
تمہارا رب باحیا، اور سخی ہے، وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں اٹھے ہوئے
ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے جیا کرتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

دل هذا الحديث على مشروعية رفع اليدين في الدعاء،
وأن هذا الفعل سبب من أسباب الإجابة، لما في هذه
الهيئة من إظهار الحاجة والذل من العبد أمام الغني
الكريم، وتفاوتاً في أن يضع فيهما حاجته التي سأل
ربه، لأنه سبحانه من جوده وكرمه يستجى من عبده
إذا رفع إليه يديه يسأله أن يردهما صِفْرًا خاليتين من
العطاء، لأنه هو الجواد الكريم.

یہ حدیث دعا میں ہاتھ اٹھانے کی مشروعیت کی دلیل ہے اور اس میں اس بات کی
وضاحت ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے؛ کیونکہ
اس ہیئت میں اس غنی اور کریم ذات کے سامنے بندے کی ضرورت مندی اور
مسکنت کا اظہار ہوتا ہے اور اس میں نیک شگونی کا اظہار بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان
ہاتھوں میں اس کی مانگی گئی شے ڈال دے گا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم کی
بدولت اس بات سے جیا کرتا ہے کہ جب بندہ سائل بن کر اس کے سامنے ہاتھ
اٹھائے، تو وہ اسے دیے بغیر خالی ہاتھ ہی لوٹا دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت
سخی اور کریم ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه .

التخريج: سلمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حَيٌّ: أي ذو حياة، فالله يوصف بالحياة على ما يليق به سبحانه وتعالى.
- كَرِيمٌ: الكريم: هو الذي يعطي بغير سؤال، فكيف بعد السؤال؟.
- صِفْرًا: أي خاليتين، ليس فيهما شيء.

فوائد الحديث:

۱. إثبات الربوبية لله عزوجل "إن ربكم".
۲. إثبات صفة الحياة لله تعالى "إن ربكم حي".
۳. إثبات الكرم لله عزوجل "كريم".
۴. أنه كلما أظهر الإنسان الافتقار إلى الله تعالى والتعبد، كان أرحم له وأقرب للإجابة.
۵. استحباب رفع اليدين في الدعاء تحريماً للإجابة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط
المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سؤرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد

شاكر (ج ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (ج ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. سنن سنن ابن ماجه، لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الخامسة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨. تسهيل الإمام بفقهاء الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5499)

یقیناً تم اپنے مال و دولت کے ذریعے لوگوں کا دل نہیں جیت سکتے تاہم تمہارا اچھا اخلاق اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا ان کے دل جیت سکتا ہے۔

إِنَّكُمْ لَا تَسْعُونَ النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ لِيَسْعَهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ

۱۵۵۸. حدیث :

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا : یقیناً تم اپنے مال و دولت کے ذریعے لوگوں کا دل نہیں جیت سکتے تاہم تمہارا اچھا اخلاق اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا ان کے دل جیت سکتا ہے۔

۱۵۵۸. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «إنكم لا تسعون الناس بأموالكم وليسعهم منكم بسطُ الوجه وحسن الخلق».

حدیث کا درجہ : حسن لغیرہ

درجة الحديث: حسن لغیره

اجمالی معنی :

یہ حدیث ملاقات کے وقت خندہ روئی اور پھرے کی بشاشت کے ساتھ پیش آنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور حسن خلق، حسن معاشرت اور اسی طرح لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو اور اچھا معاملہ کرنے کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ ایسا کرنا ہر انسان کے بس میں ہوتا ہے۔ یہی وہ اخلاق ہیں جو محبت کو فروغ دیتے ہیں اور افراد معاشرہ کے مابین دائمی الفت پیدا کرتے ہیں۔

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على فضل بسط الوجه وطلاقة ودياشته عند اللقاء، وفضل حسن الخلق وحسن المعاشرة، ومعاملة الناس بالكلام الطيب والفعل الحسن، وهذا بمقدور كل إنسان، وهذه الأخلاق هي التي تجلب المحبة وتديم الألفة بين أفراد المجتمع.

راوي الحديث: رواه الحاكم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بَسْطُ الْوَجْهِ: أي بشاشة وطلاقة الوجه.
- حُسْنُ الْخُلُقِ: معاملة الناس ومعاشرتهم المعاشرة الطيبة.

فوائد الحديث:

۱. فضيلة تقوى الله وحسن الخلق.
۲. أن الإنسان قد يجذب الناس ويحبهم به بدون مال إنما بطلاقة الوجه.
۳. أن طلاقة الوجه وحسن الخلق من أفضل وأنجح الوسائل للدعوة إلى الله.
۴. يستفاد من الحديث أنه ينبغي حسن معاشرة الناس ومخالطتهم والتبسم لهم، وطلاقة الوجه معهم.

المصادر والمراجع:

المستدرک علی الصحیحین، لأبی عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ النیسابوری المعروف بابن البیع، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، ط دار الکتب العلمیة - بیروت - الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ - ۱۹۹۰ صحیح الترغیب والترہیب، لمحمد ناصر الدین الألبانی، ط مكتبة المعارف - الرياض. توضیح الأحکام من بلوغ المرام، الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامیة، الطبعة الخامسة ۱۴۲۳ هـ - ۲۰۰۳ م. منحة العلام فی شرح بلوغ المرام، الشیخ عبد اللہ بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزی، الطبعة الأولى ۱۴۲۸. تسهیل الإمام بفقہ الأحادیث من بلوغ المرام، الشیخ صالح الفوزان بن عبد اللہ الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشیخ محمد بن صالح العثیمین، ط المكتبة الإسلامیة، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعیل الصنعانی، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5500)

إن الأشعريين إذا أرمَلوا في الغزو، أو قل طعام عيالهم بالمدينة

اشعري قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ میں مفلس ہو جائیں یا پھر مدینہ میں ان کے پاس اپنے اہل و عیال کے لیے توشہ کم ہو جائے!

۱۵۵۹. الحدیث:

۱۵۵۹. حدیث:

عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "إنَّ الأشعريين إذا أرمَلوا في الغزو، أو قلَّ طعام عيالهم بالمدينة، جمَعوا ما كان عندهم في ثوبٍ واحدٍ، ثم اقتَسَموه بينهم في إناءٍ واحدٍ بالسوية، فهُم مِنِّي وأنا مِنْهُمْ".

ابوموسی - رضی اللہ عنہ - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اشعری قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ میں مفلس ہو جائیں یا پھر مدینہ میں ان کے پاس اپنے اہل و عیال کے لیے توشہ کم ہو جائے تو ان کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے اسے وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اسے ایک برتن میں ڈال کر اپنے مابین برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن الأشعريين وهم قوم أبي موسى رضي الله عنه إذا قل طعامهم أو كانوا في الغزو للجهاد في سبيل الله جمعوا طعامهم واقتسموه بينهم بالمساواة، فلذلك استحقوا أن ينسبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم نسبة شرف ومحبة وهو كذلك منهم عليه السلام على طريقتهم في هذا الخلق العظيم من الإيثار ولزوم الطاعة

اشعری لوگ ابو موسی اشعری - رضی اللہ عنہ - کے قبیلے کے لوگ ہیں۔ جب ان کے پاس کھانے کی کمی ہوتی یا پھر وہ اللہ کے راستے میں جہاد پر ہوتے تو اپنے کھانے کو اکٹھا کر کے برابر برابر باہم تقسیم کر لیتے۔ اپنے اس فعل کی وجہ سے وہ اس بات کے سزاوار ٹھہرے کہ ان کی رسول اللہ ﷺ کی طرف شرف و محبت کی نسبت ہو اور آپ ﷺ بھی انہی میں سے ہیں یعنی ایثار و فرمانبرداری کے عظیم اخلاقی صفت کی راہ پر گامزن ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأشعريون : هم قبيلة باليمن، منهم أبو موسى الأشعري رضي الله عنه.
- أرمَلوا : فرغ زادهم، أو قارب الفراغ.
- في الغزو : الخروج لقتال العدو.
- بالسوية : بالعدل والنصيفة.
- فهم مني : قريبون خلقاً وهدياً.

فوائد الحديث:

۱. بیان فضیلة الأشعريين.
۲. جواز تحديث الرجل بمناب قومه.
۳. فضیلة الإيثار والمواساة.
۴. استحباب خلط الزاد في السفر والحضر أيضاً.
۵. جواز التأمين التعاوني، وهو أن يدفع أفراد أموالاً تعطى للمحتاج منهم، ويكون الفائض لصالح الجميع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري , ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. دار إحياء التراث العربي، بيروت. فتح الباري لابن حجر العسقلاني ،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. دار المعرفة، ط بدون، ١٣٧٩هـ. شرح مسلم للنووي، دار إحياء التراث، ط ٢، ١٣٩٢هـ. تطريز رياض الصالحين لفبصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل محمد، دار العاصمة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي. دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين ، دار الوطن للنشر، الرياض. الطبعة: ١٤٢٦ هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (5543)

بیشک دین آسان ہے۔ جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ اپنے عمل میں راستگی اختیار کرو، اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ، اور صبح و شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

إن الدين يسر، ولن يشاد الدين إلا غلبه، فسددوا وقاربوا وأبشروا، واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة

۱۵۶۰. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک دین آسان ہے، جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ اپنے عمل میں راستگی اختیار کرو، جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ، اور صبح و شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ”تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل یا کرو اور اعمدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔“

۱۵۶۰. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال النبي - صلى الله عليه وسلم -: «إن الدين يسر، ولن يشاد الدين إلا غلبه، فسددوا وقاربوا وأبشروا، واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة». وفي رواية: «سددوا وقاربوا، واغدوا وروحوا، وشيء من الدلجة، القصد القصد تبلغوا».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

جب بھی کوئی شخص دینی اعمال کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہے اور نرمی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بالآخر عاجز آجاتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کا سارا عمل یا اس کا کچھ حصہ سرے سے چھوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ مبالغہ کے بجائے میانہ روی اپناؤ اور اگر عمل کو پورے طرح سے انجام نہ دے سکو تو ایسا عمل کرو جو اس کے قریب تر ہو اور دائمی عمل کے ثواب کی نوید پر خوش ہو جاؤ اگرچہ وہ کم ہی ہو اور اپنی فراغت اور چستی کے اوقات میں عبادت کر کے ان سے مدد حاصل کرو۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ”الدين“ کا لفظ نائب فاعل ہے۔ اسے حالت نصبی کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی ”لن يشاد الدين أحد“ (یعنی دین پر کوئی غالب نہیں آسکتا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”وہ اس پر غالب ہو جاتا ہے۔“ یعنی دین اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ سختی برتنے والا شخص دین کے کئی راستے ہونے کی وجہ سے اس کے مقابلے سے عاجز آجاتا ہے۔

المعنى الإجمالي:

لا يتعمق أحد في الأعمال الدينية ويترك الرفق إلا عجز وانقطع عن عمله كله أو بعضه فتوسطوا من غير مبالغة وقاربوا إن لم تستطيعوا العمل بالأكمل فاعملوا ما يقرب منه وأبشروا بالشواب على العمل الدائم وإن قل واستعينوا على تحصيل العبادات بفراغكم ونشاطكم. قال النووي: قوله: "الدين" هو مرفوع على ما لم يسم فاعله، وروي منصوبًا، وروي: "لن يشاد الدين أحد" وقوله - صلى الله عليه وسلم -: "إلا غلبه": أي: غلبه الدين وعجز ذلك المشاد عن مقاومة الدين لكثرة طرقه. والأمر بالغدوة، وهو السير أول النهار، والروح، وهو السير آخر النهار، والدلجة، وهي السير في الليل من باب التشبيه، شبه المسلم في سيره على الصراط المستقيم بالإنسان في عمله الديني، ففي حال الإقامة يعمل طرفي النهار، ويرتاح قليلًا، وفي حال السفر يسير بالليل وإذا تعب نزل وارتاح، وكذلك السير إلى الله - تعالى -.

راوي الحدیث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يشاد : يكلف نفسه من العبادة فوق طاقته والمشادة المغالبة.
- الغدوة : سير أول النهار.
- الروحة : آخر النهار.
- الدلجة : آخر الليل.
- سددا : أي: التزموا السداد وهو التوسط في العمل.
- قاربوا : إذا لم تستطيعوا الأخذ بالأكمل فاعملوا ما يقرب منه.
- القصد : لزوم التوسط في الأمر.

فوائد الحديث:

١. القصد في العبادة يوصل إلى مرضاة الرب ودوام القيام بعبوديته.
٢. على العابد أن يختار أوقات النشاط في العبادة وليصل نشاطه.
٣. كل متنطع في الدين ينقطع لأن غلوه يؤدي إلى الملل، والمبالغة في التطوع يعقبها الفتور.
٤. الإسلام دين يسر ورفع الحرج وهذا من خصائص هذه الأمة.
٥. الأخذ بالرخص الشرعية في وقتها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ١٤٢٢.
رياض الصالحين، تأليف أبي زكريا يحيى بن شرف النووي، تحقيق: عصام موسى هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط ٤ عام ١٤٢٨.
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، تبرز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ١٤٢٣ - ٢٠٠٢.

الرقم الموحد: (5795)

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی لہجہ لی جاتی ہے، اسے بد نما اور عیب دار کر دیتی ہے۔

إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه

۱۵۶۱. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی لہجہ لی جاتی ہے، اسے بد نما اور عیب دار کر دیتی ہے۔“

۱۵۶۱. الحدیث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

نرمی کرنے والا اپنی حاجت یا اس کا کچھ حصہ پالیتا ہے۔ لیکن سختی کرنے والا اپنی حاجت کو نہیں پالتا، اگر پالتا بھی ہے، تو مشقت کے ساتھ۔

المعنى الإجمالي:

صاحب الرفق يدرك حاجته أو بعضها أما صاحب العنف لا يدركها وإن أدركها فبمشقة.

راوی الحدیث: رواہ مسلم.

التخریج: عائشہ -رضي الله عنها-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الرفق: لين الجانب بالقول والفعال.
- زانه: حسنه وجمله.
- شانه: عابه وقبحه.

فوائد الحدیث:

۱. ضرورة التحلي بالرفق فإنه يزين المرء ويجمله في أعين الناس وعند الله تعالى.
۲. البعد عن العنف والشدة والغلظة لأنها تشين صاحبها عند الناس وعند الله سبحانه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، تطرز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ۱۴۲۳ - ۲۰۰۲.

الرقم الموحد: (5796)

إن الله - عز وجل - يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدني

بے شک قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا اور تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔

۱۵۶۲. الحدیث:

۱۵۶۲. حدیث:

عن أبي هريرة- رضي الله عنه- قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم-: "إنَّ الله - عز وجل - يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ، مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أُعْوِدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ! يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَطَعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أَطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدِي! يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَنِي ذَلِكَ عِنْدِي."

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کی بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے نہیں کھلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب، میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا تو نے مجھے نہیں پلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کو پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا اور تو نے اسے نہیں پلایا! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا!

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن أبي هريرة- رضي الله عنه- أن النبي - صلى الله عليه وسلم- قال: "يقول الله تعالى يوم القيامة: يا ابن آدم مرضت فلم تعدني، قال: كيف أعودك، وأنت رب العالمين"، يعني: وأنت لست بحاجة إلي حتى أعودك، قال: أما علمت أن عبدي فلاناً مرض فلم تعده، أما إنك لو عدته لوجدتني عنده. هذا الحديث ليس فيه إشكال في قوله تعالى: مرضت فلم تعدني؛ لأن الله تعالى يستحيل عليه المرض؛ لأن المرض صفة نقص والله سبحانه وتعالى منزه عن كل نقص، لكن المراد بالمرض مرض عبد من عباده الصالحين وأولياء الله سبحانه وتعالى هم خاصته، ولهذا قال: أما إنك لو عدته لوجدتني عنده، ولم يقل لوجدت ذلك عندي

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کی بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! یعنی آپ کو تو ضرورت نہیں ہے کہ میں آپ کی بیمار پرسی کرتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں بیمار ہوا تو تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بیماری کا لاحق ہونا ناممکن ہے؛ کیوں کہ بیمار ہونا صفتِ نقص ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے، لیکن یہاں بیماری سے مراد اس کے نیک اور صالح بندوں میں سے کسی بندے کا بیمار ہونا ہے جو کہ اس کے خاص لوگ ہوتے ہیں، اسی

لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اور یہ نہیں فرمایا کہ تو اس کا اجر میرے پاس پاتا جیسا کہ آگے چل کر کھانے اور پینے کے بارے میں فرمایا، بلکہ یہاں تو یہ فرمایا کہ تو مجھے اس کے پاس پاتا، اور یہ بات مریض کی اللہ تعالیٰ سے قربت پر دلالت کرتی ہے، اسی لیے علماء کا کہنا ہے کہ مریض کا کسی شخص کے لیے دعاء یا بددعاء کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سنا جاتا ہے۔ اللہ کا یہ فرمان: "اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے نہیں کھلایا! یعنی میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے نہیں کھلایا، یہ تو بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لیے تو کھانا طلب نہیں کرتا اس کا فرمان ہے: اور جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا" ("الانعام: ۱۴) وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اسے نہ کھانے کی ضرورت ہے نہ تو پینے کی حاجت ہے، لیکن دنیا میں اس کے بندوں میں سے کسی بندے کو بھوک لگی تو ایک شخص نے باوجود جاننے کے اسے کھانا نہ کھلایا تو ارشاد فرمایا: اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا، یعنی اس کھلانے کا ثواب میرے پاس میرے خزانوں سے پاتا میرے پاس ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ کا یہ فرمان: "اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا تو تو نے مجھے نہیں پلایا، یعنی میں نے تجھ سے پینے کی کوئی چیز مانگی تو تو نے مجھے نہیں دی تو بندہ کسے گا: "میں کیسے آپ کو پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟" یعنی آپ کو تو کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: "کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے کو پیاس لگی یا اس نے تجھ سے پانی مانگا، اور تو نے اسے نہیں پلایا، کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی پیاسا آپ سے پانی مانگے تو اسے پانی پلانے پر آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس پلانے کا ثواب (خزانوں میں) جمع ہوگا، ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

كما قال في الطعام والشراب، بل قال: لوجدتني عنده، وهذا يدل على قرب المريض من الله عز وجل، ولهذا قال العلماء: إن المريض حري بإجابة الدعاء إذا دعا لشخص أو دعا على شخص. قوله: "يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمني"، يعني طلبت منك طعاماً فلم تطعمني، ومعلوم أن الله تعالى لا يطلب الطعام لنفسه لقول الله تبارك وتعالى: "وهو يُطعم ولا يُطعم" الأنعام: ۱۴، فهو غني عن كل شيء لا يحتاج لطعام ولا شراب، لكن جاع عبد من عباد الله فعلم به شخص فلم يطعمه، قال الله تعالى: "أما إنك لو أطعمته لوجدت ذلك عندي"، يعني: لوجدت ثوابه عندي مدخراً لك الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيرة. قوله: "يا ابن آدم استسقيتك"، أي: طلبت منك أن تسقيني فلم تسقيني، قال: "كيف أسقيك وأنت رب العالمين؟"، يعني: لست في حاجة إلى طعام ولا شراب، قال: "أما علمت أن عبدي فلاناً ظمئاً أو استسقاك فلم تسقه، أما علمت أنك لو سقيته لوجدت ذلك عندي"، إسقاءً من طلب منك السقيا فأسقيته يجعلك تجد ذلك عند الله مدخراً الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيرة.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- استسقيتك: طلبت منك السقيا لعبدي.
- استطعمتك: طلبت منك الطعام لعبدي.

فوائد الحديث:

۱. إثبات صفة الكلام لله - تعالى -.
۲. الحث على عيادة المريض وإطعام الطعام وبذل الماء لمن يحتاج إليه.
۳. الحسنات لا تضيع، وأنها عند الله بمكان.

٤. الحديث حجة تبطل عقيدة الحلول والاتحاد، فهو ظاهر في العبادة والإطعام والإسقاء حيث أثبت عبد ومعبود، ورب ومربوب، وخالق ومخلوق، تعالى الله عما يصفون علواً كبيراً.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5544)

إن الله رفيق يحب الرفق في الأمر كله

یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

۱۵۶۳. الحدیث:

۱۵۶۳. حدیث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله رفيق يحب الرفق في الأمر كله». قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق، ما لا يعطي على العنف، وما لا يعطي على ما سواه»

أم المؤمنین عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن الله رفيق يحب أن تكون كل الأمور برفق ويجب من عباده من كان رفيقاً بخلق له لين الجانب حسن التعامل ويثيب على ذلك ما لا يثيب على العنف والشدة، وهو رفيق في جميع الأمور، فهذا خلق عظيم ومحبوب لله سبحانه وتعالى، فالمسلم ينبغي له أن يتصف به دائماً.

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے اور اپنے بندوں کے لیے یہ پسند کرتا ہے کہ وہ مخلوق پر نرم دل ہو، متانت کرنے والا اور بہتر معاملہ کرنے والا ہو اور اس پر اللہ وہ اجر دے گا جو سختی اور شدت پر نہیں دیتا۔ اللہ تمام امور میں نرمی کرنے والا ہے۔ یہ ایک عظیم اخلاقی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس صفت کے ساتھ ہمیشہ متصف رہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يعطي على الرفق: أي: يثيب على لين الجانب.
- العنف: الشدة والمشقة.
- الرفق: لين الجانب

فوائد الحديث:

۱. إثبات صفة الرفق والمنحة لله تعالى، وإثبات اسم الرفيق.
۲. علو منزلة الرفق بين مكارم الأخلاق.
۳. الرفيق يستحق الثناء الجميل والأجر الجزيل من الله تعالى.
۴. تقبيح صورة العنف والشدة والغلظة حيث إن صاحبها محروم من الخير.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲ المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ط ۲ عام ۱۳۹۲.

الرقم الموحد: (5797)

إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة،
فيحمده عليها، أو يشرب الشربة، فيحمده
عليها

اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے اور اس پر اللہ
کی حمد و ثنا کرے یا پانی کا گھونٹ پئے اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کرے۔

۱۵۶۴. الحدیث:

۱۵۶۴. حدیث:

عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - مرفوعاً: «إن الله
ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة، فيحمده عليها، أو
يشرب الشربة، فيحمده عليها».

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا
کرے یا پانی کا گھونٹ پئے اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن من أسباب مرضاة الله سبحانه شكره على الأكل
والشرب فهو سبحانه وحده المتفضل بهذا الرزق.

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ کھانے پینے پر اس کا شکر
بجالیایا جائے۔ اللہ ہی تو ہے جو اپنے فضل سے یہ رزق دیتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أنس بن مالك

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الأكلة: هي المرة الواحدة من الأكل كالغداء والعشاء، والقول الثاني أنها اللقمة الواحدة.
- الشربة: هي المرة الواحدة من الشرب، وفيه قولان كالأكلة.

فوائد الحديث:

۱. إثبات صفة الرضى لله سبحانه وتعالى.
۲. أن رضى الله قد ينال بأدنى سبب كالحمد بعد الأكل والشرب.
۳. الحث على شكر الله عز وجل وأنه سبب لرضاه، وأن الشكر طريق للنجاة والقبول.
۴. بيان أدب من آداب الطعام والشرب.
۵. بيان كرم الله عز وجل فقد تفضل عليك بالرزق ورضي عنك بالحمد.
۶. السنة تحصل بقول: الحمد لله.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، نزهة المتقين شرح
رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومجي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ۱۴ عام ۱۹۸۷ - ۱۹۸۷ دليل
الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف: محمد بن علان الصديقي الشافعي، دار الكتاب العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم
بن عبيد الهلالي، دار ابن الجوزي، شرح رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن بإشراف المؤسسة، ط
۱۴۲۵ كنوز رياض الصالحين، رئيس الفريق العلمي: حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱۴۳۰ - ۲۰۰۹ تظرف رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار
العاصمة، ط ۱۴۲۳ - ۲۰۰۲

الرقم الموحد: (5798)

۱۰۶۵. الحدیث:

عن هشام بن حكيم بن حزام - رضي الله عنهما -: أنه مرَّ بالشَّام على أناس من الأَنْبَاطِ، وقد أُقيموا في الشمس، وُصِبَ على رؤوسهم الزَّيْتُ! فقال: ما هذا؟ قيل: يُعَذِّبُونَ فِي الْحَرَّاجِ - وفي رواية: حُبِسُوا فِي الْجِزْيَةِ - فقال هشام: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا». فدخل على الأمير، فحدثه، فأمر بهم فَخُلُّوا.

۱۰۶۵. حدیث:

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا ملک شام کے کچھ عجیبی کاشت کار لوگوں پر سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر تیل بہایا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ جواب دیا گیا کہ: خراج کی وجہ سے (یعنی ٹیکس نہ ادا کرنے کے جرم میں) انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: جزیرہ کی وجہ سے انہیں قید کیا گیا ہے۔ ہشام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: "اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔" چنانچہ وہ امیر (گورنر) کے پاس گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی، تو گورنر نے ان کی بابت حکم دیا اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن هشام بن حكيم بن حزام - رضي الله عنهما - مرَّ بالشَّام على أناس من فلاحين العجم، وقد أوقفوا في الشمس لتحرقهم، وزيادة في تعذيبهم صبَّ على رؤوسهم الزَّيْتُ؛ لأنَّ الزَّيْتُ تشتد حرارته مع حرارة الشمس، فسأل هشام - رضي الله عنه - عن سبب تعذيبهم فأجابوه بأنهم لم يدفعوا ما عليهم من أجرة الأراضي التي يعملون عليها، وفي رواية: أنهم لم يدفعوا ما وجب عليهم من الجزية، فلما رأى هشام - رضي الله عنه - هذا التنكيل بهؤلاء الضعفاء قال - رضي الله عنه -: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَخْبِرُ أَنَّ مَنْ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ مِمَّنْ لَا يَسْتَحِقُّ التَّعْذِيبَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعَذِّبُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، جَزَاءً وَفَاءً، ثُمَّ بَعْدَ أَنْ قَالَ مَقُولَتَهُ تَلَّكَ: دَخَلَ عَلَى الْأَمِيرِ وَأَخْبَرَهُ بِمَا سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَمَا كَانَ مِنَ الْأَمِيرِ إِلَّا أَنْ تَرَكَهُمْ فِي حَالِهِمْ. وَلَكِنْ لَا يَعْنِي ذَلِكَ عَدَمَ عِقَابِ الْمُخْطِئِ وَإِيْلَامَهُ بِمَا يَرُدُّعُهُ وَيَكْفِ شَرَّهُ، بَلِ الْمُنْهَى عَنْهُ هُوَ التَّعْذِيبُ الزَّائِدُ عَنِ الْعُقُوبَةِ الْمَعْتَادَةِ.

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما میں کچھ عجیبی کسانوں کے پاس سے گزرے جنہیں جلانے کے لئے دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کی سزا میں سختی لانے کے لئے ان کے سروں پر تیل انڈیلا گیا تھا اس لئے کہ سورج کی گرمی کے ساتھ تیل کی گرمی زور پکڑتی ہے۔ ہشام رضی اللہ عنہ نے ان کو عذاب دینے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب جس زمین پر کاشت کرتے ہیں اس کا کرایہ ابھی تک ادا نہیں کیے، اور ایک روایت میں ہے کہ: ان پر جو جزیرہ واجب ہے اسے ادا نہیں کیے۔ جب ہشام رضی اللہ عنہ نے ان کمزور لوگوں کے ساتھ اس قدر سختی کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے رہے تھے کہ جو لوگ دنیا میں ایسے لوگوں کو عذاب دیتے ہیں جو عذاب کے مستحق نہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن مکمل بدلے کے طور پر عذاب دے گا۔ ہشام رضی اللہ عنہ اپنی بات کہنے کے بعد گورنر کے پاس گئے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی، گورنر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصور وار کو ایسی سزا نہ دی جائے جس سے وہ جرم سے باز آجائے اور شر سے رک جائے۔ بلکہ جو بات ممنوع ہے وہ عام سزا سے زائد سزا دینے کے متعلق ہے۔

التخريج: هشام بن حكيم بن حزام - رضي الله عنهما -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأَنْبَاطُ : الفلّاحون من العجم.
- الحَرَاجُ : ما يُفْرَضُ على الأرض المفتوحة من المال مقابل تركها في يد الدافع.
- الحِزْبِيَّةُ : ما يُفْرَضُ على أهل الذمة.
- حُلُوا : تُرِكُوا من العذاب.

فوائد الحديث:

١. الترهيب من تعذيب المساكين والضعفاء أكثر مما فعلوه من الخطأ.
٢. تحريم تعذيب الناس حتى الكفار بغير موجب شرعي.
٣. تحذير الظالمين من الظلم.
٤. تمسك أصحاب رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
٥. استحباب قبول الأمير التَّصِيحَةَ من الرَّعِيَّةِ.
٦. الواجب على الرَّعِيَّةِ النصح للحاكم والأمير.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ٤١٨هـ - ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8888)

إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي

اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیزگار، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ حال ہو

۱۰۶۶. الحدیث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- مرفوعاً: "إنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ".

۱۰۶۶. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی (پرہیزگار)، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ حال ہو۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بين النبي عليه الصلاة والسلام صفة الرجل الذي يحبه الله عز وجل فقال: "إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي"، التقي: الذي يتقي الله عز وجل فيقوم بأوامره ويحْتَنِبُ نَوَاهِيَهُ، فيقوم بالفرائض ويحْتَنِبُ المحرمات، وهو مع ذلك وصف بأنه غني استغنى بنفسه عن الناس غنى بالله عز وجل عمن سواه لا يسأل الناس شيئاً ولا يتعرض للناس بتذلل بل هو غني عن الناس مستغن بربه، لا يلتفت إلى غيره، وهو خفي لا يظهر نفسه ولا يهتم أن يظهر عند الناس أو يشار إليه بالبنان أو يتحدث الناس عنه تجده من بيته إلى المسجد، ومن مسجده إلى بيته ومن بيته إلى أقاربه وإخوانه.

اجمالي معنی:

نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کی صفت بیان کی ہے جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ متقی، بے نیاز اور پوشیدہ حال بندے سے محبت رکھتا ہے۔“ متقی: وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے چنانچہ اس کے احکامات کو بجالاتا ہے اور اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرتا ہے، فرائض کی ادائیگی کرتا ہے اور حرام امور سے گریز کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ غنی و بے نیاز ہے۔ وہ اپنے دل کے ساتھ لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہے، اور اللہ عزوجل کی ذات کے ساتھ اس کے ماسوا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ نہ تو وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے اور نہ لوگوں کے سامنے بجا جت کرتا ہے۔ بلکہ وہ لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہے، اس کا رب اس کے لئے کافی ہوتا ہے، وہ اس کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ نیز وہ پوشیدہ و گنہگار ہوتا ہے، اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اسے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ ظاہر ہو یا پھر انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جائے یا لوگ اس کے بارے باتیں کریں۔ ایسا شخص آپ کو صرف اپنے گھر سے مسجد کی طرف اور مسجد سے گھر کی طرف یا پھر اپنے گھر سے اپنے عزیز و اقارب اور بھائیوں کی طرف جاتا ہوا ملے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• التقي: الممثل للأوامر، والمجتنب للنواهي.

• الغني: غني النفس، وغني المال كذلك.

• الخفي: الخامل الذكر الذي لا يعرف بين الناس، المعتزل لهم، المنقطع لعبادة ربه.

فوائد الحديث:

۱. فضل اعتزال الناس مع لزوم طاعة الله عند خوف الفتنة وفساد الناس.

۲. بيان الصفات المقتضية لمحبة الله لعباده، وهي التقوى والتواضع والرضى بما قسم الله.

٣. إثبات صفة المحبة لله -وهي على الوجه اللائق به-، وأنه يجب العبد الطائع.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. رياض الصالحين للنووي، ت: الفحل، دار ابن كثير، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للإمام النووي دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ.

الرقم الموحد: (5545)

إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواماً ويضع به
آخرين

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب
کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔

۱۰۶۷. الحدیث:

۱۰۶۷. حدیث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: أن النبي -
صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الله يرفعُ بهذا
الكتابِ أقواماً ويضعُ به آخرين».

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ
اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے
بہت سے لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى
الله عليه وسلم- قال: "إن الله يرفع بهذا الكتاب
أقواماً ويضع به آخرين"، يعني: معناه أن هذا القرآن
يأخذُه أناس يتلونُه ويقرءونه، فمنهم من يرفعه الله
به في الدنيا والآخرة، ومنهم من يضعهم الله به في
الدنيا والآخرة، من عمل بهذا القرآن تصديقاً
بأخباره، وتنفيذاً لأوامره واجتناباً لنواهيه، واهتداءً
بهديه، وتخلقاً بما جاء به من أخلاق -وكلها أخلاق
فاضلة-، فإن الله تعالى يرفعه به في الدنيا والآخرة،
وذلك لأن هذا القرآن هو أصل العلم ومنبع العلم
وكل العلم، وقد قال الله تعالى: "يرفع الله الذين آمنوا
منكم والذين أوتوا العلم درجات" المجادلة: ۱۱، أما
في الآخرة فيرفع الله به أقواماً في جنات النعيم. وأما
الذين يضعهم الله به فقوم يقرءونه ويحسنون قراءته،
لكنهم يستكبرون عنه -والعياذ بالله- لا يصدقون
بأخباره، ولا يعملون بأحكامه يستكبرون عنه عملاً،
ويجحدونه خيراً إذا جاءهم شيء من القرآن
كقصص الأنبياء السابقين أو غيرهم أو عن اليوم
الآخر أو ما أشبه ذلك صاروا والعياذ بالله يشككون
في ذلك ولا يؤمنون، وربما يصل بهم الحال إلى الجحد
مع أنهم يقرءون القرآن، وفي الأحكام يستكبرون لا
يأترون بأمره ولا ينتهون بنهيه، هؤلاء يضعهم الله
في الدنيا والآخرة، والعياذ بالله.

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے
ذریعے بہت سے لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔" یعنی جو لوگ اس قرآن کو سیکھتے
ہیں، اس کی تلاوت کرتے اور پڑھتے ہیں، ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ دنیا اور
آخرت میں بلندیاں عطا فرماتا ہے اور بعض کو دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے۔ جو
قرآن کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کر کے اس کی احکامات پر عمل کرتا ہے اور نواہی
سے بچتا ہے، اس سے راہ نمائی حاصل کرتا ہے، اس کے بیان کردہ اخلاق فاضلہ
کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں بلندیاں عطا کرتا
ہے؛ کیونکہ یہی قرآن اصل علم، علم کا سرچشمہ اور پورا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان
ہے: "يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات" (المجادلة: ۱۱)۔ (اللہ
تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں،
درجے بلند کر دے گا) اور آخرت میں اس کے ذریعے بہت ساری قوموں کو نعمتوں
والی جنت میں بلندیاں عطا کریں گے۔ جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے، جنہیں اللہ
قرآن کے ذریعے ذلیل کرتا ہے، تو یہ وہ لوگ ہیں، جو اس کی تلاوت بہتر انداز میں
کرتے ہیں؛ لیکن اس سے تمکبر کرتے ہیں، اس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق نہیں
کرتے، اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے، اس کی خبروں کو جان بوجھ کر
جھٹلاتے ہیں، جیسے گزشتہ انبیاء کے واقعات یا آخرت کے بارے میں قرآن کی خبریں
وغیرہ۔ ان تمام امور میں شک و شبہ کی روش اپناتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اور دل سے
یقین نہیں کرتے۔ بسا اوقات ان کا یہ جان بوجھ کر انکار کا رویہ اس حد تک پہنچ جاتا
ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے بھی اس کا انکار کرتے ہیں، اس کے
احکامات سے روگردانی کرتے ہیں، اوامر پر عمل نہیں کرتے اور نہ ہی ممنوعات سے
بچتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔ والعیاذ باللہ!

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عمر بن الخطاب - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• يضع : يخفض.

فوائد الحديث:

١. الحث على الاهتمام بكتاب الله تلاوة وحفظاً وفهماً وعملاً.
٢. العلم يرفع صاحبه في الدنيا والآخرة، ما لا يرفعه المال ولا الملك ولا غيرهما.
٣. الأمة المسلمة عزها وشرفها بتمسكها بدينها، والقيام بحق كتابها.

المصادر والمراجع:

٦- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. ٣- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ. ٤- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ. ٥- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ.

الرقم الموحد: (10119)

إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم

مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے۔

۱۵۶۸. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم»

۱۵۶۸. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

فضيلة حسن الخلق وأنه يبلغ بصاحبه في المنزلة عند الله وفي الجنة منزلة المداوم على الصيام وقيام الليل، وهما عملا عظيمان وفيهما مشقة على النفوس، وحسن الخلق أمر يسير.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں حُسنِ اخلاق کی فضیلت کا بیان ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ حُسنِ اخلاق کی وجہ سے بندہ اللہ کے ہاں ایسے مرتبہ اور جنت میں ایسے مقام پر جا پہنچتا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کو ملتا ہے۔ یہ دونوں بہت عظیم اعمال ہیں جن کے کرنے میں نفسِ مشقت میں مبتلا ہوتے ہیں جب کہ حُسنِ خلق بہت آسان کام ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• بحسن خلقه: بسط الوجه وبذل الندي وكف الأذى

فوائد الحديث:

۱. حسن الخلق يضاعف الثواب والأجر حتى يبلغ العبد به درجة الصائم الذي لا يفطر والقائم الذي لا يتعب.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل. تأليف: أبو عبدالله أحمد بن حنبل الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون. إشراف: عبدالله التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، ط ۱ عام ۱۴۲۱. سنن أبي داود، تأليف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الناشر: دار الرسالة العالمية، ط ۱ عام ۱۴۳۰. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. تبرز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ۱۴۲۳ - ۲۰۰۲. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبدالله الخطيب العمري، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، ط ۳ عام ۱۹۸۵.

الرقم الموحد: (5799)

إن اليهود والنصارى لا يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ

یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے۔ تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

۱۵۶۹. الحديث:

۱۵۶۹. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن اليهود والنصارى لا يصبغون، فخالفوهم».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے۔ تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبرهم بأن اليهود والنصارى أي لا يصبغون شعر رؤوسهم ولحاهم، بل يتركون الشَّيب فيها على حاله، فأمر أن يخالفوهم بصبغ الشَّعر، وخضب اللحية والرأس.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ یہودی و عیسائی اپنے سروں اور داڑھیوں کے بالوں پر خضاب نہیں لگاتے، بلکہ (ان میں نمودار ہونے والی) سفیدی کو جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسلمان ان کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھی اور سر کورنگیں اور خضاب لگائیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يَصْبُغُونَ: المراد: خضاب شعر اللحية والرأس الأبيض بصفرة أو حمرة؛ وأما السَّواد، فمنهي عنه.
- اليهود: اليهود هم المنتسبون إلى دين موسى -عليه السلام-.
- النَّصَارَى: هم أتباع عيسى -عليه الصلاة والسلام-.

فوائد الحديث:

۱. استحباب صبغ الشَّيب بالحناء وغيره، سواء كان في اللحية أم في غيرها.
۲. الحث على مخالفة اليهود والنصارى في عوائدهم وما كان من شأنهم من مظهر ولباس وغير ذلك.
۳. للمسلم شخصية متميزة عن غيره في مَلَبَّسِهِ وَهَذَا مِمَّا يَسْلُوكُهُ، فليحرص كل مسلم على التزام السنة النبوية المطهرة، ولا يليق به تقليد غير المسلمين في شؤونهم.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ هـ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ هـ صحیح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸ هـ صحیح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ هـ

الرقم الموحد: (8908)

إِنْ أَخْنَعَ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكًا
الْأَمْلَاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس شخص کا ہے، جو 'ملک الاملاک' (شہنشاہ) نام رکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) مالک نہیں۔

۱۵۷۰. الحدیث:

۱۵۷۰. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «إِنْ أَخْنَعَ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكًا، لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ». وفي رواية: «أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ، رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكًا الْأَمْلَاكِ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ». قال سفيان: «مِثْلُ شَاهَانُ شَاهٍ»، وقال أحمد بن حنبل، سألت أبا عمرو عن أَخْنَعَ؟ فقال: «أَوْضَعَ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام اس شخص کا ہے، جو 'ملک الاملاک' نام رکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) مالک نہیں۔" ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ ناراضگی کا سزاوار اور سب سے زیادہ نمیش وہ شخص ہوگا، جس کو دنیا میں 'ملک الاملاک' کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔" سفیان (اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے) کہتے ہیں: "جیسے شاہان شاہ"۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں نے ابو عمرو سے اخنع کے معنی دریافت کیے تو انہوں نے اس کے معنی "سب سے زیادہ گھٹیا" بتلائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يُنَجَّرُ - صلى الله عليه وسلم - أن أوضع وأحقر الناس عند الله - عز وجل - من تسمى باسم يحمل معنى العظمة والكبرياء التي لا تليق إلا بالله - تعالى -، كملك الملوك؛ لأن هذا فيه مضاهاة لله، وصاحبه يدعي لنفسه أو يُدعى له أنه ند لله؛ فلذلك صار المتسمي بهذا الاسم أبغض الناس إلى الله وأخبثهم عنده، ويحتمل المعنى أنه من أبغض الناس. ثم بين - صلى الله عليه وسلم - أنه لا مالك حقيقة للكون وما فيه من مالك ومملوك إلا الله - عز وجل -، ولعل في هذا الحديث موعظة وذكرى للذين يطلقون الأسماء والألقاب على الأشخاص؛ من غير أن يفهموا معناها ومدلولها، حتى لا يقعوا فيما حذر منه هذا الحديث، والله المستعان.

نبی کریم ﷺ اس حدیث مبارک میں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے کم تر اور حقیر وہ لوگ ہیں، جنہیں ایسے نام سے پکارا جاتا ہو، جس میں عظمت اور کبریائی کا معنی و مفہوم ہو، جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق و زیبا ہے۔ جیسے ملک الاملاک یعنی شہنشاہ؛ کیونکہ اس طرح کے ناموں سے اللہ تعالیٰ سے مقابلہ آرائی کی بو آتی ہے۔ ایسے نام رکھنے والا یا تو خود اپنے حق میں یا دوسرے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے مد مقابل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نام سے موسوم شخص، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ نمیش قرار پاتا ہے۔ اس حدیث میں اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ وہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ و مکروہ لوگوں میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ کائنات اور اس میں پائے جانے والے ہر قسم کے مالک و مملوک کا حقیقی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ اس حدیث میں ان افراد کے لئے بھی موعظت اور نصیحت کا سامان ہے، جو مخصوص افراد کے لیے اسما اور القاب کا استعمال ان کے معانی اور تقاضوں کو سمجھے بغیر کرتے رہتے ہیں۔ کہیں وہ اس حدیث میں مذکور وعید کے مستحق و سزاوار نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مددگار ہے۔

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.
التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -.

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- أُنْعِمَ : أَوْضِعَ وَأَدَّلَ.
- يَسْمَى مَلِكَ الْأَمْلاكِ : يُدْعَى بِذَلِكَ وَيَرْضَى بِهِ، وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ: تَسَمَّى أَي: سَمِيَ نَفْسَهُ بِذَلِكَ.
- الْأَمْلاكُ : جَمْعُ مَلِكٍ، وَالْمَلِكُ هُوَ صَاحِبُ الْأَمْرِ وَالسُّلْطَةِ.
- لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ : لَا مَالِكَ عَلَى الْحَقِيقَةِ الْمَلِكِ الْمَطْلُوقِ إِلَّا اللَّهُ -تَعَالَى.-
- شَاهَانُ شَاهٌ : أَي: مَلِكُ الْمَلُوكِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ فَارْسِيَّةٌ.
- أَعْظِزَ رَجُلًا : أَعْيَظَ: أَشَدَّ الْغَضَبِ وَالْبَغْضِ.
- أَحْبَبْتُهُ : أَبْطَلْتُهُ، أَي: يَكُونُ خَبِيثًا عِنْدَ اللَّهِ مَغْضُوبًا عَلَيْهِ.

فوائد الحديث:

١. تحريم التَّسْمِيِّ بِمَلِكِ الْأَمْلاكِ، وَكُلِّ مَا دَلَّ عَلَى الْغَايَةِ فِي الْعِظْمَةِ، كَشَاهِنِ شَاهٍ، وَقَاضِي الْقِضَاةِ، وَنَحْوِهِ.
٢. وجوب احترام أسماء الله -تعالى.-
٣. الحث على التواضع واختيار الأسماء المناسبة للمخلوق والألقاب المطابقة له.
٤. وجوب التأدب بترك الألفاظ المحتملة معنى مذموماً.
٥. التسميُّ بملك الأملاك من الكبائر.
٦. إثبات الغيظ لله عز وجل، فهي صفة تليق بالله عز وجل، كغيرها من الصفات، والظاهر أنها أشد من الغضب.
٧. حكمة الرسول -صلى الله عليه وسلم- في حسن التعليم؛ لأنه لما بين أن هذا أُنْعِمَ اسْمًا، وَأَعْيَظُهُ، أَشَارَ إِلَى الْعِلَّةِ، وَهُوَ: "لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ"، وَلِهَذَا يَنْبَغِي لِكُلِّ إِنْسَانٍ يَعْلَمُ النَّاسَ؛ أَنْ يَقْرَنَ الْأَحْكَامَ بِمَا تَطْمَئِنُّ إِلَيْهِ النَّفُوسُ مِنْ أَدْلَةٍ شَرْعِيَّةٍ، أَوْ عِلَلٍ مَرْعِيَّةٍ.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري-المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر-الناشر: دار طوق النجاة-الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-مسلم بن الحجاج-المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي-الناشر: دار إحياء التراث العربي-بيروت. القول المفيد على كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن صالح العثيمين دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، محرم ١٤٢٤هـ-الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن عبد العزيز القرعاوي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة،(إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار) الناشر: دار الدعوة.

الرقم الموحد: (5930)

تم میں سے جنت میں سب سے ادنیٰ درجے کے جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس سے اللہ کے گاہکے تو اپنی خواہشات بیان کر، وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا پھر اس سے پوچھے گا کہ ”کیا تیری ساری تمنائیں پوری ہو گئیں؟“ وہ کہے گا: جی ہاں تو اللہ فرمائے گا کہ ”تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی پوری کی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔“

إن أدنى مقعد أحدكم من الجنة أن يقول له: تمن، فيتمنى ويتمنى فيقول له: هل تمنيت؟ فيقول: نعم، فيقول له: فإن لك ما تمنيت ومثله معه

۱۵۷۱. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”تم میں سے جنت میں سب سے ادنیٰ درجے کے جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس سے اللہ کے گاہکے تو اپنی خواہشات بیان کر، وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا پھر اس سے پوچھے گا کہ ”کیا تیری ساری تمنائیں پوری ہو گئیں؟“ وہ کہے گا: جی ہاں تو اللہ فرمائے گا کہ ”تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی تجھے دی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔“

۱۵۷۱. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن أدنى مقعد أحدكم من الجنة أن يقول له: تمنَّ، فيتمنى ويتمنى فيقول له: هل تمنَّيت؟ فيقول: نعم، فيقول له: فإن لك ما تمنَّيت ومثله معه».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

جنتیوں میں سے ملکیت و مرتبے کے اعتبار سے سب سے کم تر وہ ہوگا جس کی سب خواہشات پوری ہوں گی یا اس طور کہ اس کی کوئی ایسی خواہش نہیں رہے گی جو پوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ ”خواہش کر، چنانچہ وہ جو چاہے گا خواہش کرے گا یہاں تک کہ جب اپنی سب خواہشات کا اظہار کر چکے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ ”تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی تجھے دی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔“ ایسا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑھا کر دینے اور ازراہ نوازش و کرم ہوگا۔

المعنى الإجمالي:

إن أقل أهل الجنة ملكاً وأنزلهم مرتبة من ينال أمانيه كلها بحيث لا تبقى له أمنية إلا تحققت، حيث يقول الله له: «تمن» فيتمنى ما يشاء، حتى إذا تمنى جميع أمانيه، قال الله تعالى له: «فإن لك ما تمنيت ومثله معه» زيادة وفضلاً وإكراماً من الله -تعالى-.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدنى: أقل.
- مقعد أحدكم: منزلته في الجنة.
- هل تمنيت: هل استوفيت ما تشتهييه وتحبه؟

فوائد الحديث:

۱. أن الله تعالى يعطي عباده في الجنة ما يتمنون، ويزيدهم من فضله.
۲. إثبات صفة الكلام لله -تعالى-.
۳. منازل أهل الجنة متفاوتة الدرجات.
۴. أدنى أهل الجنة منزلة له أضعاف مُلك ملوك الدنيا.
۵. بيان عظم كرم الله - سبحانه وتعالى-، وأن خزائنه مלאى لا تنفذ.

٦. لا ينحصر نعيم الجنة على شيء معين، بل يجد فيها المؤمن كل ما يتمناه وتشتهيه نفسه فضلا وجودا وكرما من عند الله - تعالى.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل آل مبارك، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا- دار المعرفة-بيروت- الطبعة الرابعة ١٤٢٥هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (8342)

إن أهل الجنة ليتراءون الغرف في الجنة كما
تتراءون الكوكب في السماء

جنتی اپنے (اوپر کے) بالاخانوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں تاروں
کو دیکھتے ہو۔

۱۵۷۲. الحديث:

۱۵۷۲. حدیث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه- أن رسول الله -
صلى الله عليه وسلم- قال: «إن أهل الجنة لَيَتَرَاءَوْنَ
العُرفَ في الجنة كما تَتَرَاءَوْنَ الكوكبَ في السماء».

سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جنتی
اپنے (اوپر کے) بالاخانوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں تاروں کو دیکھتے
ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يتفاوت أهل الجنة في المنازل بحسب درجاتهم في
الفضل، حتى إن أهل الدرجات العلى ليراهم من هو
أسفل منهم، كالنجوم.

جنتیوں کے ان کی فضیلت کے اعتبار سے جنت میں مختلف مراتب ہیں۔ یہاں تک کہ
نچلے درجے والے جنتیوں کو اوپر کے درجات والے جنتی ایسے دکھائی دیں گے جیسے
تارے ہوں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• يتراءون ويشاهدون.

فوائد الحديث:

۱. أهل الجنة متفاوتو المنازل بحسب درجاتهم في العمل والفضل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة
- الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض
الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ بهجة
الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى
هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (8354)

جنتی اپنے اوپر کے بالا خانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو، جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور ایسا اہل جنت کے مابین پاتے جانے والے فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا۔

إن أهل الجنة ليرآون أهل الغرف من فوقهم
كما ترآون الكوكب الدرّي الغابر في الأفق من
المشرق أو المغرب لتفاضل ما بينهم

۱۵۷۳. حدیث:

۱۵۷۳. الحدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتی اپنے اوپر کے بالا خانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور ایسا اہل جنت کے مابین پاتے جانے والے فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو انبیا علیہم السلام کے مکان ہوں گے، جن تک ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جاسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان بالا خانوں تک وہ لوگ بھی پہنچیں گے، جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔"

عن أبي سعيد -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن أهل الجنة ليرآون أهل الغرف من فوقهم كما ترآون الكوكب الدرّي الغابر في الأفق من المشرق أو المغرب لتفاضل ما بينهم» قالوا: يا رسول الله؛ تلك منازل الأنبياء لا يبلغها غيرهم قال: «بلى والذي نفسي بيده، رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلين».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

جنتی اپنے مراتب کے لحاظ سے مختلف درجات میں ہوں گے۔ یہاں تک کہ بلند درجات والے نچلے درجات والوں کو ایسے دکھائی دیں گے، جیسے تارے دکھائی دیتے ہیں۔

أهل الجنة تتفاوت منازلهم بحسب درجاتهم في الفضل، حتى إن أهل الدرجات العلى ليراهم من هو أسفل منهم كالنجوم.

راوی الحدیث: متفق علیہ۔

التخریج: أبو سعید -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يترآون: ينظرون ويشاهدون.
- الغابر: الذاهب في الأفق.
- الكوكب الدرّي: النجم شديد الإضاءة.
- الأفق: السماء.

فوائد الحدیث:

۱. أهل الجنة متفاوتو المنازل بحسب درجاتهم في العمل والفضل.
۲. من صدق المرسلين وآمن بهم يبلغ منازلهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ١٤٢٢ هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشرجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف قَيْصَلُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ آلِ مُبَارَكٍ، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط١-١٤٣٠ هـ.

الرقم الموحد: (8351)

قیامت کے دن جس شخص کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوئی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کسے گا میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ

۱۰۷۴. حدیث:

۱۰۷۴. الحدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ 'قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے جس شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوئی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پا کر کیا عمل کیا؟ وہ کسے گا میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو، تو اس لیے لڑتا رہا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے سو! تمہیں (دنیا میں) بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوئی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پا کر کیا عمل کیا؟ وہ کسے گا میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لیے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے ایسا (دنیا میں) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہوگا جسے اللہ نے (دنیا میں) وسعت رزق سے نوازا ہوگا اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا ہوگا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوئی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پا کر کیا عمل کیا؟ وہ کسے گا میں نے تیرے راستے میں جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لیے کیا تاکہ تجھے سخی کہا جائے پس! تجھے (دنیا میں) ایسا کہا گیا، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يَقَالَ: جَرِيءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلِمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَةَ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلِمْتَهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ؛ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَةَ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالي معنی:

قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا حساب کتاب ہوگا وہ تین لوگ ہوں گے۔ دکھاوے کے لیے علم حاصل کرنے والا، دکھاوے کے لیے جہاد کرنے والا اور دکھاوے کے لیے صدقہ کرنے والا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا، انہیں اپنی نعمتیں بتوائے گا یہ ان نعمتوں کو جان لیں گے۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کی قدر دانی میں تم نے کیا کیا۔ پہلا کسے گا میں نے تیری رضا کے لیے علم سیکھا اور قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، بلکہ تو نے اس لیے علم سیکھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور اس لیے قرآن پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے۔ اللہ کی رضا کے لیے نہیں کیا بلکہ دکھاوے کے لیے کیا۔ اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اسی طرح ایسا ہی سلوک ان کے بعد والوں کے ساتھ ہوگا۔

أن أول من يُقضى فيهم يوم القيامة هم ثلاثة أصناف: مُتَعَلِّمٌ مرآئٍ ومقاتل مرآئٍ ومتصدّق مرآئٍ، ثم إن اللّٰه - سبحانه وتعالى - يأتي بهم إليه يوم القيامة فيعرفهم اللّٰه نعمته فيعرفونها ويعترفون بها فيسأل كل منهم: ماذا صنعت؟ يعني في شكر هذه النعمة، فيقول الأول: تعلمت العلم وقرأت القرآن فيك. فقال اللّٰه له: كذبت، ولكن تعلمت ليقال: عالم، وقرأت القرآن ليقال: قارئ ليس للّٰه، بل لأجل الرياء، ثم أمر به فُسْحِبْ على وجهه في النار، وكذا من بعده.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُقضى يوم القيامة عليه : يحكم عليه ويفصل في أمره.
- عَرَفَهُ نِعْمَتَهُ : عَرَفَ اللّٰه العبد نِعْمَتَهُ التي كانت عليه في الدنيا.
- قَاتَلْتُ فِيكَ : أي لأجلك ولتصير دينك.
- فَقَدْ قِيلَ : أي حصل لك في الدنيا ما أردت.
- فَسُحِبَ : جُرَّ.
- جَوَادٌ : كثير الجود والعطاء.

فوائد الحديث:

1. التحذير من الرياء، وأن أول ما يقضى فيه يوم القيامة أعمال الرياء بإظهارها وتأنيب أصحابها وفضحهم.
2. تغليظ تحريم الرياء وشدّة العقوبة عليه.
3. لا يكفي العمل الظاهر للنجاة في الآخرة، بل لا بد من الإخلاص وابتغاء وجه الله - تعالى -.
4. المرأون يأخذون ثوابهم في الدنيا فقط وهو مدح الناس لهم.
5. المرأون يوم القيامة لا يجدون إلا العذاب جزاء وفاقا لهم.
6. امتهان وإذلال للمرأين؛ لأنهم يسحبون على وجوههم موضع كرامتهم إلى النار.
7. وجوب إخلاص العمل لله - تعالى -.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8899)

إِن تَفَرَّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشُّعَابِ وَالْأُودِيَةِ إِنَّمَا
ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

بے شک تمہارا ان گروہوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔

۱۰۷۵. الحدیث:

عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه -مرفوعاً: كان الناس إذا نزلوا منزلاً تفرقوا في الشُّعَابِ وَالْأُودِيَةِ. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِن تَفَرَّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشُّعَابِ وَالْأُودِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ». فلم ينزلوا بعد ذلك منزلاً إلا انضم بعضهم إلى بعض.

۱۰۷۵. حدیث:

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ جب سفر میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو مختلف گروہوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " بے شک تمہارا ان گروہوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے " پھر اس کے بعد جب بھی پڑاؤ ڈالتے تو سب ایک دوسرے سے مل جل کر اکٹھے رہتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الناس إذا نزلوا مكاناً أثناء السفر تفرقوا في الشُّعَابِ وَالْأُودِيَةِ، فأخبرهم النبي صلى الله عليه وسلم أن تفرقهم هذا من الشيطان؛ ليخوف أولياء الله ويحرك أعداءه، فلم ينزلوا بعد ذلك في مكان إلا انضم بعضهم إلى بعض، حتى لو بسط عليهم كساء لوسعهم من شدة تقاربهم.

اجمالي معنی:

لوگ جب سفر میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو مختلف گروہوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انھیں بتلایا کہ ان کا یوں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، کہ وہ اللہ کے دوستوں کو ڈرائے اور اس کے دشمنوں کو بھڑکانے پھر اس کے بعد وہ جب بھی کہیں پڑاؤ ڈالتے تو سب ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر اکٹھے رہتے، یہاں تک کہ اگر ان پر چادر ڈال دی جائے تو ان کی شدید قربت کی بناء پر چادر بھی کشادہ ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو ثعلبة الخشني رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- منزلاً : مكاناً في أثناء السفر.
- الشُّعَابِ : جمع شُعْبٍ وهو الطريق في الجبل.
- الأودية : جمع وادٍ وهو مُنْفَرَجٌ بين جبال أو تلال أو آكام يكون مَنَفَذًا لِلسَّيْلِ وَمَسْلَكًا.
- من الشيطان : من وسوسته وإغوائه.

فوائد الحديث:

۱. كراهية الانفراد في المنزل في السفر.
۲. استحباب الاجتماع في السفر لحصول التعاون والأنس.
۳. أن الفرقة من الشيطان.
۴. سرعة استجابة الصحابة لأمر النبي صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحنّ وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة

العصرية. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - صحيح أبي داود - الأم - محمد ناصر الدين، الألباني - مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (5948)

إن ثلاثة من بني إسرائيل: أبرص وأقرع وأعمى،
فأراد الله أن يبتليهم، فبعث إليهم ملكًا

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک نابینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بندوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔

۱۵۷۶. الحدیث:

۱۵۷۶. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم-، يقول: "إن ثلاثة من بني إسرائيل: أبرص وأقرع وأعمى، فأراد الله أن يبتليهم، فبعث إليهم ملكًا، فأتى الأبرص؛ فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال: لون حسن، وجلد حسن، ويذهب عني الذي قد قذرتني الناس به. قال: فمسحه فذهب عنه قذره، فأعطني لونا حسنا وجلدا حسنا. قال: فأبي المال أحب إليك؟ قال: الإبل أو البقر -شك إسحاق-. فأعطني ناقة عشاء، وقال: بارك الله لك فيها. قال: فأتى الأقرع؛ فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال شعر حسن، ويذهب عني الذي قد قذرتني الناس به. فمسحه فذهب عنه، وأعطني شعرا حسنا. فقال: أي المال أحب إليك؟ قال: البقر أو الإبل. فأعطني بقرة حاملا، قال: بارك الله لك فيها. فأتى الأعمى؛ فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال: أن يرزق الله إلي بصري فأبصر به الناس. فمسحه فرد الله إليه بصره. قال: فأبي المال أحب إليك؟ قال: الغنم، فأعطني شاة والدًا. فأنتج هذان، وولد هذا، فكان لهذا واد من الإبل، ولهذا واد من البقر، ولهذا واد من الغنم. قال: ثم إنه أتى الأبرص في صورته وهيئته، فقال: رجل مسكين قد انقطعت بي الحبال في سفري، فلا بلوغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي أعطاك اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعيرا أتبلع به في سفري. فقال: الحقوق كثيرة. فقال: كأني أعرفك، ألم تكن أبرص يقدرك الناس، فقيرا فأعطاك الله المال؟ فقال: إنما ورثت هذا المال كائرا عن كائرا. فقال: إن كنت كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت. وأتى الأقرع في صورته فقال له مثل ما قال لهذا، ورد عليه مثل ما رد عليه هذا. فقال: إن كنت كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت. قال: وأتى الأعمى في صورته، فقال: رجل مسكين وابن

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے؛ ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک نابینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بندوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس کوڑھی نے جواب دیا کہ اچھا رنگ، اچھی جلد اور یہ کہ مجھ کو لاحق یہ مرض دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ خوبصورت ہو گیا اور جلد بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا: "کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرتے ہو؟" اس نے جواب دیا اونٹ یا پھر اس نے کہا گائے، اس بارے میں راوی اسحاق کو شک ہے۔ اُسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ گنچے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا "عمدہ بال اور یہ کہ میرا یہ عیب ختم ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں"۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے اس کا یہ عیب جاتا رہا اور اس کے عمدہ بال آگئے۔ فرشتے نے پوچھا کہ کس طرح کا مال تمہیں زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے یا اونٹ۔ چنانچہ اُسے حاملہ گائے دے دی گئی اور فرشتے نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اندھے شخص نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں"۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے پوچھا کہ کس طرح کا مال تمہیں زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دے دی۔ کوڑھی اور گنچے نے (اونٹ اور گائے کی) افزائش نسل کی اور اندھے نے بھی بکری کے بچے جنوائے۔ کوڑھی کے اونٹوں سے ایک وادی بھر گئی، گنچے کے گائے بیل سے ایک وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے ایک وادی بھر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "فرشتہ دوبارہ اپنی اسی شکل و صورت میں کوڑھی کے یہاں گیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان و اسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پھر تمہاری مدد کے بنا میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا، میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے

سبيل قد انقطعت بي الحبال في سفري، فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي ردَّ عليك بصرک شاة أتبلِّغ بها في سفري. فقال: قد كنت أعمى فردَّ الله إليَّ بصري، فخذ ما شئت ودع ما شئت، فوالله لا أجهدك اليوم بشيء أخذته لله. فقال: أمسك مالك؛ فإنما ابتليتُم؛ فقد رضي الله عنك، وسخط على صاحبك".

تمہیں اچھا رنگ، اچھی جلد اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس پر میں اپنا سفر طے کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ حقوق بہت زیادہ ہیں (اس لیے تمہارے لیے گنجائش نہیں)۔ فرشتے نے کہا "غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے نفرت کیا کرتے تھے اور کیا تم فقیر نہیں تھے اور پھر تمہیں اللہ نے مال عطا کیا۔ اس نے کہا کہ یہ سارا مال و دولت تو مجھے اپنے آباء اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اپنی اسی شکل و صورت میں گنجدے کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ اس گنجدے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ "اس کے بعد فرشتہ اپنی اسی شکل و صورت میں اندھے کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین اور مسافر آدمی ہوں، سفر کے تمام اسباب و وسائل ختم ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پھر تمہاری مدد کے بنا میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں بینائی دی، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا فرمائی۔ جتنی چاہو بکریاں لے لو اور جتنی چاہو جھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! آج اللہ کے لیے جو چیز بھی تم لوگے اسے لینے سے میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ یہ تو صرف تم لوگوں کا امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

نبی ﷺ، بنی اسرائیل کے تین اشخاص کے بارے میں بتا رہے ہیں جن میں ہر ایک کو کوئی نہ کوئی جسمانی بیماری لاحق تھی اور وہ مالی طور پر تھی دست تھا۔ ان میں سے ایک کوڑھی تھا جو ایک بیماری میں مبتلا تھا اور اس کی جلد کا رنگ بدل چکا تھا۔ دوسرا گنجا تھا جس کے سر کے سارے یا کچھ بال اڑ چکے تھے اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرکھنا چاہا اور ان کے ایمان اور شکر کا امتحان لینے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ انسانی صورت میں ان کی طرف ایک فرشتہ بھیج دیا۔ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا۔ وہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس اس لیے آیا کیونکہ اس کی بیماری زیادہ قبیح، گندی اور بڑی تھی۔ فرشتے نے اس کوڑھی سے پوچھا کہ اسے کون سی شے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "اچھی رنگت اور خوبصورت جلد اور یہ کہ میری یہ بیماری جاتی رہے جس

يُخَيَّرُ - صلى الله عليه وسلم - عن ثلاثة من بني إسرائيل أصيب كل منهم بعاية في الجسم، وفقر من المال، وهم: أبرص: به مرض ولون مختلف في جلده، وأقرع: ذهب شعر رأسه أو بعضه، وأعمى؛ فأراد الله أن يختبرهم ويمتحن إيمانهم وشكرهم؛ فأرسل إليهم ملكاً في صورة إنسان. فأتى الملك إلى الأبرص، وقدم الأبرص لأن داءه أقبح وأشنع وأعظم، فقال له: أي شيء أحب إليك؟ قال: لون حسن وجلد حسن، وأن يذهب عني الداء الذي قد تباعد عني الناس بسببه، ولم يقتصر على طلب اللون الحسن؛ لأن جلد البرص

کی وجر سے لوگ مجھ سے دور رہتے ہیں۔" اس نے صرف اچھے رنگ پر ہی اکتفاء نہیں کیا کیونکہ کورٹھ زدہ جلد سکر اور اینٹھ جاتی ہے اور اس میں کھر دراپن آجاتا ہے جس سے اس بیماری میں مبتلا شخص کی بد صورتی اور عیب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فرشتے نے پوچھا "تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟" اس نے جواب دیا: "اونٹ" یا پھر اس نے کہا کہ گائے۔ اس میں راوی کو شک ہے کہ آیا اس نے اونٹ سنا تھا یا گائے۔ راجح یہ ہے کہ یہ اونٹ ہی ہو کیونکہ اپنے اس قول میں اس نے صرف اونٹنی کا ہی ذکر کیا ہے کہ: "فأعطي ناقته حاملاً" یعنی اسے ایک ایسی حاملہ اونٹنی دے دی گئی جس کے حمل کو دس ماہ ہو چکے تھی۔ اونٹوں میں اس قسم کی اونٹنی سب سے قیمتی ہوتی ہے۔ پھر فرشتے نے دعا کی کہ "اللہ تمہارے لیے اس میں برکت دے"۔ فرشتے کی دعا قبول ہوئی جیسا کہ بقیہ حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر فرشتہ گنچے کے پاس آیا اور پوچھا: تمہیں کون سی شے سب سے زیادہ پسند ہے؟" اس نے جواب دیا: "اچھے بال اور یہ کہ میرا یہ گنچا پن دور ہو جائے جس کی وجر سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں"۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ "فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا"۔ یا تو صرف اس جگہ پر ہاتھ پھیرا جو بیماری زدہ تھا اور اسی کا زیادہ احتمال ہے یا پھر اس کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرا تاکہ برکت اس کے سارے بدن کو عام ہو جائے۔ چنانچہ اس کا گنچا پن ختم ہو گیا اور اسے خوب صورت بال دے دیے گئے۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ "کون سا مال تمہیں زیادہ محبوب ہے؟" اس نے جواب دیا کہ "گائے"۔ اس پر اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور فرشتے نے اسے دعا دی "اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت دے"۔ فرشتے کی دعا قبول ہوئی جیسا کہ بقیہ حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا "تمہیں کون سی شے زیادہ پسند ہے؟" اس نے جواب دیا "یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بیانی واپس لوٹا دے اور میں لوگوں کو دیکھنا شروع کر دوں"۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرا۔ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرا ہو تاہم پہلی بات کا زیادہ امکان ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی بیانی لوٹا دی۔ پھر فرشتے نے دریافت کیا کہ "تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟" اس نے جواب دیا "بھیڑ بھریاں"۔ اسے بچے والی ایک بھری دے دی گئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک حاملہ بھری دے دی گئی۔ اونٹ اور گائے والے دونوں اشخاص نے ان کی افزائش نسل کی اور اسی طرح بھری والے نے بھی اس کی نسل آگے بڑھائی۔ چنانچہ کورٹھی کے اونٹوں سے پوری ایک وادی بھر گئی، گنچے کی گایوں سے ایک وادی بھر گئی نیز اندھے کی بھیڑ بھریوں سے بھی پوری ایک وادی بھر گئی۔ علامہ یعنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "آپ ﷺ نے عرف کا لحاظ رکھا بایں طور کہ اونٹ اور گائے کے

یحصل له من التقلص والتشنج والحشونة ما يزيد به قبح صاحبه وعاره. قال: فأبي المال أحب إليك؟ قال: الإبل أو قال البقر. شك الراوي هل سمع الإبل أو البقر، والمرجح الإبل لكونه اقتصر عليها في قوله: فأعطي ناقه حاملاً أتى عليها من حملها عشرة أشهر من يوم أحملها، وهي من أنفوس الإبل، وقال: بارك الله لك فيها. وقد استجيب دعاؤه كما في تنمة الحديث. قال: فأنتى الأقرع فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال: شعر حسن، ويذهب عني هذا القرع الذي قد كرهني الناس بسببه. قال: فمسحه الملك، إما محل الداء فقط وهو الأقرب، أو جميع بدنه لتعمه بركته؛ فذهب عنه القرع وأعطى شعراً حسناً، قال الملك له: فأبي المال أحب إليك؟ قال: البقر. فأعطي بقرة حاملاً. وقال: بارك الله لك فيها. وقد استجيب دعاؤه كما في تنمة الحديث. قال: فأنتى الأعمى فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال: أن يرد الله إلي بصري فأبصر به الناس، قال: فأمر يده على عينيه، ويحتمل على جميع بدنه، والأول أقرب كما تقدم، فرد الله إليه بصره. قال: فأبي المال أحب إليك؟ قال: الغنم. فأعطي شاة ذات ولد، وقيل حاملاً، فتولى صاحبها الإبل والبقر ولادتها، وكذلك صاحب الغنم. فكان لهذا واد مليثا من الإبل، ولهذا واد من البقر، ولهذا واد من الغنم، قال العيني: (وراعى عرف الاستعمال حيث قال في الإبل والبقر: أنتج، وفي الغنم: ولد). قال: ثم إن الملك أتى الأبرص متصوراً في صورته التي كان عليها، وهيئته من رذالة الملابس ونحوها، فجاءه بعد أن صار معافى غنياً في الصورة التي قد جاءه فيها أول مرة، فقال: رجل مسكين محتاج، قد انقطعت بي الأسباب والوسائل في طلب الرزق في سفري؛ فلا وصول لي للمكان الذي أريده اليوم إلا بالله ثم بك لكونك مظهراً للخير غنياً، وهذا من الملك من المعارض التي يقصد بها التوصل إلى إفهام المقصود من غير أن يراد حقيقتها. وقال: أقسم عليك مستعظفاً بالذي أعطاك اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعد الابتلاء بالفقر والمرض بعيراً واحداً أكتفي به في سفري. فقال

بارے میں "انج" کا لفظ استعمال کیا اور بصریہ بحریوں کے بارے میں "ولد" کا لفظ استعمال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی سابقہ شکل اور بیٹ میں آیا بایں طور کہ اس نے گھٹیا قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے وغیرہ۔ صحت مند اور امیر ہو جانے کے بعد وہ فرشتہ اس کے پاس اسی شکل میں آیا جس شکل میں وہ پہلی دفعہ آیا تھا اور کہنے لگا کہ "میں مسکین اور ضرورت مند آدمی ہوں، اپنے اس سفر کے دوران حصول رزق کی تلاش میں میرے تمام اسباب و وسائل منقطع ہو چکے ہیں۔ میں آج اپنی منزل مقصود تک صرف اللہ کے سہارے اور اس کے بعد تمہارے تعاون سے پہنچ سکتا ہوں کیونکہ تم جملے آدمی دکھائی دیتے ہو اور امیر ہو۔" فرشتے کی طرف سے یہ محض ایک توریہ تھا جس کا مقصد بات سمجھانا ہوتا ہے، ان باتوں کا حقیقی مفہوم مراد نہیں تھا۔ فرشتے نے کہا کہ "میں اس ذات کی قسم دے کر تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں جس نے فقر و بیماری میں مبتلا رکھنے کے بعد تجھے خوش نارنگ، خوبصورت جلد اور مال عطا کیا کہ مجھے ایک اونٹ دے دو جس سے میں اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔" کوڑھی نے جواب دیا: "میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں۔ زائد از ضرورت کچھ ہے ہی نہیں کہ وہ میں تمہیں دے دوں اس لیے میرے علاوہ کسی اور کو ڈھونڈو۔" اس پر فرشتے نے کہا کہ "غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ کیا تم کوڑھی نہیں تھے جس سے لوگ گھن کھاتے تھے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت عطا فرمائی اور کیا تم فقیر نہیں تھے اور پھر اللہ عزوجل نے تمہیں مال سے نوازا؟" اس نے جواب دیا کہ "مجھے تو یہ مال اپنے آباء و اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔" خلاصہ یہ کہ اس نے اپنی اس خستہ حالی کا بالکل انکار کر دیا اور دعویٰ کیا کہ وہ تو اچھے حالات ہی میں پلا بڑھا ہے اور یہ اس کے لیے نئے نہیں ہیں۔ یہ نعمت کا انکار اور اس ذات منعم کی ناشکری تھی جس پر اسے نخل نے آمادہ کیا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اسی حالت پر لوٹا دے جس پر تم پہلے تھے۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر فرشتہ گنجے کے پاس اس کی اس شکل و بیٹ میں آیا جس سے لوگ نفرت کھاتے تھے اور اس کی خستہ حالی کی وجہ سے اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔" باوجود اس کے کہ وہ اس کے پاس وہ اسی شکل و بیٹ میں آیا تھا جس پر وہ پہلی دفعہ آیا تھا اور جب اس کو صحت اور مال و دولت ملا تھا لیکن وہ اسے پہچاننے سے انکار کر بیٹھا اور اس سے انجان بن گیا اور یہ کہہ کر اس پر اظہار فخر بھی کیا کہ اسے تو یہ مال اس کے باپ کی طرف سے ملا ہے۔ اس نے اپنے جھوٹ کے ساتھ بہت سی دیگر بری باتوں کو بھی ملایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھٹیا پن اور حماقت میں ایسی انتہاء کو پہنچ چکا تھا جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچتا تھا۔ فرشتے نے اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور گنجے نے اسے وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اگر تم

الأبرص: الحقوق كثيرة عليّ، فلا يوجد فاضل عن الحاجة لأعطيك إياه فانظر غيري. فقال الملك: كأني أعرفك، ألم تكن أبرص تكرهك الناس؛ فعافاك الله، فقيراً فأعطاك الله -عز وجل- المال؟ فقال: إنما ورثت هذا المال عن أبي وجدي. وحاصله إنكار تلك الحال السيئة ودعوى أنه نشأ في تلك الأحوال الحسنة، فهي غير متجددة عليه، وهذا من إنكار النعم وكفر المنعم، حملة عليه البخل. فقال الملك: إن كنت كاذباً في دعواك فصيرك الله وردك إلى الحالة التي كنت عليها. قال: وأنى الأقرع في صورته التي يقدرها الناس وهيئته التي يحقرونها لراثتها، فإنه مع كونه أتى له في صورته وهيئته التي أتاه عليها أولاً وحصل له منه ما حصل من الشفاء والغنى أنكر معرفته وتجاهل به وتفاخر عليه بأنه إنما جاءه المال من أبيه، فضم إلى كذبه قبائح تنبئ عن أنه انتهى في اللؤم والحمق إلى غاية لم يصلها غيره. فقال له الملك مثل ما قال للأبرص وردّ الأقرع عليه مثل ما ردّ الأبرص. فقال الملك: إن كنت كاذباً فصيرك الله إلى ما كنت عليه من القرع والفقر. قال: وأنى الأعمى متشكلاً في صورة آدمي أعمى وفي هيئته الأولى، فقال الملك: رجل مسكين وابن سبيل -أي: مسافر- انقطعت بي الحال في سفري فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي ردّ عليك بصرك شاةً أتبلغ -أي: أكتفي- بها في سفري. فقال ذلك الرجل متذكراً نعم الله -تعالى- عليه وحسن حاله بعد بؤسه: قد كنت أعمى فردّ الله إليّ بصري فخذ ما شئت من المال ودع ما شئت منه، فوالله لا أشق عليك اليوم في ردّ شيء أخذته، فقال الملك: أمسك مالك فإنما امتحنتم وعاملكم الله العالم بجميع الأمور معاملة المختبر؛ ليترتب على عملكم أثره، إذ الجزاء إنما جعله الله مرتباً على ما يبذو في عالم الشهادة لا على ما سبق في علمه، فقد رضي عنك وسخط على صاحبك الأبرص والأقرع.

جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پھر سے گنجا اور فقیر کر دے۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر وہ فرشتہ ایک اندھے آدمی کا روپ دھار کر پہلی والی بیت میں اس اندھے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "میں ایک مسکین اور مسافر آدمی ہوں۔ دوران سفر میرے تمام وسائل منقطع ہو چکے ہیں اور اب اللہ کے بعد تمہارے ہی ذریعے میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہوں۔ میں اس ذات کا واسطہ دے کر تم سے ایک بخری مانگتا ہوں جس نے تمہیں تمہاری بینائی لوٹائی تاکہ اس سے میں اپنی ضروریات سفر پوری کر سکوں۔" اس آدمی نے اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمت اور بد حالی کے بعد ملنے والی اپنی خوشحالی کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ "میں اندھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے میری بینائی واپس لوٹا دی۔ تم جتنا مال چاہو لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! آج تم جو کچھ بھی لو گے اس کے سلسلے میں میں تجھے بالکل بھی تنگ نہیں کروں گا۔" فرشتے نے کہا کہ اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ تم لوگوں کو پرکھا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو تمام امور سے باخبر ہے تمہارا امتحان لیا تھا، تاکہ تمہارے عمل پر اس کا اثر مرتب ہو سکے کیونکہ عمل کی جزا اسی شے پر مرتب ہوتی ہے جو عالم شہود میں ظہور پذیر ہو نہ کہ اللہ کے پیشگی علم پر۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں یعنی کوڑھی اور گنچے سے ناراض۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- بني إسرائيل : هم أبناء يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم الخليل - عليهم السلام -، أي من يرجع نسبه إليه، وإسرائيل لقب يعقوب - عليه السلام -.
- أبرص : البرص مرض مُعْدٍ مزمن يظهر على شكل بُقع بيضاء في الجسد، يؤدي الجهاز العصبي، أو هو مرض يُحدِث في الجسم قشراً أبيض، ويُسبب حُكاً مؤلماً.
- أقرع : هو من زال شعر رأسه أو بعضه، ويُطلق عليه أيضاً الأصلع.
- أن يبتليهم : يَحْتَبِرهم بنعمته.
- قدرني الناس : كره الناس بسببه رؤياي والقرب مني.
- فذهب عنه قدره : أي: شَفِي من برصه.
- عُشراء : الناقة الحامل التي أتى على حملها عشرة أشهر أو ثمانية.
- والدا : ذات ولد في بطنها أو التي عُرِف منها كثرة الولد والتَّاج.
- أنتج : تولَّى صاحب النَّاقة وصاحب البقرة نتاجهما وتوليدهما وإصلاحهما.
- انقطعت بي الحبال : الأسباب التي أطلب بها الرزق.
- أتبلغ به : أتوصِّل به إلى البلد الذي أريده.
- كابرا عن كابر : وَرِثْتُهُ من أبي وأجدادي.
- بلاغ : كفاية أتوصِّل بها إلى البلد الذي أريده.
- صيرك الله إلى ما كنت : رَدَّكَ إلى حالك الأولى برجوع العاهة إليك.
- ملكاً : واحد الملائكة، وهم عالم غيبي، خلقهم الله من نور، وجعلهم قائمين بطاعة الله، لا يأكلون، ولا يشربون، يسبحون الليل والنهار لا يفترون، لهم أشكال وأعمال ووظائف مذكورة في الكتاب والسنة، والإيمان بهم أحد أركان الإيمان الستة.

- في صورته وهيئته : الصورة في الجسم، والهيئة في الشكل واللباس، وهذا هو الفرق بينهما.
- ابن السبيل : أي: مسافر، سمي بذلك لملازمته للطريق.
- لا أجهدك : أي لا أشق عليك في رد ما أخذت.

فوائد الحديث:

١. وجوب شكر نعمة الله -تعالى- في المال وأداء حق الله -عز وجل- فيه.
٢. أن الله -سبحانه- يختبر عباده بالنعم، (وَيَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ) [الأنبياء: ٣٥].
٣. تحريم كفر النعمة ومنع حق الله -تعالى- في المال.
٤. جواز ذكر حال من مضى من الأمم؛ ليتعظ به من سمعه.
٥. مشروعية قول: بالله ثم بك، فيكون العطف بـ"ثم" لا بالواو في مثل هذا التعبير.
٦. إثبات معجزة للنبي -صلى الله عليه وسلم- في الإخبار بمثل هذه القصص.
٧. نسبة النعمة إلى الله شكر لها وسبب لبقائها، ونسبتها لغيره كفر بها وسبب لزوالها.
٨. إثبات المشيئة للمخلوق ولكنها تابعة لمشيئة الله وإرادته.
٩. إثبات صفة الرضا لله -تعالى-.
١٠. إثبات صفة السخط لله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. القول المفيد على كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن صالح العثيمين دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، محرم ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن عبد العزيز القرعاوي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (5926)

۱۰۷۷. الحدیث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن في الجنة سوقاً يأتونها كل جمعة. فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَحْتُو فِي وَجُوهِهِمْ وَثِيَابَهُمْ، فَيَزِدَادُونَ حَسَنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَقَدْ أَزْدَادُوا حَسَنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَزْدَدْتُمْ حَسَنًا وَجَمَالًا! فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ أَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حَسَنًا وَجَمَالًا!».

۱۰۷۷. حدیث:

انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن لوگ آئیں گے۔ شمال کی ہوا چلے گی تو ان کے چروں اور لباس سے ہوتے گزر جائے گی اور اس سے ان کا حسن و جمال مزید بڑھ جائے گا اور وہ جب اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آئیں گے تو اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا، ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے جانے کے بعد آپ کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تمہارا بھی حسن و جمال ہمارے بعد بڑھ گیا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا الحديث عن أنواع النعيم الذي أكرم به أهل الجنة وما يجدونه من حسن و نعيم بمرور الدهور والأزمان وما يقام لهم في الجنة من لقاءات وأسواق ونحوها إيناساً لهم، وكما أن لهم جمالاً لا مثيل له ولا نظير وهو دائماً في تجدد وازدياد .

اجمالي معنی:

حدیث ہمیں ان انواع و اقسام کی نعمتوں کے بارے میں بتا رہی ہے جن سے اللہ تعالیٰ اہل جنت کو نوازیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جو خوبصورتی اور نعمتیں حاصل ہوں گی اور ان کا دل بہلانے کے لیے جنت میں ان کے لیے جن باہمی ملاقاتوں اور بازاروں وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا اس کی خبر دے رہی ہے۔ اسی طرح جنتی لوگوں کو بے شیل و بے نظیر خوبصورتی حاصل ہوگی جس میں دم بدم نکھار آتا جائے گا اور اضافہ ہوتا رہے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أنس بن مالك-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- في الجنة سوقاً .: مجتمع لهم يجتمعون فيه كما يجتمع الناس في الدنيا في أسواقها، أي: تعرض الأشياء على أهلها، فيأخذ كل منهم ما أراد .
- يأتونها كل جمعة .: أي في مقدار كل أسبوع لفقد الشمس والليل والنهار.
- فيزدادون حسناً وجمالاً .: عطف الجمال على الحسن، من عطف الخاص على العام.
- فتَهُبُّ .: تهب.
- رِيحُ الشَّمَالِ .: هي التي تهب من دبر القبلة وخصها بالذكر لأن العرب كانوا يرجون السحابة الشامية التي تأتي بالخير والمطر.
- فتَحْتُو .: تنهال.

فوائد الحديث:

۱. بيان أن أهل الجنة في زيادة حسن وجمال.
۲. مثل هذه الأحاديث توجب للإنسان الرغبة في العمل الصالح الذي يتوصل به إلى هذه الدار

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل بن عبد العزيز آل مبارك. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين.

الرقم الموحد: (8353)

إن في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمر
السريع مائة سنة ما يقطعها

جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے دبلے پتلے تیز رفتار گھوڑے پر سوار
شخص سو سال بھی چلے گا تب بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔

۱۰۷۸. الحدیث:

عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - عن النبي -
صلى الله عليه وسلم - قال: «إن في الجنة شجرة يسير
الراكب الجواد المضمّر السريع مائة سنة ما يقطعها».
ورويها في الصحيحين أيضا من رواية أبي هريرة -
رضي الله عنه - قال: «يسير الراكب في ظلها مئة سنة
ما يقطعها».

۱۰۷۸. حدیث:

ابوسعید - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں
ایک درخت ہے جس کے نیچے دبلے پتلے تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال بھی
چلے گا تب بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں
بھی ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے مروی احادیث میں ہے کہ سوار اس کے سائے
تلیے سو سال تک چلے گا لیکن اسے طے نہیں کر سکے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث سعة الجنة وما فيها من نعيم كبير، ففيه
وصف لأشجار الجنة وظلالها، وأن الراكب للفرس
القوي في الجري ما يصل إلى نهايتها لعظمتها، وهذا
فضل عظيم أعده الله لعباده المتقين.

اجمالي معنی:

حدیث میں جنت کی کشادگی اور اس میں موجود عظیم نعمتوں کا ذکر ہے بایں طور کہ اس
میں جنت کے درختوں اور ان کے سایوں کا بیان ہے کہ ایک گھوڑا سوار ان کی کشادگی
کی وجہ سے کبھی ان کی انتہاء تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ بہت بڑا فضل و عنایت ہے جو
اللہ نے اپنے متقی بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

راوي الحديث: حديث أبي سعيد: متفق عليه. حديث أبي هريرة: متفق عليه.

التخريج: أبوسعيد الخدري - رضي الله عنه -، وأبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المضمر: هو أن يعلف الفرس حتى تسمن وتقوى، ثم يقلل العلف بقدر القوت ويدخل بيتاً، وتغشى بالجلال حتى تحمي فتعرق، فإذا جف عرقها وخف لحمها؛ قويت على الجري.
- ما يقطعها: لا ينتهي إلى آخر ما يميل من أغصانها.
- الجواد: الفرس.
- في ظلها: أي تحت أغصانها.

فوائد الحديث:

۱. بيان عظم أشجار الجنة وظلالها، مما يدل على قدرته وعلى فضله على عباده المتقين، حيث أورثهم دار الكرامة يتنعمون بما فيها من نعيم وأشجار وظل ممدود.
۲. بيان سعة الجنة.
۳. وجود الجنة التي خلقها الله -تعالى- لتكون دار النعيم لأولياؤه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ۱۴۲۲هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض

الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (8350)

إن فيك خصلتين يحبهما الله: الحلم والأناة

تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: بردباری اور وقار (یعنی جلد بازی نہ کرنا)۔

۱۰۷۹. الحديث:

۱۰۷۹. حدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأشج عبد القيس: «إن فيك خصلتين يحبهما الله: الحلم والأناة»

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبد القیس سے کہا کہ ”تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: بردباری اور وقار (یعنی جلد بازی نہ کرنا)۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قال النبي صلى الله عليه وسلم للأشج من بني عبد قيس إن فيك لخصلتين أي صفتين يحبهما الله ورسوله، وهما الحلم وعدم التسرع، والسبب أن الأشج تأتى حتى نظر في مصالحه ولم يعجل في القدوم مع قومه والحلم وذلك في مخاطبته للنبي صلى الله عليه وسلم فكلامه كان دالاً على صحة عقله وجودة نظره للعواقب.

نبی ﷺ نے قبیلہ بنی عبد قیس کے اشج نامی شخص سے کہا کہ تمہارے اندر دو خصلتیں یعنی عادتیں ایسی ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں۔ وہ دو عادتیں بردباری اور عدم عجلت ہیں۔ اس لیے کہ اشج نے متانت اور وقار اختیار کر کے اپنے قرین مصلحت امور میں غور و فکر کیا اور اپنی قوم کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیا۔ ان کی بردباری آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کی گفتگو ان کی سلامت عقل اور انجام کار پر گہری نظر کے حامل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبدالله بن عباس رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الحلم: العقل
- الأناة: ترك العجلة.

فوائد الحديث:

۱. إثبات صفة الحب لله تعالى.
۲. الأخلاق منها ما هو جبلي ومنها ما هو مكتسب؛ لأنه قال في الحديث: أخلقين تخلقت بهما أم جبلي الله عليهما؟ قال: (بل جبلك الله عليهما).
۳. الحظ على التثبت في الأمور والنظر في العواقب.
۴. الحلم والأناة من صفات العقلاء.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، تظريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ۱۴۲۳ - ۲۰۰۲، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ط ۲ عام ۱۳۹۲.

الرقم الموحد: (5800)

إن لربك عليك حقاً، وإن لنفسك عليك حقاً، ولأهلك عليك حقاً، فأعط كل ذي حق حقه

تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حقدار کو اس کا حق دو۔

۱۵۸۰. الحدیث:

۱۵۸۰. حدیث:

عن أبي جحيفة وهب بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: آخى النبي -صلى الله عليه وسلم- بين سلمان وأبي الدرداء، فزار سلمان أبا الدرداء فرأى أم الدرداء مُتَبَدِّلَةً، فقال: ما شأنك؟ قالت: أخوك أبو الدرداء ليس له حاجة في الدنيا، فجاء أبو الدرداء فصنع له طعاماً، فقال له: كل فإني صائم، قال: ما أنا بأكل حتى تأكل فأكل، فلما كان الليل ذهب أبو الدرداء يقوم فقال له: نم، فنام، ثم ذهب يقوم فقال له: نم. فلما كان من آخر الليل قال سلمان: قم الآن، فصليا جميعاً فقال له سلمان: إن لربك عليك حقاً، وإن لنفسك عليك حقاً، ولأهلك عليك حقاً، فأعط كل ذي حق حقه، فأثنى النبي -صلى الله عليه وسلم- فذكر ذلك له فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «صدق سلمان».

ابو جحیفہ وحب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو بہت پرانہ حال دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ پھر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر جب ابوالدرداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

جعل النبي صلى الله عليه وسلم بين سلمان وأبي الدرداء عقد أخوة، فزار سلمان أبا الدرداء فوجد امرأته ليس عليها ثياب المرأة المتزوجة أي: ثياب ليست جميلة فسألها عن ذلك فأجبت أنه أخاه أبا الدرداء معرض عن الدنيا وعن الأهل وعن الأكل وعن كل شيء. فلما جاء أبو الدرداء صنع لسلمان طعاماً وقدمه إليه وكان أبو الدرداء صائماً فأمره سلمان أن يفطر وذلك لعلمه أنه يصوم دائماً فأكل أبو الدرداء ثم لما أراد أبو الدرداء قيام الليل أمره سلمان أن ينام إلى أن كان آخر الليل قاما وصليا

رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مابین (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام درداء رضی اللہ عنہا کو ایک شادی شدہ عورت کے لباس میں نہ دیکھا (بہت پرانہ حال دیکھا)۔ یعنی ان کا لباس خوبصورت نہ تھا تو ان سے اس بات کا سبب پوچھا؟ ام درداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابودرداء نے دنیا، اہل عیال، کھانے پینے الغرض ہر چیز سے منہ موڑ رکھا ہے۔ پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا حاضر کیا جب کہ وہ خود روزے سے تھے۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کو روزہ توڑنے کا کہا اور ایسا اس لیے کہا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابودرداء

رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے سے رہتے ہیں۔ پس وہ روزہ توڑ کر کھانے میں شریک ہو گئے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابودرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو دونوں نے مل کر نماز پڑھی۔ سلمان نے یہ چاہا کہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کو سمجھائیں کہ انسان کے لیے روزے اور قیام کی خاطر اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا روا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اس طرح نماز اور قیام کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ثواب بھی حاصل ہو اور اس کے ذریعے تنگن اور مشقت کا ازالہ بھی ہو۔

جميعاً وأراد سلمان أن يبين لأبي الدرداء أن الإنسان لا ينبغي له أن يكلف نفسه بالصيام والقيام وإنما يصلي ويقوم على وجه يحصل به الخير ويزول به التعب والمشقة والعناء.

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أبو جحيفة وهب بن عبد الله رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- آخى: أي: عقد بينهما عقد أخوة، حتى إنهم كانوا يتوارثون بهذا العقد، ثم نسخ وترك ذلك.
- متبذلة: لا بسة ثياب البذلة وهي المهنة والمراد تاركة لبس ثياب الزينة وغير مهتمة بنفسها.
- ما شأنك: أي: لماذا أنت على هذه الحالة.
- حاجة في الدنيا: أي: ومنها زينة المرأة لزوجها وهو لا يرغب بذلك.
- ذي حق: أي: صاحب حق.

فوائد الحديث:

۱. مشروعية التأخي في الله وزيارة الإخوان والمبيت عندهم.
۲. ثبوت حق المرأة على الزوج في حسن المعاشرة ومن ذلك الوطء.
۳. مشروعية تزين المرأة لزوجها.
۴. جواز الفطر من صوم التطوع.
۵. كراهية تكليف النفس ما لا تطيق في العبادة.
۶. إعطاء كل صاحب حق حقه وعدم تداخل الحقوق.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الحن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشريبي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ۱۴ عام ۱۴۰۷ - ۱۹۸۷ شرح رياض الصالحين لا بن عثيمين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: مدار الوطن بإشراف المؤسسة، ط عام ۱۴۲۵ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5801)

مومن کے لیے جنت میں کھوکھلے موتی سے بنا ایک نیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس وہ آئے جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔

إن للمؤمن في الجنة خيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة طولها في السماء ستون ميلاً، للمؤمن فيها أهلون يطوف عليهم المؤمن فلا يرى بعضهم بعضاً

۱۵۸۱. حدیث:

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ”مومن کے لیے جنت میں کھوکھلے موتی سے بنا ایک نیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس وہ آئے جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔“

۱۵۸۱. الحدیث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن للمؤمن في الجنة خيمةً من لؤلؤة واحدة مجوّفة طوّها في السماء ستون ميلاً. للمؤمن فيها أهلون يطوف عليهم المؤمن فلا يرى بعضهم بعضاً».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا جنت میں ایک کھوکھلے موتی سے بنا ہوا نیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی اور یہ کہ اس میں اس کی بیویاں ہوں گی جو ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔ اور ایسا شاید، واللہ اعلم، نیمے کی کشادگی اور اس کے کمروں کی اچھی بناوٹ اور ان کی ستر پوشی کی وجہ سے ہوگا۔

المعنى الإجمالي:

ذكر النبي صلى الله عليه وسلم أن للمؤمن في الجنة خيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة طولها في السماء ستون ميلاً وأن له فيها أهلين لا يرى بعضهم بعضاً وذلك والله أعلم لسعتها وحسن غرفها وسترها.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو موسى -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الميل .: ستة آلاف ذراع، وهو بطول ۱۵۰۰ متر.
- الخيمة .: أصلها بيت مربع من بيوت الأعراب.
- مجوفة .: مفرغة من داخلها، أي مثقوبة.
- لا يرى بعضهم بعضاً .: أي في تلك الخيمة لمزيد سعتها وكمال تباعد ما بين أهلها.

فوائد الحديث:

۱. بيان عظم خلق الله في الجنة حيث يتمتع المؤمن بمظاهر باهرة من النعيم المقيم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشرجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱-۱۴۳۰ هـ.

الرقم الموحد: (8349)

میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے، زبان دراز اور تکبر کرنے والے ہیں۔

إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلساً يوم القيامة أحسنكم أخلاقاً، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفهبون

۱۵۸۲. حدیث:

۱۵۸۲. الحدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں، اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے، زبان دراز اور ”متفہقون“ ہیں، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے ”ثرثارون“ (باتونی) اور ”متشدقون“ (بلا احتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن یہ ”متفہقون“ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”تکبر کرنے والے“۔

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلساً يوم القيامة أحسنكم أخلاقاً، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفهبون» قالوا: يا رسول الله قد علمنا «الثرثارون والمتشدقون»، فما المتفهبون؟ قال: «المتكبرون».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

آپ ﷺ کے فرمان (إن من) میں ”من“ تبعیض کے لیے ہے، تم میں سب سے محبوب اور قیامت کے دن مجلس کے اعتبار سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ آگے (إن من) میں بھی ”من“ تبعیض کے لیے ہے۔ چنانچہ ”أبغضكم“ کا معنی ہوا تم میں سے سب سے ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے مجھ سے بعید تر وہ شخص ہوگا جو زیادہ تکلف سے باتیں کرتا ہے، ”المتشدق“ وہ شخص جو لوگوں میں بڑائی اور عظمت کے لیے لمبی لمبی باتیں کرتا (ہانتا) ہو اور جو اپنی گفتگو میں تکبر کرے اور دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرے۔

قوله صلى الله عليه وسلم: (إن من) للتبعيض، أحبكم وأقربكم مجلساً يوم القيامة أحسنكم خلقاً مع الخالق والمخلوق، و(إن من) للتبعيض أيضاً، أبغضكم أي: أكرهكم وأبعدكم مني منزلاً يوم القيامة كثير الكلام تكلفاً، والمتشدق المتطاول على الناس بكلامه تفاصحاً وتعظيماً، والمتكبر بكلامه ومظهراً للفضيلة على غيره.

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الثرثارون: جمع الثرثار: وهو كثير الكلام.
- المتشدقون: أي: المتشدق: وهو المتطاول على الناس بكلامه، ويتكلم تفاصحاً وتعظيماً لكلامه.

• المتفهبقون : أي: المتفهبق: أصله من الفهبق وهو الامتلاء، وهو الذي يملأ فمه بالكلام ويتوسع فيه، ويغرب به تكبراً وارتفاعاً، وإظهاراً للفضيلة على غيره.

فوائد الحديث:

١. حسن الخلق من أسباب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب منه يوم القيامة
٢. التحذير من التشدد بالكلام بإظهار الدعاوى والتفاخر والتفهبق في الكلام لإظهار البلاغة والفصاحة فإنها خصال المتكبرين المرائين.
٣. أعلى درجات الجنة لمن حسن خلقه لأنه يشتمل على جميع خصال البر.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي، عام ١٩٩٨م. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط٤ ١٤٢٨. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، ط١ عام ١٤١٥. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف: محمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شبحا، الناشر: دار المعرفة، ط٤ عام ١٤٢٥.

الرقم الموحد: (5802)

إن من خياركم أحسنكم أخلاقاً

۱۵۸۳. الحدیث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: قال: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً، وكان يقول: «إن من خياركم أحسنكم أخلاقاً».

۱۵۸۳. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف بدزبانی کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔"

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم صاحب قول فاحش ولا فعل سيء ولا متعمداً لذلك متكلفاً له بل كان ذا خلق عظيم، وأخبر أن أفضل المؤمنين أحسنهم خلقاً لأن حسن الخلق يدعو إلى المحاسن وترك المساويء.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ برا کام کرنے والے تھے اور نہ تو آپ ﷺ عدا اور تکلف کے طور پر ہی ایسا کرنے والے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ بلند پایہ اخلاق کے حامل تھے۔ نیز آپ ﷺ نے بتلایا ہے کہ مومنوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں، کیونکہ حسن خلق اچھائیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

راوي الحدیث: متفق علیہ

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فاحشاً: صاحب الفحش وهي القبائح.
- متفحشاً: الذي يتكلف الفحش ويتعمده.

فوائد الحدیث:

۱. ينبغي على المؤمن أن يبتعد عن الكلام السيء والفعل القبيح.
۲. تحمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في خلقه فلم يصدر عنه إلا العمل الصالح والقول الطيب.
۳. حسن الخلق ميدان للتنافس بين المؤمنين فمن سبق فيه كان من خيار المؤمنين وأكملهم إيماناً.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، تظريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ۱۴۲۳ - ۲۰۰۲.

الرقم الموحد: (5803)

إِن هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقِظْتُ
وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَاتًا، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ:
اللَّهُ -ثَلَاثًا-

اس شخص نے مجھ پر میری تلوار پھینچی تھی، جب کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو
یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے کہا: اب آپ کو مجھ سے کون
بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ

۱۵۸۴. الحدیث:

۱۵۸۴. حدیث:

عن جابر -رضي الله عنه-: أنه غزا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- قِبَلِ تَجْدٍ، فلما قفل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قفل معهم، فأدركتهم القَائِلَةُ فِي وَادٍ كثير العِصَاهُ، فنزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وتفرق الناس يَسْتَنْظِلُونَ بالشجر، ونزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تحت سَمْرَةٍ فعلق بها سيفه وَنَمَنَا نَوْمَةً، فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدعوننا وإذا عنده أعرابي، فقال: «إِن هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَاتًا، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ -ثَلَاثًا-» ولم يُعَاقِبْهُ وجلس، متفق عليه. وفي رواية قال جابر: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِذَاتِ الرَّقَاقِ، فَإِذَا أَتَيْتَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكَنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسِيفٌ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مَعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ: تَحَافُنِي؟ قَالَ: «لَا»، فَقَالَ: يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: «اللَّهُ». وفي رواية أَبِي بَكْرٍ الإِسْمَاعِيلِيِّ فِي «صَحِيحِهِ»، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَسَقَطَ السِّيفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- السِّيفَ، فَقَالَ: «مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟»، فَقَالَ: كُنْ خَيْرَ آخِذٍ، فَقَالَ: «تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَعَاهِدُكَ أَنْ لَا أَقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونُ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ، فَحَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَى أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جماد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کا سفر کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے لوٹے، تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لوٹے وہ لوگ دوپہر کے وقت گھنے خاردار درختوں کی ایک وادی میں پہنچے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اتر پڑے، (صحابہ بھی اتر گئے) اور تمام لوگ سایہ کی تلاش میں پھیل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیڑ کے ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار اس سے لٹکا دی، ہم لوگ تھوڑی دیر ہی سوتے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکارنے لگے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی (بدو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے، آپ نے فرمایا: "اس شخص نے مجھ پر میری تلوار پھینچی تھی، جب کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے کہا: اب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ" اور تین مرتبہ کہا کہ اللہ بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو کوئی سرزنش نہیں کی اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)۔ ایک دوسری روایت میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جنگ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے پس جب ہم ایک گھنے سائے والے درخت کے پاس آئے تو ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیا، مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخت سے لٹکی ہوئی تلوار پھینچ لی اور کہا: تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، اس نے کہا: تجھے آج مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ" اور صحیح ابو بکر اسماعیلی کی روایت میں اس طرح ہے: دیہاتی نے کہا: تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، راوی کہتے ہیں (اتنا سننا تھا) کہ کافر کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: "تو بتلا) تجھے، مجھ سے کون بچائے گا؟" کافر کہنے لگا: "آپ بہتر تلوار پکڑنے والے ہوئے (یعنی احسان کیجیے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑوں گا نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: میں تمہارے یہاں سب سے اچھے انسان کے پاس سے آ رہا ہوں۔

صحیح حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اس حدیث میں جابر رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا، اور یہ جنگ سیرت لکھنے والوں کے یہاں ذات الرقاع کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ جنگ سے لوٹتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو پہر میں ایسی جگہ اترے، جہاں گھنے کانٹے دار درخت تھے، اور لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر ایسی جگہ تلاشنے لگے جہاں سورج کی تپش سے بچ کر سایہ حاصل کر سکیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سایہ دار درخت کے نیچے فرو کش ہوئے جسے سمرۃ یعنی کیکر کہا جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار اسی درخت سے لٹکا دی اور سو گئے، صحابہ کرام بھی سو گئے پھر جن لوگوں سے اس غزوہ میں جنگ ہوئی تھی انہیں میں سے ایک دیہاتی چپکے سے آپ کے پاس آیا اور لوگوں کو اس کی بھنک بھی نہ پڑی، اس نے آپ کی تلوار نہایت خاموشی سے اٹھالی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے اور (صحابہ کرام سے) فرمایا: (جب میں سو رہا تھا اس نے مجھ پر میری تلوار سونٹ لی، اور میں بیدار ہو گیا، تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتے ہوئے کہہ رہا تھا: 'اگر میں تم کو قتل کرنا چاہوں تو تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اللہ'، اور یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچالے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ پورے اعتماد و توکل اور بھروسہ کے ساتھ کہا آپ کو اللہ کے وعدہ پر یقین تھا، کافر کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: 'اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟' یعنی اگر میں تجھے قتل کرنا چاہوں۔ کافر کہنے لگا: (آپ اچھی طرح پکڑنے والے ہوئے)، اس سے مراد عضو و درگزر اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے کے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، لیکن اس نے آپ سے نہ لڑنے اور اسی طرح آپ سے جنگ کرنے والوں کا ساتھ نہ دینے کا وعدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی راہ پر چھوڑ دیا، اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جا کر ان سے کہا: میں آج (دنیا کے) سب سے افضل و بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

في هذا الحديث: يخبر جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أنه غزا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- وكانت هذه الغزوة معروفة عند أهل السير بعزوة ذات الرقاع، وفي أثناء رجوعهم من غزوتهم نزل النبي -صلى الله عليه وسلم- في وقت الظهيرة في موضع تكثر فيه أشجار الشوك، وتفرق الناس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- يبحثون عن أماكن يستظلون بها من حر الشمس، ونزل -عليه الصلاة والسلام- تحت شجرة ظليلة يقال لها: السمرّة، فعلق بها سيفه، ثم نام ونام الناس، ثم تسلس إليهم أعرابي، ممن قاتلهم النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذه الغزوة ولم يشعروا به، فأخذ سيف النبي -صلى الله عليه وسلم- على وجه الخفية، فاستيقظ -عليه الصلاة والسلام- ثم قال: (إن هذا اخترط عليّ سيفي وأنا نائم، فاستيقظت، فأخذ الأعرابي السيف وصار يتقوى به على النبي -صلى الله عليه وسلم-، وهو يقول: "من يمنعك مني إذا أردت قتلك؟ فرد عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- "الله"، فكررها ثلاث مرات، والمعنى: أن الله تعالى سيحمينا منك، فقالها -عليه الصلاة والسلام-، وهو الواثق بالله، المتوكل عليه، المتيقن لوعده، فسقط السيف من يد الكافر، فأخذه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال له -عليه الصلاة والسلام-: "من يمنعك مني؟" أي: إذا أردت قتلك، فرد الكافر بقوله: (كن خير آخذ)، والمراد به العفو والصفح ومقابل السيئة بالحسنة. فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: (تشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله) فقال: لا، لكنه عاهد النبي -صلى الله عليه وسلم- بعدم مقاتلته ولا يكون مع قوم يقاتلون، فحلى -عليه الصلاة والسلام- سبيله،

فعاد هذا الرجل إلى أصحابه، فقال: (جئتمكم من عند خير الناس)، والأمر على ما قاله هذا الكافر، فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- أفضل الناس خلقاً، ويكفي ذلك تزكية الله له بقوله: (وإنك لعلی خلق عظیم).

اخلاق وکردار میں سب سے بہتر تھے، اور اللہ نے بھی اپنے اس فرمان کے ذریعہ اس بات کی گواہی دی ہے: ”اے نبی تم سب سے بڑے اور عمدہ اخلاق پر ہو۔“

راوی الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما-

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین.

معانی المفردات:

- نَجَّدَ : النَّجْدُ فِي اللُّغَةِ: مَا ارْتَفَعَ مِنَ الْأَرْضِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا: مَا دُونَ الْحِجَازِ.
- قَفَّلَ : رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ.
- الْقَائِلَةُ : وَقْتُ الْقَبُولَةِ، وَهِيَ: النُّومُ فِي الظَّهْرِ.
- الْعِضَاهُ : الشَّجَرُ الَّذِي لَهُ شَوْكٌ.
- السَّمْرَةُ : الشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ، وَهِيَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ.
- اخْتَرَطَ : سَلَّهُ، وَهُوَ فِي يَدِهِ.
- صَلْتًا : مَسْلُولًا مُنْتَزِعًا مِنْ عَمْدِهِ أَوْ جِرَابِهِ بِرَفْقٍ.
- ذَاتُ الرَّقَاعِ : سُمِّيَتْ بِذَلِكَ: لِعَصَبِ الْمُسْلِمِينَ أَرْجُلَهُمْ بِالْحَزَقِ.
- ظَلِيلَةٌ : كَثِيرَةُ الظَّلِّ.
- كُنَّ خَيْرَ آخِذٍ : بَأَن تَعْفُو وَتَصْفَحَ وَتَقَابِلَ السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ.
- خَلَّى سَبِيلَهُ : مَنَّ عَلَيْهِ وَأَطْلَقَهُ.
- الْأَعْرَابُ : مِنَ الْعَرَبِ سَكَانُ الْبَادِيَةِ خَاصَّةً يَتَّبِعُونَ أَمَاكِنَ الْعَيْثِ وَمَنَابِتِ الْكَلَالِ الْوَاحِدِ أَعْرَابِيٌّ.

فوائد الحدیث:

۱. شجاعة النبي -صلى الله عليه وسلم- وثبات قلبه أمام المخاطر، وثقته بالله تعالى وصدق توكله عليه وحسن الالتجاء إليه.
۲. أثر التوكل على الله تعالى في الخلاص من الشدائد.
۳. عفو النبي صلى الله عليه وسلم وكرم خلقه، وعدم انتقامه لنفسه، ويُعَدُّ نظره في الأمور، وحسن معالجته للنفوس لجلبها إلى الحق.
۴. الخروج للجهاد في سبيل الله تعالى؛ امتثالاً لأمر الله تعالى.
۵. جواز تفرق العسكر في النزول وعند النوم ما لم يخافوا من أمر.
۶. حراسة الإمام في القائلة والليل من الواجب على الناس، وأن تضييعه من المنكر والخطأ.
۷. حسن التوكل على الله تعالى.
۸. حماية الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم.
۹. جواز إخبار الأصحاب بما يحدث معه، وأن ذلك لا يُعَدُّ من الرياء.
۱۰. 10- جواز تعليق السلاح إذا ائتمن عليه.
۱۱. 11- سرعة استجابة الصحابة رضي الله عنهم للرسول صلى الله عليه وسلم.
۱۲. 12- مشاركة الأمير والقائد الجند في القتال.
۱۳. 13- الإشارة إلى استحباب تفضيل لفظ الجلالة حالة الاستغاثة والاستعانة.
۱۴. 14- استحباب النوم في وسط النهار، للراحة.
۱۵. 15- فقر الصحابة -رضي الله عنهم- فقد خرجوا في خِفاف لا بديل لهم عنها.
۱۶. 16- إيثار الصحابة النبي صلى الله عليه وسلم، بالشجرة الظليلة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت-بدون تاريخ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ - صحيح البخاري-الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ شرح صحيح البخاري لابن بطلال (المتوفى: ٤٤٩ هـ) تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م

الرقم الموحد: (6967)

ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی، صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اندر اترتا ہوں۔"

إنا كنا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة، فجاؤوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا: هذه كدية عرضت في الخندق. فقال: «أنا نازل»

۱۵۸۵. حدیث:

۱۵۸۵. الحدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اندر اترتا ہوں"۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے جب کہ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا اور ہم لوگوں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر مارا۔ چٹان بالوکے ڈھیر کی طرح بہ گئی۔ (یہ سارا ماجرا دیکھ کر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجیے۔ (گھا جا کر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ بیوی نے بتایا کہ ہاں کچھ جو میں اور ایک بھری کا بچہ۔ میں نے بھری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے۔ پھر ہم نے گوشت کو چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پختے کے قریب تھا۔ نبی کریم ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اور دو ایک دیگر افراد کو ساتھ لے لیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ جب میں نے سب کچھ بتا دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتارے اور نہ تنور سے روٹی نکالے۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں۔ چنانچہ تمام انصار و ماجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے، تو اپنی بیوی سے کہا اب کیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام ماجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لارہے ہیں۔ بیوی نے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ ادھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ، لیکن دیکھو، ازدحام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ روٹی کا چورا کر کے اس پر گوشت ڈالنے لگے۔ جب بھی روٹی اور گوشت نکالتے، ہانڈی اور تنور دونوں کو ڈھانک دیا کرتے۔ ہانڈی کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے قریب فرماتے اور نکال کر دیتے۔ اس طرح اس طرح روٹی کو

عن جابر رضي الله عنه قال: إنا كنا يوم الخندق نحفر فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ. فَقَالَ: «أَنَا نَازِلٌ» ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِمَجْجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلًا أَوْ أَهْيَمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتِنِي إِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لَأَمْرَأَتِي: رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا فِي ذَلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعِنَاقٌ، فَذَبَحْتُ الْعِنَاقَ وَطَحَنْتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينُ قَدْ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِي قَدْ كَادَتْ تَنْضِجُ، فَقُلْتُ: طُعِيمٌ لِي فَقَمِ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: «كَمْ هُوَ؟» فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: «كَثِيرٌ طَيِّبٌ قَل لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخَبْزَ مِنَ التَّنُورِ حَتَّى آتِي» فَقَالَ: «قَوْمُوا»، فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: وَيْحَكَ قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَمَنْ مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَأَلْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «ادْخُلُوا وَلَا تَصَاعَطُوا» فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخَبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُحْمَرُّ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ، وَيَقْرُبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَعْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: «كُلِّي هَذَا وَأَهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ». وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حَفَرَ الْخَنْدَقَ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْمَصًا، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْمَصًا شَدِيدًا، فَأَخْرَجْتَ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، وَلَنَا بَهِيمَةٌ دَاخِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنْتِ الشَّعِيرَ، فَفَرَعْتُ إِلَى فِرَاعِي، وَقَطَعْتُهَا فِي

بُرْمَتِيهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَعَهُ، فَجِئْتُهُ فَسَارَزْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَبَحْنَا بَهِيمَةً لَنَا، وَطَحْنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفْرُ مَعَكَ، فَصَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا أَهْلَ الْخَنْدُقِ: إِنْ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا فَحَيِّهَا بِكُمْ» فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَنْزِلَنَّ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تَحْبِرَنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ» فَجِئْتُ، وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي، فَقَالَتْ: بَكَ وَبَكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتَ. فَأَخْرَجْتَ عَجِينًا، فَبَسَقَ فِيهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمِدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: «ادْعِي خَابِرَةَ فَلْتَحْبِرْ مَعَكَ، وَأَقْدِحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تَنْزِلُوها» وَهَمَّ أَلْفٌ، فَأَقْسَمَ بِاللَّهِ لَأَكْلُوا حَتَّى تَرْكُوهُ وَانْحَرِفُوا، وَإِنْ بُرْمَتِنَا لَتَغِظُ كَمَا هِيَ، وَإِنْ عَجِينَتَنَا لِيُحْبِرْ كَمَا هُوَ.

توڑنے اور گوشت ڈالنے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شرم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا: "اب یہ کھانا خود تم کھاؤ اور لوگوں کے یہاں بد یہ میں بھیجو؛ کیونکہ لوگ آج کل فائقے میں مبتلا ہیں"۔ ایک اور روایت میں جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی، تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ سخت بھوکے ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا: کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو انتہائی بھوک کی حالت میں دیکھا ہے! میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائی، جس میں ایک صاع جو تھے۔ گھر میں ہمارا ایک بخری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بخری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کچھ چکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا، تو وہ بھی جو پیس چکی تھی۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا (کہ بہت سے آدمی آجائیں اور کھانا کم پڑ جائے)۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں، جو ہمارے پاس تھے۔ پس آپ اپنے ساتھ چند آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ (لیکن ہوا کچھ اور ہی) آپ ﷺ نے نہایت بلند آواز سے فرمایا کہ اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں آنے آجاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹیاں پکانا شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ ادھر آپ ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا، تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا، میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور آپ ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ایک روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ تمہارے ہم راہ روٹی پکانے اور گوشت ہانڈی سے نکالتی جائے، لیکن چولھے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے اس قدر کھایا کہ بچا بھی رہ گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے، تو ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

صحیح حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالى:

اجمالی معنی:

حكى جابر -رضي الله عنه- أنهم كانوا يوم الخندق يحفرون حول المدينة خندقاً يحول بينهم وبين الأعداء، فظهرت قطعة شديدة صلابة في عرض الأرض، لا يعمل فيها الفأس، فشكوا لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- صعوبتها، فنزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الخندق وبطنه مربوط بحجر من شدة الجوع، فأخذ المعول وهو قطعة من حديد ينقر بها الجبال فضربه بها فانقلب الحجر وصار رملاً ناعماً. قال جابر: فذهبت إلى بيتي فقلت لزوجي هل عندنا شيء من الطعام؟ وأخبرها بحال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- التي كان عليها من أثر الجوع، فأخرجت زوجها وعاء من جلد فيه شعير، وكانت لهم عناق -وهي ولد المعز أول ما تضعه أمه- قد ألقت البيت، فذبحتها وطحنت الشعير وجعلت اللحم في القدر الذي من الحجر، وذهب جابر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره سرّاً بأنه قد صنع له طعاماً يسيراً لا يكفي كل من معه، وطلب منه أن يأتيه هو وبعض أصحابه، فنادى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا أهل الخندق إن جابراً صنع طعاماً فأسرعوا إليه. ثم ذهب رسول الله إلى بيت جابر وطلب العجين فبصق فيه، وكذلك بصق في القدر، ودعا بالبركة فيهما، وهذا من خصائصه وبركته -صلى الله عليه وسلم-، وطلب منهم أن يدعوا من يساعد زوج جابر في صنع الطعام، وجاء القوم فأكلوا ثم انصرفوا والطعام باق على ما هو عليه، القدر يغلي والعجين يخبز كأنه لم ينقص منه شيء.

جابر رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے تفصیلی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ کے اطراف میں خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، جو ان کے اور دشمنان اسلام کے درمیان رکاوٹ بن سکے۔ کھدائی کے دوران زمین کے ایک حصے میں سخت قسم کی چٹان کا ایک بڑا سا ٹکڑا نمودار ہوا، جس پر کلہاڑی اپنا کوئی اثر نہیں دکھا پارہی تھی۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس مشکل کا شکوہ کیا، تو آپ ﷺ خود خندق میں اترے، جب کہ بھوک کی شدت سے آپ نے اپنے پیٹ کو پتھر سے باندھ رکھا تھا، آپ نے کدال لی، جو کہ لوہے کا ایک اوزار ہے، جس سے پہاڑ کھودا جاتا ہے۔ اور اس سے چٹان پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ نرم و نازک ریت میں تبدیل ہو گئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور بیوی سے دریافت کیا کہ آیا گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود ہے یا نہیں؟ بیوی کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی شدید بھوک کا حال بھی بیان کیا۔ چنانچہ ان کی بیوی نے ایک بھڑے کا برتن نکالا، جس میں کچھ جو تھی اور ان کے ہاں بھڑی کا ایک مادہ بچہ تھا، (بھڑی کے پہلے مادہ بچے کو عناق کہتے ہیں) جو گھر سے مانوس ہو چکا تھا، انھوں نے اسے ذبح کیا۔ اس دوران بیوی نے جو پیس لی اور پتھر کی ہانڈی میں گوشت ڈال دیا۔ ادھر جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور چپکے سے بتایا کہ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے، جو آپ کے تمام ساتھیوں کے لیے کافی نہیں ہے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ہم راہ ان کے گھر کھانے پر تشریف لائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے تمام اصحاب کو دعوت عام دیتے ہوئے ندا لگائی کہ اے خندق کھودنے والے ساتھیو! جابر نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، جلدی سے ان کے گھر چلو!! پھر آپ ﷺ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور گوندھا ہوا آٹا منگا کر اس میں اپنا لعاب دہن شامل فرمایا۔ اسی طرح ہانڈی میں بھی لعاب دہن کی آمیزش کی اور ان میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ امر آپ ﷺ کی خصوصیات اور برکات سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے کھانا تیار کرنے میں جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے بعض عورتوں کو طلب فرمایا۔ بالآخر سارے لوگ اس دعوت طعام میں شریک ہوئے اور سب کے سب شکم سیر ہو کر واپس لوٹ گئے اور کھانا اپنی اصل مقدار ہی میں باقی رہ گیا۔ ہانڈی میں اسی طرح ابال تھا اور گوندھے ہوئے آٹے سے اس طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔ گویا کسی طرح کی کمی واقع ہوئی ہی نہ ہو۔

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كدية : قطعة غليظة صلبة من الأرض لا يعمل فيها الفأس.
- معصوب بججر : يربط على بطنه بججر من شدة الجوع.
- المعول : المسحاة.
- كثيبا أهيل أو أهيم : أصله تل الرمل الناعم.
- عناق : الأنثى من المعز.
- البرمة : القدر مطلقاً وفي الأصل القدر المتخذ من الحجر.
- الأثافي : الأحجار التي يكون عليها القدر.
- التنور : هو الذي يخبز فيه.
- ولا تضاعطوا : لا تزاحموا.
- يخمر : يغطي.
- خمصا : الخمص الجوع.
- فانكفأت : انقلبت ورجعت.
- جرابا : هو وعاء من جلد.
- بهيمة داجن : هي ولد المعز التي ألفت البيت.
- صاعا من شعير : إزاء يكال به وهو أربعة أمداد من مد النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- سؤرا : الطعام الذي يدعى الناس إليه.
- فبسق : بصق ويقال: بزق.
- عمد : قصد.
- انصرفوا : انصرفوا.
- اقدحي : اغرفي.
- تغط : يُسمع لغليانها صوت.
- حيهلا : تعالوا.
- بك وبك : أي: خاصته وسبته لأن الطعام لا يكفيهم.

فوائد الحديث:

١. الحث على التعاون في العمل الذي يعود بالنفع على المسلمين.
٢. حب الصحابة -رضي الله عنهم- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
٣. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يعم الخير جميع أصحابه، وهذا ينمي روح الجماعة والوحدة.
٤. لا ينبغي للمقاتل أن يغادر مكانه وموقعه إلا بإذن من الأمير.
٥. معجزة تكثير الطعام لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
٦. استحباب الهدية وبخاصة أيام الحاجة والمجاعة.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. الكاشف عن حقائق السنن، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبدالله الطيبي، تحقيق: عبدالمجيد هندواوي، الناشر: مكتبة مصطفى الباز، ط ١ عام ١٤١٧هـ. تهذيب اللغة، تأليف: محمد بن أحمد الأزهرى

الهروي، تحقيق: محمد عوض مرعب، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ط ١ عام ٢٠٠١م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان محمد القاري، الناشر: دار الفكر، ط ١ عام ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (5818)

ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے

إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نعد هذا نفاقاً على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

۱۵۸۶. حدیث:

محمد بن زید بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے۔

۱۵۸۶. الحدیث:

عن محمد بن زيد: أن ناساً قالوا لجده عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نعدُّ هذا نفاقاً على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: جب ہم لوگ اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے کوئی بات کہتے ہیں اور جب ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو اس کے برعکس بات کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق سمجھتے تھے۔ ایسا اس لیے کہ ان لوگوں نے گفتگو میں جھوٹ بولا اور خیر خواہی کرنے کے بجائے خیانت کی۔ لہذا امراء، وزیروں، سلاطین اور بادشاہوں کے پاس آنے والے شخص پر واجب ہے کہ وہ حقیقت بیانی سے کام لے۔

المعنى الإجمالي:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن أناساً جاءوا إليه وقالوا: إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم قولاً ولكن إذا خرجنا من عندهم قلنا بخلافه، فقال: كنا نعد ذلك نفاقاً على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، وذلك لأنهم حدثوا فكذبوا وخانوا ما نصحوا، فالواجب على من دخل على السلاطين من الأمراء والوزراء والرؤساء والملوك الواجب عليه أن يتكلم بالأمر على حقيقته.

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سلاطيننا: حکامنا وملوکنا.
- فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم: نثني عليهم بحضورهم، ونذمهم بغيبابهم.
- كنا نعد هذا نفاقاً: نفاقاً في العمل.

فوائد الحديث:

۱. الصدق بحضرة الناس وغيبابهم هو من صفات المؤمنين.
۲. من أنواع النفاق التكلم بكلام أمام الناس ومخالفته عند غيبابهم.
۳. محاولة التقرب إلى الناس بالكذب سبب للإفساد بين الناس.
۴. المسلم يبذل النصيحة للحاكم، ولا ينافق له لأجل منفعة دنيوية.
۵. الرياء معناه العمل الذي ظاهره طاعة الله، وحقيقته صرفه لغيره تعالى.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق. ط. ١. ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، شرح الدكتور مصطفى الحن وآخرين، مؤسسة الرسالة، ط. ١. ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، لفیصل بن عبد العزيز آل مبارك، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة. ط. ١، الرياض. ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، دار الكتاب العربي/بيروت. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، مؤسسة ابن عثيمين الخيرية، مدار الوطن للنشر، الرياض، ط. ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا، الرياض. ط. ١. ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (6980)

إِنَّكَ إِن تَبِعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ

اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے درپے ہو گے تو تم انہیں بگاڑ کر رکھ دو گے یا انہیں بگاڑنے کے کگار پر ہو گے۔

۱۵۸۷. الحدیث:

۱۵۸۷. حدیث:

عن معاوية -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إِنَّكَ إِن تَبِعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ».

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے درپے ہو گے تو تم انہیں بگاڑ کر رکھ دو گے یا انہیں بگاڑنے کے کگار پر ہو گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إِنَّكَ إِن تَبِعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ بِالتَّجَسُّسِ عَنْ أحوالهم والبحث عن عيوبهم والتنقيب عن معائبهم التي يخفونها وجاهرتهم بها، فضحتهم وكشفت سترهم فقلل حياؤهم، فيجتئون على ارتكاب أمثالها من المعاصي مجاهرة، بعد أن كانوا متحفين لا يعلم عنهم إلا الله.

اگر تم مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں لگو گے یعنی ازراہ تجسس ان کے حالات جاننے کی کوشش کرو گے، ان کی ان برائیوں اور عیوب کے درپے ہو گے جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور انہیں افشاء کر دو گے تو اس طرح کر کے تم ان کی رسوائی کا سبب بنو گے اور ان کا پردہ چاک کر کے رکھ دو گے جس سے ان کی حیاء میں کمی واقع ہوگی اور یوں وہ اس طرح کے گناہوں میں اور بھی زیادہ جری ہو جائیں گے اور ان کا لہم کھلا ارتکاب کریں گے حالانکہ اس سے پہلے وہ چھپ کر یہ گناہ کیا کرتے تھے جن کا صرف اللہ کو علم ہوتا تھا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: معاوية -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تتبع عورات المسلمين: البحث بالتجسس واكتشاف ما يخفونه.
- كدت: قاربت.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن التجسس عن المسلمين، وتتبع عوراتهم؛ لأن ذلك يؤدي إلى إفسادهم وإضرارهم عليه.
۲. جواز التجسس على الكفار المحاربين، فقد قيد النهي في هذا الحديث بالمسلمين، وقد كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يرسل العيون ليخبروه بأحوال أهل الكفر قبل غزوهم.

المصادر والمراجع:

- سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السجستاني تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا - بيروت - لبنان. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/ محمد علي بن محمد بن علان البكري - اعتنى بها: خليل مأمون شيحا - دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان - الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحزن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ هـ - صحيح الجامع الصغير وزاداته: محمد ناصر الدين الألباني دار المكتب الإسلامي - بيروت لبنان. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته / محمد أشرف بن أمير العظیم آبادي: دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (8879)

إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر، لا تضامون في رؤيته

یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔

۱۵۸۸. الحدیث:

۱۵۸۸. حدیث:

عن جریر بن عبد اللہ البجلي -رضي الله عنه- قال: كنا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر، فقال: «إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر، لا تضامون في رؤيته، فإن استطعتم أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فافعلوا». وفي رواية: «فنظر إلى القمر ليلة أربع عشرة».

جریر بن عبد اللہ البجلي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔ پھر فرمایا: "یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔ لہذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے تو ایسا ضرور کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "پس آپ ﷺ نے چاند کی طرف نگاہ اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالى:

اجمالی معنی:

عن جریر بن عبد اللہ البجلي -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر -ليلة الرابع عشر-، فقال -صلى الله عليه وسلم-: «إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر» -يعني: يوم القيامة وفي الجنة يراه المؤمنون كما يرون القمر ليلة البدر، ليس المعنى أن الله مثل القمر؛ لأن الله ليس كمثل شيء، بل هو أعظم وأجل -عز وجل-، لكن المراد من المعنى تشبيه الرؤية بالرؤية لا المرئي بالمرئي فكما أننا نرى القمر ليلة البدر رؤية حقيقية ليس فيها اشتباه، فإننا سنرى ربنا -عز وجل- كما نرى هذا القمر رؤية حقيقية بالعين دون اشتباه، وألذ نعيم وأطيب نعيم عند أهل الجنة هو النظر إلى وجه الله فلا شيء يعدله، فيقول رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لما ذكر أننا نرى ربنا كما نرى القمر ليلة البدر: «فإن استطعتم ألا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها، فافعلوا»، والمراد من قوله: «استطعتم ألا تغلبوا على صلاة»، أي: على أن تأتوا بهما كاملتين، ومنها: أن تصلي في جماعة، إن استطعتم ألا تغلبوا على هذا، «فافعلوا»، وفي هذا

جریر بن عبد اللہ البجلي رضی اللہ عنہ اس حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ہم راہ تھے کہ آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "تم عن قریب اپنے پروردگار کا دیدار اسی طرح کرو گے، جس طرح اس چاند کا مشاہدہ کر رہے ہو۔ یعنی قیامت کے روز مومنین، جنت میں اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھیں گے، جس طرح دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، چاند کی طرح ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سب سے زیادہ عظیم اور صاحب جلال ہے۔ یہاں فقط ایک روایت کو دوسری روایت سے تشبیہ دینے کا معنی مقصود ہے کہ جس طرح ہم چودھویں رات کے چاند کا اپنی حقیقی آنکھوں سے اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی روایت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا، اسی طرح ہم اپنے عزیز و صاحب جلال پروردگار کا دیدار بلا کسی شک و شبہ کے اس چاند کو اپنی حقیقی آنکھوں سے دیکھنے کی طرح کریں گے۔ یہ بات بھی جان لو کہ اہل جنت کے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ و نفیس اور عمدہ ترین نعمت، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہوگا اور کوئی دوسری شے اس کے برابر نہیں ہو سکتی، اور رسول اللہ ﷺ نے اس عظیم نعمت کے "جس طرح ہم اس چودھویں رات کے چاند کا نظارہ کر رہے ہیں، اسی طرح اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے" کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "لہذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے، تو ایسا ضرور کرو"، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کو بلا کم و کاست و کامل

دلیل علی أن المحافظة علی صلاة الفجر وصلاة العصر من أسباب النظر إلى وجه الله -عز وجل- .
 طریقے سے ادا کرو۔ ان کو کامل طریقے سے ادا کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ انہیں
 جماعت سے ادا کیا جائے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر اور نماز
 عصر کی محافظت اور ان کی ادائیگی میں استقامت کے سبب، اللہ عزوجل کا دیدار
 نصیب ہوگا۔

راوی الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: جریر بن عبد اللہ البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تُضامون : بضم التاء وتخفيف الميم: لا يصيبكم ضيم، أي: تعب ومشقة.
- ليلة البدر : ليلة الرابع عشر من الشهر، حيث يكون القمر مكتملاً ويسمى بدرًا.

فوائد الحدیث:

۱. حرص الصحابة علی مجالسة النبي -صلى الله عليه وسلم-.
۲. إثبات البشرية لأهل الإيمان أنهم سيرون الله -تعالى- يوم القيامة.
۳. إثبات الرؤية حقيقة؛ كما أخبر الله ورسوله، بخلاف ما قاله أهل التأويل والتعطيل.
۴. فضل صلاتي الصبح والعصر، فينبغي المحافظة عليهما.
۵. خصّ هذين الوقتين لاجتماع الملائكة فيهما، ورفعهم الأعمال، لئلا يفوتهم هذا الفضل العظيم.
۶. من أساليب الدعوة التوكيد والترغيب.

المصادر والمراجع:

- 1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. 2- تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، 1424هـ. 3- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، 1428هـ. 4- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، 1426هـ. 5- صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422هـ. 6- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، 1417هـ. 7- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، 1407هـ. - كنوز رياض الصالحين، حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى، 1430هـ. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، 1423هـ.

الرقم الموحد: (5657)

إنما مثل صاحب القرآن كمثل الإبل المعقّلة

حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے۔

۱۵۸۹. الحدیث:

۱۵۸۹. حدیث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إنما مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے، اگر اس نے ان کی نگہداشت کی، تو وہ انہیں قابو میں رکھے گا اور اگر انہیں چھوڑ دے گا، تو وہ چلے جائیں گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

"إنما مثل صاحب القرآن"، أي: الحافظ له عن ظهر قلب، "كمثل صاحب الإبل المعقّلة"، أي المربوطة بالعقال، ويّين وجه شبهه، بقوله: "إن عاهد عليها"، بالربط دائماً وتابعها وانتبه لها "أمسكها، وإن أطلقها"، بفك العقال عنها، "ذهبت"، وكذا صاحب القرآن إن داوم على تعاهده بالتلاوة والمراجعة ثبت القرآن في صدره، وإن ترك ذلك ذهب ونُسي، ولا يقدر على عودته إلا بعد مشقة وتعب، فما دام تعهده موجوداً فحفظه موجود؛ كما أن الإبل ما دامت مشدودة بالعقال فهي محفوظة، وخص الإبل بالذكر لأنها أشد حيوان إنسي نفوراً، وفي تحصيل الإبل بعد نفورها صعوبة.

"صاحب قرآن کی مثال" یعنی قرآن مجید کو یاد کرتے ہوئے دل و دماغ میں راسخ کرنے والا۔ "رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے" اس کے بعد آپ ﷺ نے اس تشبیہ کی وجہ شبہ واضح فرمائی کہ "اگر وہ اس کو اپنی نگہداشت میں رکھے گا" یعنی ہمیشہ اس کو باندھ کر رکھے گا، اس کو بار بار دیکھتا رہے گا اور اس کے حال سے بانبر و چونکنا رہے گا "تو اسے اپنی ملکیت و قبضہ میں رکھ سکے گا" اور اگر اس کو شتر بے مہار چھوڑ دے گا، تو "وہ بھاگ جائے گا"۔ یہی حال حافظ قرآن کا ہے کہ اگر وہ مداومت کے ساتھ روزانہ اس کی تلاوت کرے اور اس کو بار بار دہراتا رہے، تو یہ اس کے دل و دماغ میں راسخ و جاگزیں ہو جائے گا اور اگر اس کو طاق نسیان کی نذر کر دے، تو دل و دماغ سے رخصت ہو جائے گا اور بھلا دیا جائے گا اور بعد ازاں اس کو دوبارہ حفظ کرنے کے لیے کافی مشقت اور تکان جھیلنی پڑے گی۔ چنانچہ جس قدر قرآن مجید کی حفاظت کا خیال رکھا جائے، اسی لحاظ سے وہ باقی رہے گا، جیسے اونٹ کو جب تک پاہ زنجیر رکھا جائے، محفوظ ہے۔ یہاں اونٹ کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ گھریلو جانوروں میں سب سے زیادہ تیزی سے بدکنے والا جانور ہے اور اس کے بھاگ جانے کے بعد اس کو پانا بہت ہی مشکل امر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الإبل المُعَقَّلَة : المشدودة بالعقال، وهو الحبل الذي يشد به ركبة البعير؛ لكي يبقى في مكانه.
- عاهد عليها : استمر إمساكه لها.

فوائد الحديث:

۱. الحث على تعاهد القرآن وتلاوته، والحذر من تعريضه للنسيان.
۲. تنبيه الناشئة إلى تعاهد العلم النافع والاستمرار على ذلك؛ لأن الوصية لهم أكبر، والحفظ في الصغر أسهل وأثبت.
۳. من أساليب الدعوة ضرب الأمثال.

المصادر والمراجع:

٦- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٢- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣- شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٤- صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٥- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦- فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٧- كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5658)

إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ

۱۵۹۰. الحدیث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: كنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فانطلق لحاجته، فرأينا حُمْرَةً معها فرخان، فأخذنا فرخيها، فجاءت الحُمْرَةُ فجعلت تَعْرِشُ فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها إليها» ورأى قرية نمل قد حرقناها، فقال: «من حَرَقَ هذه؟» قلنا: نحن قال: «إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار».

آگ کا عذاب دینا صرف آگ کے رب کے شایانِ شان ہے

۱۵۹۰. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے (چڑیا کی مانند چھوٹا) ایک سرخ پرندہ دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ آیا اور ان کے گرد منڈلانے لگا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ اسے اس کے بچے واپس لوٹادو۔“ پھر نبی ﷺ نے چوٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اسے کس نے جلایا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم نے (جلایا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کا عذاب دینا صرف آگ کے رب کے شایانِ شان ہے۔“

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالى:

يخبر ابن مسعود -رضي الله عنه- أنهم كانوا في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم إنه -صلى الله عليه وسلم- مضى لحاجته فوجد الصحابة حُمْرَةً، وهي نوع من الطيور، معها ولداها، فأخذوا ولديها، فجعلت تَعْرِشُ، يعني تحوم حولهم، كما هو العادة أن الطائر إذا أخذ أولاده جعل يعرض ويحوم ويصيح لفقده أولاده، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يطلق ولديها لها، فأطلقوا ولديها. ثم مرَّ بقرية نَمْلٍ يعني مجتمع النمل، قد أحرقت فقال: من أحرقت هذه؟ قالوا: نحن يا رسول الله. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار فنهي عن ذلك، وعلى هذا إذا كان عندك نمل فإنك لا تحرقها بالنار وإنما تضع شيئاً يطردها مثل الجاز، وهو سائل الوقود المعروف إذا صببته على الأرض فإنها تنفر بإذن الله ولا ترجع، وإذا لم يمكن انتقاء شرها إلا بمبيد يقتلها نهائياً، أعني النمل، فلا بأس؛ لأن هذا دفع لأذاها، وإلا فالنمل مما نهى النبي -صلى الله

اجمالى معنی:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے، تو صحابہ کرام نے ایک حُمْرَة دیکھا، یہ پرندوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، صحابہ کرام نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا۔ چنانچہ وہ پرندہ ان کے گرد منڈلانے لگا، جیسے پرندوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر ان کے بچوں کو پکڑ لیا جائے تو وہ منڈلانے اور ارد گرد گھومنے لگتے ہیں اور اپنے بچوں کی گم شدگی پر چلاتے ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے بچوں کو چھوڑ دیا جائے۔ صحابہ کرام نے اس کے بچے چھوڑ دیے۔ پھر چوٹیوں کی ایک بستی یعنی ان کے رہنے کی جگہ سے گزرے، جسے جلا دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے کس نے جلایا ہے؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے جلایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”آگ سے عذاب دینا صرف آگ کے رب (یعنی اللہ) کے شایانِ شان ہے۔“ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ اس حدیث کے پیش نظر اگر آپ کا واسطہ چوٹیوں سے پڑے، تو آپ انہیں آگ سے نہیں جلائیں گے۔ بلکہ کوئی ایسی چیز رکھ دیں جو انہیں بھگا دے جیسے گیسولین جو کہ ایک معروف مانعِ ایندھن ہے، جب آپ اس کو زمین پر انڈیل دیں گے تو وہ ان شاء اللہ بھاگ جائیں گی اور واپس نہیں لوٹیں گی۔ اگر ان کے شر سے بچنا ممکن نہ ہو سوائے اس کے کہ کیٹنا شک

عليه وسلم- عن قتله، لكن إذا أذاك ولم يندفع إلا
 بالقتل فلا بأس بقتله.
 کا استعمال کیا جائے جو حتمی طور پر انہیں مار ڈالے یعنی چیونٹیوں کو تو اس میں کوئی حرج
 نہیں۔ اس لیے کہ یہ ان کی گزند کو دور کرنا ہے، ورنہ تو چیونٹیاں ان حشرات میں سے
 ہیں جنہیں قتل کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لیکن اگر وہ آپ
 کو تکلیف کا پہنچائے اور قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو، تو ان کو قتل کرنے میں کوئی
 حرج نہیں۔

راوی الحدیث: رواہ أبو داود.

التخریج: ابن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حُمْرَة : طائر صغير كالغُصْفُور.
- تَعْرِشٌ : ترتفع وتظلل بجناحيها على من تحتها.
- قَرْيَة نَمْلٌ : مَسْكَن النَّمْلِ.

فوائد الحدیث:

۱. مشروعیة الاستتار لقضاء الحاجة.
۲. النهي عن تَعْذِيب الطيور وأخذ أولادها.
۳. النهي عن إحراق النَّمْلِ والحشرات بالنَّار.
۴. الحثُّ على الرَّأْفَةِ والرحمة بالحيوان، وسبق الإسلام للغرب في ذلك.
۵. التعذيب بالنار مما اختص به المولى -عز وجل-.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين، تألیف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ھ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ كنوز رياض الصالحين،
 تألیف بإشراف حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ھ بهجة الناظرين، تألیف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر:
 دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ھ- ۱۹۹۷م رياض الصالحين، تألیف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل،
 الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸ھ شرح رياض الصالحين، تألیف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ۱۴۲۶ھ سنن أبي داود، تألیف:
 سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. صحيح وضعيف سنن أبي داود، تألیف:
 محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة
 بالإسكندرية.

الرقم الموحد: (8892)

إنهم خيروني أن يسألوني بالفحش، أو يبخلوني
ولست بباخل

انہوں نے مجھے ایک چیز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا کہ یا تو یہ مذموم طریقے (بے جا
اصرار) سے سوال کریں یا مجھے بخل بنا دیں تو میں بخل بننے والا نہیں ہوں۔

۱۵۹۱. الحدیث:

۱۵۹۱. حدیث:

عن عمر رضي الله عنه قال: قَسَمَ رسول الله صلى الله عليه وسلم قَسَمًا، فقلت: يا رسول الله لَعَيَّرُ هؤلاء كانوا أحق به منهم؟ فقال: «إنهم خَيْرُوني أن يسألوني بالفحش، أو يبخلوني ولست بباخل».

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مال تقسیم کیا، تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ان کے علاوہ (جنہیں آپ نے عطا فرمایا) دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”انہوں نے مجھے ایک چیز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا کہ یا تو یہ مذموم طریقے (بے جا اصرار) سے سوال کریں یا مجھے بخل بنا دیں تو میں بخل بننے والا نہیں ہوں۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قسم النبي صلى الله عليه وسلم ما جاءه من مال علي ناس وترك آخرين، فقال له عمر رضي الله عنه: ألا أعطيت هؤلاء الذين لم تعطهم لأنهم أحق من الذين أعطوا؟ فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: إنهم أخوا علي في السؤال لضعف إيمانهم. وأجروني بمقتضى حالهم إلى السؤال بالفحش أو نسبي إلى البخل. فاختار صلى الله عليه وسلم أن يعطي إذ ليس البخل من خلقه ومدارة وتأليفاً.

آپ ﷺ نے آئے ہوئے مال کو کچھ لوگوں میں تقسیم کیا اور دوسروں کو چھوڑ دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کاش کہ آپ ان کو دیتے جنہیں آپ نے نہیں دیا ہے اس لیے کہ وہ زیادہ حقدار تھے؟ آپ ﷺ نے ان سے کہا انہوں نے اپنے کمزور ایمان کی وجہ سے مجھ سے مانگنے میں اصرار کیا اور اپنی خستہ حالی کی وجہ سے مجھ سے بے جا چیز کا سوال کیا یا پھر یہ کہ وہ بخل کی طرف میری نسبت کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عطا کرنے کو اختیار کیا، اس لیے کہ آپ کے اخلاق میں بخل نہیں، بلکہ خاطر مدارات اور تالیفِ قلوب کے واسطے آپ نے انہیں دے دیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عمر بن الخطاب رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الفُحْشُ: سوء الخلق.
- قسما: أي ما يقسم من ماله الغنائم أو الخراج أو نحو ذلك

فوائد الحديث:

۱. ما كان عليه صلى الله عليه وسلم من عظيم الخلق والصبر والحلم والإعراض عن الجاهلين.
۲. ذم الإلحاح في السؤال.
۳. للإمام أن يعطي المؤلفَةَ قلوبهم من أموال الزكاة والخمس تأليفاً لقلوبهم حتى تتشرب حب الدين.
۴. البخل ليس من شيم الأنبياء ولا الصالحين.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، تاج العروس من جواهر القاموس، تأليف: محمد بن محمد الزبيدي، تحقيق: مجموعة من المحققين، الناشر: دار الهداية، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف:

سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الحن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشريجي
ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧

الرقم الموحد: (5807)

إني أراك تحب الغنم والبادية فإذا كنت في غنمك

١٥٩٢. الحديث:

عن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي صعصعة: أن أبا سعيد الخدري - رضي الله عنه - قال له: «إني أراك تُحِبُّ الغنم والبادية فإذا كُنْتَ في غنمك - أو بَادِيَتِكَ - فَأَذَنْتَ للصلاة، فَأَرْفَعُ صوتك بالتَّذَاءِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنًّا، وَلَا إِنْسًا، وَلَا شَيْئًا، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قال أبو سعيد: سمعته من رسول الله - صلى الله عليه وسلم -.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبي صعصعة أن أبا سعيد الخدري - رضي الله عنه - قال له: "إني أراك تحب الغنم والبادية"، وهي خلاف الحاضرة، وجمعها بَوَادٍ، "فإذا كنت في غنمك أو باديتك فأذنت للصلاة"، أي: أردت الأذان لها، "فأرفع صوتك بالنداء"، : بالأذان، "فإنه" لا يسمع غاية، "صوت المؤذن" ونهايته وأقصاه "جن ولا إنس" ولا شيء" قيل: المراد كل شيء يصح منه الشهادة كذلك، وقيل: عام في كل ما يسمع ولو غير عاقل من سائر الحيوانات دون الجماد، "إلا شهد له يوم القيامة"، أي: يشهد له يوم القيامة بأنه من المؤذنين تنويهاً لفضله، وبياناً لثوابه.

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سعيد الخدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البادية: الصحراء التي لا عمارة فيها.
- بالنداء: بالأذان.

- مدى صوت المؤذن: غاية صوته، أي: المكان الذي ينتهي إليه الصوت.

فوائد الحديث:

1. حرص الصحابة على تعليم الناس السنة.

میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو

١٥٩٢. حدیث:

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو، تو جب تم اپنی بکریوں میں - یا صحرا و جنگل - میں رہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو، تو اذان دیتے ہوئے اپنی آواز خوب بلند کرو، کیوں کہ مؤذن کی آواز اذان کو جہاں تک کوئی انسان، جن یا کوئی چیز سنے گی، قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔" ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید الخدري رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ: "میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو۔" 'بادیة' الحاضرة (شہر) کی ضد ہے، اس کی جمع 'بواد' ہے۔ "لہذا جب تم اپنی بکریوں میں یا اپنے صحرا میں رہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو" یعنی نماز کے لیے اذان دینے کا ارادہ کرو، "تو بلند آواز سے اذان دو"، کیوں کہ مؤذن کی آواز کے پہنچنے کی آخری حد تک جو بھی جن، انسان یا کوئی اور چیز اس آواز کو سنے گی۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس جملے سے (کائنات کی) ہر چیز مراد ہے، جس کی گواہی دینا ممکن ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جمادات کو چھوڑ کر ہر سنے کی طاقت رکھنے والے حیوانات کے لیے عام ہے، خواہ وہ غیر عاقل ہی کیوں نہ ہو۔ "تو وہ قیامت کے روز اس کی گواہی دے گی" کہ وہ مؤذنین میں سے تھا؛ تاکہ اس کے فضل و مرتبے کو خراج تحسین پیش کیا جائے اور اس کے اجر و ثواب کے بیان کا اظہار ہو۔

٢. استحباب رفع الصوت بالأذان ليكثر من يشهد له.
٣. كل من سمع المؤذن يشهد له يوم القيامة.
٤. أذان المنفرد مندوب إليه، ولو كان في صحراء.
٥. يستحسن أن يتخذ المسلمون مؤذناً قوي الصوت.

المصادر والمراجع:

1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٣- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. ٤- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ. ٥- صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ هـ. ٦- فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ٧- كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ هـ.

الرقم الموحد: (5771)

میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔

۱۵۹۳۔ حدیث:

مغیرہ بن شعبہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ سب سے کم درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد آئے گا اور اس سے کہا جائے گا جنت میں چلا جا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے بنا لیے ہیں اور اپنی اپنی چیزیں لے لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تجھے اتنا لے جتنا دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے پاس ہوتا ہے؟ وہ کہے گا میں راضی ہوں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جانتا ہم نے تجھے دیا ہے اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور۔ پانچویں بار میں وہ کہے گا: میں راضی ہوں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی تیرے لیے اور اس کا دس گنا اور بھی تیرا ہے۔ اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے اچھا نظر آئے وہ بھی تیرا ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ: سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی۔ نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی خیال بن کر گزرا ہے۔ ابن مسعود - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ: اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں دنیا اور اس کے ساتھ اس کا دس گنا دیا جاتا

إني لأعلم آخر أهل النار خروجًا منها، وآخر أهل الجنة دخولًا الجنة. رجل يخرج من النار حبواً، فيقول الله - عز وجل - له: اذهب فادخل الجنة، فيأتيها، فيخيل إليه أنها ملاءى، فيرجع، فيقول: يا رب وجدتها ملاءى

۱۵۹۳۔ الحدیث:

عن المغيرة بن شعبه - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «سأل موسى - صلى الله عليه وسلم - ربّه: ما أدنى أهل الجنة منزلّة؟ قال: هو رجل يبجيء بعد ما أدخل أهل الجنة الجنة، فيقال له: ادخل الجنة. فيقول: أي رب، كيف وقد نزل الناس منازلهم، وأخذوا أخطابهم؟ فيقال له: أترضى أن يكون لك مثل ملك مملوك من ملوك الدنيا؟ فيقول: رضيت ربّ، فيقول: لك ذلك ومثله ومثله ومثله ومثله، فيقول في الخامسة. رضيت ربّ، فيقول: هذا لك وعشرة أمثاله، ولك ما اشتتهت نفسك، وكذت عينك. فيقول: رضيت ربّ. قال: ربّ فأغلاهم منزلّة؟ قال: أولئك الذين أرذت عرسنت كرامتهم بيدي، وختمت عليها، فلم تر عين، ولم تسمع أذن، ولم يحظر على قلب بشر». وعن ابن مسعود - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «إني لأعلم آخر أهل النار خروجًا منها، وآخر أهل الجنة دخولًا الجنة. رجل يخرج من النار حبواً، فيقول الله - عز وجل - له: اذهب فادخل الجنة، فيأتيها، فيخيل إليه أنها ملاءى، فيرجع، فيقول: يا رب وجدتها ملاءى! فيقول الله - عز وجل - له: اذهب فادخل الجنة، فيأتيها، فيخيل إليه أنها ملاءى، فيرجع فيقول: يا ربّ وجدتها ملاءى، فيقول الله - عز وجل - له: اذهب فادخل الجنة، فإن لك مثل الدنيا وعشرة أمثالها؛ أو إن لك مثل عشرة أمثال الدنيا، فيقول: أتسخرني، أو تضحك بي وأنت المملك!». قال: فلقد رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ضحك حتى بدت نواجذه فكان يقول: «ذلك أدنى أهل الجنة منزلّة».

ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کسے گا تو میرا مذاق بنانا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے؟۔ ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ ﷺ کا کہنا تھا کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کی رحمت کی کشادگی کا بیان ہے اور جنتی لوگوں کے مقام کی وضاحت ہے بایں طور کہ ان کا سب سے کم تر درجے والا بھی ان نعمتوں سے کئی گنا زیادہ کے ساتھ لطف اندوز ہوگا جو دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس ہوتی ہیں۔

بیان کرم اللہ - تعالیٰ - وسعة رحمته، وبيان منزلة أهل الجنة، حيث إن أدناهم منزلة يتنعم بأضعاف أضعاف ما يملكه أي ملك في الدنيا.

راوي الحديث: متفق عليه. مسلم.

التخريج: الحديث الأول عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-، والحديث الثاني عن ابن مسعود -رضي الله عنه- مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَبُوا: يمشي على يديه ورُكْبَتَيْهِ أو اسْتَه.
- نَوَاجِذُهُ: أنيابه أو آخر الأضراس.
- أَتَسْتَهْرِي: أتستهزئ.
- ما أدنى: ما أنزل وأقل؟
- أخذوا أخذاتهم: نالوا من النعيم ما أعد الله لهم.
- ختمت عليها: لئلا يراها غيرهم، زيادة في التكريم.

فوائد الحديث:

1. إثبات صفة الكلام لله -تعالى-، كلام يليق بعظمته وكبريائه.
2. إثبات رؤية المؤمنين لربهم -عز وجل- يوم القيامة.
3. أن لأدنى أهل الجنة عشرة أضعاف ما في الدنيا من النعيم.
4. بيان عظيم كرم الله -تعالى-، وأن خزائنه مملأى لا تنفذ.
5. فيه تفاوت منازل أهل الجنة.
6. من عادة ابن آدم التثكث في الوعد، ولذلك يندهب هذا الرجل من وعد رب العالمين، ويظنه يسخر منه أو يئنكث وعده وحاشاه؛ فإنه -سبحانه- لا يخلف الميعاد.
7. إثبات الضحك لله -تعالى-، ومثل هذه الأفعال الصادرة من الله -تعالى- يجب أن تثبت له -تعالى- على ما يليق بعظمته وفق ما جاء النص بها.
8. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بشر يضحك ويفرح ويحزن، كسائر البشر، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: "إنما أنا بشر مثلكم، أنسى كما تنسون، فإذا نسيت فذكروني". متفق عليه.
9. جواز الضحك، وأنه ليس بمكروه في بعض المواطن، ولا بمسقط للمروءة، إذا لم يجاوز به الحد المعتاد من أمثاله في مثل تلك الحال التي ذكرها النبي -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عبد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، محمود بن أحمد بدر الدين العيني، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. حاشية السندي على سنن ابن ماجه (كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه)، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل، بيروت، بدون طبعة (نفس صفحات دار الفكر، الطبعة: الثانية). شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، عبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى ١٤٠٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (10405)

أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ
بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ کلمات چار ہیں، تم ان میں سے جسے
چاہو پہلے کہو، اس میں کوئی حرج نہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ
أَكْبَرُ“۔

۱۰۹۴. الحدیث:

عن سَمُرَةَ بن جُنْدَبٍ -رضي الله عنه- قال: قال رسول
الله -صلى الله عليه وسلم-: «أحب الكلام إلى الله
أربع لا يضرُّك بأيِّهنَّ بدأت: سُبْحَانَ اللَّهِ، والحمد لله،
ولا إله إلا الله، والله أكبر».

۱۰۹۴. حدیث:

سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً مروی ہے کہ ”اللہ کے نزدیک
سب سے زیادہ پسندیدہ یہ کلمات چار ہیں، تم ان میں سے جسے چاہو پہلے کہو، اس میں
کوئی حرج کی بات نہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على فضل هذه الجمل الأربع، وأنها من
أحب كلام البشر إلى الله تعالى، لاشتمالها على أمور
عظيمة، وهي تنزيه الله تعالى، ووصفه بكل ما يجب
له من صفات الكمال، وإفراجه بالوحدانية والأكبرية،
وأن فضلها وحصول ثوابها لا يقتضي ترتيبها كما
جاءت في الحديث.

اجمالی معنی:

حدیث میں ان چار جملوں کی فضیلت کا بیان ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ یہ
کلمات اللہ کے ہاں بشری کلام میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں کیونکہ یہ انتہائی عظیم
امور پر مشتمل ہیں۔ ان میں اللہ کی پاکیزگی کا بیان ہے اور اللہ کو اس کی سزاوار صفات
کمال سے متصف کیا گیا ہے اور اس کی یکتا سیت و کبیرائی کا اظہار ہے۔ اس کے
ساتھ ساتھ اس حدیث میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ان کی فضیلت اور ان سے
ملنے والا ثواب اس بات کا متقاضی نہیں کہ انہیں اسی ترتیب سے پڑھا جائے جس
ترتیب سے یہ حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سَمُرَةُ بن جُنْدَبٍ -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سُبْحَانَ اللَّهِ: التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- الْحَمْدُ لِلَّهِ: التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: هذه هي كلمة التوحيد، ومعناها لا معبود بحق إلا الله تعالى.
- اللَّهُ أَكْبَرُ: التكبير يعني التعظيم، أي الله تعالى أعظم من كل شيء.

فوائد الحديث:

۱. إثبات المحبة لله عزو جل، وأنه يحب الأعمال الصالحة.
۲. شرف هذه الكلمات الأربع على غيرها، وأنها أحب إلى الله.
۳. الحث على لزوم هذه الكلمات الأربع، لأن العبد إذا علم بمحبة الله لشيء لزمه وحافظ عليه.
۴. تيسير الشرع على الناس "لا يضرُّك بأيِّهنَّ بدأت".

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن
البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي،

الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقته الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5475)

أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ

جو شے سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا سبب بنے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق ہے۔

۱۵۹۵. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ».

۱۵۹۵. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شے سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا باعث بنے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق ہے۔

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ: حسن صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث دليل على فضل التقوى، وأنها سبب لدخول الجنة، وكذلك فضل حسن الخلق وأن هذين الأمرين "التقوى وحسن الخلق" من أعظم وأكثر الأسباب التي تدخل العبد الجنة.

اجمالی معنی:

یہ حدیث تقویٰ کی فضیلت کی دلیل ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تقویٰ جنت میں داخلے کا ایک سبب ہے۔ اسی طرح اس میں حسن خلق کی فضیلت کا بھی بیان ہے اور یہ کہ یہ دونوں امور یعنی تقویٰ اور حسن خلق ان بڑے اسباب میں سے ہیں جو سب سے زیادہ بندے کے جنت میں داخلے کا باعث بنیں گے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• تَقْوَى اللَّهِ: التقوى: من أحسن تعاريفها: هي العمل بطاعة الله، على نور من الله، ترجو ثواب الله، وترك معصية الله، على نور من الله، مخافة عقاب الله.

فوائد الحديث:

۱. أن دخول الجنة يكون بأسباب وأعمال ذكرها الشارع.
۲. أن من أسباب دخول الجنة أسباب متعلقة بالله ومنها في الحديث: (تقوى الله)، وأسباب متعلقة بالخلق ومنها في الحديث: (حسن الخلق).
۳. في الحديث دليل على فضيلة التقوى، وأنها سبب لدخول الجنة.
۴. فضل حسن الخلق على كثير من العبادات وأنه كذلك من أسباب دخول الجنة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَورَة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج ۱، ۲)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج ۳)، وإبراهيم عطوة عوض (ج ۴، ۵)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط مكتبة المعارف - الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5476)

نبی ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق (اس ایک پیالہ پانی سے) جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر سے اتنی افراد تک تھے۔

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- دعا بإناءٍ من ماءٍ، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاجٍ فِيهِ شَيْءٌ من ماءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ

۱۰۹۶. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نماز کا وقت ہو گیا، تو جس شخص کا مکان قریب ہی تھا وہ وضو کرنے اپنے گھر چلا گیا اور کچھ لوگ (جن کے مکان دور تھے) رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک لگن لایا گیا جس میں کچھ پانی تھا اور وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ ﷺ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے۔ (مگر) سب لوگوں نے اس برتن کے پانی سے وضو کر لیا۔ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ انہوں نے بتایا کہ اتنی (۸۰) افراد سے کچھ زیادہ ہی تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق (اس ایک پیالہ پانی سے) جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر سے اتنی افراد تک تھے۔

۱۰۹۶. الحدیث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَصَغَّرَ الْمِخْضَبَ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلَّهُمْ. قَالُوا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- دعا بإناءٍ من ماءٍ، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاجٍ فِيهِ شَيْءٌ من ماءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ: "حضرت الصلاة" یعنی مدینہ میں صحابہ نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ "فقام من كان قریباً من المسجد" یعنی جن کے گھر وہاں سے قریب ہی تھے وہ وضو کرنے کے لیے گھر چلے گئے۔ "والبقی قوم" یعنی وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس رہ گئے جن کے گھر دور تھے۔ "فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمخضب من حجارة فیہ ماء" یعنی نبی ﷺ کے پاس پتھر کا ایک چھوٹا سا برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ بعض روایات میں اس برتن کو "رحراج" کی صفت سے موصوف کیا گیا ہے۔ (یعنی چوڑے منہ والا ایسا برتن جس کا پیندا زیادہ گہرا نہ ہو)۔ یعنی اس چھوٹے سے برتن میں جب آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو پھیلانا چاہا تو یہ تنگ پڑ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے سب

المعنى الإجمالي:

يقول أنس -رضي الله عنه-: "حضرت الصلاة" أي بينما كان الصحابة مع النبي -صلى الله عليه وسلم- بالمدينة حضرت صلاة العصر. "فقام من كان قریباً من المسجد": أي فذهب الذين دارهم قریبة من ذلك المكان إلى الدار ليتوضؤوا منها. "وبقي قوم" أي وبقي الذين دارهم بعيدة مع النبي -صلى الله عليه وسلم-. "فأتی النبي -صلى الله عليه وسلم- بمخضب من حجارة فیہ ماء" أي فأحضر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- إناء صغير من حجر فیہ قليل من الماء، وجاء في بعض الروایات وصفه بالرحراج.

المخضب أن يبسط كفه فيه " أي فضاقت ذلك الإناء الصغير على كف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين أراد أن يمدّها في وسطه. قال أنس " فتوضأ القوم كلهم، قلنا كم كنتم؟ قال: ثمانين وزيادة " أي ثمانين فأكثر.

راوي الحديث: متفق عليه، بروايات متعددة.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حضرت الصلاة : دخل وقتها.
- إلى أهله : أي: إلى بيته.
- المخضب : إناء من حجارة.
- فصغر المخضب أن يبسط فيه كفه : أي: لم يسع المخضب بسط كفه -صلى الله عليه وسلم-.
- دعا : أمر.
- قدح : الإناء الذي يُشرب فيه.
- رحراح : واسع ولكنه قريب القعر.
- حزرت من توضأ : قدرتهم بالتخمين.

فوائد الحديث:

١. جواز استعمال أواني الحجر للوضوء وغيره.
٢. معجزة النبي -صلى الله عليه وسلم- بتكثير الماء ببركته ونبعه من بين أصابعه.
٣. الوضوء غير مقدر بقدر من الماء معين؛ لأن الصحابة اغترفوا من ذلك القدح بغير تقدير؛ لأن الماء النابع لم يكن قدره معلوما لهم فدل على عدم التقدير، لكن بشرط عدم الإسراف والتبذير.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5446)

۱۰۹۷. الحدیث:

۱۰۹۷. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: «إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ، فَيَحْضُونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ: مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُحَمِّدُونَكَ، وَيُجَدِّدُونَكَ، يَقُولُونَ: هَلْ رَأَوْنِي؟ يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ. يَقُولُونَ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا. يَقُولُونَ: فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْحَيَّةَ. قَالَ: يَقُولُونَ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبَّ مَا رَأَوْهَا. قَالَ: يَقُولُونَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّدُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَتَعَوَّدُونَ مِنَ النَّارِ؛ قَالَ: يَقُولُونَ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا. يَقُولُونَ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ: يَقُولُونَ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ عَقَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُولُونَ: مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ». وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضُلًّا يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعَدُوا إِلَى السَّمَاءِ، فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ - وَهُوَ أَعْلَمُ -: مَنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ يَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ: يَسْبِحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُحَمِّدُونَكَ، وَيَسْأَلُونَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتِكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيُّ رَبِّ. قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں کہ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ نچلے آسمان تک اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ (پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں) پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ: وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی بیان کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا: کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی اور زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح اور زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ کہا، فرشتے جواب دیتے ہیں کہ واللہ! انہوں نے تیری جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے اور بھی زیادہ حریص اور اس کے خواہشمند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ، انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ: ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - کی ایک روایت میں اس طرح

فكيف لو رأوا جنتي؟! قالوا: ويستجبرونك. قال: ومم
يَسْتَجِيرُونِي؟ قالوا: من نارك يا رب. قال: وهل رأوا
ناري؟ قالوا: لا، قال: فكيف لو رأوا ناري؟! قالوا:
ويستغفرونك؟ فيقول: قد غفرت لهم، وأعطيتهم ما
سألوا، وأجرتهم مما استجاروا. قال: فيقولون: رب فيهم
فلان عبد حَطَّاءٌ إنما مرَّ، فجلس معهم. فيقول: وله
غفرت، هم القوم لا يشقى بهم جليسُهُم».

ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو (اللہ کی زمین میں) چکر
لگاتے رہتے ہیں، وہ اللہ کے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں، جب وہ کوئی ایسی مجلس
پاتے ہیں جس میں (اللہ کا) ذکر ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، وہ ایک
دوسرے کو اپنے پروں سے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ اپنے اور نچلے آسمان
کے درمیان (کی وسعت) کو بھر دیتے ہیں۔ جب (مجلس میں شریک ہونے والے)
لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ (فرشتے) بھی اوپر کی طرف جاتے ہیں اور آسمان پر چلے
جاتے ہیں، راوی نے کہا: تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان کے
بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم
زمین میں (رہنے والے) تیرے بندوں کی طرف سے (ہو کر) آئے ہیں جو تیری
پاکیزگی بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے اور صرف اور صرف
تیرے ہی معبود ہونے کا اقرار کر رہے تھے اور تیری حمد و ثنا کر رہے تھے اور تجھ ہی
سے مانگ رہے تھے، فرمایا: وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ انھوں نے کہا: وہ تجھ
سے تیری جنت مانگ رہے تھے۔ فرمایا: کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟
انھوں نے کہا: پروردگار! نہیں، فرمایا: اگر انھوں نے میری جنت دیکھی ہوتی کیا
ہوتا؟ وہ کہتے ہیں: اور وہ تیری پناہ مانگ رہے تھے، فرمایا: وہ کس چیز سے میری
پناہ مانگ رہے تھے؟ انھوں نے کہا: تیری آگ (جہنم) سے، اے رب! فرمایا: کیا
انھوں نے میری آگ (جہنم) دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا: اے رب! نہیں، فرمایا:
اگر وہ میری جہنم دیکھ لیتے تو (ان کا کیا حال ہوتا!) وہ کہتے ہیں: وہ تجھ سے گناہوں کی
بخشش مانگ رہے تھے، تو وہ فرماتا ہے: میں نے ان کے گناہ بخش دیے اور انھوں
نے جو مانگا میں نے انہیں عطا کر دیا اور انھوں نے جس سے پناہ مانگی میں نے انہیں
پناہ دے دی۔ (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: وہ (فرشتے) کہتے ہیں: پروردگار! ان
میں فلاں شخص بھی موجود تھا، سخت گناہ گار بندہ، وہاں سے گزرتے ہوئے ان کے
ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا: تو اللہ ارشاد فرماتا ہے: ”میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ
ایسے لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔“

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يقصُّ هذا الحديث مظهرا من مظاهر تعظيم مجالس
الذكر، حيث يقول النبي صلى الله عليه وسلم: "إن
لله ملائكة يطوفون في الطُّرُق يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ"
أي أن الله كَلَّفَ طائفة مخصصة من الملائكة غير
الحفظة للسياحة في الأرض، يدورون في طرق

یہ حدیث مجالس ذکر کی تعظیم کے مظاہر میں سے ایک مظہر بیان کر رہی ہے جیسا کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”إن لله ملائكة يطوفون في الطُّرُق يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ“ (اللہ
کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر اذکار کرنے
والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک خاص گروہ مقرر
کیا ہے جو زمین میں حفاظت کے لیے مامور نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے راستوں اور

مساجد کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ ان چکروں کے ساتھ وہ ذکر کی مجالس تلاش کرتے، اس میں حاضر ہوتے اور اہل مجلس کے ذکر کو سنتے ہیں۔ حافظ (ابن حجر) فرماتے ہیں کہ: یہ غالب حد تک تسبیح وغیرہ کی مجالس کے ساتھ خاص ہے۔ "فاذا وجدوا قوماً يذكرون الله عز وجل" (پس جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں) اور مسلم کی روایت میں ہے "فاذا وجدوا مجلساً فيه ذكر تنادوا" (جب وہ کسی ایسی مجلس کو پالتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو ایک دوسرے کو آواز لگاتے ہیں) یعنی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ "أن يهلوا إلى حاجتكم" (کہ اپنی طلب کی طرف آؤ) اور ایک روایت میں ہے "إلى غيرتكم" (اپنی تلاش کی طرف) یعنی ذکر کی جس مجلس کو تلاش کر رہے ہو اس کی طرف آؤ۔ اس مجلس میں بیٹھے لوگوں کی طرف پہنچتا کہ ان کی زیارت کر سکو اور ان کے ذکر کو سن سکو۔ جب وہ فرشتے ذکر کی مجلسوں میں ہوتے ہیں تو ان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا "فيحذونهم" یعنی وہ اپنے پروں سے ان کو گھیر لیتے ہیں، جس طرح کنگن کلائی کو گھیر لیتا ہے۔ "فيحذونهم بأجنحتهم" (انہیں اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں) یعنی مجلس کے اردگرد اپنے پروں سے گھومتے ہیں۔ "إلى السماء" (آسمان تک) یعنی (ایسا کرتے ہوئے وہ) آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت اور فرشتوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فيسألهم ربهم وهو أعلم بهم" (پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے) یعنی وہ ان کے حالات سے بخوبی واقف ہے، ایسا وہ صرف ملاء اعلیٰ میں ان کی بلندی شان کے بیان اور فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "ما يقول عبادي؟ فتجيب الملائكة: يسبحونك، ويكبرونك، ويسبحونك، ويكبرونك، ويمجدونك، ويمجدونك، أي فتقول الملائكة: إن هؤلاء الذاکرين يقولون: سبحان الله والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، فالتمجيد هو قول لا إله إلا الله؛ لما فيه من تعظيم الله تعالى، بتوحيد الألوهية. فيقول الله جل في علاه: "هل رأوني؟ قال: فيقولون: لا والله ما رأوك، قال: فيقول: فكيف لو رأوني؟" فتجيب الملائكة الكرام: "لو رأوك كانوا أشد لك عبادة، وأشد تمجيداً وأكثر لك تسبيحاً" لأن الاجتهاد في العبادة على قدر المعرفة. ثم يقول الله تبارك وتعالى: "قال: فما يسألوني؟" أي فماذا يطلبون مني. فتقول الملائكة: "قالوا: يسألونك الجنة" أي يذكرونك، ويعبدونك طمعاً في جنتك. فتجيب الملائكة: "لو رأوها كانوا أشد عليها حرصاً" أي لكانوا أكثر سعياً إليها؛ لأنه ليس الخير كالعناية. فيقول الله جل جلاله "قال: فمِمَّ يتعبدون" أي فأبي شيء يخافون منه، ويسألون ربهم أن يجيرهم منه. فتجيب الملائكة: "من النار" أي يذكرون ويعبدون

المسلمين ومساجدهم، ودورهم، يطلبون مجالس الذكر، يزورونها ويشهدونها ويستمعون إلى أهلها. قال الحافظ: والأشبه اختصاص ذلك بمجالس التسبيح ونحوها. فإذا وجدوا قوماً يذكرون الله عز وجل "وفي رواية مسلم" فإذا وجدوا مجلساً فيه ذكر تنادوا "أي نادى بعضهم بعضاً" أن هلموا إلى حاجتكم "وفي رواية إلى بغيتكم، أي تعالوا إلى ما تبثون عنه من مجالس الذكر، والوصول إلى أهلها، لتزورهم، وتستمعوا إلى ذكرهم. قال عليه الصلاة والسلام في وصف الملائكة، وهم في مجالس الذكر: "فيحذونهم أي يحيطون بهم إحاطة السوار بالمعصم. فيحذونهم بأجنحتهم" أي يطوفون حولهم بأجنحتهم "إلى السماء" أي حتى يصلوا إلى السماء. ثم يقص عليه الصلاة والسلام المحاوراة التي جرت بين رب العزة والجلال، وبين ملائكته الكرام: فيقول الله جل في علاه: "فيسألهم ربهم وهو أعلم بهم" أي وهو أكثر علماً بأحوالهم، تنويهاً بشأنهم في الملاء الأعلى؛ ليباهي بهم الملائكة: "ما يقول عبادي؟ فتجيب الملائكة: يسبحونك، ويكبرونك، ويمجدونك، ويمجدونك"، أي فتقول الملائكة: إن هؤلاء الذاکرين يقولون: سبحان الله والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، فالتمجيد هو قول لا إله إلا الله؛ لما فيه من تعظيم الله تعالى، بتوحيد الألوهية. فيقول الله جل في علاه: "هل رأوني؟ قال: فيقولون: لا والله ما رأوك، قال: فيقول: فكيف لو رأوني؟" فتجيب الملائكة الكرام: "لو رأوك كانوا أشد لك عبادة، وأشد تمجيداً وأكثر لك تسبيحاً" لأن الاجتهاد في العبادة على قدر المعرفة. ثم يقول الله تبارك وتعالى: "قال: فما يسألوني؟" أي فماذا يطلبون مني. فتقول الملائكة: "قالوا: يسألونك الجنة" أي يذكرونك، ويعبدونك طمعاً في جنتك. فتجيب الملائكة: "لو رأوها كانوا أشد عليها حرصاً" أي لكانوا أكثر سعياً إليها؛ لأنه ليس الخير كالعناية. فيقول الله جل جلاله "قال: فمِمَّ يتعبدون" أي فأبي شيء يخافون منه، ويسألون ربهم أن يجيرهم منه. فتجيب الملائكة: "من النار" أي يذكرون ويعبدون

عبادت و ریاضت میں زیادتی و اضافہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فما یسألونی؟" (وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟) یعنی مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یسألونک البیڑ (تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے) یعنی جنت کی خواہش کے ساتھ تیرا ذکر اور تیری عبادت کرتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ "لو رأوا کانوا أشد علیها حرصاً" (اگر انہوں نے تیری جنت کو دیکھا ہوتا تو اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے) یعنی اس کے لیے اور زیادہ کوشش کرتے کیوں کہ شنیدہ کے بوجہ دیکھنا (خبر آنکھوں دیکھی بات کی طرح نہیں ہوتی)؟!۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "فیم یتخوذون" (وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟) یعنی کس چیز سے وہ ڈرتے تھے اور اپنے رب سے اس سے بچانے رکھنے کا سوال کرتے تھے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں "من النار" (آگ سے) یعنی وہ جہنم سے ڈرتے ہوئے اپنے رب کا ذکر اور اس کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس سے بچانے رکھنے کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فکیف لو رأوا؟" (اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟) فرشتے جواب دیتے ہیں "لو رأوا کانوا أشد منها فراراً" (اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں) یعنی وہ نیک اعمال کو اختیار کرنے کی اور زیادہ کوشش کریں جو کہ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فأشہدکم انی قد غفرت لکم" (میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے) یعنی میں نے ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: "فیم فلان لیس منهم، إنما جاء حاجتہ" (فلان شخص ان میں سے نہیں تھا وہ کسی کام سے آیا تھا) یعنی ان ذکر کرنے والوں کے ساتھ ایک شخص ایسا بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا بلکہ وہ اپنے کسی کام سے آیا تھا اور جس سے کام تھا وہ اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، کیا اسے بھی بخش دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدبخت اور محروم نہیں رہ سکتا۔

ربہم خوفاً من النار، ویسألونہ عز وجل أن یجیرہم منها. فیقول اللہ جل جلالہ: " فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟" فتجیب الملائکة: " لو رأوا کانوا أشد منها فراراً " أي لکانوا أكثر اجتهاداً فی الأعمال الصالحة التي هي سبب فی النجاة من النار. فیقول اللہ جل جلالہ: " قال: فیقول: فأشهدکم انی قد غفرت لکم " أي قد غفرت لکم ذنوبکم. فیقول ملک من الملائکة: " فیہم فلان لیس منهم، إنما جاء حاجتہ " أي إنه یوجد من بین هؤلاء الذاکرین " فلان": وهو لیس منهم، ولكنه جاء حاجتہ یقضیها فجلس معهم، فهل یغفر له؟ فیقول اللہ جل فی علاہ ما معناه: هم الجلساء لا یشقی جلسہم ولا یخیب.

راوی الحدیث: متفق علیہ

التخریج: أبو ہریرة - رضی اللہ عنہ - .

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین

معانی المفردات:

- تنادوا: نادى بعضهم بعضاً.
- هلموا: تعالوا.
- فیحفونہم: یقتربون حول الذاکرین ویطوفون بہم ویدورون حولہم حتی یملؤوا ما بین السماء الدنیا والأرض.
- یمجدونک: یعظمونک.
- ملائکة سیارة: سیاحون فی الأرض.

فوائد الحدیث:

۱. فضل مجالس الذکر والذاکرین وفضل الاجتماع علی ذلک.
۲. جلس الذاکرین الصالحین یندرج معہم فی جمیع ما یتفضل اللہ تعالیٰ بہ علیہم إکراماً لهم ولو لم یشارکہم فی أصل الذکر.

٣. محبة الملائكة بني آدم واعتناؤهم بهم.
٤. السؤال قد يصدر من السائل وهو أعلم بالمسؤول عنه من المسؤول؛ لإظهار العناية بالمسؤول عنه، والتنويه بقدره.
٥. الذكر يتناول الصلاة، وقراءة القرآن، والدعاء، وتلاوة الحديث، ودراسة العلم الديني.
٦. بيان كذب من ادعى من الزنادقة أنه يرى الله تعالى جهرة في دار الدنيا.
٧. جواز القسم في الأمر المحقق تأكيداً له وتنويهاً به.
٨. اشتملت اللجنة من أنواع الخيرات والنار من أنواع المكروهات ما لا يخطر على قلب بشر.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلال، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفیصل الحریملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م.
- الرقم الموحد: (8272)

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش آنے والی تھیں پس ہم میں سے سب بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

أخبرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بما كان وبما هو كائن، فأعلمنا أحفظنا

۱۰۹۸. حدیث:

۱۰۹۸. الحدیث:

ابوزید عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا آپ ﷺ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو ہمیں آپ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش آنے والی تھیں پس ہم میں سے سب بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

عن أبي زيد عمرو بن أخطب الأنصاري -رضي الله عنه-: صلى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الفجر، وصعد المنبر، فخطبنا حتى حضرت الظهر، فنزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر، ثم نزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس، فأخبرنا بما كان وبما هو كائن، فأعلمنا أحفظنا.

صحیح حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

صحابی رسول بتا رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن فجر پڑھی اور منبر پر چڑھ کر ظہر کی اذان تک لوگوں کو خطبہ دیا، پھر اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی، پھر دوبار منبر پر چڑھے اور عصر کی اذان تک خطبہ دیا، پھر اتر کر عصر پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر سورج غروب ہونے تک خطبہ دیا یعنی ایک دن پورا فجر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک خطبہ دیا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماضی اور مستقبل کی غیب کی خبریں بتائیں۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہ ساری باتیں بتائیں، صحابہ میں اس دن سب سے زیادہ نبی ﷺ کی کہی باتوں کو جاننے والے وہ تھے جنہوں نے اسے یاد کر کے اپنے ذہن میں راسخ کر لیا۔

يخبر الصحابي عمرو بن أخطب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى الفجر ذات يوم، وصعد المنبر وخطب الناس حتى أذن الظهر، ثم نزل فصلى الظهر، ثم عاد فصعد المنبر وخطب حتى أذن العصر، فنزل وصلى العصر، ثم صعد المنبر فخطب حتى غابت الشمس، يعني بذلك أنه خطب يوماً كاملاً من صلاة الفجر إلى غروب الشمس، أعلمه الله -عز وجل- في ذلك اليوم شيئاً من علوم الغيب الماضية، ومن الغيوب المستقبلية، وأخبر بها -صلى الله عليه وسلم- أصحابه، فأعلمهم بما قال ذلك اليوم هو من حفظ ورسخ ذلك في ذهنه.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو زيد عمرو بن أخطب الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• فأعلمنا أحفظنا: أكثرنا علماً بما قاله -صلى الله عليه وسلم- في ذلك اليوم أقدروا على الحفظ.

فوائد الحديث:

۱. شدة حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته أمور دينهم.

۲. شهادة من الصحابة الكرام -رضي الله عنهم- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بلغ الرسالة وأدى الأمانة، ونصح الأمة.

٣. تفاوت الناس في الحفظ والفهم.
٤. قوة تحمل النبي -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8411)

کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمہارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

أستغفر لك رسول الله - صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم ولك، ثم تلا هذه الآية: (واستغفر لذنبيك وللمؤمنين والمؤمنات)

۱۵۹۹. حدیث:

۱۵۹۹. الحدیث:

عاصم بن احوول عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا: "اور تمہاری بھی مغفرت فرمائے"۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمہارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

عن عاصم الأحول، عن عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه- قال: قلت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا رسول الله، غفر الله لك، قال: «ولك». قال عاصم: فقلت له: أستغفر لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم ولك، ثم تلا هذه الآية: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹].

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے حق میں دعائے مغفرت کی، تو بدلے میں نبی ﷺ نے ان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی۔ عاصم احوول نے عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمہارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انھوں نے اس کا استدلال نبی ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

أخبر عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه- أنه دعا للنبي -صلى الله عليه وسلم- بالمغفرة، فقابله النبي -صلى الله عليه وسلم- بالدعاء أيضا بالمغفرة، فسأل عاصم الأحول عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه- أستغفر لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم، واستغفر لك أيضا، ثم استدل على ذلك بقول الله تعالى لنبيه -صلى الله عليه وسلم-: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹].

راوي الحديث: رواه مسلم بدون زيادة "قلت لرسول الله - صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله، غفر الله لك، قال: «ولك»" فرواها النسائي.

التخريج: عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• المغفرة: هي أن الله تعالى يستر العبد ولا يطلع الناس على ذنبه ويعفو عنه ويتجاوز عنه لأنها مأخوذة من الستر والوقاية.

فوائد الحديث:

۱. استغفر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لعامة المسلمين لأنه أمر بذلك؛ فلا يتخلف عن أداء ما أمر به البتة.

۲. بيان كرم خلق الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يقابل الحسنة بمثلها.

٣. جواز إطلاق الآية على بعضها؛ لقول عاصم الأحول: ثم تلا هذه الآية.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. مسند أحمد بن حنبل، لإبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفى، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8262)

أعطوني ردائي، فلو كان لي عدد هذه العضاء
نعماً، لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلاً ولا
كذاباً ولا جباناً

میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ
بکریاں ہوتیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا مجھے تم نخیل نہیں پاؤ گے
اور نہ ہی جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

۱۶۰۰. الحدیث:

عن جبیر بن مطعم -رضي الله عنه- قال: بينما هو
يسير مع النبي -صلى الله عليه وسلم- مَقْفَلَهُ من
حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ الأعراب يسألونه، حتى اضطره إلى
سَمْرَةَ، فَخَطَفَتْ رداءه، فوقف النبي -صلى الله عليه
وسلم- فقال: «أعطوني ردائي، فلو كان لي عدد هذه
العِضَاءِ نَعْمًا، لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلاً
ولا كذاباً ولا جباناً».

۱۶۰۰. حدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل
رہے تھے، آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادی حنین سے واپس
تشریف لارہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور مانگنا شروع
کر دیا۔ بالاتر آپ کو مجبوراً ایک بول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ کی
چادر مبارک بول کے کانٹوں میں الجھ گئی، فرمایا: ”میری چادر مجھے دے دو، اگر
میرے پاس اس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں ان سب
کو تم میں تقسیم کر دیتا مجھے تم نخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما رجع النبي -صلى الله عليه وسلم- من غزوة حنين،
وهو وادٍ بين مكة والطائف، وكان معه جبیر بن مطعم
-رضي الله عنه-، فتعلق الناس به يسألوه من الغنائم
حتى أجزؤوه إلى شجرة سمرة -وهي من شجر البادية
ذات شوك- فعلق رداءه بشوكها، فجبذه الأعراب،
فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: أعطوني ردائي لو
كان لي عدد العضاء -وهي شجرة كثيرة الشوك- نعماً
من الإبل والبقر والغنم لقسمته بينكم، ثم قال: وإذا
جربتموني لا تجدوني بخيلاً ولا كذاباً ولا جباناً.

اجمالي معنی:

رسول اللہ ﷺ جب غزوة حنین سے واپس آ رہے تھے اور یہ مکہ اور طائف کے
درمیان ایک وادی ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بھی
تھے۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے لپٹ گئے اور آپ سے مال غنیمت میں سے مال
مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک بول کے درخت کے پاس پناہ لینے پر
مجبور کر دیا (بول دیہاتوں میں ایک خاردار درخت ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ کی چادر
اس کے کانٹوں سے الجھ گئی، اور بدوؤں نے وہ چادر کھینچ لی۔ تو نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: ”میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی (یہ
بہت زیادہ خاردار درخت ہوتا ہے) اونٹ، گائے اور بکریاں ہوتیں تو میں ان سب
کو تم میں تقسیم کر دیتا۔ پھر فرمایا کہ: اگر اس وقت مجھے آزماؤ گے تو مجھے تم نخیل، جھوٹا
اور بزدل نہیں پاؤ گے۔“

راوي الحديث: صحيح البخاري.

التخريج: جبیر بن مطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مقفله : حال رجوعه.
- فعلقه الناس : أي: تعلقوا به.
- السمرة : شجرة طويلة قليلة الظل.
- العضاء : شجر له شوك.
- حنين : واد يقع قرب مكة، وفيه جرت الغزوة المعروفة.

• نعمًا: الإبل والبقر والغنم.

فوائد الحديث:

١. بيان لما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من الحلم وحسن الخلق وسعة الصدر، والصبر على جفاء الأعراب وغلظتهم.
٢. ذم البخل والكذب والجبن، وأن إمام المسلمين لا ينبغي أن تكون فيه خصلة منها.
٣. جواز وصف المرء نفسه بالخصال الحميدة عند الحاجة.
٤. رضا السائل للحق بالوعد إذا تحقق عن الواعد التنجيز والوفاء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5790)

أَفْعَمِيَا وَإِنِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟

۱۶۰۱. الحدیث:

عن أم سلمة - رضي الله عنها-، قالت: كنت عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعنده ميمونة، فأقبل ابن أم مكتوم، وذلك بعد أن أمرنا بالحجاب فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «اِحْتَجِبَا مِنْهُ» فقلنا: يا رسول الله، أليس هو أعمى! لا يُبْصِرُنَا، ولا يَعْرِفُنَا؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أَفْعَمِيَا وَإِنِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟!».

درجۃ الحدیث: ضعیف

المعنى الإجمالي:

تخبر أم سلمة - رضي الله عنها- أنها كانت عند النبي -صلى الله عليه وسلم- وعنده ميمونة فدخل عبد الله ابن أم مكتوم - رضي الله عنه- وكان رجلاً أعمى وكان ذلك بعد نزول الحجاب، فأمرهما أن تحتجبا منه وهو أعمى. فقلتا: يا رسول الله إنه رجل أعمى لا يُبصرنا ولا يعرفنا فقال: "أفعمياوان أنتما احتجبا منه" فأمرهما أن تحتجبا عن الرجل ولو كان أعمى لكن هذا الحديث ضعيف؛ لأن الأحاديث الصحيحة تردّه، فإن النبي صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة بنت قيس: "اعتدي في بيت ابن أم مكتوم، فإنه رجل أعمى تضعين ثيابك عنده" وهذا الحديث في الصحيحين. وعلى هذا فلا يحرم على المرأة أن تنظر إلى الرجل ولو كان أجنبياً بشرط ألا يكون نظرها بشهوة أو لتمتع لقوله تعالى: (وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن)، ولذلك كانت النساء في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- يحضرن إلى المسجد ولا يحتجب الرجال عنهن، ولو كان الرجل لا يحل للمرأة أن تراه لوجب عليه أن يحتجب كما تحتجب المرأة عن الرجل، فالصحيح أن المرأة لها أن تنظر للرجل لكن بغير شهوة ولا استمتاع أو تلوذ.

گیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟

۱۶۰۱. حدیث:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین ميمونة رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے، یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہو چکنے کے بعد کا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دونوں ان سے پردہ کرو" ہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو یہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟"

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین ميمونة رضی اللہ عنہا بھی تھیں، اسی اثنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ وہ نابینا تھے۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کل واقعہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی ہمیں پہچان سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم بھی نابینا ہو، اس سے پردہ کرو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کرنے کو کہا، جب کہ وہ نابینا تھے۔ تاہم یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور تمام صحیح احادیث اس کی تردید کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا تھا: "تم ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو، کیونکہ وہ نابینا ہیں۔ تم ان کے پاس اپنے کپڑے اتار سکتی ہو"۔ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر عورت پر مرد کو دیکھنا حرام نہیں۔ خواہ مرد اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ بشرط کہ شہوت کی نظر یا لطف اندوز ہونے کی غرض سے نہ دیکھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ لِيَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ" (مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) اسی وجہ سے آپ کے دور میں عورتیں مسجد میں جایا کرتی تھیں اور مرد ان سے پردہ نہیں کیا کرتے تھے۔ عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا، تو مردوں کے لیے بھی لازم ہوتا کہ وہ عورتوں سے پردہ کریں، جس طرح عورتیں مردوں سے پردہ کرتی ہیں۔ لہذا صحیح یہی ہے کہ عورتوں پر مردوں سے پردہ کرنا لازم نہیں۔ تاہم شہوت، یا لطف اندوز ہونے یا لذت حاصل کرنے کے لیے دیکھنا جائز نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد.

التخريج: أم سلمة - رضي الله عنها -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أمر النبي - صلى الله عليه وسلم - زوجته بالاحتجاب من الأعمى لكرام مقامهن - رضي الله عنهن -.
٢. وجوب احتجاب المرأة عن نظر الرجال، والأمر لنساءه - صلى الله عليه وسلم - أمر لنساء أمته.
٣. جواز مراجعة المرأة لزوجها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وغيره، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ.

الرقم الموحد: (8897)

أفلا تتقي الله في هذه البهيمة التي مَلَكَكَ اللهُ
إياها؟ فإنه يَشْكُوَ إِيَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْبِيهِ

کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور تھکاتے ہو۔

۱۶۰۲. الحدیث:

عن أبي جعفر عبد الله بن جعفر -رضي الله عنهما- قال: أَرَدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ذات يوم خلفه، وَأَسْرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لِحَاجَتِهِ هَدْفٌ أَوْ حَائِثٌ نَخْلٍ. يَعْنِي: حَائِطُ نَخْلٍ. فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَإِذَا فِيهِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- جَرَجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- فَمَسَحَ سَرَاتِهِ -أَي: سَنَامَهُ- وَذَفَرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟». فَجَاءَ فَتَى مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: هَذَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُوَ إِلَيَّ أَنْكَ تُجِيعُهُ وَتُدْبِيهِ».

۱۶۰۲. حدیث:

ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن اپنے پیچھے سوار کیا۔ پھر مجھے چپکے سے ایک بات کہی، جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھناے حاجت کے لیے چھپنے کے لیے دو جگہیں زیادہ پسند تھیں؛ یا تو کوئی اونچی چیز یا کھجور کے درختوں کا جھنڈ یعنی کھجور کا باغ۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو سامنے ایک اونٹ نظر آیا۔ جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے، اس کے کوہان اور کانوں کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد پوچھا: "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟" ایک انصاری جوان آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور تھکاتے ہو۔"

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أركبه خلفه ذات ليلة على الدابة، وكنتم إليه بشيء من القول لا يحب رضي الله عنه أن يحدث به الناس، لأنه سر النبي صلى الله عليه وسلم، وأخبر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب -إذا أراد قضاء حاجته- أن يستتر إما بشيء مرتفع، أو ببستان يجتمع فيه النخل حتى لا يراه أحد، وهذا البستان مكان فيه زرع مرتفع لكنه لا يصلح للجلوس الناس فيه، وأن النبي صلى الله عليه وسلم دخل بستانا لرجل من الأنصار فوجد جملا، فلما رأى الجملة رسول الله صلى الله عليه وسلم بكى؛ فمسح النبي صلى الله عليه وسلم سنامه وخلف أذنه، ثم

اجمالي معنی:

عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک رات اپنے پیچھے سوار کیا اور چپکے سے انہیں ایک بات کہی، جس کا یہ صحابی رسول ﷺ لوگوں کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں وہ بات رازداری سے بتائی تھی۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ کا بھی ذکر کیا کہ جب آپ ﷺ تھناے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو آپ کو یہ بات پسند تھی کہ یا تو کسی اونچی و بلند چیز کی آڑ میں یا کسی ایسے باغ میں چھپ جائیں، جہاں کھجور کے گھنے درخت ہوں؛ تاکہ آپ پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ اور یہ باغ ایسی جگہ ہے، جہاں اونچی اونچی فصلیں ہوتی ہیں؛ لیکن لوگوں کے بیٹھنے کے لیے موزوں نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے، تو وہاں ایک اونٹ کو دیکھا، جب رسول اللہ ﷺ پر اونٹ کی نظر پڑی تو وہ رونے لگا۔ آپ نے اس کی کوہان اور کانوں کے پیچھے سلایا۔ اس کے بعد اونٹ کے مالک کے تعلق سے

دریافت فرمایا۔ ایک انصاری نوجوان نے آکر بتایا کہ وہ اس کا مالک ہے۔ تب آپ ﷺ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تمہیں اس اللہ عزوجل کا کوئی ڈرو و خوف نہیں، جس نے تمہیں اس اونٹ کا مالک بنایا ہے؟ کیوں کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکے رکھنے کے ساتھ ساتھ تھکا دینے کی حد تک کام لیتے ہو۔

سأل عن صاحب الجمل، فجاء فتى من الأنصار وأخبر أنه صاحبه، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أفلا تتقي الله الذي جعلك مالكا لهذا الجمل، فإنه شكى لي أنك تجيعه وتتعبه.

راوی الحدیث: رواه مسلم مختصراً، وأبو داود وأحمد بتمامه.

التخریج: عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أردفني : أركبني خلفه.
- أسرّ : كتم وأخفى.
- لحاجته : أي: عند قضاء حاجته.
- استتر به : احتجب عن أعين الناس.
- هدف : كل شيء مرتفع.
- حائش نخل : هو البستان الذي يجتمع فيه النخل.
- جَرَجِر : رَدَدَ صوتًا في حلقة.
- ذَرَقْتُ عيناه : سال منها الدمع.
- ذُفِرَاهُ : الموضع الذي يعرق من البعير خلف أذنه.
- تُدْيِيه : تتعبه.

فوائد الحدیث:

۱. جواز الإرداف على الدابة إن كانت الدابة قوية وتستطيع ذلك.
۲. كتمان سر رسول الله صلى الله عليه وسلم، والمحافظة عليه، في شيء لا ينبغي عليه حكم شرعي.
۳. المبالغة في ستر العورة عند قضاء الحاجة.
۴. بيان آية من آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث اشتكى إليه الجمل.
۵. مشروعية الأمر بالمعرف والنهي عن المنكر.
۶. تحريم ظلم الدواب: بإتعايبها وتجويعها ونحو ذلك.
۷. قيام الشرع على العدل والإنصاف.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق/ محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت. صحيح مسلم، تحقيق/ محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي- بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. نزهة المتقين، لمصطفى البُغا ومجموعة، مؤسسة الرسالة. بهجة الناظرين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين، لمحمد بن إعلان الصديقي، الجمعية الأزهرية. كنوز رياض الصالحين، لمحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية. شرح رياض الصالحين، لمحمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن- الرياض. معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار عمر بمساعدة فريق عمل، عالم الكتب.

الرقم الموحد: (8842)

ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو اور
تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔

أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم
خياركم لنسائهم

۱۶۰۳. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان
کے اعتبار سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو اور تم میں سب
سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔"

۱۶۰۳. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «أكمل
المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم خياركم
لنسائهم».

حدیث کا درجہ: حسن

درجة الحديث: حسن

اجمالی معنی:

مومنوں میں سب سے اعلیٰ درجہ اس مومن کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور
لوگوں میں سے حسن اخلاق کی سب سے زیادہ مستحق بیوی ہوتی ہے بلکہ سب سے
اچھے اخلاق کا حامل وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے اچھا اخلاقی برتاؤ کرتا ہو۔

المعنى الإجمالي:

أعلى درجات المؤمنين هو من حسن خلقه، ومن أحق
الناس بحسن الخلق هي الزوجة؛ بل أحسن الناس
خلقاً من حسن خلقه مع زوجته.

راوی الحدیث: رواه أبو داود والترمذي والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• أحسنهم خلقاً: حسن الخلق وصف جامع لحصل الخير، وعمادها بذل المعروف، وكف الأذى، وطلاقة الوجه، والنصح للمسلمين.

فوائد الحدیث:

۱. ارتباط الإيمان بحسن الخلق.
۲. فضيلة الأخلاق الحسنة في الإسلام.
۳. تفاوت الإيمان وأنه يزيد وينقص وليس شيئاً واحداً.

المصادر والمراجع:

- سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السجستاني تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا - بيروت. - سنن الترمذي - محمد
بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي -
مصر الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ - ۱۹۷۵ م. - سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - دار إحياء
الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن
عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ - ۲۰۰۱ م. - مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل
بن بهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى،
۱۴۱۲ هـ - ۲۰۰۰ م. - سلسلة الأحاديث الصحيحة وثنىء من فقهها وفوائدها/ محمد ناصر الدين، الألباني مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض -
الطبعة: الأولى، (لمكتبة المعارف). - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي - بيروت - بهجة الناظرين
شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن
وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ هـ -
كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية - الطبعة الأولى ۱۴۳۰ هـ.

الرقم الموحد: (5792)

ألا هل أَنْبَأْتُكُمْ ما الْعَضَّةُ؟ هي التَّمِيمَةُ الْقَالَةُ
بَيْنَ النَّاسِ

کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ ”عَضَّةُ“ کیا چیز ہوتی ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی ہے جو
لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے۔

۱۶۰۴. الحدیث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ألا هل أَنْبَأْتُكُمْ ما الْعَضَّةُ؟ هي التَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ».

۱۶۰۴. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ
بتاؤں کہ ”عَضَّةُ“ کیا چیز ہوتی ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان
نفرت پیدا کر دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يحذّر أمته من
المَثْنِي بَيْنَ النَّاسِ بِالتَّمِيمَةِ، بِنَقْلِ حَدِيثِ بَعْضِهِمْ فِي
بَعْضٍ عَلَى وَجْهِ الْإِفْسَادِ بَيْنَهُمْ، فَافْتَتَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ بِصِيغَةِ الاسْتِفْهَامِ وَالسُّؤَالِ؛
لِيَكُونَ أَوْقَعٌ فِي النَّفْسِ، وَأَدْعَى لِلانْتِبَاهِ، فَسَأَلَهُمْ: «ما
الْعَضَّةُ». أي: ما الكذب والافتراء؟ وفسر أيضا
بالسحر ثم أجاب عن هذا السؤال: بأن الْعَضَّةُ هُوَ
نَقْلُ الْخُصُومَةِ بَيْنَ النَّاسِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَفْعَلُ مَا يَفْعَلُهُ
السَّحْرُ مِنَ الْفُسَادِ، وَالإِضْرَارِ بِالنَّاسِ، وَتَفْرِيقِ
الْقُلُوبِ بَيْنَ الْمُتَأَلِّفِينَ، وَقَطْعِ الصَّلَةِ بَيْنَ
الْمُتَقَارِبِينَ، وَمَلْءِ الصُّدُورِ غَيْظًا وَحِقْدًا، كما هو
المُشَاهَدُ بَيْنَ النَّاسِ

اجمالي معنی:

آپ ﷺ نے اپنی امت کو لوگوں میں ایک دوسرے کی بات کو غلط طریقے سے
نقل کر کے لوگوں کی چغلی کھانے سے ڈرانے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے
اپنی بات کو استفہام اور سوال کے صیغے سے شروع فرمایا تاکہ دلوں پر زیادہ اثر کرے
اور متنبہ کرنے کا باعث بنے۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا: العَضَّةُ کیا ہے؟
یعنی جھوٹ اور افتراء کیا ہے؟ اس کی تشریح جادو کے ساتھ بھی کی گئی ہے۔ پھر آپ
ﷺ نے خود اس سوال کا جواب دیا کہ العَضَّةُ لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے پیدا
کرنے کا نام ہے۔ اس لیے کہ یہی فساد، لوگوں کو تکلیف دینا، محبت کرنے والوں
کے دلوں میں تفرقہ ڈالنا، رشتے ختم کرنا اور دلوں کو غصے اور کینہ سے بھرنا جادو کی وجہ
سے ہوتا ہے، جس کا لوگوں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبد الله بن مسعود رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد

معاني المفردات:

- ألا: أداة استفتاح، والغرض تنبيه المُخاطَب، والاعتناء بما يُلقَى إليه، لأهميته
- أنبئكم: أي: أخبركم
- العَضَّة: العَضَّةُ فِي الْأَصْلِ: الْبُهْتُ وَهُوَ افْتِرَاءُ الْكُذْبِ، وَفَسَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَا بِالتَّمِيمَةِ؛ لِأَنَّ التَّمِيمَةَ غَالِبًا لَا تَحْلُو مِنَ الْبُهْتِ
- التَّمِيمَةُ: نَقْلُ الْكَلَامِ مِنْ شَخْصٍ إِلَى آخَرَ عَلَى وَجْهِ الْإِفْسَادِ
- القالة: هي كثرة القول، وإيقاع الخُصُومَةِ بَيْنَ النَّاسِ بما يُحْكِي للبعض عن البعض

فوائد الحديث:

۱. أن التَّمِيمَةَ تَفْعَلُ مَا يَفْعَلُهُ السَّحْرُ مِنَ التَفْرِيقِ بَيْنَ الْقُلُوبِ وَالإِفْسَادِ بَيْنَ النَّاسِ، لِأَنَّ التَّمَامَ يَأْخُذُ حُكْمَ السَّاحِرِ مِنْ حَيْثُ الْكُفْرُ وَغَيْرِهِ.
۲. تحريم التَّمِيمَةِ، وأنها من الكبائر
۳. التعليم على طريقة السؤال والجواب، لأن ذلك أثبت في الدَّهْنِ، وَأَدْعَى لِلانْتِبَاهِ، وَأَنَّهُ مِنْ أَسَالِبِ التَّرْبِيَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ
۴. حرص الإسلام على حسن العلاقة بين المسلمين والنهي عما يفسدها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. الجديد في شرح كتاب التوحيد- محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دراسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الملخص في شرح كتاب التوحيد- صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. - القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الثانية، محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (5942)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَتَطَيَّرُ

نبى ﷺ فال بد نہیں یا کرتے تھے۔

۱۶۰۵. الحديث:

۱۶۰۵. حدیث:

عن بُرَيْدَةَ -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَتَطَيَّرُ.

بریدہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی ﷺ فال بد نہیں یا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يتشاءم من شيء مطلقاً، والمراد التشاؤم الذي يصد عن عمل شيء كما كان يفعله أهل الجاهلية، وقد جاء الإسلام بالنهي عن التشاؤم والتطير والاستقسام بالأزلام، وشرع لهم بديلاً منها وهو الاستخارة.

نبی ﷺ کسی بھی شے سے بالکل بھی بدشگونی نہیں یا کرتے تھے۔ بدشگونی سے مراد ہر وہ شے ہے جو انسان کو کسی کام سے روک دے، جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے آتے ہیں بدشگونی و بدفالی اور پانسے کے تیروں سے قسمت معلوم کرنے سے منع کر دیا اور استخارہ کو اس کا بدل مشروع کیا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: بُرَيْدَةَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لا يَتَطَيَّرُ: لا يَنْشَأُ.

فوائد الحديث:

۱. عدم التَّطِيرِ، والحث على الاقتداء به - صلى الله عليه وسلم - في عدم التَّطِيرِ من أي شيء، والتفاؤل في كل شيء.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السَّجِسْتَانِي تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين، حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ. - صحيح الجامع الصغير وزياداته: الألباني- دار المكتب الإسلامي- بيروت- لبنان. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/ تأليف مصطفى سعيد الحن- مصطفى البغا- محي الدين مستو- علي الشريبي- محمد أمين لطفي- مؤسسة الرسالة- بيروت- لبنان- الطبعة الرابعة عشرة ۱۴۰۷هـ. - القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الثانية، محرم ۱۴۲۴هـ.

الرقم الموحد: (8928)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يرد الطيب

نبی اکرم ﷺ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔

۱۶۰۶. الحديث:

۱۶۰۶. حدیث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَرُدُّ الطيب.

انس -رضي الله عنه- سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان من هدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه لا يرد الطيب.

نبی اکرم ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. استحباب قبول عطية الطيب؛ لأنه لا مؤنة لحمله ولا منة في قبوله.
۲. كمال خلق النبي صلى الله عليه وسلم في رغبته بالطيب وعدم رده.
۳. ينبغي للإنسان أن يستعمل الطيب دائماً لأنه علامة على طيب العبد فالطيبات للطيبين والطيبون للطيبات.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف - حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ م. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (5733)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول:
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ،
وَالْجَذَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ

نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی
بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۱۶۰۷. الحدیث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجَذَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ».

۱۶۰۷. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث كان النبي صلى الله عليه وسلم يستعيز من أمراض معينة ، ولكن حينما يستعيز منها رسول الله فهذا يدل على خطرها ، وعظيم أثرها ، فقد استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم من جملة من الأمراض على وجه الخصوص ، ثم سأل السلامة والعافية من قبيح الأمراض عموما ، فقد تضمن هذا الدعاء : التخصيص والإجمال ، شق مستفصل ، وشق من الجوامع ، وبيانه : استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم فقال: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ" : وهو بياض يظهر في الجسم ، يُؤَلِّدُ نُفْرَةَ الْخَلْقِ عَنِ الْإِنْسَانِ ، فيورث الإنسان العزلة التي قد تؤدي به إلى التسخط والعياذ بالله " والجنون" : وهو ذهاب العقل ، فالعقل هو مناط التكليف وبه يعبد الإنسان ربه ، وبه يتدبر ويتفكر في خلائق الله تعالى ، وفي كلامه العظيم ، فذهاب العقل ذهاب بالإنسان ، ولذا قال النبي صلى الله عليه وسلم: " رفع القلم عن ثلاث - وذكر فيهم- وعن المجنون حتى يعقل " . و" الجذام " : وهو مرض تتآكل منه الأعضاء حتى تتساقط- والعياذ بالله - وهو مرض معدي ، ولذا ورد في الحديث: " فر من المجدوم فرارك من الأسد" . " وسوء الأسقام " : أي قبيح الأمراض : وهي العاهات التي يصير المرء بها مُهاناً بين الناس ، تنفّر عنه الطباع ، كالشلل والعمى والسرطان ، ونحو ذلك ، لأنها أمراض شديدة تحتاج إلى كلفة مالية ، وصبر قوي لا يتحمله إلا من صبره

اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی ﷺ کچھ مخصوص امراض سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ خود ان سے پناہ مانگ رہے ہیں اس لیے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بہت خطرناک ہیں اور ان کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ نبی ﷺ نے خاص طور پر چند امراض سے پناہ مانگی اور عمومی طور پر کئی برے امراض سے سلامتی اور عافیت طلب کی۔ اس حدیث میں تخصیص بھی ہے اور اجمال بھی۔ اس کے ایک جزء میں تفصیل ہے اور ایک جز جامع کلمات پر مشتمل ہے جس کی وضاحت یہ ہے کہ : نبی ﷺ نے پناہ مانگتے ہوئے کہتے "اللهم اني أعوذ بك من البرص" 'برص' سے مراد وہ سفیدی ہے جو بدن میں ظاہر ہوتی ہے اور اس سے لوگ انسان سے گھن کھانا لگتے ہیں جس کی وجہ سے انسان بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ جاتا ہے جو بسا اوقات ڈیپریشن (ذہنی دباؤ) کا سبب بن جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ " والجنون"۔ اس کا معنی ہے عقل کا زائل ہو جانا۔ عقل ہی کی وجہ سے انسان مکلف ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء اور اس کے کلام عظیم میں غور و فکر کرتا ہے۔ عقل کا ختم ہو جانا گویا انسان ہی کا ختم ہو جانا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا : تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں۔ ان میں قسم کے افراد میں سے آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو پاگل ہو چکا ہوتا و قبیحہ اسے دوبارہ سمجھ بوجھ حاصل ہو جائے۔ " الجذام"۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے اعضاء جسم بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور کٹ کر گرنے لگتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ کوڑھی سے ایسے دور بھاگو جیسے تم شیر سے دور بھاگتے ہو۔ " وسوء الأسقام"۔ یعنی برے امراض سے۔ اس سے مراد وہ جسمانی آفات ہیں جن کی وجہ سے انسان لوگوں کے ماہین حقیر ہو کر رہ جاتا ہے اور لوگ طبعی طور پر اس سے دور رہنا شروع کر دیتے ہیں جیسے فالج، اندھا پن اور سرطان وغیرہ کیونکہ یہ بہت سخت

قسم کے امراض میں جن کے علاج میں کافی پیسے خرچ ہوتے ہیں نیز اُن کا سامنا کرنے کے لیے قومی ترین صبر ہونا چاہیے۔ انہیں صرف وہی برداشت کر پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ صبر دے دے اور اس کا دل باندھ دے۔ اس دعا سے اُس دین کی عظمت عیاں ہوتی ہے جو مسلمان کے جسم اور دین دونوں ہی کا لحاظ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ وربط علی قلبہ . وهنا تظهر عظمة هذا الدين الذي يحافظ ويرعى بدن المسلم ودينه،

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- البرص : بياض يظهر في ظاهر الجسد لعدة.
- الجذام : علة تتآكل منها الاعضاء وتسقط.
- الأسقام : جمع سُقم: الأمراض.
- الجنون : زوال العقل.
- سيء الأسقام : قبيح الأمراض كالفالج والعمى.

فوائد الحديث:

۱. الاستعاذة من الأمراض القبيحة المهلكة، التي قد تذهب بصبر الإنسان ، فلا تبقي له شيئاً من الأجر.
۲. استعاذة الرسول صلى الله عليه وسلم من سيء الأسقام خشية ضعف الطاقة عن الصبر والوقوع في الضجر فيفوت الأجر.
۳. هذه الأمراض المنصوص عليها في الحديث مفسدة للخلق والحلق، وتؤدي إلى نفور الخلق من صاحبها
۴. لم يستعد النبي صلى الله عليه وسلم من جميع الأمراض ؛ لأن الأمراض مطهرة للأثام مع الصبر عليها ، ولا يخلو منها العباد ، بل أشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالأمثل.
۵. قد يستدل بالحديث على مشروعية الحجر الصحي؛ لما أودعه الله في الجذام من سرعة العدوى، إضافة إلى سرعة فتكه بالمصابين به، زيادة على كونه محل نُفور الطباع السليمة.
۶. تعوُّذ النبي صلى الله عليه وسلم من سيء الأمراض، يدخل فيه ما يعرف بالأمراض المستعصية الآن كالسرطان، فتكون مثل هذه الأحاديث محل الحرص؛ لأثرها في الصحة الوقائية

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط ۱، دار ابن الجوزي، الدمام، (۱۴۱۵هـ). دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط ۴، اعتنى بها: خليل مأمون شيخا، دار المعرفة، بيروت، (۱۴۲۵هـ). رياض الصالحين للنووي، ط ۱، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (۱۴۲۸هـ). رياض الصالحين، ط ۴، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (۱۴۲۸هـ). سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، (د.ط)، المكتبة العصرية، بيروت، (د.ت) شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (۱۴۲۶هـ). صحيح أبي داود للألباني، ط ۱، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، (۱۴۲۳هـ). صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط ۳، المكتب الإسلامي، بيروت، (۱۴۰۸هـ). كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة محمد بن ناصر العمار، ط ۱، كنوز إشبيلية، الرياض، (۱۴۳۰هـ). مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، (ط ۱)، مؤسسة الرسالة، (۱۴۲۱هـ) مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، (ط ۳)، المكتب الإسلامي، بيروت، (۱۹۸۵هـ) نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط ۱۴، مؤسسة الرسالة، (۱۴۰۷هـ). السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ۳۰۳هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلي أشرف عليه: شعيب الأرنؤوط مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱هـ - ۲۰۰۱م

الرقم الموحد: (6047)

أن امرأة جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببردة منسوجة

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لے کر آئی

۱۶۰۸. الحديث:

۱۶۰۸. حدیث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه-: أن امرأة جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببردة منسوجة، فقالت: نسجتُ بيدي لأكسوكها، فأخذها النبي -صلى الله عليه وسلم- محتاجاً إليها، فخرج إلينا وإنها إزاره، فقال فلان: أكسنيها ما أحسنها! فقال: "نعم"، فجلس النبي -صلى الله عليه وسلم- في المجلس، ثم رجع فظاهاها، ثم أرسل بها إليه، فقال له القوم: ما أحسنت! لبسها النبي -صلى الله عليه وسلم- محتاجاً إليها، ثم سألته وعلمت أنه لا يرد سائلاً، فقال: إني والله ما سألتُهُ لألبسها، إنما سألتُهُ لتكون كفي. قال سهل: فكانت كفته.

سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لے کر آئی اور کہنے لگی: میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ میں اسے آپ کو پہناؤں۔ نبی ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کی چیز سمجھتے ہوئے لے لیا۔ پھر آپ ﷺ اسے تہ بند کے طور پر باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ایک صاحب نے کہا: یہ تو آپ مجھے پہنادیں، کس قدر خوبصورت ہے یہ چادر! آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا۔ پھر آپ ﷺ مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر واپس گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس شخص کی طرف بھیج دیا۔ پس لوگوں نے اس سے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے یہ چادر اپنی ضرورت سمجھ کر پہنی تھی، لیکن تو نے آپ ﷺ سے یہ مانگ لی اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے۔ اس شخص نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نے اسے پہننے کے لئے نہیں مانگی ہے بلکہ میں نے تو اسے اس لئے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن بنے۔ سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ چادر اس کے کفن ہی کے کام آئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث إيثار النبي -صلى الله عليه وسلم- على نفسه؛ لأنه أثر هذا الرجل بهذه البردة التي كان محتاجاً إليها؛ لأنه لبسها بالفعل مما يدل على شدة احتياجه إليها، فإن امرأة جاءت وأهدت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بردة، فتقدم رجل إليه فقال: ما أحسن هذه؟ وطلبها من النبي -صلى الله عليه وسلم-، ففعل الرسول عليه الصلاة والسلام خلعتها وطواها وأعطاه إياها. ذكر بعض الشراح أن من فوائد هذا الحديث التبرك بآثار الصالحين، وليس كذلك إنما هو التبرك بذاته -صلى الله عليه وسلم- ولا يقاس غيره به في الفضل والصلاح، وأيضاً الصحابة لم يكونوا يفعلون ذلك مع غيره لا في حياته ولا بعد موته، ولو كان خيراً لسبقونا إليه، وغير ذلك.

اس حدیث میں نبی ﷺ کے ایثار (اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے) کا تذکرہ ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے اس چادر کے معاملے میں اپنی ذات پر اس شخص کو ترجیح دی، جب کہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ اس چادر کو پہن کر نکلے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اس کی سخت ضرورت تھی۔ ایک عورت نے آکر نبی ﷺ کو ایک چادر ہدیہ کیا۔ تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ کتنی خوبصورت ہے! اور اس نے نبی ﷺ سے اسے مانگ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے چادر کو اتار کر لپیٹا اور اسے دے دیا۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے ماخوذ فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کے آثار سے تبرک جائز ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ یہ تبرک تو آپ ﷺ کی ذات سے تھا، فضیلت اور نیکی میں کسی اور کو آپ ﷺ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام آپ ﷺ کی حیات میں یا آپ کی وفات کے بعد کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔ اگر یہ اچھی بات ہوتی تو وہ ضرور اسے ہم سے پہلے کر چکے ہوتے۔

راوي الحديث: رواه البخاري بنحوه، للفائدة: قد يكون النووي أخذه من كتاب الحميدي، انظر: الجمع بين الصحيح (٥٥٦/١ رقم ٩٢٥).

التخريج: سهل بن سعد - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- البردة : كساء مخطط يلتحف به.
- إزاره : لفها على جسمه من أسفل، والإزار ما يلبس أسفل البدن لستر العورة
- فطواها : ضم بعضها على بعض.

فوائد الحديث:

١. حسن خلق النبي - صلى الله عليه وسلم - وكرمه وسعة جوده، وأنه لا يرد سائلاً.
٢. استحباب المبادرة لأخذ الهدية؛ لجبر خاطر مهديها، وأنها وقعت منه موقعاً.
٣. مشروعية الإنكار عند مخالفة الأدب ظاهراً، وإن لم يبلغ المنكر درجة التحريم.
٤. جواز استحسان الإنسان ما يراه على غيره من الملابس وغيرها؛ إما ليعرفه قدرها، وإما ليعرض له بطلبه منه حيث يسوغ له ذلك.
٥. جواز إعداد الشيء قبل الحاجة إليه.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد؛ للإمام سليمان بن عبدالله بن محمد بن عبدالوهاب، تحقيق أسامة عطايا، دار الصميعي-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5648)

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پچا نواس کو بھی اور جس کو نہ پچا نواس کو بھی سلام کرو۔"

أن رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الإسلام خير؟ قال: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف

۱۶۰۹. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پچا نواس کو بھی اور جس کو نہ پچا نواس کو بھی سلام کرو۔"

۱۶۰۹. الحدیث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: أن رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الإسلام خير؟ قال: «تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

صحابہ کرام نے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ یعنی اسلامی آداب یا اہل اسلام کی وہ کون سی خصلتیں ہیں، جو ثواب اور نفع کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا؛ چاہے وہ آپ کا شناسا ہو یا اجنبی ہو۔

المعنى الإجمالي:

سأل الصحابة أي الإسلام خير؟ أي: أي آداب الإسلام أو أي خصال أهله أفضل ثواباً أو أكثر نفعاً؟ فأجاب النبي صلى الله عليه وسلم إطعام الطعام للناس والسلام على الناس من تعرفه ومن لا تعرفه

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أي الإسلام: أي خصاله
- تطعم الطعام: على وجه الصدقة أو الهدية أو الضيافة ونحو ذلك
- تقرأ السلام: تقول وتلقي السلام

فوائد الحديث:

۱. الحث على البذل والعطاء بإطعام الطعام للفقراء وابن السبيل والضعيف والإهداء إلى الجيران
۲. ينبغي إفشاء السلام دون تخصيص أحد فيه لأنه من الحقوق العامة للمسلم
۳. حرص الصحابة على معرفة الخصال التي تنفع في الدنيا والآخرة من أمور الدين

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان محمد القاري، الناشر: دار الفكر، ط ۱ عام ۱۴۲۲.

الرقم الموحد: (5808)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمر بقتل الأوزاع وقال: كان ينفخ على إبراهيم

رسول الله ﷺ نے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونک مارتی تھی۔

۱۶۱۰. الحديث:

۱۶۱۰. حدیث:

عن أم شريك -رضي الله عنها-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمرها بِقَتْلِ الأَوْزَاعِ وقال: «كان يَنفُخُ على إبراهيم».

ام شريك رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور آپ نے فرمایا: "یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونک مارتی تھی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أمر النبي صلى الله عليه وسلم بقتل الوزغ، وأخبر أنه كان ينفخ النار على إبراهيم من أجل أن يشتد لهبها؛ مما يدل على عداوته التامة لأهل التوحيد والإخلاص.

نبی ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا اور بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی آگ پر پھونک مارتی تھی تاکہ اس کے شعلے مزید بھڑکیں۔ اس بات سے اس کی موحدین کے تین مکمل دشمنی کی نشاندہی ہوتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم شريك -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأوزاع: جمع وزغ وهو حشرة مؤذية تتسلق الجدران.
- ينفخ على إبراهيم: أي النار.

فوائد الحديث:

۱. الحث على قتل الأوزاع وعدم تركها مع القدرة على قتلها.
۲. بيان العلة التي دعت إلى الأمر بقتل الأوزاع، وأنها كانت تنفخ النار على أبي الأنبياء إبراهيم الخليل -عليه الصلاة والسلام- عندما ألقى فيها.
۳. ينبغي قتل كل ضار للمسلمين.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري - للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ - مرقاة المفاتيح: علي بن سلطان القاري - دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م. - شرح رياض الصالحين؛ للشیخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. - فيض القدير شرح الجامع الصغير/زين الدين عبد الرؤوف المناوي القاهري - المكتبة التجارية الكبرى - مصر - الطبعة: الأولى، ۱۳۵۶ھ.

الرقم الموحد: (8412)

أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بَلَغَهُ أَنْ
بني عمرو بن عوف كان بينهم شَرٌّ، فخرج رسول
الله - صلى الله عليه وسلم - يصلح بينهم في
أناس معه

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ
جھگڑا ہے۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان
مصالحت کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے

۱۶۱۱. الحدیث:

۱۶۱۱. حدیث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما- أن
رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَلَغَهُ أَنْ بني عمرو
بن عوف كان بينهم شَرٌّ، فخرج رسول الله -صلى الله
عليه وسلم- يصلح بينهم في أناس معه، فحُجِسَ
رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وْحَانَتِ الصلاة،
فجاء بلال إلى أبي بكر -رضي الله عنهما-، فقال: يا
أبا بكر، إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد
حُجِسَ وْحَانَتِ الصلاة فهل لك أن تُؤمَّ الناس؟ قال:
نعم، إن شِئْتَ، فأقام بلال الصلاة، وتقدم أبو بكر
فكَبَّرَ وكَبَّرَ الناس، وجاء رسول الله -صلى الله عليه
وسلم- يمشي في الصفوف حتى قام في الصفِّ، فأخذ
الناس في التَّصْفِيقِ، وكان أبو بكر -رضي الله عنه-
لا يَلْتَفِتُ في الصلاة، فلما أكثر الناس في التَّصْفِيقِ
التَّفَّتْ، فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأشار
إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فرفع أبو بكر
-رضي الله عنه- يَدَهُ فحمد الله، ورجع القَهْقَرَى
وراءه حتى قام في الصف، فتقدم رسول الله -صلى الله
عليه وسلم- فصلى للناس، فلما فرغ أقبل على الناس،
فقال: «أيها الناس، ما لكم حين نأبكم شيء في
الصلاة أخذتم في التصفيق؟! إنما التصفيق للنساء.
من نأبه شيء في صلاته فليقل: سبحان الله، فإنه لا
يسمعه أحد حين يقول: سبحان الله، إلا التفتت، يا أبا
بكر: ما مَنَعَكَ أَنْ تصلي بالناس حين أشرتُ
إليك؟»، فقال أبو بكر: ما كان ينبغي لابن أبي قُحافة
أن يصلي بالناس بين يدي رسول الله -صلى الله عليه
وسلم-.

سهل بن سعد ساعدي رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ چنانچہ رسول صلی
اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی غرض سے
تشریف لے گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت
ہو گیا۔ تو بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے
ابو بکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو
کیا آپ لوگوں کی امامت کر انہیں گے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگر تم
چاہتے ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ
آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اتنے
میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لے آئے
یہاں تک کہ (اگلی) صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر
دیں لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ بحالت نماز کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب
لوگوں کی تالیاں زیادہ ہو گئیں تو متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اشارہ فرمایا (کہ نماز پڑھاتے
رہیں)، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا، اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اٹھے پاؤں
پیچھے چلے آئے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب
متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: لوگو! تمہیں کیا ہے کہ جب تمہیں نماز میں کوئی نئی چیز
پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالیاں بجانا تو خواتین کے لیے
(مشروع) ہے، جب نماز میں کسی کو کوئی نئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے اس
لیے کہ جو بھی اسے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ (پھر
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:) اے ابو بکر! تمہیں جب میں نے
اشارہ کر دیا تھا (کہ نماز پڑھاتے رہو) تو پھر تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز
نے روکا؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کے
لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو
نماز پڑھائے۔

المعنى الإجمالى:

اجمالی معنی:

بلغ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن بني عمرو بن عوف كان بينهم خلاف، حتى وصل إلى الاقتتال، فأخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بذلك، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ومعه بعض أصحابه، فتأخر عندهم ودخل وقت الصلاة: وهي صلاة العصر، كما صرح به البخاري في روايته ولفظه "فلما حضرت صلاة العصر أذن وأقام وأمر أبا بكر فتقدم" ثم جاء بلال إلى أبي بكر -رضي الله عنه- فقال: يا أبا بكر إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد حُيسَ وحانت الصلاة فهل لك أن تؤم الناس؟ قال: "نعم إن شئت"، فأقام بلال وتقدم أبو بكر فكبر وكبر الناس، ثم جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يمشي في الصفوف، زاد البخاري في رواية: "يشقها شقاً" حتى قام في الصف الأول، كما في رواية مسلم: "فخرق الصفوف حتى قام عند الصف المقدم"، ولما علم الناس بوجود النبي -صلى الله عليه وسلم- معهم أخذوا في التصفيق؛ لمحبتهم الصلاة خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأبو بكر رضي عنه سمع تصفيقهم لكن لم يدر ما السبب، وكان -رضي الله عنه- لا يلتفت لعلمه بالنهي عن الالتفات في الصلاة وأنه خلسة من الشيطان يختلسها من صلاة العبد كما جاء ذلك عند الترمذي وغيره، لكن لما أكثر الناس في التصفيق التفت -رضي الله عنه- رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد حضر إلى الصلاة فأشار إليه -عليه الصلاة والسلام- بالبقاء على ما هو عليه من إمامة الناس كما في رواية للبخاري: "فأشار إليه أن امكث مكانك" فرفع أبو بكر يده وحمد الله تعالى، على ما رآه من تعامل النبي -صلى الله عليه وسلم- معه، ثم رجع يمشي خطوات إلى الخلف حتى قام في صف المأمومين فتقدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فصلي بالناس إماماً، فلما فرغ -عليه الصلاة

رسول كريم صلى الله عليه وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ اختلاف ہے۔ اور بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے، تو وہاں تاخیر ہو گئی اور نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ عصر کی نماز تھی جیسا کہ بخاری نے اپنی روایت میں اس کی صراحت کی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "فلما حضرت صلاة العصر أذن وأقام وأمر أبا بكر فتقدم" (جب نماز عصر کا وقت ہوا، تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، پھر اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے (نماز پڑھانے کے لیے) کہا تو وہ آگے بڑھے)۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابو بکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو کیا آپ لوگوں کی امامت کر انہیں گے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہتے ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہ کر نیت باندھی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ بخاری نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: "يشقها شقاً" (صفوں کو چیرتے ہوئے تشریف لائے)، یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: "فخرق الصفوف حتى قام عند الصف المقدم" (کہ صفوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اگلی صف میں کھڑے ہو گئے) جب لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا علم ہوا تو وہ تالیاں بجانے لگے کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی تالیاں سن رہے تھے لیکن اس کی وجہ کیا تھی؟ اس سے بے خبر تھے۔ اور وہ ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، کیونکہ انہیں علم تھا کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا ممنوع ہے اور یہ شیطان کا بندے کی نماز میں سے اچک لینا ہے جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں اس کا ذکر ہے، لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجانیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکھپے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اشارہ کیا کہ لوگوں کی امامت کراتے رہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے "فأشار إليه أن امكث مكانك" (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر برقرار رہیں) لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جو حسن معاملہ فرمایا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی،

پھر وہ اٹھے پاؤں چند قدم پیچھے آگئے یہاں تک کہ مقتدیوں کی صف میں شامل ہو گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب اپنا رخ کیا اور ارشاد فرمایا: اسے لوگو! تمہیں کیا ہے کہ جب تمہیں نماز میں کوئی نئی چیز پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالیاں بجانا تو خواتین کے لیے (مشروع) ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وضاحت فرمائی کہ اگر نماز میں انہیں کوئی چیز پیش آجائے تو ان کے لیے کیا کرنا مسنون ہے، چنانچہ فرمایا: ”جب نماز میں کسی کو کوئی نئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے اس لیے کہ جو بھی اسے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر فرمایا: ”اے ابو بکر! تمہیں جب میں نے اشارہ کر دیا تھا (کہ نماز پڑھتے رہو) تو پھر تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا؟“ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافة کے بیٹے (ابو بکر) کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی تعظیم و توقیر اظہار تھا۔

والسلام۔ من صلاته أقبل على الناس بوجهه، وقال: "يا أيها الناس، ما لكم حين نأبكم شيء في الصلاة أخذتم في التصفيق؟ إنما التصفيق للنساء" ثم بين لهم ما يسن لهم فعله فيما إذا نأبهم شيء في الصلاة، فقال: (من نأبه شيء في صلاته فليقل: سبحان الله، فإنه لا يسمعه أحد حين يقول: سبحان الله، إلا التفت). ثم قال: (يا أبا بكر: ما منعك أن تصلي بالناس حين أشرت إليك؟)، فقال أبو بكر: ما كان ينبغي لابن أبي قحافة أن يصلي بالناس بين يدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وهذا من حبه وتعظيمه وإجلاله -رضي الله عنه- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

راوی الحدیث: متفق علیہ.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شَرُّ: قتال.
- حَانَت الصلاة: دخل حينها وهو وقتها، وهي صلاة العصر، كما في صحيح البخاري.
- الْقَهْقَرَى: يمشي إلى خلفه.
- نَأَبَكُمْ: أصابكم.
- ابن أبي قحافة: أبو قحافة اسمه عثمان وهو والد أبي بكر.

فوائد الحدیث:

۱. المسارعة إلى الإصلاح بين الناس لحسم مادة القطيعة بينهم، وتوجه الإمام بنفسه إلى بعض رعيته لذلك.
۲. وجوب قيام الإمام على مصالح الرعية، وتحسس أوضاعهم والإشراف عليها بنفسه.
۳. جواز الصلاة الواحدة بإمامين أحدهما بعد الآخر.
۴. جواز التسبيح في الصلاة لما ينوب المصلي أو غيره.
۵. جواز الالتفات في الصلاة للحاجة.
۶. جواز الحركات إذا لم تكثر، ومخاطبة المصلي بالإشارة أولى من مخاطبته بالعبارة.
۷. فضل أبي بكر الصديق -رضي الله عنه-، وأن المسلمين كانوا يعرفون له فضله في حياة النبي -صلى الله عليه وسلم-.
۸. تواضعه -صلى الله عليه وسلم-.
۹. جواز إمامة المفضل للفاضل، ولهذا قال الرسول -صلى الله عليه وسلم- لأبي بكر -رضي الله عنه-: (ما منعك أن تصلي بالناس حين أشرت إليك؟).
۱۰. جواز تأخير الصلاة عن أول وقتها.
۱۱. جواز تحول الإمام مأموماً.

١٢. السنة فيما إذا ناب الإمام شيء في صلاته، أن يسبح الرجال وتصفق النساء.
١٣. أن إقامة الصلاة من اختصاص المؤذن حال غياب الإمام.
١٤. المشي بين الصفوف لا يقطع الصلاة.
١٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على الصلاة خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
١٦. أن الالتفات لا يبطل الصلاة، إذا كان لحاجة.
١٧. تعظيم وتوقير أبي بكر -رضي الله عنه- للنبي -صلى الله عليه وسلم-.
١٨. جواز رفع اليدين عند الحمد والثناء على الله.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإللكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (6973)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی جانب گئے اور آٹھ سال بعد ان کے حق میں دعا فرمائی۔ (ایسا لگ رہا تھا،) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں، سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ ذرا غور سے سنو مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ تم مشرک کرو گے۔ ہاں! میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔“ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری

دیدار تھا، جو مجھ کو نصیب ہوا متفق علیہ۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے: ”لیکن میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو کر باہم قتل کرنے لگ جاؤ۔ پھر تم بھی اسی طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے۔“ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نمبر پر یہی آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی بچیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی بچیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد مشرک کرو گے، بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔“ یہاں پر ”الصلاة علی قتلی احد“ سے مراد ان کے حق میں دعا ہے، نہ کہ نماز۔

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج إلى قتلى أحد، فصلى عليهم بعد ثمان سنين كالمودع للأحياء والأموات

۱۶۱۴. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی جانب گئے اور آٹھ سال بعد ان کے حق میں دعا فرمائی۔ (ایسا لگ رہا تھا،) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں، سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ ذرا

۱۶۱۴. الحدیث:

عن عقبه بن عامر -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج إلى قتلى أحد، فصلى عليهم بعد ثمان سنين كالمودع للأحياء والأموات، ثم طلع إلى المنبر، فقال: «إني بين أيدىكم فرطه وأنا شهيد عليكم وإن موعدكم الحوض، وإني لأنظر إليه من مقامي هذا، ألا وإني لست أخشى عليكم

غور سے سنو مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے۔ ہاں! میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا، جو مجھ کو نصیب ہوا متفق علیہ۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے: ”لیکن میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو کر باہم قتل کرنے لگ جاؤ۔ پھر تم بھی اسی طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے۔“ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نمبر پر یہی آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی بچیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی بچیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔“

أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا» قَالَ: فَكَانَتْ آخِرَ نَظَرِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-. وَفِي رِوَايَةٍ: «وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ». قَالَ عَقْبَةُ: فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- عَلَى الْمَنْبَرِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: «إِنِّي قَرَّطُ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

ایک دن رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے شہدائی جانب ان کے حق میں دعا کے لیے نکلے۔ یہ واقعہ غزوہ احد کے آٹھ سال بعد کا ہے۔ پھر آپ ﷺ نمبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے اس انداز میں خطاب فرمایا، جیسے ان سے وداعی و رخصتی خطاب فرما رہے ہوں اور اس بات کی بھی خبر دی کہ آپ ﷺ (دنیا ہی میں اس وقت) اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہے ہیں اور بہت جلد اس حوض کے پاس ان سے قبل پہنچنے والے ہیں، اور یہ کہ آپ ﷺ ان کے گواہ ہوں گے، اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس بات سے بھی مطلع فرمایا کہ اس امت کو بہت جلد زمین کے خزانوں کا مالک بنایا جائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے اس بات سے بھی آگاہ فرمایا کہ آپ ﷺ کو اپنی امت پر شرک کا خدشہ نہیں، لیکن کسی اور امر کا خوف لاحق ہے، جس کی طرف لوگ بہت تیزی کے ساتھ لپک کر جانے والے ہیں اور وہ یہ کہ اس امت پر دنیوی مال و متاع کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتے ہوئے، اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جائیں گے اور اس طرح یہ امت بھی ہلاکت و تباہی کا شکار ہوگی، جس طرح ان سے قبل لوگ ہلاک و برباد ہوئے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نمبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہی آخری مرتبہ دیکھا۔

خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى أحد فدعا للشهداء هناك، وكان هذا بعد ثمان سنين من الغزوة، ثم صعد المنبر -صلى الله عليه وسلم- وخطب الناس كالمودع لهم، وأخبر أنه يرى حوضه وأنه سيسبقهم إليه، وأنه شهيد عليهم، وأخبر أن أمته ستملك خزائن الأرض، وأخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه لا يخشى على أمته الشرك، ولكنه خشي شيئاً آخر الناس أسرع إليه وهو أن تفتح الدنيا على الأمة فيتنافسوها ويتقاتلوا عليها فتهلكهم كما أهلكت من قبلهم. يقول عقبه -رضي الله عنه-: وكانت تلك المرة آخر مرة رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر.

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عقبة بن عامر - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فرط : سابق لكم.
- تنافسوها : التنافس: الرغبة في الشيء ومحبة الانفراد به والمبالغة فيه.
- أحد : الجبل الذي كانت عنده غزوة أحد قرب المدينة.

فوائد الحديث:

١. بيان بعض معجزات رسول -صلى الله عليه وسلم- حيث عاين حوضه الشريف من مقامه في الدنيا.
٢. التنافس على زهرة الحياة الدنيا مضر بالدين مفرق للشمل.
٣. بشارة بدوام الإسلام وثبات غالب المسلمين عليه.
٤. جواز توديع من شعر بقرب أجله لإخوانه وأصحابه.
٥. إثبات حوض النبي -صلى الله عليه وسلم- المورّد وأنه موجود.
٦. استحباب زيارة القبور والدعاء لأهلها؛ فإنها تذكّرة بالآخرة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل بن عبد العزيز آل مبارك.

الرقم الموحد: (8410)

رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال مبارک کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» ترجمہ: اے اللہ مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

أَنْ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ الِئْمَنَى تَحْتَ حَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

۱۶۱۳. حدیث:

۱۶۱۳. الحدیث:

حذيفة بن يمان رضي الله عنه اور حفصة بنت عمر بن خطاب رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال مبارک کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» ترجمہ: اے اللہ مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایسا تین دفعہ کہا کرتے تھے۔

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- وحفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أراد أن يرقُد، وَضَعَ يَدَهُ الِئْمَنَى تَحْتَ حَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ». وفي رواية: أنه كان يقوله ثلاث مرات.

حدیث کا درجہ:

درجۃ الحدیث: صحیح دون قولہ: "ثلاث مرات"

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اس حدیث میں نبی ﷺ کی سنتوں میں سے ایک فعلی اور قولی سنت کا بیان ہے اور دونوں سنتیں نیند سے متعلق سنتوں میں سے ہیں۔ فعلی سنت: اس سے مراد وہ بیعت ہے جس پر نبی ﷺ سویا کرتے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی ﷺ کے سونے کے انداز کے بارے میں بتایا کہ آپ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ اس میں آپ ﷺ کے دائیں پہلو پر سونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ جب اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار تلے رکھتے تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر سوتے تھے اور دیگر روایات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں (کہ آپ ﷺ دائیں پہلو پر سویا کرتے تھے)۔ تاہم اس حدیث میں ایک بات زائد ہے کہ آپ ﷺ رخسار تلے اپنا ہاتھ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ جو شخص ایسا کر سکتا ہو وہ آپ ﷺ کی پیروی میں ایسا کرے اور جو شخص دائیں پہلو کے بل لیٹنے پر اکتفاء کر لے تو یہ بھی اس کے لیے کافی ہوگا کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر سویا کرتے تھے اور ان میں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ شاید نبی ﷺ ایسا بعض اوقات کیا کرتے تھے۔ اس کی طرف اشارہ اس بات سے ہوتا ہے کہ کچھ صحابہ نے اسے ذکر کیا ہے اور بعض نے اسے ذکر نہیں کیا۔ تاہم تمام روایات کا دائیں پہلو کے بل سونے پر اتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی عین سنت ہے۔ "ثم يقول" (پھر آپ ﷺ فرماتے) یہاں ثم کا لفظ ترتیب اور تراخی پر دلالت کرتا ہے اور یہ اس شخص کی حالت سے مناسبت رکھتا ہے جس کا سونے کا

هذا الحديث يتناول سنة فعلية وقولية من سنن النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكلا السنتين من سنن النوم. فالسنة الفعلية: هي هيئة نوم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد وصف لنا حذيفة -رضي الله عنه- هيئة نوم رسول الله فقال: "كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خده" فيه دليل على نوم النبي -صلى الله عليه وسلم- على جنبه الأيمن، لأنه إذا وضع يده اليمنى تحت خده كان نائماً على جنبه الأيمن لا محالة، ويدل على ذلك الروايات الأخرى. ولكن هذا الحديث زاد وضع اليد تحت الخد، فمن قدر على فعله فعله تأسياً، ومن اكتفى بالنوم على الشق الأيمن فإنه يكفيه، ويدل على ذلك أن بعض الروايات إنما وردت بنومه -صلى الله عليه وسلم- على جنبه الأيمن بدون ذكر وضع اليد تحت الخد، فلربما كان يفعل النبي -صلى الله عليه وسلم- أحياناً، ويشير إليه ذكر بعض الصحابة له وعدم ذكر البعض الآخر، ولكن جميع الروايات اتفقت على النوم على الشق الأيمن فدل على أن هذا هو السنة المتعينة. "ثم يقول" ثم تدل على الترتيب والتراخي، وهو الملائم لحال من

ارادہ ہو۔ ایسا شخص پہلے اپنے دامن پہلو پر لیٹے گا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گال کے نیچے رکھے گا پھر اس کے بعد دعا پڑھے گا۔ یہ شرط نہیں ہے کہ انسان لیٹنے کے فوراً بعد یہ دعا کرے کیونکہ "ثم" کا لفظ تاخیر پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کرتا رہے اور پھر اس کے بعد دعا پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ "اللَّحْمَ قَنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" : یہ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا ہے جیسا کہ بعض علماء کا کہنا ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ "قنی" : یعنی قیامت کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا۔ لفظ "قنی" میں اللہ کے فضل و احسان کی بدولت حفاظت کا معنی ہے یا یہ لفظ بندے کو ایسے فعل کی توفیق دینے پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور عذاب سے نجات مل جاتی ہے یا پھر یہ بیک وقت دونوں ہی معانی کو متضمن ہے اور یہی راجح ہے۔ کیونکہ اصل عموم ہی ہوتا ہے اور تخصیص کی طرف صرف اسی وقت جایا جاتا ہے جب کوئی دلیل ہو اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ لفظ دونوں ہی معانی کا احاطہ کرتا ہے۔ "عذابک" - یہ عذاب کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ اس میں جہنم کا عذاب بدرجہ اول داخل ہے۔ تاہم اس دن کو اللہ نے القارعة، الصاخة، الطامة اور القیامت جیسے ناموں سے موسوم کیا ہے۔ اور یہ بات اس کی ہولناکی اور سختی پر دلالت کرتی ہے چنانچہ مناسب یہ ہے کہ اللہ سے اس دن کے عذاب سے نجات کی دعا کی جائے۔ "عذابک" - اس میں نبی ﷺ نے عذاب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی تاکہ اس سے اس کی ہولناکی، شدت اور عظمت کی نشاندہی ہو سکے۔ اسی طرح اس میں سپردگی کا معنی بھی ہے کیونکہ بندوں میں صرف اللہ ہی کا اختیار تصرف چلتا ہے اور اس عذاب پر اس غالب و مالک کا تصرف ہے۔ لفظ دونوں ہی معانی (عذاب کی سختی اور سپردگی) کا احتمال رکھتا ہے اور دونوں ہی کو مشتمل ہے۔ اس لطیف مناسبت پر غور کریں جو نیند جو کہ موت کی بہن یا چھوٹی موت ہے اور موت کے بعد دوبارہ اٹھانے جانے کے مابین ہے۔ حدیث میں شے (موت) اور اس کے تابع (بعث بعد الموت) کے مابین بہت ہی لطیف اور باریک قسم کی مناسبت کا بیان ہے اور یہ بات نبی ﷺ کے الفاظ کی عظمت و جمال کی دلیل ہے۔

أراد النوم، فكان يضطجع أولاً على شقه الأيمن، ويضع يده اليمنى تحت خده الأيمن، ثم يقول الذكر بعد ذلك ولا يشترط أن يقول الإنسان هذا الذكر مباشرة عقب الاضطجاع لأن "ثم" تدل على التراخي، فلو تكلم الإنسان مع زوجته ثم قال الذكر بعد ذلك فلا بأس. "اللَّهُمَّ قَنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" احفظني من العذاب يوم البعث، ولفظ "قني" يشمل الوقاية من الله تفضلاً وإحساناً، وتوفيق العبد لفعل ما يوجب الجنة والنجاة من العذاب؛ لأن العموم هو الأصل ولا يصار للتخصيص إلا لدليل، واللفظ يستوعب المعنيين. وقوله "عذابك" يعم كل ألوان عذاب ذلك اليوم، ويدخل فيه عذاب النار دخولاً أولياً، وهذا اليوم سماه الله -تعالى- بيوم القارعة والصاخة والطامة والقيامة، مما يدل على هوله وشدته فكان المناسب دعاء الله -تعالى- النجاة من عذاب هذا اليوم، وقوله "عذابك" أضاف العذاب إلى الله -تعالى- ليدل على هوله وشدته وعظمته، وأيضاً فيه معنى التفويض إذ الرب -سبحانه- هو المتصرف في العبيد، وفي هذا العذاب تصرف المالك المسيطر، واللفظ يشمل المعنيين. وانظر إلى المناسبة اللطيفة بين النوم الذي هو أخو الموت أو الموتة الصغرى والبعث الذي يعقب الموت، فالحديث فيه مناسبة لطيفة دقيقة تجمع بين الشيء وتابعه، وهذا من جلال وجمال ألقاظ النبي -صلى الله عليه وسلم-.

راوي الحديث: حديث حذيفة: رواه الثرمذي وأحمد. حديث حفصة: رواه أبو داود والنسائي في الكبرى وأحمد. والزيادة في حديث حفصة.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- حفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• قني: احفظني.

فوائد الحديث:

۱. فضل هذا الدعاء المبارك، واستحباب المحافظة عليه اقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم-.

۲. استحباب الاضطجاع على الشق الأيمن.

٣. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- لربه ومولاه -تعالى-، وفيه تنبيه للأمة أن لا يأمنوا مكر الله -تعالى-؛ فإنه لا يأمن مكر الله إلا القوم الخاسرون.

٤. إثبات الحشر والمعاد، وأن الناس راجعون إلى ربهم ليحاسبهم على أعمالهم، فمن وجد خيراً فليحمد الله -تعالى-، ومن وجد دون ذلك فلا يلومن إلا نفسه، وإنما هي أعمال العباد يحصيها الله عليهم.

٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على بيان أحوال النبي -صلى الله عليه وسلم- في رقوده.

٦. قوله: "وضع يده اليمنى تحت خده" وهو من عاداته -صلى الله عليه وسلم- التيمن في كل شيء إلا ما ورد الدليل على خلافه.

٧. النوم على الشق الأيمن أسرع إلى الانتباه لعدم استقرار القلب في تلك الحالة، وأهنأ للقلب لأنه في الجهة اليسرى فلو نام العبد على الجهة اليسرى يضر بالقلب لميل الأعضاء عليه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١هـ. صحيح أبي داود للألباني، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، ١٤٢٣هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6167)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانے کے لیے جب اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَيِّئْ لَنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَالِدِ“۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے تو مذکورہ دعا پڑھتے اور اس میں اتنا اضافہ کرتے: ”آيِبُونَ تَابِعُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَائِدُونَ“۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ سے واپس ہوتے، تو جب بھی کسی بلند جگہ یا سخت زمیں والی اونچی جگہ کا چڑھاؤ ہوتا، تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے اور یہ دعا پڑھتے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَزَائِرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَابِعُونَ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَائِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَفَضَّرَ عِبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَخْرَابَ وَحْدَهُ“۔ بعض جگہوں میں یوں وارد ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑے لشکروں یا چھوٹے دستوں (کی مہموں) سے یا حج یا عمرے سے لوٹتے...“

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا استوى على بعيره خارجا إلى سفر، كَبَّرَ ثلاثًا، ثم قال: «سبحان الذي سَخَّرَ لنا هذا وما كنا له مُقَرَّنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ...»

۱۶۱۴. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانے کے لیے جب اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَيِّئْ لَنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَالِدِ“۔ ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ، جس نے اس (سواری) کو ہمارے تابع کر دیا، جب کہ ہم اس کو قابو میں لانے والے نہیں تھے، اور ہمیں اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے اعمال کا سوال کرتے ہیں، جن میں تیری رضا شامل ہو۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے اس سفر کو آسان فرما دے اور ہمارے لیے اس سفر کی مسافت کو پلٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی رفیق سفر ہے اور تو ہی اہل و عیال میں نائب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیف و مشقت سے اور اذیت ناک منظر سے اور مال اور اہل میں ناکام لوٹنے کی برائی سے، تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے، تو مذکورہ دعا پڑھتے اور اس میں اتنا اضافہ کرتے: ”آيِبُونَ تَابِعُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَائِدُونَ“

۱۶۱۴. الحدیث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا استوى على بعيره خارجًا إلى سفر، كَبَّرَ ثلاثًا، ثم قال: «سبحان الذي سَخَّرَ لنا هذا وما كنا له مُقَرَّنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرِنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَالِدِ». وإذا رجع قاهن. وزاد فيهن «آيِبُونَ تَابِعُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ». وفي رواية: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا قَفَلَ من الحج أو العمرة، كلما أُوْفِيَ على تَيْبَةٍ أَوْ قَدَفِدٍ كَبَّرَ ثلاثًا، ثم قال: «لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ، تَابِعُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ،

ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده». وفي لفظ: إذا قفل من الجيوش أو السرايا أو الحج أو العمرة.

ترجمہ: ہم امن و سلامتی کے ساتھ سفر سے لوٹنے والے، اپنے رب سے توبہ کرنے والے، اس کی عبادت اور حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج یا عمرہ سے واپسی کے وقت جب کسی بلند جگہ یا سخت اونچی زمین کا چڑھاؤ چڑھتے، تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے اور یہ دعا پڑھتے: لآلہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ النجد وهو علی کل شیء قدير، آیبون تائبون، عابدون ساجدون، لربنا عابدون، صدق اللہ وعده ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے، حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم واپس ہو رہے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تباہ شکست دے دی۔ بعض جگہوں میں یوں وارد ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑے لشکروں یا چھوٹے دستوں (کی مہموں) سے یا حج یا عمرے سے لوٹتے...“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يبين ابن عمر -رضي الله عنهما- في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أراد أن يسافر، وركب بعيره قال: الله أكبر ثلاث مرات، ثم قال هذا الدعاء العظيم، الذي يتضمن الكثير من المعاني الجليلة، ففيه تنزيه الله -عز وجل- عن الحاجة والنقص، واستشعار نعمة الله -تعالى- على العبد، وفيه البراءة من الحول والقوة، والإقرار بالرجوع إلى الله -تعالى-، ثم سؤاله -سبحانه- الخير والفضل والتقوى والتوفيق للعمل الذي يحبه ويتقبله، كما أن فيه التوكل على الله -تعالى- وتفويض الأمور إليه، كما اشتمل على طلب الحفظ في النفس والأهل، وتهوين مشقة السفر، والاستعاذة من شروره ومضاره، كأن يرجع المسافر فيرى ما يسوؤه في أهله أو ماله أو ولده. وذكر ابن عمر -رضي الله عنهما- في الرواية الأخرى أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا رجع من سفره قال هذا الدعاء، وزاد قوله: (آيبون) أي نحن معشر الرفقاء راجعون (تائبون) أي من المعاصي،

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب کبھی سفر کا ارادہ فرماتے اور اپنی سواری پر سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے اور پھر اس عظیم دعا کو پڑھتے، جس میں متعدد عظیم الشان معانی شامل ہیں۔ چنانچہ اس دعا میں اللہ عز و جل کے محتاجی اور نقائص و عیوب سے پاک و منزہ ہونے کا ذکر کیا گیا، بندے میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس و شعور بیدار کیا گیا، اس میں (بندے کی جانب سے اپنے اندر ہر قسم کی) طاقت و قوت کے نہ ہونے کا اعتراف پنہاں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی جانب رجوع کرنے کا اقرار ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ سے خیر و بھلائی اور فضل و شرف اور تقویٰ اور اس کے نزدیک محبوب اور مقبول عمل کی توفیق طلب کی جا رہی ہے۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ ہی پر توکل و اعتماد کرنے اور تمام امور (کے نتائج) کو اسی کے حوالے و سپرد کر دینے کا معنی پایا جاتا ہے۔ نیز اس میں اپنی جان اور اہل و عیال کے تحفظ، سفر کی محنت و مشقت کو ہلکا کرنے اور اس میں پائے جانے والے برے و بدتر حالات اور نقصانات سے پناہ طلب کرنے کی دعا کے معانی پائے جاتے ہیں کہ (کہیں ایسا نہ ہو کہ) مسافر اپنے سفر سے واپس لوٹے اور اس کو اپنے اہل و عیال یا مال یا اس کی اولاد میں کوئی بدتر منظر و حالت نظر آئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دوسری روایت میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ جب واپس لوٹتے تو مذکورہ بالا دعا فرماتے اور اس میں یہ دعا اضافہ فرماتے:

”آمِ يُون“ یعنی ہم رفقا سفر کی جماعت، ”تَابُون“ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے، ”عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَادُونَ“ یعنی اپنے پروردگار کی عبادت اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ اور آپ ﷺ جب کبھی کسی اونچے مقام کی جانب چلتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے اور اللہ عزوجل کی کبریا کے بالمقابل اپنی فروتنی و کسر نفسی کا بار بار اظہار فرماتے اور پھر یہ کلمہ شہادت پڑھتے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ جس میں اس بات کا اقرار پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی الوہیت، اپنی ربوبیت اور اپنے اسما و صفات میں تنہا و یکتا ہے اور وہی صاحب جلال اور اعلیٰ ذات، اپنے اولیا اور اپنے لشکروں کی نصرت و مدد کرنے والی ہے۔

(عابدون) من العبادۃ (لربنا حامدون) شاکرون علی السلامة والرجوع، وأنه کان إذا بمکان عالٍ، قال: اللہ اکبر؛ فیتواضع أمام کبریاء اللہ -عزوجل-، ثم قال: «لا إله إلا الله وحده لا شريك له..» إقرارًا بأنه -تعالی- المتفرد في إلهيته وربوبيته وأسمائه وصفاته، وأنه -جل وعلا- الناصر لأولیائه وجنده.

راوی الحدیث: رواه مسلم.

التخریج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معانی المفردات:

- کَبَّرَ : قال: الله أكبر.
- مُقَرَّبِينَ : مُطْبِقِينَ.
- البر: الخیر والفضل.
- هون علينا سفرنا : خفف عنا مشقته.
- واطو عنا بعده : هيء لنا أسباب قطعه بزمن قصير.
- الصاحب : الملازم بالعناية والحفظ.
- الخليفة : المعتمد عليه والمفوض إليه.
- أعوذ : أعتصم وأستجير.
- كآبة المنظر : من كل منظر يسبب الكآبة.
- الوعناء : الشدة.
- المنقلب : المرجع.
- آيبون : راجعون.
- قفل : رجع.
- الخنية : المكان المرتفع.
- أوفى : ارتفع.
- فدغد : هو بفتح الفائين بينهما دال مهملة ساكنة: الغليظ المرتفع من الأرض.

فوائد الحدیث:

۱. استحباب هذا الدعاء عند ركوب المسافر.
۲. محل هذا الدعاء هو عند الركوب لمن أراد سفرًا.
۳. استحباب التكبير إذا صعد المسافر مرتفعًا.
۴. ينبغي على العبد أن يشكر مولاه على ما وفقه عليه من نعم لا يحصيها إلا مسديها.
۵. استحباب ذكر هذا الدعاء عند العودة من السفر بالزيادة المذكورة في آخره، وفيه أن الإياب بالسلامة غنيمة ونعمة ينبغي أن يجدد العبد الشكر عندها.
۶. يستحب للعبد تجديد العهد على الطاعة والعبادة والتوبة.

المصادر والمراجع:

- المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - تطريز رياض الصالحين لفصيل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - لم يذكر بيانات كتاب: رياض الصالحين، وهي كالتالي: رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م.

الرقم الموحد: (6003)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بشراب
فشرب منه وعن يمينه غلام

رسول الله ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس
میں سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا۔

۱۶۱۵. الحدیث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أتى بشرابٍ، فشرب منه وعن يمينه غلامٌ، وعن يساره الأشياخُ، فقال للغلام: "أتأذن لي أن أعطِي هؤلاء؟"، فقال الغلام: لا والله يا رسول الله، لا أوثِرُ بنصيبِي منك أحداً. فَتَلَّهُ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- في يده.

۱۶۱۵. حدیث:

سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑی عمر کے لوگ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا کہ "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ ان کو دے دو؟"۔ لڑکے نے کہا کہ اللہ کی قسم نہیں یا رسول اللہ!۔ میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس مشروب (کے برتن کو) اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث استأذن النبي -صلى الله عليه وسلم- الغلام في إعطاء الشراب الأشياخ قبله، وإنما فعل ذلك تألفاً لقلوب الأشياخ، وإعلاماً بودهم، وإيثار كرامتهم، إذا لم تمنع منها سنة، وتضمن ذلك بيان هذه السنة وهي أن الأيمن أحق، ولا يدفع إلى غيره إلا بإذنه، وأنه لا بأس باستئذانه، وأنه لا يلزمه الإذن، وينبغي له أيضاً أن لا يأذن إن كان فيه تفويت فضيلة أخروية ومصلحة دينية، وهذا الغلام هو ابن عباس -رضي الله عنهما-.

اجمالي معنی:

حدیث میں نبی ﷺ نے لڑکے سے اس بات کی اجازت لینا چاہی کہ وہ مشروب کو اس سے پہلے بڑے لوگوں کو دے دیں۔ آپ ﷺ ایسا بڑی عمر کے لوگوں کا دل رکھنے، ان سے اظہارِ محبت اور ان کی بزرگی کے ایشار میں کیا کیونکہ از روئے سنت یہ ممنوع نہیں تھا۔ اس میں اس سنت کا بیان ہے کہ دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہوتا ہے اور کسی اور کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں دیا جاسکتا تاہم اس سے اجازت مانگنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لیے بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ اجازت دے ہی دے، بلکہ اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ اگر اجازت دینے سے کوئی فضیلت یا دینی مصلحت ہاتھ سے نکل رہی ہو تو وہ اجازت نہ دے۔ یہ لڑکے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: سهل بن سعد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الأشياخ: جمع شيخ، وهو من طعن في السن.
- لا أوثر: لا أفضل أحداً على نفسي، فأعطيه نصيبِي من الشراب.
- بنصيبِي منك: بحقي في الشراب من أثر بركتك وفضلك.
- تَلَّهُ: وضعه.

فوائد الحديث:

۱. سنة الشرب العامة تقديم الأيمن في كل موطن.
۲. من استحق شيئاً لم يُدفع عنه إلا بإذنه.

٣. استحباب توقير الكبار، وإنزال الناس منازلهم في الفضل والكرامة.

٤. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على ما ينفعهم.

٥. البدء بالضيافة بأفضل من في المجلس، ثم من على يمينه.

٦. من يسبق إلى مجلس الإمام والعالم أنه لا يقام لمن هو أسن منه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح البخاري؛ لأبي الحسن علي بن خلف بن بطلال، ضبط أبي تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد-الرياض. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محيي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. محمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5651)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أكل
طعاما لعق أصابعه الثلاث

رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو آپ ﷺ (آخر میں) اپنی تین انگلیوں کو
چاٹ لیا کرتے تھے۔

۱۶۱۶. الحدیث:

۱۶۱۶. حدیث:

عن أنس بن مالك وجابر بن عبد الله - رضي الله
عنهما - عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أنه كان
إذا أكل طعاما، لعق أصابعه الثلاث. قال: وقال: «إذا
سقطت لقمة أحدكم فليمط عنها الأذى، وليأكلها
ولا يدعها للشيطان» وأمر أن تُسَلَّتِ القَصْعَةُ، قال:
«فإنكم لا تدرون في أي طعامكم البركة» أن رسول
الله - صلى الله عليه وسلم - قال: «إن الشيطان يحضّر
أحدكم عند كل شيء من شأنه، حتى يحضّر عند
طعامه، فإذا سقطت لقمة أحدكم فليأخذها
فليمط ما كان بها من أذى، ثم ليأكلها ولا يدعها
للشيطان، فإذا فرغ فليلعق أصابعه، فإنه لا يدري في
أي طعامه البركة»

انس ابن مالک اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ
جب کھانا کھا لیتے تو آپ ﷺ (آخر میں) اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔
وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر
جائے تو وہ اس سے گندگی کو جھاڑ کر اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ
چھوڑے۔ اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ (کھانے کے) برتن کو اچھی طرح صاف کر
دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے
میں برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے ہر کام
کے وقت موجود ہوتا ہے حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی، لہذا اگر تم میں سے کسی سے
اُس (کے کھانے) کا لقمہ گر جائے تو (وہ اُس لقمے کو اٹھالے اور) اس لقمے پر جو گندگی
لگ گئی ہو اُسے صاف کر لے اور پھر اُسے کھالے اور اُس لقمے کو شیطان کے لیے نہ
چھوڑے اور جب وہ کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں
جانتا کہ اُس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

درجة الحديث: صحيح بروايته

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث التحذير من الشيطان، والتنبيه على
ملازمته للإنسان في تصرفاته، فينبغي أن يتأهب
ويحترز منه ولا يغتر بما يزينه له، والطعام الذي
يحضره الإنسان فيه بركة، ولا يدري أن تلك البركة
فيما أكله أو فيما بقي على أصابعه أو في ما بقي في
أسفل الصحن أو في اللقمة الساقطة، فينبغي أن
يحافظ على هذا كله لتحصل البركة، وأصل البركة
الزيادة وثبوت الخير والانتفاع به، والمراد هنا: ما
يحصل به التغذية وتسلم عاقبته من أذى ويقوى على
طاعة الله تعالى. وهذا فائدة ذكرها بعض الأطباء أن
الأنامل تفرز عند الأكل شيئاً يعين على هضم الطعام.

حدیث میں شیطان سے ڈرایا گیا ہے اور اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ انسان کے
تمام افعال میں اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ انسان (اس
سے مقابلے کے لیے) تیار اور اس سے چوکنا رہے اور اس کی مزین کردہ باتوں سے
دھوکا نہ کھائے۔ انسان کے سامنے جو کھانا آتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور
اسے معلوم نہیں ہوتا کہ برکت کھانے کے اس حصے میں ہے جسے اس نے کھایا
ہے یا پھر اس حصے میں جو اس کی انگلیوں پر لگا ہے یا جو پلیٹ کے پیندی میں لگا رہ گیا
ہے یا پھر اس لقمے میں جو نیچے گر گیا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ ان سب کو
ضائع ہونے سے بچائے تاکہ اسے برکت حاصل ہو سکے۔ برکت کا حقیقی معنی ہے
بجلائی کا زیادہ ہونا، اس کا باقی رہنا اور اس سے نفع اٹھانا۔ یہاں مراد وہ کھانا ہے جس
سے غذائیت حاصل ہو، جس میں کوئی گندگی نہ ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار کی
قوت پیدا کرے۔ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ انگلیوں سے کھانا کھاتے ہوئے ایسی
شے نکلتی ہے جو کھانے کو ہضم کرنے میں مدد کرتی ہے۔

راوي الحديث: حديث أنس رواه مسلم حديث جابر رواه مسلم

التخريج: أنس بن مالك وجابر بن عبدالله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- لعق أصابعه : لحس أصابعه.
- أصابعه الثلاث : الوسطى ثم السبابة ثم الإبهام.
- فليمتط : فليزل.
- الأذى : الوسخ.
- القصة : وعاء يؤكل فيه.
- البركة : الزيادة وثبوت الخير والانتفاع.

فوائد الحديث:

١. استحباب لعق الأصابع بعد الأكل قبل غسلها.
٢. السنة في تناول الطعام أخذه بثلاث أصابع.
٣. حرص الإسلام على المحافظة على المال، وعدم ضياعه مهما كان قليلاً.
٤. استحباب أكل اللقمة الساقطة كسراً لنفسه، وتواضعاً لربه، والتماساً للبركة.
٥. الإسلام يدعو إلى النظافة، فإذا وقع الطعام فينبغي إزالة الأذى عنه قبل أكله.
٦. الشيطان قد يشارك العبد في طعامه وشرابه إذا لم يحترز منه بالوسائل الشرعية.
٧. بيان سمو الشريعة، وأنها شريعة مبنية على المصالح، فما من شيء أمر الله ورسوله -صلى الله عليه وسلم- إلا والمصلحة في وجوده،
٨. زيادة اطمئنان النفس؛ لأن الإنسان بشر قد يكون عنده إيمان وتسليم بما حكم الله به ورسوله، لكن إذا ذكرت الحكمة ازداد إيماناً، وازداد يقيناً
٩. في الحديث رد على من كره لعق الأصابع استقذاراً، لكن يكون ذلك مستقذراً لو فعله في اثناء الأكل لأنه يعيد أصابعه في الطعام وعليها أثر ريقه
١٠. حسن تعليم الرسول عليه الصلاة والسلام، وأنه إذا ذكر الحكم ذكر الحكمة منه

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. محمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5653)

أن عبد الله بن أبي أوفى كَبَّرَ على جَنَازَةِ ابْنَتِهِ له أَرْبَعٌ تكبيرات، فقام بعد الرابعة كَقَدْرٍ ما بَيْنَ التَّكْبِيرَاتَيْنِ يَسْتَعْفِرُ لها وَيَدْعُو، ثم قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ هَكَذَا

١٦١٧. الحديث:

عن عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنهما-: أنه كَبَّرَ على جَنَازَةِ ابْنَتِهِ له أَرْبَعٌ تكبيرات، فقام بعد الرابعة كَقَدْرٍ ما بَيْنَ التَّكْبِيرَاتَيْنِ يَسْتَعْفِرُ لها وَيَدْعُو، ثم قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ هَكَذَا. وفي رواية: كَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حتى ظَلَنَتْ أَنَّهُ سَيُكَبَّرُ خَمْسًا، ثم سَلَّمَ عن يمينه وعن شماله. فلما انْصَرَفَ قلنا له: ما هذا؟ فقال: إني لا أزيدُكم على ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ، أو: هكذا صَنَعَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنهما- أنه صلى على جَنَازَةِ ابنته، فكَبَّرَ أَرْبَعٌ تكبيرات، يُكَبَّرُ للدخول في الصلاة، ثم يقرأ الفاتحة، ثم يُكَبَّرُ التكبيرة الثانية، ثم يصلي على النبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم يُكَبَّرُ التكبيرة الثالثة، ثم يدعو للميت، ثم يُكَبَّرُ التكبيرة الرابعة. وتأخر قليلا بعد التكبيرة الرابعة يدعو ويستغفر لها. ثم قال بعد أن سَلَّمَ من الصلاة قال لمن صلى معه، هكذا كان يصنع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أي يكبر أربع تكبيرات ويدعو للميت بعد التكبيرة الرابعة. وفي رواية: أنه كَبَّرَ أَرْبَعٌ تكبيرات على التفصيل السابق، ثم دعا لها واستغفر بعد التكبيرة الرابعة، حتى أيقن من خلفه أنه سَيُكَبَّرُ التكبيرة الخامسة. ثم سلم تسليمتين: الأولى إلى جهة اليمين، والثانية إلى جهة اليسار،

عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس میں فوت شدہ بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

١٦١٧. حدیث:

عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس میں فوت شدہ بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں، پھر کچھ دیر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے، پھر انہوں نے دائیں اور بائیں سلام پھیر دیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا: یہ کیا بات ہے؟ تو عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اس سے زیادہ نہیں کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا۔ (یہ فرمایا) رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

حدیث کا درجہ: حسن

اجمالی معنی:

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھائی، چنانچہ آپ نے چار تکبیریں کہیں، پہلی تکبیر نماز میں داخل ہونے کے لیے کہی پھر آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی، پھر دوسری تکبیر کی اور درود شریف پڑھا، اُس کے بعد آپ نے تیسری تکبیر کہی اور میت کے لیے دعا کی، پھر چوتھی تکبیر کہی اور چوتھی تکبیر کے بعد تھوڑی دیر تک دعا واستغفار کرتے رہے۔ پھر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد ان لوگوں سے جنھوں نے ان کے ساتھ نماز جنازہ پڑھا تھا کہا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی کرتے تھے یعنی چار تکبیریں کہتے تھے اور چوتھی تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حسب سابق چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد ٹھہر کر دعا واستغفار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پیچھے لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ پانچویں تکبیر کہیں گے، پھر آپ نے پہلا سلام اپنی داہنی اور دوسرا سلام اپنی بائیں جانب پھیرا، جس طرح نماز میں ہوتا ہے، چنانچہ نماز کے اختتام کے بعد ان کے ساتھ نماز پڑھنے والے لوگوں نے ان سے چوتھی تکبیر کے بعد تاخیر کرنے اور فوراً سلام نہ پھیرنے کے متعلق پوچھا، تو انہوں

نے کہا: نبی ﷺ جو کیا کرتے تھے، میں نے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ صحابہ سے جو سب سے زیادہ اور سب سے صحیح جو ثابت شدہ بات ہے وہ صرف وہی جانتے ہیں۔

كالصلاة. وبعد تمام الصلاة، سأله من وراءه من الناس عن سبب تأخره بعد التكبيرة الرابعة ولم يسلم بعدها فوراً. "فقال: إن الذي صنّعه ليس فيه زيادة على الذي صنّعه رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأصح والأكثر من فعل الصحابة التسليم عن يمينه فقط.

راوي الحديث: رواه ابن ماجه والحاكم.

التخريج: عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. فيه أن تكبيرات الجنازة أربع تكبيرات، وهو ما استقر عليه عمل الناس.
۲. مشروعية الدعاء بين التكبيرة الأخيرة والتسليم.
۳. استحباب الدعاء للميت بعد التكبيرة الرابعة.
۴. مشروعية التسليم من صلاة الجنازة.
۵. بعض السنن قد تخفى على بعض الناس.
۶. حرص الصحابة على التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم-.
۷. جواز الاستفسار من فعل فعلا لم يظهر وجه فعله.

۸. يجوز أن يصلي على الجنازة غير الإمام الراتب، لكن بإذن الإمام؛ لعموم قوله -صلى الله عليه وسلم-، كما في صحيح مسلم: "لا يؤمن الرجل الرجل في سلطانه". ويحتمل أن يكون عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنه- هو الإمام الراتب.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷هـ، الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸هـ - ۱۹۹۷م. رياض الصالحين، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸هـ. سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية. المستدرك على الصحيحين، تأليف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد النيسابوري، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

الرقم الموحد: (8872)

أن عمر بن الخطاب كان فرض للمهاجرين الأوليين أربعة آلاف

عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- نے مهاجرین اولین کے لئے چار ہزار وظیفہ
مقرر کیا۔

۱۶۱۸. الحديث:

۱۶۱۸. حدیث:

عن نافع: أَنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأُولَى أَرْبَعَةَ أَلْفٍ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ ثَلَاثَةَ أَلْفٍ وَخَمْسَمِئَةٍ، فَقِيلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبُوهُ. يَقُولُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

نافع -رحمہ اللہ- سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- نے مهاجرین اولین کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے کے لئے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا۔ آپ -رضی اللہ عنہ- سے پوچھا گیا کہ وہ بھی تو مهاجرین میں سے ہیں، ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کر دیا؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ: اس کے ساتھ اس کے باپ نے ہجرت کی تھی۔ وہ اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے بذات خود ہجرت کی ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أعطى عمر للمهاجرين ٤٠٠٠، وابنه من المهاجرين لكنه أعطاه ٣٥٠٠، لأنه هاجر به وهو غير محتلم فلم ير إلحاقه بالبالغين، فلذا أنقص من عطائه عمن هاجر بنفسه من المهاجرين، فإن الدنيا لم تعرف بعد النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر الصديق حاكماً زاهداً ورعاً في مال الأمة مثله -رضي الله عنه-، وهكذا يجب على من تولى شيئاً من أمور المسلمين ألا يجابي قريباً لقرابته، ولا غنياً لغناه ولا فقيراً لفقره بل ينزل كل أحد منزلته، فهذا من الورع والعدل.

عمر -رضی اللہ عنہ- نے مهاجرین کو ۴۰۰۰ وظیفہ دیا۔ آپ کے بیٹے (عبداللہ) بھی مهاجرین ہی میں سے تھے لیکن آپ نے انہیں ۳۵۰۰ وظیفہ دیا کیوں کہ ان کے بیٹے نے آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی جب کہ وہ نابالغ تھے۔ چنانچہ عمر -رضی اللہ عنہ- نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اپنے بیٹے کو بالغ مهاجرین کے ساتھ ملائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وظیفہ ان مهاجرین سے کم رکھا جنہوں نے بذات خود ہجرت کی تھی۔ امت کے مال کے معاملے میں اس دنیا نے نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کا کوئی زاہد و متقی حکمران نہیں دیکھا۔ ہر اس شخص پر ایسا ہی طرز عمل واجب ہے جس کے پاس مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملے کی ذمہ داری آئے کہ نہ تو وہ کسی رشتہ دار کی اس سے تعلق قرابت کی بنا پر طرف داری کرے اور نہ کسی امیر کی اس کی امارت کی وجہ سے اور نہ کسی غریب کی اس کی غربت کی وجہ سے طرف داری کرے بلکہ اسے چاہیے کہ ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھے۔ ایسا کرنا عین تقویٰ و عدل ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فرض: أوجب وقطع من العطاء.
- المهاجرون الأولون: هم الذين صلوا للقبليتين أو شهدوا بدرًا.

فوائد الحديث:

۱. شدة ورع عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-.

٢. فضل المهاجرين الأولين الذين خرجوا بأنفسهم فراراً بدينهم يريدون وجه الله.
٣. للإمام أن يفرض لبعض أهل الإيمان فرضاً ليعينهم على الحياة، من التفرغ للدعوة والعلم ونحو ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين؛ لأبي الفرج ابن الجوزي، تحقيق د. علي البواب، دار الوطن-الرياض. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5654)

أنا زعيم ببیت فی ربض الجنة لمن ترك المراء وإن
كان محققاً

میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر
ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔

۱۶۱۹. الحدیث:

۱۶۱۹. حدیث:

عن أبي أمامة الباهلي - رضي الله عنه - مرفوعاً: «أنا
زعيم ببیت فی ربض الجنة لمن ترك المراء وإن كان
محققاً، وببیت فی وسط الجنة لمن ترك الكذب وإن كان
مازحاً، وببیت فی أعلى الجنة لمن حسن خلقه»

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس
شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر دیے جانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر
ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں گھر
کا ضامن ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت
کے بالائی حصے میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو اچھے اخلاق کا مالک بن جائے۔

درجة الحدیث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أنه ضامن لبیت
حول الجنة خارجاً عنها لمن ترك المجادلة وإن كان
محققاً فيه لأنه مضيعة للوقت وسبب للبعضاء، وكذلك
ضامن لبیت فی وسط الجنة لمن ترك الكذب والإخبار
بخلاف الواقع ولو كان مزاحاً، وببیت فی أعلى الجنة
لمن حسن خلقه ولو بمزاولة للنفس ورياضة لها.

نبی ﷺ نے خبر دی کہ وہ جنت کے باہر اس کے گرد و نواح میں اس شخص کے
لیے گھر کی ضمانت دیتے ہیں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے کیونکہ اس
میں وقت کا ضیاع ہے اور اس سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ اس
شخص کے لیے جنت کے نیچوں بیچ گھر کے ضامن ہیں جو ازراہ مزاح بھی جھوٹ بولنا
چھوڑ دے اور خلاف واقع کوئی بات نہ کہتا ہو اور اسی طرح اس شخص کے لیے آپ
ﷺ نے جنت کے بالائی حصے میں گھر کی ضمانت دی جو اچھے اخلاق کو اپناتا ہے
چاہے ایسا وہ اپنے نفس کو ان کا عادی بنا کر اور ان کی مشق کرا کر ہی کیوں نہ کرے۔

راوي الحدیث: رواہ أبو داود

التخریج: أبو أمامة الباهلي رضي الله عنه.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- زعيم: الضامن.
- ربض الجنة: أذناها، وربض المدينة ما حولها.
- المراء: المجادلة في القول والعمل بقصد الباطل.
- محققاً: بضم الميم وتشديد القاف، أي على حق.

فوائد الحدیث:

۱. جواز الضمان تشجيعاً على العمل لأن قوله صلى الله عليه وسلم: (زعيم) بمعنى ضامن ومتكفل.

۲. الترغيب في ترك المراء لأنه يفضي إلى الاختلاف والشقاق.

۳. الجنة درجات ومنازل الناس تكون في الجنة بحسب أعمالهم.

۴. حرمة الكذب ولو كان مزاحاً إلا ما استثنى، وهو قوله صلى الله عليه وسلم: «ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس، ويقول خيراً وينمي خيراً»
قال ابن شهاب: ولم أسمع يرخص في شيء مما يقول الناس كذب إلا في ثلاث: الحرب، والإصلاح بين الناس، وحديث الرجل امرأته وحديث المرأة
زوجها. رواه مسلم

المصادر والمراجع:

سنن أبو داود، تأليف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الناشر: دار الرسالة العالمية، ط ١ عام ١٤٣٠. حجة النبي صلى الله عليه وسلم كما رواها عنه جابر رضي الله عنه، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، ط ٥ عام ١٣٩٩. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط ٤ عام ١٤٢٨. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف: محمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، ط ٤ عام ١٤٢٥.

الرقم الموحد: (5804)

أنا سيد الناس يوم القيامة، هل تدرون مم ذاك؟

١٦٢٠. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: كنا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في دعوة، فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدَّرَاعُ، وكانت تعجبه، فَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً وقال: «أنا سيّدُ الناس يوم القيامة، هل تدرون ممّ ذاك؟ يجمع الله الأولين والآخرين في صعيدٍ واحد، فيُبصرُهُم الناظر، يُسَمِعُهُم الداعي، وتَدُنُو مِنْهُم الشمس، فيبلغ الناس من الغمِّ والكربِ ما لا يُطيقُونَ ولا يحتملون، فيقول الناس: ألا ترون ما أنتم فيه إلى ما بَلَعَكُمْ، ألا تنظرون من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس لبعض: أبوكم آدم. فيأتونه فيقولون: يا آدم أنت أبو البشر، خلقك الله بيده، ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك؟ ألا ترى إلى ما نحن فيه وما بلغنا؟ فقال: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولا يغضب بعده مثله، وإنه نهاني عن الشجرة فصيتُ، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحًا فيقولون: يا نوح، أنت أول الرسل إلى أهل الأرض، وقد سماك الله عبدًا شكورًا، ألا ترى إلى ما نحن فيه، ألا ترى إلى ما بلغنا، ألا تشفع لنا إلى ربك؟ فيقول: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإنه قد كانت لي دعوة دعوتُ بها على قومي، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم فيقولون: يا إبراهيم، أنت نبي الله وخليله من أهل الأرض، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول لهم: إن ربي قد غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإني كنت كذبت ثلاث كذبات؛ نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى فيقولون: يا موسى أنت رسول الله، فضلك الله برسالاته وبكلامه على الناس، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول: إن ربي قد غضب

میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟

١٦٢٠. حدیث:

ابو ہریرہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست (کا گوشت) اٹھا کر آپ کو پیش کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ کو مرغوب تھا، آپ ﷺ نے اپنے دندان مبارک سے ایک بار اس سے تناول کیا اور فرمایا ”میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہموار چٹیل میدان میں جمع کرے گا۔ بلانے والا سب کو اپنی آواز سنانے گا اور (اللہ کی) نظر سب کے آر پار (سب کو دیکھ رہی) ہو گی۔ سورج قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو اس قدر غم اور کرب لاحق ہو گا جو ان کی طاقت سے زیادہ اور ناقابل برداشت ہو گا۔ لوگ ایک دوسرے کہیں گے ”کیا دیکھتے نہیں تم کس حالت میں ہو؟ کیا دیکھتے نہیں تم پر کیسی مصیبت آپڑی ہے؟ کیا تم کوئی ایسا شخص تلاش نہیں کرتے جو اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کر دے؟“ چنانچہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے ”اپنے باپ آدم کے پاس چلو تو وہ آدم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم (علیہ السلام)! آپ سب انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے؟“ آدم جواب دیں گے کہ ”میرا رب آج اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی آئے گا اور یقیناً اس نے مجھے ایک خاص درخت (کے قریب جانے) سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی تھی، مجھے اپنی جان کی فخر ہے، مجھے اپنی جان بچانی ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ، نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔“ لوگ نوح (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ”اے نوح (علیہ السلام)! آپ اہل زمین کی طرف بھیجے گئے سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندے کا نام دیا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم پر کیا مصیبت آن پڑی ہے؟ وہ انہیں جواب دیں گے ”آج میرا رب اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں نہ وہ اس سے پہلے کبھی آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے ایک دعا (خاص کی گئی) تھی وہ میں نے اپنی قوم کے خلاف مانگ لی۔ (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فخر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فخر) ہے، میرے علاوہ کسی اور

اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإني قد قتلت نفسًا لم أؤمر بقتلها، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري؛ اذهبوا إلى عيسى. فيأتون عيسى فيقولون: يا عيسى، أنت رسول الله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه، وكنمت الناس في المهدي، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول عيسى: إن ربي قد غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، ولم يذكر ذنبًا، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد -صلى الله عليه وسلم-. وفي رواية: «فيأتوني فيقولون: يا محمد أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فأنتظلي فآتي تحت العرش فأقع ساجدًا لربي، ثم يفتح الله عليّ من محامده وحسن الثناء عليه شيئًا لم يفتحه على أحد قبلي، ثم يقال: يا محمد ارفع رأسك، سلّ نعطه، اشفع نشفع، فأرفع رأسي، فأقول: أمتي يا رب، أمتي يا رب، أمتي يا رب. فيقال: يا محمد أدخل من أمتك من لا حساب عليهم من الباب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب». ثم قال: «والذي نفسي بيده، إن ما بين المصراعين من مصاريع الجنة كما بين مكة وهجر، أو كما بين مكة وبصرى».

کے پاس جاؤ۔ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے کہ ”آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟“ تو ابراہیم (علیہ السلام) ان سے کہیں گے کہ ”میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں نہیں آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا، جب کہ میرے اپنے تین جھوٹ ہیں مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔“ لوگ موسیٰ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ”اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیغام اور اپنی ہم کلامی کے ذریعے لوگوں پر فضیلت عطا کی، اللہ کے حضور ہمارے لیے سفارش کیجیے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟“۔ موسیٰ (علیہ السلام) ان سے کہیں گے کہ ”میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے میں آیا اور نہ اس کے بعد آئے گا۔ میں ایک جان کو قتل کر چکا ہوں جس کے قتل کا مجھے حکم نہ دیا گیا تھا۔ میری جان (کا کیا ہوگا) میری جان، (کا کیا ہوگا)، میری جان (کا کیا ہوگا) میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔“ لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے ”اے عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کا کلمہ ہیں جسے اس نے مريم (علیہا السلام) کی طرف القا کیا اور اس کی روح میں، اس لیے آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ ہماری حالت نہیں دیکھتے جس میں ہم ہیں؟“ تو عیسیٰ (علیہ السلام) انہیں جواب دیں گے کہ ”میرا رب اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں نہ وہ اس سے پہلے آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا، وہ اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے، (کہیں گے مجھے) اپنی جان کی فکر ہے، اپنی جان کی فکر ہے، اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔“ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے، ایک روایت میں ہے کہ ”وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟“ تو میں چل پڑوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی ایسی تعریفوں اور اپنی ایسی بہترین ثنا (کے دروازے) کھول دے گا اور انہیں میرے دل میں ڈالے گا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہیں کھولے گئے ہوں گے، پھر (اللہ) فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیں، مانگیں، آپ کھولے گا، سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ تو میں سر اٹھاؤں گا اور

عرض کروں گا "اے میرے رب! میری امت! میری امت! تو کہا جائے گا! اے محمد! آپ کی امت کے جن لوگوں کا حساب و کتاب نہیں ہونا ہے، انہیں جنت کے دروازے میں سے دائیں دروازے سے داخل کر دیں اور وہ جنت کے باقی دروازوں میں (بھی) لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا مکہ اور (شہر) بصریا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں دست (کا گوشت) اٹھا کر پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے نوچ کر کھایا اور آپ کو بکری کی دست بڑی مرغوب تھی، کیونکہ بکری کے پورے جسم میں سے اس حصے کا گوشت بہترین اور نرم ہوتا اور زود ہضم اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کو یہ بڑی مرغوب تھی اس لیے آپ ﷺ نے اپنے دندان مبارک سے ایک بار اسے تناول فرمایا اور پھر یہ طویل حدیث بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت والے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ آدم کی اولاد کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانوں میں سے سب سے اعلیٰ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہو گا؟ تو صحابہ نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے تمام بنی آدم پر اپنا مرتبہ اور فضیلت کو بیان کیا۔ فرمایا کہ قیامت والے دن پہلے اور بعد والے تمام لوگوں کو ایک ہموار اور وسیع زمین میں اکٹھا کیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فرمادیجئے کہ پہلے اور آخری سارے لوگ ایک معین دن پر جمع کیے جائیں گے"۔ ایک ہی زمین پر سب کو جمع کیا جائے گا اور اس دن جو زمین پھیلانی جائے گی وہ ایسی نہیں ہوگی جیسی اب دیکھتے ہو۔ آج جب تم نظر دوڑاتے ہو تو جو سامنے ہوتا ہے صرف وہی نظر آتا ہے، جب کہ قیامت کے دن زمین بالکل سیدھی پھیلا دی جائے گی اور اس میں کسی قسم کے کوئی بھی پہاڑ، وادیاں، نہریں اور سمندر نہیں ہوں گے۔ اس میں موجود تمام داعی کی بات کو سنیں گے اور ان کی بیانی کی رسائی بھی ہوگی۔ یعنی جب کوئی انسان بات کرے گا تو ہر ایک سنے گا اور سارے اس کو دیکھیں گے کیونکہ کوئی بھی کسی سے چھپا نہیں ہو گا لیکن سارے کے سارے ایک چٹیل زمین پر ہوں گے۔ اس دن سورج مخلوق سے ایک میل کی مسافت پر ہو گا اور ایسے کرب و غم میں مبتلا ہوں گے کہ اس کو برداشت کرنے کی طاقت اور قوت نہیں ہوگی۔ زمین تنگ ہو جائے گی اور وہ خواہش کریں گے

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في دعوة طعام فقدمت إليه الذراع فقبض منها قبضة بأسنانه وكانت تعجبه ذراع الشاة؛ لأن لحمها أطيب ما في الجسم من لحم لبن وسريع الهضم ومفيد، وكانت تعجب النبي -صلى الله عليه وسلم- فنهس منها نهسة ثم حدثهم هذا الحديث العجيب الطويل، فقال: أنا سيد ولد آدم يوم القيامة، ولا شك أنه -صلى الله عليه وسلم- سيد ولد آدم وأشرف بني الإنسان عند الله -تبارك وتعالى-. ثم قال لهم: أتدرون مم ذاك؟ قالوا: لا يا رسول الله. فساق لهم بيان شرفه وفضله -صلى الله عليه وسلم- على جميع بني آدم؛ فذكر أن الناس يحشرون يوم القيامة في أرض واسعة مستوية أولهم وآخرهم، كما قال -عز وجل-: (قل إن الأولين والآخرين لمجموعون إلى ميقات يوم معلوم) يجمعون في أرض واحدة، والأرض يومئذ ممدودة ليست كهيئتها اليوم كروية، إذا مدت بصرك لا ترى إلا ما يواجهك من ظهرها فقط، أما يوم القيامة فإن الأرض تمد مد الجلد وليس فيها جبال ولا أودية ولا أنهار ولا بحار تمد مدًا واحدًا. والذين فيها يسمعون داعي وينفذهم البصر، يعني لو تكلم الإنسان يسمعه آخر واحد، والبصر يراه؛ لأنه ليس بها تكور حتى يغيب بعض عن بعض، ولكن كلهم في صعيد واحد. في ذلك اليوم تدنو الشمس من الخلائق على قدر ميل، ويلحقهم من الغم والكرب ما لا يطيقون ولا يحتملون؛ فتضيق بهم

کہ کوئی ایک اللہ کے ہاں ان کی سفارش کرے جو ان کو جلد از جلد اس بڑے وقوف سے بچالے۔ اللہ تعالیٰ ان کو الہام کریں گے کہ وہ ابوالبشر آدم (علیہ السلام) کے پاس جائیں۔ وہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کے فضائل بیان کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں۔ ان سے کہیں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں اور قیامت تک جتنے بھی زوائد انسان پیدا ہوئے وہ سارے کے سارے بنی آدم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایلیس کے انکار پر فرمایا تھا کہ: ”تجھے کس چیز نے اس کو سجدے سے منع کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔“ آپ کو ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا۔“ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام سکھائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”آدم (علیہ السلام) کو تمام نام سکھائے۔“ اور آپ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو پھونکا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ”جب میں نے اس کو مکمل کیا تو اس میں اپنی روح پھونکی تو سارے اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔“ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کو مخلوق جانتی ہے جب کہ خاص طور پر امت محمد کو ایسے علوم سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے جو دیگر امتوں میں سے کسی کو نہیں نوازا۔ وہ معذرت کریں گے اور کہیں گے کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی آئے گا پھر وہ اپنی خطابتائیں گے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص درخت سے کھانے سے روکا تھا لیکن انہوں نے کھایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اس درخت کے قریب نہ جانا اور نہ دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔“ اس کی سزا یہ ملی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی منشا کے مطابق ان کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔ وہ اپنی نافرمانی بیان کریں گے اور کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے مجھے اپنی جان (کی فخر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فخر) ہے۔ یعنی آج تو اپنی جان بچانا ممکن ہو جائے اور اس کو تین مرتبہ تاکید اور تکرار کے ساتھ بیان کیا۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ اور نوح (علیہ السلام) دوسرے ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمین کو نوح (علیہ السلام) کی تکذیب کی وجہ سے غرق کر دیا تھا (ہاں وہ چند ایک جوان پر ایمان لے آئے تھے) ان کے علاوہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑا۔ لوگ کہیں گے نوح (علیہ السلام) کی طرف چلو، تو وہ نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے کیونکہ وہ بہت سختی اور تنگی کا شکار ہوں گے۔ وہ نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ کریں گے، یہ کہ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف رسالت دے کر مبعوث فرمایا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام شاکر بندہ رکھا۔ لیکن وہ بھی ویسے ہی کہیں گے جیسے آدم (علیہ السلام) نے کہا تھا

الأرض ويطلبون الشفاعة لعل أحدا يشفع فيهم عند الله - جل وعلا-، ينقذهم من هذا الموقف العظيم على الأقل. فيلهمهم الله - عز وجل- أن يأتوا إلى آدم أبي البشر؛ فيأتون إليه ويبينون فضله، لعله يشفع لهم عند الله - عز وجل- يقولون له: أنت آدم أبو البشر كل البشر من بني آدم الذكور والإناث إلى يوم القيامة، خلقك الله بيده كما قال -تعالى- منكرًا على إبليس: {ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي}، وأسجد لك ملائكته، قال الله -تعالى-: {وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا} وعلمك أسماء كل شيء، قال الله -تعالى-: {وعلم آدم الأسماء كلها} ونفخ فيك من روحه، قال الله -تعالى-: {فإذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين}. كل هذا يعلمه الخلق، ولا سيما أمة محمد الذين أعطاهم الله -تعالى- من العلوم ما لم يُعطي أحدًا من الأمم، فيعتذر ويقول: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله قط ثم يذكر خطيئته، وهي أن الله -سبحانه وتعالى- نهاه أن يأكل من شجرة فأكل، قال الله -تعالى-: {ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين}، فغضب بأن أخرج من الجنة إلى الأرض لحكمة يريد بها الله -عز وجل- فيذكر معصيته، ويقول: نفسي نفسي نفسي. يعني عسى أن أنقذ نفسي ويؤكد ذلك ويكرره ثلاث مرات، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، ونوح هو الأب الثاني للبشرية؛ لأن الله أغرق جميع أهل الأرض الذين كذبوا نوحًا {وما آمن معه إلا قليل}، ولم يستمر عقب غيره، فيقولون: اذهبوا إلى نوح فيأتون إلى نوح؛ لأنهم في شدة وضيق فيأتونه ويذكرون نعم الله عليه، وأنه أول رسول أرسله الله إلى أهل الأرض، وأن الله سماه عبدًا شكورًا، ولكنه يقول كما قال آدم بأن الله -عز وجل- غضب اليوم غضبًا لم يغضب مثله قط، ولن يغضب مثله ثم ذكر دعوته التي دعا بها على قومه: {رب لا تذر على الأرض من الكافرين ديارًا} وفي رواية أنه يذكر دعوته التي دعا بها لابنه {فقال رب إن ابني من أهلي وإن وعدك الحق وأنت أحكم الحاكمين قال يا

نوح إنه ليس من أهلك إنه عمل غير صالح فلا تسألن ما ليس لك به علم إني أعظك أن تكونن من الجاهلين؛ يذكر ذنبه والشافع لا يشفع إلا إذا كان ليس بينه وبين المشفوع عنده ما يوجب الوحشة، والمعصية بين العبد وربّه توجب الوحشة بينهما وخجله منه، فيذكر معصيته فيقول نفسي نفسي نفسي، ويحيلهم إلى إبراهيم -صلى الله عليه وسلم-، فيأتي الناس إليه ويقولون: أنت خليل الله في الأرض. ويذكرون من صفاته، ويطلبون منه أن يشفع لهم عند ربّه، فيعتذر ويقول إنه كذب ثلاث كذبات، ويقول: نفسي نفسي نفسي. والكذبات هي قوله: إني سقيم. وهو ليس بسقيم لكنه قال متحدياً لقومه الذين يعبدون الكواكب. والثانية قوله: {بل فعله كبيرهم هذا} أي الأصنام، وهو ما فعل وإنما الذي فعله هو إبراهيم -صلى الله عليه وسلم- لكن ذكر ذلك على سبيل التحدي لهؤلاء الذين يعبدون الأوثان. والثالثة قوله للملك الكافر: هذه أختي يعني زوجته ليسلم من شره، وهي ليست كذلك. هذه كذبات في ظاهر الأمر؛ لكنها في الحقيقة وبمناسبة تأويله -صلى الله عليه وسلم- لم تكن كذبات؛ لكنه لشدة ورعه وحيائه من الله -تبارك وتعالى- اعتذر بهذا، ويقول: نفسي نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى موسى، فيأتون إلى موسى ويذكرون صفاته، وأن الله -تعالى- كلمه تكليماً واصطفاه على أهل الأرض برسالاته وكلامه، فيذكر ذنباً ويعتذر بأنه قتل نفساً قبل أن يؤذن له في قتلها، وهو القبطي الذي كان في خصام مع رجل من بني إسرائيل، وموسى من بني إسرائيل -صلى الله عليه وسلم- والقبطي من أهل فرعون {فاستغاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى ففضى عليه} دون أن يؤمر بقتله، فرأى -صلى الله عليه وسلم- أن هذا مما يحول بينه وبين الشفاعة للخلق حيث قتل نفساً لم يؤمر بقتلها، وقال: نفسي نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى عيسى. فيأتون إلى عيسى ويذكرون من منة الله عليه أنه نفخ فيه من روحه وأنه كلمته ألقاها

اجازت ہی قتل کر دیا تھا جو کہ ایک قبطنی تھا اور بنی اسرائیل میں سے کسی آدمی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا۔ موسیٰ (علیہ السلام) بنی اسرائیل میں سے تھے اور قبطنی فرعونوں میں سے تھا (ان کے گروہ کے شخص نے اپنے دشمن کے خلاف موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی، انہوں نے مکا مارا تو وہ مر گیا) بغیر حکم کے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال ہے کہ یہ چیز ان کے اور مخلوق کی سفارش کے درمیان حامل ہو جائے گی کہ انہوں نے ایک جان کو بغیر حکم کے قتل کر دیا تھا اور وہ بھی کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، تم سب عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ کریں گے کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو پھونکا اور یہ کہ وہ اللہ کا کلمہ ہیں جن کو مریم (علیہا السلام) کی طرف القا کیا اور اس کی روح ہیں، یہ کہ ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ وہ کوئی گناہ بیان نہیں کریں لیکن لوگوں کو محمد ﷺ کا حوالہ دیں گے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا عظیم شرف ہے کہ چار انبیاء اپنے کاموں کو بیان کر کے معذرت کر لیں گے اور ایک کوئی عذر پیش نہیں کریں گے لیکن ان کا خیال ہے کہ محمد ﷺ ان سے زیادہ مناسب ہیں۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں گے آپ ان کی بات مان لیں گے اور اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد و ثناء کے ان پر ایسے دروا کریں گے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ دروازے کسی کے لیے نہیں کھولے ہوں گے۔ پھر آپ سے کہا جائے گا کہ سر اٹھائیے، کیسے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال کیجئے عطا کیا جائے، سفارش کیجئے سفارش قبول کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ سفارش کریں گے اور فرمائیں گے اے رب! میری امت، میری امت! اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمائے گا اور آپ سے کہے گا کہ اپنی امت کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر لیں اور یہ دیگر لوگوں کے ساتھ باقی دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اس میں یہ واضح دلیل موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام رسولوں میں سے افضل ہیں اور رسول افضل المخلوقین ہیں۔

إلى مريم وروح منه؛ لأنه خلق بلا أب، فلا يذكر ذنبًا ولكنه يحيلهم إلى محمد -صلى الله عليه وسلم-، وهذا شرف عظيم لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حيث كان أربعة من الأنبياء يعتذرون بذكر ما فعلوه وواحد لا يعتذر بشيء، ولكن يرى أن محمدًا -صلى الله عليه وسلم- أولى منه. فيأتون إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فيقبل ذلك، ويسجد تحت العرش ويفتح الله عليه من المحامد والثناء على الله ما لم يفتحه على أحد غيره، ثم يقال له: ارفع رأسك وقل يسمع وسل تعطه واشفع تشفع. فيشفع -صلى الله عليه وسلم- ويقول: يا رب أمتي أمتي. فيقبل الله شفاعته، ويقال له أدخل أمتك من الباب الأيمن من الجنة وهم شركاء مع الناس في بقية الأبواب. وهذه فيها دلالة ظاهرة على أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أشرف الرسل، والرسل هم أفضل الخلق.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صعيد: الأرض الواسعة المستوية.
- ثلاث كذبات: أما اثنان منها ففي الله -تعالى-، وهي قوله: {إني سقيم} [الصافات (89)]، وقوله: {بل فعله كبيرهم هذا} [الأنبياء (63)]. وأما الثالثة فهي قوله لسارة: أختي، يعني في الإسلام، وليست بكذب حقيقة، لكن لما كانت بصورة الكذب سماها كذبًا.
- نَهَس: النَّهَس: قضم الشيء بمقدم الأسنان.
- المصراعين: جانبي الباب.

- هَجَرَ: هي قاعدة البحرين، وهي الأحساء.
- بُصْرَى: مدينة معروفة، بينها وبين مكة شهر.
- دَعْوَةٌ: دعوة إلى طعام.
- فسجدوا لك: أي سجدوا لشكر لا عبادة.
- المهدي: الصغر.
- العَرْشُ: سرير الملك وهو مخلوق عظيم لا يعلم عظمته إلا الله.
- يشفع لكم: يتوسط لكم بجلب نفع أو دفع ضرر.
- سيد ولد آدم: السيد الذي يفوق قومه والذي يفزع إليه في الشدائد، والنبي -صلى الله عليه وسلم- سيدهم في الدنيا والآخرة، وإنما خص يوم القيامة لارتفاع السؤدد فيه وتسليم جميعهم له ولكون آدم وجميع أولاده يومئذٍ تحت لوائه -صلى الله عليه وسلم-.
- نفسي نفسي: أي: نفسي هي التي تستحق أن يشفع لها.

فوائد الحديث:

١. تفضيل نبينا -صلى الله عليه وسلم- على جميع المخلوقين.
٢. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- وتلييته للدعوة، والأكل مع عامة أصحابه.
٣. أحب الطعام إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الذراع لنضجها، وسرعة استمراثها، وزيادة لذتها.
٤. الحكمة في أن الله -تعالى- ألهمهم سؤال آدم، ومن بعده في الابتداء، ولم يلهموا سؤال نبينا محمد -صلى الله عليه وسلم- لإظهار فضيلته، فهو النهاية في ارتفاع المنزلة، وكمال القرب.
٥. عدم البحث فيما لم يذكر وأبهم في النصوص مثل الشجرة التي أكل منها آدم -عليه السلام-.
٦. الحذر من الشيطان حيث أغوى آدم وحواء -عليهما السلام-.
٧. يشرع لمن أراد من عبد حاجة أن يقدم بين يديه وصف المسئول بأحسن صفاته؛ ليكون أذع للإجابة.
٨. يجوز لمن سئل عن أمر لا يقدر عليه أن يعتذر بما يقبل منه، ويستحب أن يرشد لمن يظن أنه أقدر على ذلك.
٩. بيان هول الموقف واشتداد المحشر على العباد يوم القيامة.
١٠. إثبات صفة الغضب لله -عز وجل-.
١١. تواضع الأنبياء حيث تذكروا ما مضى منهم؛ ليشعروا بأنهم دون هذا الموقف.
١٢. بيان أفضلية أولي العزم من الرسل -عليهم السلام-.
١٣. أن نوحًا -عليه السلام- أول الرسل إلى الناس.
١٤. إثبات الوسيلة والمقام المحمود لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
١٥. محامد الله -تعالى- لا تنتهي؛ ولذلك يفتح الله على رسوله في هذا المقام من حسن الثناء عليه شيئًا لم يفتحه لأحد قبله.
١٦. بيان أن أمة محمد خير الأمم، فلهم خصائص في دخول الجنة حيث يدخلون من باب خاص بهم، ويشاركون الناس في بقية الأبواب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين للنووي، الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ. الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط١، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيلية، الرياض، ١٤٣٠هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي.

أَنْفَقِي أَوْ أَنْفِجِي، أَوْ أَنْضِحِي، وَلَا تُحْصِي فِيْحْصِي
اللَّهِ عَلَيْكَ، وَلَا تُوعِي فَيُوعِي اللَّهُ عَلَيْكَ.

خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو کہ پھر اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو
کہ پھر اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھے۔

۱۶۲۱. الحدیث:

۱۶۲۱. حدیث:

عن أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تُؤَكِّي فَيُؤَكِّي عَلَيْكَ». وفي رواية: «أَنْفَقِي أَوْ أَنْفِجِي، أَوْ أَنْضِحِي، وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِي اللَّهُ عَلَيْكَ، وَلَا تُوعِي فَيُوعِي اللَّهُ عَلَيْكَ».

اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: (مال کو) روک روک کر نہ رکھو، کہیں یہ نہ ہو کہ تم سے بھی روک لیا جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو، کہیں یہ نہ ہو کہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھنے لگے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قال النبي صلى الله عليه وسلم لأسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما: لَا تَدَّخِرِي وَتَشُدِّي مَا عِنْدَكَ وَتَمْنَعِي مَا فِي يَدِكَ، فَتَنْقُطَ مَادَّةَ الرِّزْقِ عَنْكَ، وَأَمْرَهَا بِالْإِنْفَاقِ فِي مَرْضَاةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَلَا تَحْصِي خَوْفًا مِنْ انْقِطَاعِ الرِّزْقِ؛ فَيَكُونُ سَبَبًا لِانْقِطَاعِ إِنْفَاقِكَ، وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ: (فِيْحْصِي اللَّهُ عَلَيْكَ)، وَلَا تَمْنَعِي فَضْلَ الْمَالِ عَنِ الْفَقِيرِ فَيَمْنَعُ اللَّهُ عَنْكَ فَضْلَهُ وَيَسُدَّهُ عَلَيْكَ.

نبی ﷺ نے اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے سینت سینت کر اور بچا بچا کر نہ رکھو اور جو کچھ تمہاری ملکیت میں ہے اسے روک روک کر نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم تک تمہارا رزق آنا بند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرو، رزق کے منقطع ہونے کے اندیشے کے تحت حساب کر کر کے نہ رکھو اور اس کی وجہ سے خرچ کرنا ہی نہ چھوڑ دو۔ آپ ﷺ کے فرمان (فیحصی اللہ علیک) کا یہی مفہوم ہے۔ زائد مال کو فقیر سے نہ روکو، کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر اللہ بھی تم سے اپنے فضل کو روک لے اور اس کا سلسلہ بند کر دے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تؤكِّي: لا تدخري وتمنعي ما في يدك، والوكاء الخيط الذي يشد به رأس القربة.
- انفجي: أنفقي.
- انضحي: أنفقي.
- لا توعي: الإيعاء: جعل الشيء في الوعاء.
- لا تحصي: من الإحصاء وهو معرفة قدر الشيء، أو وزنه، أو عدده؛ خوفًا من نفاذه.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن منع الصدقة خشية النفاذ؛ فإن ذلك من أعظم أسباب قطع البركة.
۲. التأكيد والحث على الإنفاق.
۳. من عدل الله تعالى أن جعل الجزاء من جنس العمل.
۴. من علم أن الله يرزقه من حيث لا يحتسب فحقه أن ينفق ولا يحسب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5823)

ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

أنه مر على صبيان فسلم عليهم قال كان النبي - صلى الله عليه وسلم - يفعل

۱۶۲۲. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۱۶۲۲. الحدیث:

عن أنس - رضي الله عنه - : أنه مرَّ على صبيّانٍ، فسَلَّم عليهم، وقال: كانَ النبيُّ - صلى الله عليه وسلم - يفعلُهُ.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

حدیث میں تواضع اختیار کرنے اور تمام لوگوں کو سلام کرنے کی ترغیب ہے اور آپ ﷺ کی تواضع کا بیان ہے۔ اسی تواضع کا ایک مظاہرہ یہ کہ آپ ﷺ کا گزر جب بچوں کے پاس سے ہوتا تو آپ ﷺ انہیں سلام کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کی اقتدا میں ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کیا کرتے تھے۔ بچے بازار میں کھیل رہے ہوتے اور آپ وہاں سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے اور فرماتے کہ: نبی ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے یعنی جب آپ ﷺ کا بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کیا کرتے تھے۔ یہ تواضع اور حسن خلق کا مظاہرہ ہے اور اس میں تربیت، اچھی تعلیم اور راہنمائی کا پہلو بھی ہے کیونکہ بچوں کو جب کوئی شخص سلام کرتا ہے تو انہیں اس کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ ان کے دلوں میں سرشت کی مانند رچ بس جاتا ہے۔

في الحديث التدب إلى التواضع وبذل السلام للناس كلهم، وبيان تواضعه - صلى الله عليه وسلم -، ومنه أنه كان يسلم على الصبيان إذا مر عليهم، واقتدى به أصحابه - رضي الله عنهم - فعن أنس - رضي الله عنه - أنه كان يمر بالصبيان فيسلم عليهم، يمر بهم في السوق يلعبون فيسلم عليهم ويقول: إن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان يفعل، أي يسلم على الصبيان إذا مر عليهم، وهذا من التواضع وحسن الخلق ومن التربية وحسن التعليم والإرشاد والتوجيه، لأن الصبيان إذا سلم الإنسان عليهم، فإنهم يعتادون ذلك ويكون ذلك كالغريزة في نفوسهم.

راوي الحدیث: متفق علیہ

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

فوائد الحدیث:

۱. استحباب السلام على الصغار، وتدريبهم على آداب الشريعة.
۲. اجتناب الكبر، والتواضع ولين الجانب.
۳. حرص الصحابة على متابعة الرسول - صلى الله عليه وسلم -.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشیخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ھ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد

فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحين وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5659)

أهديت رسول الله صلى الله عليه وسلم حمرا وحشيا

میں نے رسول ﷺ کی خدمت میں ایک نیل گائے (کا گوشت) بطور تحفہ پیش کیا۔

۱۶۲۳. الحديث:

عن الصعب بن جثامة -رضي الله عنه-، قال: أهديت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حمرا وحشيا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فلما رأى ما في وجهي، قال: «إنا لم نَرُدَّهُ عليك إلا لأثا حُرْمٍ».

۱۶۲۳. حدیث:

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نیل گائے (کا گوشت) تحفہ کے طور پر پیش کیا تو آپ ﷺ نے وہ مجھے واپس کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے میرے چہرے پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا کہ ”ہم تمہیں یہ واپس نہ کرتے لیکن بات یہ ہے کہ ہم حالت احرام میں ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

من حسن خلقه -صلى الله عليه وسلم- أنه كان لا يداهن الناس في دين الله، ولا يفوته أن يطيب قلوبهم، فالصعب بن جثامة -رضي الله عنه- مر به النبي -صلى الله عليه وسلم-، والنبي -صلى الله عليه وسلم- محرم وكان الصعب بن جثامة عدا راميًا، فلما مر به النبي -صلى الله عليه وسلم- صاد له حمرا وحشيا، وجاء به إليه فرده النبي -صلى الله عليه وسلم- فثقل ذلك على الصعب، كيف يرد النبي -صلى الله عليه وسلم- هديته؟، فتغير وجهه فلما رأى ما في وجهه طيب قلبه، وأخبره أنه لم يردده عليه إلا لأنه محرم، والمحرم لا يأكل من الصيد الذي صيد من أجله.

نبی ﷺ کے اخلاق حسنہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں سے مداہنت نہیں برتتے اور ان کی دلجوئی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا گزر صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جب کہ آپ ﷺ حالت احرام میں تھے۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بہت تیز بھاگنے والے اور ماہر تیر انداز تھے۔ جب نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے ایک نیل گائے کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا اور اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے لیکن نبی ﷺ نے اسے واپس کر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ پر یہ بات گراں گزری کہ نبی ﷺ نے ان کا ہدیہ کیوں واپس کر دیا؟ ان کا چہرہ متعیر ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا چہرہ دیکھا تو ان کی دل جوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ان کا تحفہ صرف اس لیے واپس کر دیا ہے کیونکہ وہ حالت احرام میں ہیں اور محرم شخص اس شکار کو نہیں کھا سکتا جو اس کے لیے شکار کیا گیا ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: الصعب بن جثامة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- حُرْمٌ : محرمون بالحج أو العمرة.
- وحشيا : هو الحيوان البري. غير مُرَوَّض

فوائد الحديث:

۱. استحباب قبول الهدية، والأكل منها.
۲. حسن خُلُقِ النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث طَيَّبَ نفس المهدي ببيان العلة وسبب الامتناع.
۳. جواز رد الهدية لعلة.
۴. جواز الحكم بالقرائن عند فقد الدلائل، لقول الصعب: فلما رأى ما في وجهي.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5772)

۱۶۲۴. الحدیث:

۱۶۲۴. حدیث:

عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - مرفوعاً: قال رجل: أي الناس أفضل يا رسول الله؟ قال: «مؤمنٌ مجاهدٌ بنفسه وماله في سبيل الله» قال: ثم من؟ قال: «ثم رجلٌ معتزلاً في شعب من الشَّعَابِ يعبدُ ربَّه». وفي رواية: «يتقي الله، ويدعُ الناسَ مِن شَرِّه».

ابوسعیدمی الخدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ مومن جو اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے"۔ اس نے پوچھا: اس کے بعد کون سا شخص زیادہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں عزلت نشین ہو کر اپنے رب کی عبادت کرنے والا شخص"۔ ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں "جو اللہ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

سئل النبي - صلى الله عليه وسلم - أي الرجال خير؟ فبين أنه الرجل الذي يجاهد في سبيل الله بماله ونفسه، قيل: ثم أي؟ قال: ورجل مؤمن في شعب من الشعاب يعبد الله ويدع الناس من شره. يعني أنه قائم بعبادة الله كاف عن الناس ولا يريد أن ينال الناس منه شر.

نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ شخص جو اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ سے مزید دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں عزلت نشین ہو کر اللہ کی عبادت کرنے والا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دینے والا شخص۔ یعنی جو اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے، لوگوں سے تعرض کرنے سے باز رہتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ ان کے ساتھ کچھ بُرا کرے۔

راوي الحديث: رواه البخاري ومسلم واللفظ له.

التخريج: أبو سعيد الخدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• شَعْبٌ: الطريق في الجبل، وما انفرج بين الجبلين.

فوائد الحديث:

1. استحباب السؤال عما يحتاج إليه الإنسان من أمور الدين.
2. مخالطة الناس عند فسادهم مدعاة لارتكاب الآثام.
3. بيان فضل الجهاد في سبيل الله بالنفس والمال.
4. فضل العزلة عند خوف الفتنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ھ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن

إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (5773)

أَيُّمَا امْرَأَةً مَاتَتْ، وَزَوْجَهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ
الْجَنَّةَ

کوئی بھی عورت جو اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو،
وہ جنت میں داخل ہوگی۔

۱۶۲۵. الحدیث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله
-صلى الله عليه وسلم-: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجَهَا
عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ».

۱۶۲۵. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی
عورت جو اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو، وہ جنت میں
داخل ہوگی۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

المرأة المتزوجة إذا ماتت وزوجها راضٍ عنها لقيامها
بمقوقه أو لمسامحته لها فيما فرطت فيه كان ذلك سببا
لدخول الجنة، والحديث ضعيف ولكن في معناه
حديث: "إذا صلت المرأة خمسها وحصنت فرجها
وأطاعت بعلها دخلت من أي أبواب الجنة شاءت"
رواه ابن حبان وهو صحيح.

اجمالي معنی:

شادی شدہ عورت کا اگر اس حال میں انتقال ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا
کیونکہ وہ اس کے حقوق پورے کرتی تھی یا پھر اس سے جو کچھ کمی کو تاہی ہوئی اسے
اس نے معاف کر دیا ہو تو یہ اس کے دخول جنت کا سبب ہے۔ یہ حدیث ضعیف
ہے تاہم اسی معنی کی ایک اور حدیث ہے کہ: "جب عورت پانچ نمازیں پڑھے،
اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو اس کو اختیار
ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔" اس حدیث کو ابن
حبان نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: أم سلمة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• ماتت وزوجها عنها راضٍ: أي أنها عند موتها كان زوجها راضياً عنها

فوائد الحديث:

۱. إذا ماتت المرأة المسلمة وهي تؤمن بالله وحده لا شريك له وكانت مؤدية حق زوجها دخلت الجنة.

۲. بيان عظم حق الزوج على زوجته.

۳. الحث على سعي المرأة فيما يرضي زوجها وتجنب ما يسخطه لتفوز بالجنة.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د.
مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن،
الرياض، ۱۴۲۶هـ. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳هـ. -
التنوير شرح الجامع الصغير- محمد بن إسماعيل الصنعاني، المحقق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض- الطبعة: الأولى، ۱۴۳۲
هـ- ۲۰۱۱ م. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض- شركة
مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ - ۱۹۷۵ م. - سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني،
تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في
الأمّة/ محمد ناصر الدين، الألباني - دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية/ الطبعة: الأولى، ۱۴۱۲ هـ / ۱۹۹۲

الرقم الموحد: (5809)

بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ

اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے حفاظت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔

۱۶۲۶. الحدیث:

۱۶۲۶. حدیث:

عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه: أن جبريل أتى النبي - صلى الله عليه وسلم - فقال: يَا مُحَمَّدُ، اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ.

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ: اے محمد ﷺ! کیا آپ کو مرض کی شکایت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ. ترجمہ: اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے (حفاظت کے لئے)۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

حدیث ابي سعيد الخدري - رضي الله عنه - أن جبريل أتى النبي - صلى الله عليه وسلم - يسأله اشتكيت - يعني: هل أنت مريض؟ - قال: نعم، فقال: بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ. هذا دعاء من جبريل أشرف الملائكة للنبي - صلى الله عليه وسلم - أشرف الرسل. وقوله: اشتكيت قال: نعم، وفي هذا دليل على أنه لا بأس أن يقول المريض للناس إني مريض إذا سألوه، وأن هذا ليس من باب الشكوى، الشكوى أن تشتكي الخالق للمخلوق تقول: أنا أمرضني الله بكذا وكذا، تشكو الرب للخلق هذا لا يجوز، ولهذا قال يعقوب: "إنما أشكو بئني وحنني إلى الله" يوسف: ۸۶، قوله: "من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك"، من شر كل نفس من النفوس البشرية أو نفوس الجن أو غير ذلك أو عين حاسد أي ما يسمونه الناس بالعين، وذلك أن الحاسد والعياذ بالله - الذي يكره أن ينعم الله على عباده بنعمه، نفسه خبيثة شريرة، وهذه النفس الخبيثة الشريرة قد ينطلق منها ما يصيب المحسود، ولهذا

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے مروی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ کیا آپ کو شکایت ہے یعنی کیا آپ مریض ہیں؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: ہاں میں مریض ہوں۔ اس پر انھوں نے کہا: اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے حفاظت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔ یہ اشرف الملائکہ جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے نبی ﷺ کے لئے دعا ہے جو اشرف الرسل ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کے اس قول میں کہ: "کیا آپ کو مرض کی شکایت ہے؟" اور آپ ﷺ کے جواب میں کہ: "ہاں میں مریض ہوں۔" اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ جب مریض سے پوچھیں تو اس کے اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میں مریض ہوں۔ اور یہ کہ ایسا کہنا شکوہ شکایت میں نہیں آتا۔ شکوہ تو یہ ہوتا ہے کہ آپ انسانوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی اس انداز میں شکایت کریں کہ مجھے اللہ نے فلاں فلاں بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ کا مخلوق کے سامنے رب کی شکایت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لئے یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا "إنما أشكو بئني وحنني إلى الله" کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ (یوسف: ۸۶) جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك"۔ یعنی تمام بشری و جناتی اور دیگر نفوس کے شر سے اور حسد

بھری نظر کے شر سے جسے بعض لوگ صرف نظر کا نام دیتے ہیں کیوں کہ حاسد شخص (العیاذ باللہ) یعنی وہ آدمی جو اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں سے نوازے اس کا نفس خبیث اور شرانگیز ہوتا ہے اور اس خبیث و شر انگیز نفس سے بعض اوقات ایسی شے کا خروج ہوتا ہے جس کا اثر اس شخص تک پہنچتا ہے جس سے حسد کیا جائے۔ اسی لئے کہا کہ: "أو عين حاسد، اللہ یشفیک" یعنی اللہ اسے ٹھیک کرے اور اس کی وجہ سے پیدا شدہ بیماری کو دور کرے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: "بسم اللہ ارقیک"۔ (اس سے پتہ چلتا ہے کہ) انھوں نے دعاء کا آغاز اور اختتام بسم اللہ سے کیا۔

قال: "أو عين حاسد، اللہ یشفیک"، أي: یبرئہ ویزیل سقمہ. قوله: "بسم اللہ ارقیک"، فبدأ بالبسملة في أول الدعاء وفي آخره.

راوی الحدیث: رواه مسلم

التخریج: أبو سعید الخدری - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معانی المفردات:

- أرقیک : من الرقية، وهي العوذة التي يُرقي بها صاحب الآفة.
- يؤذیک : يصيبك بمكروه.

فوائد الحدیث:

۱. جواز الإخبار بالمرض عن بيان واقع الحال من غير تضجر ولا تبرم.
۲. جواز الرقية بأسماء الله تعالى وصفاته.
۳. إثبات أثر الحسد، وأن العين لها فعل قبيح على المعين.
۴. استحباب الرقية بما ورد في الحديث.
۵. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كغيره من البشر، يطرأ عليه ما يطرأ على غيره من المرض.
۶. إذا دعا الإنسان بما جاء في السنة فخير وأحسن؛ لأن كل ما جاء في السنة فإن مراعاته أفضل، وإذا لم يعرف هذا الدعاء دعا بالمناسب، مثل: شفاك الله، عافاك الله، أسأل الله لك الشفاء، أسأل الله لك العافية، وما أشبه ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (5650)

بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةٌ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ
سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا

اللہ کے نام سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا
لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض
شفایاب ہوگا۔

۱۶۲۷. الحدیث:

۱۶۲۷. حدیث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانَ الشَّيْءَ مِنْهُ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- بِأَصْبَعِهِ هَكَذَا - ووضِعَ سَفِيَانُ بْنُ عَيِّنَةَ الرَّاوِي سَابِتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا- وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةٌ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا».

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ جب کسی شخص کے بدن کے کسی حصے میں بیماری لاحق ہوتی یا اس میں کوئی پھوڑا یا زخم وغیرہ ہوتا، تو نبی ﷺ اپنی انگلی سے ایسے کرتے۔ راوی حدیث سفیان بن عیینہ نے عملی طور پر دکھانے کے لیے اپنی انگشت شہادت کو زمین پر رکھا، پھر اسے اٹھایا۔ اور فرماتے: «بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةٌ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا» ترجمہ: اللہ کے نام کے سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا۔

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا مرض إنسان، أو كان به جرح أو شيء يأخذ من ريقه على أصبعه السبابة، ثم يضعها على التراب، فيعلق بها منه شيء، فيمسح به على الموضع الجريح أو العليل، ويقول «بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةٌ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا».

جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا، اسے کوئی زخم لگ جاتا یا کچھ اور ہوتا، تو نبی ﷺ اپنی شہادت کی انگلی پر اپنا کچھ لعاب مبارک لگاتے اور انگلی کو مٹی پر رکھ دیتے۔ یوں اس کے ساتھ کچھ مٹی لگ جاتی۔ پھر آپ ﷺ اسے اس جگہ پھیر دیتے، جہاں زخم یا بیماری ہوتی اور کہتے: «بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةٌ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا» ترجمہ: اللہ کے نام کے سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا۔

راوي الحدیث: متفق علیہ واللفظ لمسلم

التخریج: عائشہ -رضي الله عنها-

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین

معانی المفردات:

- اشتكى : من الشكایة وهي المرض.
- قرحة : ما يخرج بالبدن من بثور وآثار الحرق وغيرها.
- قال بأصبعه : أي: عمل.
- بريقة : أقل من الريق، وهو اللعاب.
- سقيمنا : مريضنا

فوائد الحدیث:

۱. جواز الرقی فی کل الآلام، وأن ذلك كان أمرًا معلومًا بینهم.

٢. استحباب وضع سبائه بالأرض مبتلة بالريق، ووضعها على المريض عند الرقية؛ كما فعل النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٣. جواز الدعاء والتبرك بأسماء الله تعالى وصفاته.
٤. الأخذ بالأسباب في التداوي، وسؤال أهل العلم بذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. محمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6113)

بینا ایوب - علیہ السلام - یغتسل عریاناً، فخر
علیہ جَرَادٌ من ذهب

ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں
گرنے لگیں

۱۶۴۸. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي - صلى الله عليه وسلم -: "بيننا أيوب - عليه السلام - يَغْتَسَلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُوبُ يَحْتَبِي فِي ثَوْبِهِ، فَتَادَاهُ رَبُّهُ - عز وجل -: يا أيوب، أَلَمْ أَكُنْ أَعْنَيْتِكَ عَمَّا تَرَى؟!، قال: بلى وعزتك، ولكن لا غني بي عن بركتك".

۱۶۴۸. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس دوران کی ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ ایوب (علیہ السلام) اسے اپنے کپڑے میں لپ بھر بھر کے سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب عزوجل نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا؟ ایوب (علیہ السلام) نے جواب دیا: کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! لیکن تیری برکت سے میرے لیے بے نیازی کیوں کر ممکن ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان أيوب عليه السلام يغتسل عريانا، فسقط عليه ذهب كثير على هيئة الجراد، فجعل أيوب عليه السلام يأخذه ويرميه في ثوبه، فتاداه ربه عز وجل: أَلَمْ أَكُنْ أَعْنَيْتِكَ عَنْ هَذَا؟ فقال: بلى وعزتك، ولكني لم آخذه شرها وحرصا على الدنيا، إنما لكونه بركة منك.

اجمالي معنی:

(ایک مرتبہ) ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ اچانک ان کے اوپر بہت سا راسونا بشل ٹڈی گرا تو ایوب علیہ السلام اسے پکڑنے اور اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو اللہ عزوجل نے انہیں آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! لیکن میں تو اسے دنیا کی ہوس اور لالچ کے طور پر نہیں لے رہا ہوں، بس یہ تو تیری برکتوں میں سے ہے اسی ناطے لے رہا ہوں۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فخرٌ: سقط.
- جراد من ذهب: قطع ذهب تشبه الجراد، من حيث الشكل والكمية.
- يحتي: يأخذ ذلك ويرميه في ثوبه.
- وعزتك: العزة: المنعة والغلبة.

فوائد الحديث:

۱. جواز الحرص والاستكثار من الحلال في حق من وثق من نفسه بالشكر.
۲. جواز الاغتسال عريانا إذا كان وحده في خلوة، وإن تستر فالستر أولى، وهو مذهب الجمهور.
۳. الحث على التماس ما يزداد الإنسان به بركة وفضلا.

المصادر والمراجع:

الأسماء والصفات، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين البيهقي، تحقيق عبدالله الحاشدي، مكتبة السوادى-جدة، الطبعة الأولى. بهجة شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-

الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، للشيخ عبدالله الغنيمان، مكتبة لينة-دمنهور، الطبعة الأولى، ١٤٠٩هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح-، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5774)

بینما جبریل -علیہ السلام- قاعد عند النبی -
صلی اللہ علیہ وسلم- سمع نقیضاً من فوقہ

جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ
اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی

۱۶۲۹. الحدیث:

۱۶۲۹. حدیث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: (بينما جبريل -عليه السلام- قاعد عند النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع نقيضاً من فوقه، فرفع رأسه، فقال: هذا باب من السماء ففتح اليوم ولم يفتح قط إلا اليوم. فنزل منه ملكٌ، فقال: هذا ملك نزل إلى الأرض لم ينزل قط إلا اليوم. فسلم وقال: أبشر بنورين أُوتيتهما لم يؤتتهما نبي قبلك: فاتحة الكتاب، وخواتيم سورة البقرة، لن تقرأ بحرف منها إلا أُعطيته).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی۔ انھوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بتایا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے، جو آج ہی کھولا گیا ہے۔ یہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ اترتا، تو جبریل نے بتایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے، جو آسمان سے اترتا ہے، یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترتا تھا۔ اس نے سلام عرض کیا اور کہا: مبارک ہو! آپ کو دوائیے نور عطا کیے گئے ہیں، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے؛ ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں۔ ان دونوں میں سے ایک حرف بھی تم پڑھو گے، تو (اس کا ثواب) تمہیں ضرور دیا جائے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قال ابن عباس -رضي الله عنهما-: "بينما جبريل قاعد عند النبي سمع نقيضاً، أي: صوتاً شديداً؛ كصوت نقض خشب البناء عند كسره، "من فوقه" أي: من جهة السماء أو من قبل رأسه، وقيل: صوتاً مثل صوت الباب، "فرفع رأسه، فقال جبريل: هذا باب من السماء"، أي: الدنيا، "فتح اليوم لم يفتح قط إلا اليوم، فنزل منه"، أي: من الباب، "ملك، قال: "أي: جبريل، "هذا ملك نزل إلى الأرض لم ينزل قط إلا اليوم فسلم"، أي: ذلك الملك، "وقال: أبشر بنورين، سماهما نورين؛ لأن كل واحدة منهما نور يسعي بين يدي صاحبهما، أو لأنهما يرشدان إلى الصراط المستقيم بالتأمل فيه والتفكير في معانيه، واختصاص هذين النورين بهذين الأمرين اللذين لم يقعا في غيرهما للدلالة على أفضليتهما واختصاصهما بما لم يوجد في غيرهما، النور الأول سورة الفاتحة والثاني الآيات من آخر سورة البقرة، فإنهما ما قرأهما واحد من هذه الأمة مؤمناً إلا آتاه الله تعالى ما فيهما من

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی۔" "نقیض" یعنی ایسی اونچی آواز، جو لکڑی کو کوئی سامان تیار کرنے کے لیے پھاڑتے وقت پیدا ہو۔ "من فوقہ" یعنی آسمان یا آپ کے سر کی جانب سے۔ ایک قول یہ ہے کہ دروازے کے کھلنے کی آواز کی طرح آواز۔ "تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، چنانچہ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے" یعنی آسمانی دنیا کا۔ "آج ہی کھولا گیا ہے، جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ پھر اس سے یعنی دروازے سے ایک فرشتہ اترتا، تو جبریل نے کہا: یہ ایک فرشتہ ہے، جو آسمان سے اترتا ہے۔ یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترتا تھا۔" دونوں انوار کو ان دو واقعات کے ساتھ، جو پہلے کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے، مربوط کرنے کا مقصد ان کی افضلیت اور ان کی خصوصیات کو اجاگر کرنا ہے۔ "اس نے یعنی فرشتے نے سلام عرض کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو دو نور کی خوش خبری مبارک ہو" ان دونوں سورتوں کو نور سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایسا نور ہے، جو ان پر عمل پیرا لوگوں کی گزرگاہوں کو روشن کرتا ہے یا ان پر تدبر اور ان کے معانی پر غور و خوض کرنے والوں کو صراط مستقیم پر گام زن کر دیتا ہے۔ پہلا نور سورۃ الفاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔ لہذا اس امت کا جو شخص ان کی تلاوت کرے گا،

الطلب، "أوتيتهما"، أي: أعطيتهما، "لم يؤتتهما نبِيّ اللّٰه تعالىٰ اسے ان دونوں میں مانگی کئی ساری چیزیں عطا کرے گا۔" "اوتيتهما" یعنی قبلك".
 "اعطيتهما" یہ دو انوار آپ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔"

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبدالله بن عباس - رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أبشر: البشري الخير السار.
- النقيض: الصوت.
- بنورين: لأن كلاً منهما يكون لصاحبه نوراً يوم القيامة يسعى أمامه لإجلاله وتعظيمه، أو في الدنيا بأن يتأمل في معانيها وهدايتها فيُهدى إلى الصراط المستقيم.

فوائد الحديث:

١. فضل سورة الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.
٢. أن السماء لها أبواب ينزل منها الأمر الإلهي، ولا تفتح إلا بأمر الله -تعالى-.
٣. إثبات صفة العلو للعلي العظيم.
٤. كلام الله بصوت وحرف، على ما يليق بجلاله -سبحانه-.
٥. نتعلم من الحديث أن من أساليب الدعوة إلى الله البشارة بالخير.

المصادر والمراجع:

٦- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٣- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. ٤- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ. ٥- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ. ٦- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢ هـ. ٧- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ.

الرقم الموحد: (5775)

بينما نحن في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء رجل على راحلة له

ایک وقت ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا

۱۶۳۰. الحدیث:

۱۶۳۰. حدیث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: بينما نحن في سفرٍ مع النبيّ -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء رجلٌ على راحلةٍ له، فجعل يصرّف بصره يمينًا وشمالًا، فقال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "من كان معه فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعْذُ بهِ على من لا ظَهَرَ له، ومن كان له فَضْلٌ من زادٍ، فَلْيُعْذُ بهِ على من لا زادَ له"، فذكرَ من أصنافِ المالِ ما ذكرَ حتى رأينا أنه لا حقَّ لأحدٍ مِنَّا في فضلٍ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک وقت ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں نگاہ پھیرنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس ضرورت سے زائد کوئی سواری ہو تو چاہیے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس ضرورت سے زائد توشہ ہو تو چاہیے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔" اس طرح آپ نے مختلف قسم کے مالوں کا ذکر فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی شخص کا زائد ضرورت چیز میں کوئی حق نہیں ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قال أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-: أنهم كانوا في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فجاء رجل على ناقه ينظر يمينًا وشمالًا ليجد شيئًا يدفع به حاجته، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "من كان معه زيادة في المركوب فليصدق به على من ليس معه، ومن كان معه زيادة في الطعام فليصدق به على من ليس معه." يقول الراوي: حتى ظننا أنه لا حق لأحدنا فيما هو زائد عن حاجته.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ اتنے میں ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تاکہ کوئی چیز پائے اور اس کے ذریعہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس ضرورت سے زائد کوئی سواری ہو تو اسے وہ ایسے شخص کو دے دینا چاہیے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس ضرورت سے زائد کھانا ہو تو اسے وہ ایسے شخص کو دے دینا چاہیے جس کے پاس کھانا نہ ہو۔" راوی کا بیان ہے کہ: یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ ہم میں سے کسی کو اس کی ضرورت سے زائد چیز کا کوئی حق نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- راحلة: المركب من الإبل.
- يصرّف: يجول.
- فضل ظهر: مركوب فاضل وزائد عن حاجته.
- زاد: طعام.
- فليصدق به: فليصدق به.

فوائد الحديث:

۱. الحظ على التعاون والتكافل في الأزمات.

٢. الأمر بالمواصاة من الفاضل.

٣. الإمام يرعى رعيته ويرشدها إلى أرشد أمرها

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح صحيح مسلم، للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحنن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5906)

اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن لوگوں کے سینوں سے بہت تیزی سے نکل جانے والا ہے

تعاهدوا هذا القرآن، فوالذي نفس محمد بيده
هو أشد تفلتاً من الإبل في عُقلها

۱۶۳۱. الحدیث:

۱۶۳۱. حدیث:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہوا (اور اسے بڑا کے بھاگ نکلنے والا ہو)۔"

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «تعاهدوا هذا القرآن، فوالذي نفس محمد بيده لهو أشد تفلتاً من الإبل في عُقلها».

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

"تعاهدوا القرآن" کا مطلب ہے قرآن کے پڑھنے کی پابندی کرو اور ہمیشہ اس کی تلاوت کرتے رہو، "فوالذي نفس محمد بيده لهو أشد تفلتاً من الإبل في عُقلها" میں تفلتاً کا معنی ہے نکل جانا (جلدی بھول جانا) "من الإبل في عُقلها" عقلاً عقلاً کی جمع ہے اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کے اگلے پیر کے درمیانی حصے کو باندھ دیا جاتا ہے (تاکہ وہ اٹھ نہ سکے)۔ سینے میں محفوظ قرآن کی تشبیہ بھاگنے والے اس اونٹ سے دی گئی ہے جو مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے انہیں اس عظیم نعمت سے نوازا ہے، لہذا انہیں چاہیے کہ اس کے حفظ کا خیال رکھیں اور اس کی پابندی کریں۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ متعین کر کے روزانہ اس کی تلاوت کرتے رہیں تاکہ اسے بھولیں نہ، لیکن اگر کوئی طبعی طور پر بھول جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر جسے اللہ نے حفظ قرآن کی نعمت سے نوازا اور اس کے بعد اس نے سستی و کاہلی برتی اور قرآن کو بھلا دیا تو اس کے متعلق عقوبت کا خدشہ ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کی بلاناغہ تلاوت کرتے رہیں تاکہ وہ ہمارے سینوں میں باقی رہے، نیز اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں کیوں کہ کسی چیز پر عمل کرنا اس کے یاد رکھنے اور اس کے باقی رہنے کا باعث ہوتا ہے۔

"تعاهدوا القرآن"، أي: حافظوا على قراءته وواظبوا على تلاوته، وقوله: "فوالذي نفس محمد بيده لهو أشد تفلتاً، تخلصاً، وقوله: "من الإبل في عُقلها"، جمع عقلاً، وهو حبل يشد به البعير في وسط الذراع، شبه القرآن في كونه محفوظاً عن ظهر القلب بالإبل النافرة وقد عقل عليها بالحبل، والله تعالى بلطفه منحهم هذه النعمة العظيمة فينبغي له أن يتعاهده بالحفظ والمواظبة عليه، فيجعل له حزباً معيناً يتعاهده كل يوم، حتى لا ينساه، وأما من نسيه بمقتضى الطبيعة فإنه لا يضر، لكن من أهمل وتغافل عنه بعد أن أنعم الله عليه بحفظه فإنه ينجش عليه من العقوبة، فينبغي الحرص على القرآن بتعاهده بالقراءة وتلاوته ليبقى في الصدر، وكذلك أيضاً بالعمل به؛ لأن العمل بالشيء يؤدي إلى حفظه وبقائه.

راوي الحدیث: متفق علیہ.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- تعاهدوا: حافظوا على قراءته.
- تفلتاً: التفلت: التخلص من الشيء فجأة من غير تمكث.
- عُقلها: جمع عقلاً، وهو حبل يشد به البعير في وسط الذراع.

فوائد الحديث:

١. الحث على المواظبة على قراءة القرآن ومذاكرته.
٢. أن حافظ القرآن إن واطب على تلاوته مرة بعد مرة بقي محفوظاً في قلبه، وإلا ذهب عنه ونسيه؛ لأنه أشد ذهاباً من الإبل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5907)

تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس فأحب أن يعرض فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم

سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں

۱۶۳۲. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «تُعْرَضُ الأعمال يوم الإثنين والخميس، فأحبُّ أن يُعْرَضَ عملي وأنا صائم». وفي رواية: «تُفْتَحُ أبواب الجنة يوم الإثنين والخميس، فَيُغْفَرُ لكلِّ عبد لا يُشْرِكُ بالله شيئاً، إلا رجلاً كان بينه وبين أخيه شحناء، فيقال: أنظروا هذين حتى يصطلحا، أنظروا هذين حتى يصطلحا». وفي رواية: «تُعْرَضُ الأعمال في كلِّ اثنين وخميس، فَيَغْفِرُ اللهُ لكلِّ امرئٍ لا يُشْرِكُ بالله شيئاً، إلا امرءاً كانت بينه وبين أخيه شحناء، فيقول: انظرُوا هذين حتى يصطلحا».

۱۶۳۲. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: "سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔" اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی عداوت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ: ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔" اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "ہر سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں بندوں کے) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، تو اللہ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی عداوت و دشمنی ہو، اور اللہ کتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"تعرض الأعمال"، أي: على الله -تعالى-، "يوم الاثنين والخميس فأحب أن يعرض عملي، وأنا صائم"، أي: طلباً لزيادة رفعة الدرجة، وحصول الأجر. واللفظ الآخر: "تفتح أبواب الجنة في كل يوم اثنين وخميس"، حقيقة؛ لأن الجنة مخلوقة، قوله: "فيغفر فيهما لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً"، أي: تغفر ذنوبه الصغائر، وأما الكبائر فلا بد لها من توبة، قوله: "إلا رجل"، أي: إنسان، "كان بينه وبين أخيه"، أي: في الإسلام، "شحناء" أي عداوة وبغضاء "فيقال: انظروا"، يعني: يقول الله للملائكة: أخرجوا وأمهلوا، "هذين"، أي: الرجلين الذي بينهما عداوة، زجراً لهما أو من ذنب الهجران "حتى" ترتفع الشحناء "ويصطلحا"، أي: يتصالحا ويزول عنهما الشحناء، فدل ذلك على أنه يجب على الإنسان أن يبادر بإزالة الشحناء والعداوة

اجمالي معنی:

"اعمال پیش کیے جاتے ہیں" یعنی اللہ کے یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ "سوموار اور جمعرات کو، لہذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔" یعنی بلندی درجات میں کثرت و زیادتی طلب کرنے اجر و ثواب کے حصول کے لیے۔ اس حدیث کے دوسرے الفاظ اس طرح ہیں: "ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں" جنت کا کھلنا حقیقت پر مبنی ہے کیوں کہ جنت مخلوق ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: "ان دونوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا" یعنی بندے کے صغیرہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے، اور رہے کبیرہ گناہ تو اس کے لیے توبہ ضروری ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: "سوائے اس آدمی کے" یعنی اس انسان کے سوا۔ "مگر اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان" یعنی مسلمان بھائی کے درمیان، "شحناء" یعنی عداوت و دشمنی، "چنانچہ کہا جاتا ہے کہ: ان دونوں کو مہلت دے دو" یعنی اللہ فرشتوں سے کہتا ہے ان کے معاملے کو

مؤخر کر کے انہیں مہلت دے دو، ”یہ دونوں“ یعنی یہ دونوں آدمی جن کے درمیان عداوت و دشمنی ہے اور ایسا ان کی سرزنش اور قطع تعلق کے گناہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے، ”یہاں تک کہ ”دشمنی رفع دفع ہو جائے اور ”دونوں آپس میں صلح کر لیں“ یعنی آپس تعلق کو قائم کر لیں کہ جس سے دشمنی ختم ہو جائے، یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ عداوت و دشمنی اور آپسی بغض و نفرت کو جلدی ختم کرنے کی کوشش کرے، بھلے ہی وہ نفرت و عداوت کو ختم کرنے کی درخواست کرنے میں ذلت محسوس کرے۔ لہذا اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اجر و ثواب کی امید رکھے کیوں کہ اس سے متعلق انجام کار قابل ستائش ہے، اور انسان جب کسی عمل سے متعلق خیر و بھلائی اور اجر و ثواب کو جان لیتا ہے تو وہ عمل اس کے لیے آسان ہوتا ہے، ایسے ہی انسان جب کسی کام کے ترک کرنے پر وعید کو جان لیتا ہے تو اس کام کا کرنا اس کے لیے سہل و آسان ہو جاتا ہے۔

والبغضاء بينه وبين إخوانه، حتى وإن رأى في نفسه غضاضة وثقلاً في طلب إزالة الشحنةاء فليصبر وليحتسب؛ لأن العاقبة في ذلك حميدة، والإنسان إذا رأى ما في العمل من الخير والأجر والثواب سهل عليه، وكذلك إذا رأى الوعيد على تركه سهل عليه فعله.

راوی الحدیث: حدیث ابی ہریرۃ الأول رواہ الترمذی. والحديثان الآخران هما حدیث واحد، رواه مسلم، وكرر لفظه: "أنظروا هذين حتى يصطلحا" ثلاثاً.

التخریج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معانی المفردات:

- شحنةاء : عداوة وبغضاء.
- أنظروا : أمهلوا، من الإنظار وهو الإمهال والتأخير.

فوائد الحدیث:

۱. استحباب صوم يوم الاثنين والخميس؛ لأن فيهما تعرض الأعمال.

۲. النهي عن التقاطع لغير سبب يسمح به الشرع.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. إرواء الغليل في تخریج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م. سنن الترمذی، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، ۱۹۹۸م. تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، للمباركفوري، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمنأوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة الأولى، ۱۳۵۶.

الرقم الموحد: (5908)

تعوذوا باللّٰه من جهد البلاء، ودرك الشقاء، وسوء القضاء، وشماتة الأعداء

اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بد بختی کی پستی، برے خاتمے اور شماتتِ اعداء (دشمن کے ہنسنے) سے۔

۱۶۳۳. الحدیث:

۱۶۳۳. حدیث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه- مرفوعاً: «تعوذوا باللّٰه من جهد البلاء، ودرك الشقاء، وسوء القضاء، وشماتة الأعداء». وفي رواية قال سفيان: أشك أني زدت واحدة منها.

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بد بختی کی پستی، برے خاتمے اور شماتتِ اعداء (دشمن کے ہنسنے) سے"۔ ایک روایت میں ہے، سفیان رحمہ اللہ نے کہا: مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے۔ (معلوم نہیں وہ کون سی ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

هذا الحديث من جوامع الكلم؛ لان النبي صلى الله عليه وسلم استعاذ من أربعة أمور، إذا سلم منها العبد سلمت له دنياه وأخراه، وهذا هو الفوز المبين، والفلاح العظيم؛ وجوامع الكلم اختصار المعاني الكثير في كلمات يسيرة. فقد استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم من أربعة أمور، وهي: "من جهد البلاء : أي شدة البلاء والجهد فيه- والعياذ باللّٰه- لأن البلاء إذا اشتد فالإنسان لا يأمن نفسه من التبرم والضجر من أقدار الله تعالى، فيخسر بذلك العبد الدنيا والآخرة." "ودرك الشقاء": أي اللحاق بالشقاء، وهو عام ويدخل فيه شقاء الآخرة دخولا أوليا، لأنه الشقاء الذي لا يعقبه هناء، بخلاف شقاء الدنيا فالأيام دول، يوم لك تسره، ويوم عليك تشقى به. "سوء القضاء": أي ما قدر يقدر ويقع على العبد فيما لا يسره، وهو عام في كل شؤون الدنيا من: مال وولد وصحة وزوجة، وشؤون الآخرة والمعاد. والمراد بالقضاء هنا: المقضي، لأن قضاء الله وحكمه كله خير لقوله صلى الله عليه وسلم: "والشر ليس إليك" "وشماتة الأعداء": فهذا مما يتأثر به الإنسان أن يجد عدوه فرحا بمصابه، وأعداء المسلم في الحقيقة هم الكفار الذين يفرحون ويمرحون بتنازع المسلمين وتقاتلهم وذلتهم، فدخول عدو الدين في هذا الحديث هو دخول أصلي، ويدخل فيه عدو الدنيا أيضا دخولا

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی، اگر انسان ان چار چیزوں سے محفوظ رہا تو وہ دنیا و آخرت میں محفوظ رہے گا اور یہی حقیقی کامیابی ہے اور بڑی نجات ہے۔ جوامع الکلم ایسی باتوں کو کہتے ہیں جو کم لفظوں میں زیادہ معانی سماتے ہوں۔ آپ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی، وہ چار چیزیں درج ذیل ہیں: "من جهد البلاء" یعنی مصیبتوں کی سختی اور مشقت سے۔ اللہ کی پناہ۔ اس لیے کہ جب مصیبت سخت ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کی مضبوط اور محکم تقدیر پر وہ اپنے آپ کو زدکوب سے نہیں بچا سکتا جس کی وجہ سے وہ دنیا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھاتا ہے۔ "ودرك الشقاء" یعنی بد بختی کا لاحق ہونا۔ یہ عام ہے اس میں آخرت کی بد بختی ترجیحی بنیاد پر شامل ہے جس کے بعد سکھ نہیں بخلاف دنیا کی بد بختی کے کہ دن تو ادا دلتے بدلتے رہتے ہیں کہ کبھی کوئی دن آپ کی خوشی کا ہوگا اور دوسرا دن بد بختی کا۔ "وسوء القضاء" یعنی جو مقدر میں ہو وہ ہوگا، جو انسان کو ناخوش حالات میں ڈال دے۔ یہ دنیا کے تمام امور کو عام ہے جیسے مال، اولاد، صحت اور بیوی وغیرہ۔ اسی طرح آخری امور کو بھی شامل ہے۔ یہاں پر قضاء سے مراد حاصل شدہ امر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حکم سب کے سب خیر ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کا قول ہے "والشر ليس إليك"۔ (اور شر سے تیرا کوئی علاقہ نہیں)۔ "وشماتة الأعداء" دشمنوں کی ہنسی۔ یعنی جس سے انسان متاثر ہوتا ہے جیسے دشمن کا تمہیں مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا، مسلمانوں کے دشمن در حقیقت کفار ہیں جو مسلمانوں کے جھگڑوں، آپس کی لڑائیوں اور رسوائیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ لہذا دینی دشمنوں کا اس حدیث میں داخل ہونا حقیقی ہے اور دنیا کے دشمنوں کا داخل ہونا ثانوی ہے۔ تاہم داعی کو بلند ہمت ہونا چاہیے، پہلے دین کے دشمنوں کو دعوت

ثانویا ، ولكن يجب ان تكون همة الداعي عالية فيقصد أعداء الدين أولا ثم أعداءه من المسلمين ، و نسأله أن يصلح ذات بين المسلمين.

دے پھر اہل اسلام میں سے اپنے دشمنوں کو دعوت دے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات درست فرمادے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- جهد البلاء : الحالة الشاقة
- الدرك : الإدراك واللاحق
- الشقاء : الهلاك ، ويطلق على السبب المؤدي إلى الهلاك.
- سوء القضاء : يكون في أمور الدنيا، وفي أمور الآخرة، فهو عام في النفس والمال والأهل والولد والخاتمة والمعاد، والمراد بالقضاء هنا المقضي، لأن حكم الله تعالى كله حسن لا سوء فيه
- شماتة الأعداء : الشماتة: فرح العدو ببليّة تنزل بمن يعاديه.

فوائد الحديث:

١. تعليق الاستعاذة بالله تعالى يشعر بالطمأنينة والأمن لقدرته سبحانه وتعالى على تحقيق العوذ، و صرف المستعاذ منه ، لأنه لا يصح التعوذ إلا بمن قدر على إزالة ما استعيد به منه.
٢. شفقة النبي صلى الله عليه وسلم ورحمته بأمتة حيث أرشدهم إلى هذا الدعاء ، فقال: " تعوذوا .." حرصا على أمتة.
٣. استحباب الاستعاذة من الأشياء المذكورة ، لأن الاستعاذة منها تدفع وقوع المكروه في الحياة الدنيا والآخرة.
٤. الكلام المسجوع لا يكره إذا صدر عن غير قصد ولا تكلف.
٥. فائدة الاستعاذة والدعاء : إظهار العبد حاجته وفاقتة لربه العلي العظيم ، وتضرعه إليه.
٦. تعميم الخطاب في الأمر بقوله صلى الله عليه وسلم : " تعوذوا" يشير إلى أهميته ، بحيث لا يختص بأحد دون أحد.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. - صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ. - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز..

الرقم الموحد: (6040)

ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة المظلوم

تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا۔

۱۶۳۴. الحديث:

۱۶۳۴. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاث دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَات لا شك فيهن: دعوة المظلوم، ودعوة المسافر، ودعوة الوالد على ولده».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں؛ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بچے کے خلاف کی جانے والی دعا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

ثلاث دعوات من ثلاثة أصناف من الداعين لا شك أن الله يستجيب لها: دعوة من مظلوم؛ حتى ولو كان المظلوم كافراً وظليماً، ثم دعا الله، فإن الله يستجيب دعاءه، ودعوة المسافر إذا دعا الله عز وجل حال سفره ودعوة الوالد؛ سواء كان الأب أو الأم؛ وسواء دعا لولده أو عليه.

تین قسم کے دعا کرنے والوں کی تین دعاؤں کی اللہ کی طرف سے قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ ایک مظلوم کی دعا، اگرچہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس پر ظلم کیا گیا اور اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ دوسری مسافر کی دعا جب وہ حالت سفر میں اللہ سے دعا کرتا ہے اور تیسری والدین میں سے کسی کی دعا، چاہے وہ باپ ہو یا ماں اور چاہے وہ اپنے بچے کے حق میں دعا کرے یا اس کے خلاف دعا کرے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لا شك فيهن: أي في استجابتهن من الله عز وجل.

فوائد الحديث:

۱. استحباب إكثار الدعاء في السفر؛ لأنه مظنة الإجابة.
۲. التحذير من الظلم، ودعوة المظلوم مستجابة ولو كان كافراً.
۳. التحذير من عقوق الوالدين، واتقاء دعوة الوالد فإنها لا ترد.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن إعلان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعثنى بها: خليل مأمون شيبا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م. - سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م. -صحيح أبي داود - الأم -محمد ناصر الدين، الألباني -مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م.

الرقم الموحد: (5909)

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک بوڑھا زانی، دوسرا ایسا غریب آدمی جو منکبر ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ کو ہی اپنا سامان تجارت بنا لیا ہو بایں طور کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر خریداری کرے اور اس کی قسم کے ساتھ ہی فروخت کرے۔

ثلاثة لا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، ولا يزيكهم، ولهم عذاب أليم: أَشِيْمَطُ زَانٍ، وعائل مُسْتَكْبِرٍ، ورجل جعل اللهُ بضاعته: لا يشتري إلا بيمينه، ولا يبيع إلا بيمينه

۱۶۳۵. حدیث:

۱۶۳۵. الحدیث:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک بوڑھا زانی، دوسرا ایسا غریب آدمی جو منکبر ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ کو ہی اپنا سامان تجارت بنا لیا ہو بایں طور کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر خریداری کرے اور اس کی قسم کے ساتھ ہی فروخت کرے۔“

عن سلمان الفارسي - رضي الله عنه - أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: «ثلاثة لا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، ولا يزيكهم، ولهم عذاب أليم: أَشِيْمَطُ زَانٍ، وعائل مُسْتَكْبِرٍ، ورجل جعل اللهُ بضاعته: لا يشتري إلا بيمينه، ولا يبيع إلا بيمينه».

صحیح حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ تین قسم کے گنہگار ایسے ہیں جنہیں سخت سزا دی جائے گی کیونکہ ان کے جرائم بہت بھیانک ہوں گے: ایک: تو وہ شخص جو باوجود اپنے بڑھاپے کے زنا کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں گناہ پر ابھارنے والے عنصر (ہارمونس) کمزور پڑ چکے ہوتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے زنا پر صرف معصیت اور گناہ کی چاہت نے آمادہ کیا ہے۔ زنا کسی سے بھی صادر ہو، یہ برا ہی ہوتا ہے تاہم ایسے شخص سے زنا کا ظہور بہت ہی برا ہے۔ دوسرا: وہ شخص جو ہو تو فقیر لیکن پھر بھی لوگوں پر بڑائی جتانے۔ اور تنکبر کا اظہار چاہے کسی سے بھی ہو، یہ برا ہی ہوتا ہے لیکن فقیر شخص کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہوتا جو اسے تنکبر پر آمادہ کرے۔ بلاوجہ اس کا تنکبر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تنکبر اس کی فطرت بن چکا ہے۔ تیسرا: وہ شخص جو اللہ کی قسم کو سامان تجارت بنا لے۔ خرید و فروخت میں کثرت کے ساتھ قسم اٹھائے اور یوں اللہ کے نام کی بے قدری کرے اور اسے مال کمانے کا ذریعہ بنا لے۔

يُخْبِرُ - صلى الله عليه وسلم - عن ثلاثة أصناف من العُصَاة، يُعَاقَبُونَ أَشَدَّ الْعُقُوبَةِ؛ لَشَنَاعَةِ جِرَائِمِهِمْ. أحدهم: مَنْ يَزْتَكِبُ فاحشة الزَّنا مع كِبَرِ سِنِّه؛ لأنَّ داعِيَ المعصية ضعيفٌ في حَقِّه؛ فدَلَّ على أنَّ الحامل له على الزَّنا مَحَبَّةُ المعصية والفُجُور، وإنَّ كان الزَّنا قبيحًا من كلِّ أحد، فهو من هذا أَشَدُّ قُبْحًا. الثاني: فقير يَتَكَبَّرُ على الناس، والكِبَرُ وإنَّ كان قبيحًا من كلِّ أحد، لكنَّ الفقير ليس له من المال ما يَدْعُوهُ إلى الكِبَرِ، فاستكباره مع عدم داعي إليه يَدُلُّ على أنَّ الكِبَرِ طبعه له. الثالث: من يَجْعَلُ الحَلِيفَ بالله بضاعةً له، يُكْتَرُ من استعماله في البيع والشراء، فيَمْتَهِنُ اسم الله، وَيَجْعَلُهُ وسيلةً لاكتساب المال.

راوي الحديث: رواه الطبراني.

التخريج: سلمان الفارسي - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- لا يكلمهم الله : أي: لا يُكَلِّمُهُم يوم القيامة؛ لارتكابهم المعاصي، وهذا وعيد شديد في حقهم؛ لأنه - سبحانه - يُكَلِّمُ أهل الإيمان، والتكليم: هو إسماع القول.
- ولا يزيكهم : أي: لا يُثْنِي عليهم، ولا يُظَهِّرُهُم من دَنَسِ الذنوب بالمغفرة.
- عذاب أليم : مُوجِعٌ؛ لأنهم لما عَظُمَ ذَنبُهُم عَظُمَت عُقُوبَتُهُم.
- أشميط زان : تصغير أشمط وهو الذي في شَعْرِهِ شَمَطٌ؛ أي: شَيْبٌ، وَصُغِّرَ تَحْقِيرًا لَهُ؛ لِأَنَّهُ زَنَى وَدَاعَى الرَّزَا قَدْ ضَعُفَ عِنْدَهُ؛ فَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْمَعْصِيَةَ طَبَعٌ لَهُ وَجِبَلَةٌ.
- وعائل مستكبر : العائل: الفقير ذو العيال، ومستكبر: أي: متكبر على الناس مع أن سبب الكبر غير موجود فيه، وهو الجاه والمال؛ فدلل على أن الكبر طبع له وجبلة، يتكبر مع أنه فقير والكبر: رد الحق واحتقار الناس.
- جعل الله بضاعته : أي: جعل الحليف بالله بضاعة له؛ لكثرة استعماله في البيع والشراء.

فوائد الحديث:

١. التحذير من كثرة استعمال الحلف في البيع والشراء، والحث على توقير اليمين، واحترام أسماء الله - سبحانه -، قال - تعالى -: (ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم).
٢. إثبات الكلام لله - تعالى -، وأنه يُكَلِّمُ مَنْ أطاعه، وَيُكْرِمُهُ بِذَلِكَ.
٣. التحذير من جريمة الرِّزَا لا سيما من كبير السنّ.
٤. التحذير من الكبر لا سيما في حق الفقير.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد للقرعاري، تحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد، طه، مكتبة السوادى، جدة، المملكة العربية السعودية، ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد للفوزان، ط١، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٢هـ. القول المفيد على كتاب التوحيد لابن العثيمين، ط٢، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، محرم، ١٤٢٤هـ. صحيح الجامع الصغير وزياداته للألباني، المكتب الإسلامي. المعجم الكبير للطبراني، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، ط٢، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، ١٤١٥هـ.

الرقم الموحد: (5952)

تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔

ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزيهم ولا ينظر إليهم

۱۶۳۶. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا مفلک۔"

۱۶۳۶. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثة لا يُكلمهم الله يوم القيامة، ولا يُزَكِّيهم، ولا يَنْظُر إليهم، ولهم عذابٌ أليم: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

اللہ تعالیٰ روز قیامت تین قسم کے لوگوں سے نہ تو کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ایک عمر رسیدہ شخص جو زنا کرتا ہے، دوسرا وہ حکمران جو جھوٹا ہوتا ہے اور تیسرا وہ غریب و فقیر جو تکبر کرتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔

المعنى الإجمالي:

ثلاثة أصناف من الناس لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم، ولا يطهرهم من ذنوبهم، ولهم عذاب أليم: رجل كبير طعن في السن يزني، وإمام يكذب، وفقير يستكبر ويحتقر غيره.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يزيهم: لا يطهرهم من الذنوب، ولا يقبل أعمالهم فيمدحهم بها.
- شيخ: من طعن في السن.
- عائل: فقير.

فوائد الحديث:

۱. إثبات صفة الكلام لله تعالى، على الوجه اللائق به سبحانه، لا كما يتأوله بعضهم قائلًا لا يكلمهم لا يظهر الرضى عنهم.
۲. الزنا والكذب والكبر من الذنوب الكبيرة.
۳. إذا وقعت المعصية ممن انتفت عنه دواعيها كانت أكبر وأعظم.
۴. إثبات صفة النظر لله -سبحانه- على ما يليق بجلاله وعظمته.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ۔ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحين وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ۔ شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ۔ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت

الرقم الموحد: (5910)

خذوا ما عليها ودعوها؛ فإنها ملعونة

اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے لو اور اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ لعنت زدہ ہے۔

۱۶۳۷. الحدیث:

۱۶۳۷. حدیث:

عن عمران بن الحصين -رضي الله عنهما-، قال: بينما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بعض أسفارِهِ، وامرأة من الأنصار على ناقته، فضجرت فلعنتها، فسمع ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «خذوا ما عليها ودعوها؛ فإنها ملعونة»، قال عمران: فكأني أراها الآن تمشي في الناس ما يعرض لها أحد.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت اونٹنی پر سوار تھی، تو (چانک) وہ اونٹنی بدکنے لگی تو اس عورت نے اس پر لعنت بھیجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سن کر فرمایا: "اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے لو اور اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ ملعونہ (لعنت زدہ) ہے۔" عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی آدمی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنه- أن: امرأة من الأنصار كانت على بعير لها فتعبت منها وسأمت فقالت: لعنك الله، فسمع ذلك النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمر أن يؤخذ ما عليها من الرحل والمتاع، ثم تصرف، فإنها قد لعنت. قال عمران -رضي الله عنه-: فلقد رأيتها أي الناقة تمشي في الناس لا يتعرض لها أحد؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر أن تصرف.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی تو وہ عورت اس اونٹنی کی وجہ سے تھک گئی اور اکتا گئی۔ چنانچہ اس عورت نے کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سن لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس اونٹنی پر جو کچھ اور سامان ہے اسے لے لیا جائے، پھر اسے چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی آدمی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

راوي الحديث: مسلم

التخريج: عمران بن حصين -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فضجرت: ضاقت وغضبت.
- خذوا ما عليها: أي ما عليها من المتاع.

فوائد الحديث:

۱. الزجر عن اللعن حتى في حق الحيوانات.
۲. الصبر على الحيوان والإحسان إليه.
۳. فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ذلك تعزيراً للمرأة التي لعنت هذه الدابة وهي لا تستحق.

المصادر والمراجع:

7- رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، ط ۱، ۲۰۰۷م. 2- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين: شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين، مؤسسة الرسالة، ط ۱، ۱۹۸۷م. 3- كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيلية، الرياض، ط ۱، ۲۰۰۹م. 4- صحيح مسلم

بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي/بيروت. ٥-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، مؤسسة ابن عثيمين الخيرية، مدار الوطن للنشر، الرياض، ط١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6987)

تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم،
وتصلون عليهم ويصلون عليكم. وشرار
أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم،
وتلعنونهم ويلعنونكم

۱۶۳۸. حدیث:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ”تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔“ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں۔“

۱۶۳۸. الحدیث:

عن عوف بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «خيارُ أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتصلون عليهم ويصلون عليكم. وشرارُ أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم!»، قال: قلنا: يا رسول الله، أفلا نُنابذهم؟ قال: «لا، ما أقاموا فيكم الصلاة. لا، ما أقاموا فيكم الصلاة».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان حکمرانوں میں سے کچھ تو نیک ہوں گے اور کچھ فاسق اور بے دین ہوں گے۔ اس کے باوجود جب تک وہ شعا ر اسلام کی حفاظت کرتے رہیں جس میں نماز سب سے اہم ہے، ان کے خلاف خروج و بغاوت جائز نہیں ہے۔

المعنى الإجمالي:

دلّ هذا الحديث على أنّ من حکام المسلمين من هم أهل صلاح ومنهم من هم أهل فسق وقلة ديانة، ومع ذلك لا يجوز الخروج عليهم ما داموا محافظين على إقامة شعائر الإسلام وأكدها الصلاة.

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عوف بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خيار: أفضل
- أئمتكم: ولاة أمرکم
- الذين تحبونهم: لحسن سيرتهم فيكم ورفقهم بكم.
- ويحبونكم: لامثالکم.
- تصلون عليهم: تدعون لهم.
- تلعنونهم: أي لسوء أعمالهم.
- ويلعنونكم: مجازاة لما فعلتم معهم.
- نناذبهم: نخالفهم بترك الطاعة لهم.

فوائد الحديث:

۱. حث ولاة الأمور على العدل في الرعية لتحقيق الألفة بينهم.

٢. حث الناس على طاعة ولاة الأمر في غير معصية.
٣. وجوب المناصحة بين الحكام والرعية؛ لأنها تجلب المودة والألفة، ويسود الأمن والرخاء.
٤. استحباب الدعاء للحاكم المسلم بالتوفيق والسداد.
٥. تحريم الخروج على ولاة الأمور وإن جاروا، وذلك بإجماع الفقهاء.
٦. فيه دليل على تعظيم الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ.

الرقم الموحد: (6384)

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه

۱۶۳۹. الحدیث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

درجة الحدیث: صحیح

۱۶۳۹. حدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"خیرکم من تعلم القرآن وعلمه"، هذا الخطاب عام للأمة، فخير الناس من جمع بين هذين الوصفين من تعلم القرآن وعَلَّمَ القرآن، تعلمه من غيره وعلمه غيره؛ لأن تعلم القرآن من أشرف العلوم، والتعلم والتعليم يشمل التعلم اللفظي والمعنوي، فمن حفظ القرآن يعني: صار يعلم الناس التلاوة، ويحفظهم إياه فهو داخل في التعليم، وكذلك من تعلم القرآن على هذا الوجه فهو داخل في التعلم، والنوع الثاني: تعليم المعنى يعني: تعليم التفسير أن الإنسان يجلس إلى الناس يعلمهم تفسير كلام الله -عز وجل- كيف يفسر القرآن، فإذا علم الإنسان غيره كيف يفسر القرآن وأعطاه القواعد في ذلك فهذا من تعليم القرآن.

اجمالی معنی:

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے، یہ خطاب امت کے لیے عام ہے، پس لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس میں یہ دونوں صفتیں قرآن سیکھنے اور سکھلانے کی پائی جائیں یعنی اس نے دوسرے سے سیکھا ہو اور پھر اسے دوسرے کو سکھلائے، کیوں کہ قرآن کا سیکھنا سب سے افضل علم ہے، سیکھنا اور سکھلانا یہ قرآن کے لفظی و معنوی دونوں تعلیم کو شامل ہے، پس جو قرآن تحفیظ کروائے یعنی لوگوں کو ناظرہ و حفظ قرآن کی تعلیم دے، تو اس کا شمار سکھانے والوں میں ہوگا، اور اسی طرح اگر کسی نے اسی طریقے پر قرآن سیکھا ہو تو اس کا شمار سیکھنے والوں میں ہوگا، اور دوسری قسم: قرآن کے معنی کی تعلیم ہے یعنی تفسیر کی تعلیم کہ انسان لوگوں کے پاس بیٹھ کر انہیں اللہ عزوجل کے کلام کی تفسیر سکھائے، اور قرآن کی تفسیر کرنے کا طریقہ بتلائے۔ اگر انسان نے دوسرے کو قرآن کی تفسیر کرنے کا طریقہ سکھا دیا اور اسے اس کے قواعد سے روشناس کرا دیا تو اس کا شمار قرآن کو سکھلانے والوں میں ہوگا۔

راوي الحدیث: رواه البخاري.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

فوائد الحدیث:

۱. فضل تعلم القرآن الكريم وتجويده، وفضل تعليمه.
۲. فضل العمل بما فيه من الأحكام والآداب والأخلاق.
۳. ينبغي على العالم بذل العلم بعد تعلمه.
۴. تشریف لمن تعلم شيئاً من القرآن، ورفع منزلته بما تعلم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲ھ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الحن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشريبي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ۱۴، عام ۱۹۸۷ - ۱۴۰۷. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر:

دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. فتح
الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩
الرقم الموحد: (5913)

دخل أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- على امرأة من أحمس يقال لها: زينب، فرآها لا تتكلم

أبو بكر رضي الله عنه قبيلة أحمس کی ایک عورت سے ملے، اس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی

۱۶۴۰. الحديث:

۱۶۴۰. حدیث:

عن قيس بن أبي حازم، قال: دخل أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- على امرأة من أحمس يقال لها: زينب، فرآها لا تتكلم. فقال: ما لها لا تتكلم؟ فقالوا: حَجَّتْ مصمته، فقال لها: تكلمي، فإن هذا لا يحل، هذا من عمل الجاهلية، فتكلمت.

قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے، اس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی۔ دریافت فرمایا: کیا بات ہے، یہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بات کرو؛ اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے۔ چنانچہ اس نے بات کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

دخل أبو بكر -رضي الله عنه- على امرأة من قبيلة أحمس اسمها زينب، فوجدها لا تتكلم، فسألهم: لماذا لا تتكلم، فقالوا: حجت ساكتة، فقال لها: تكلمي، فإن ترك الكلام بالكلية لا يجوز؛ فإنه كان من عبادات الجاهلية ثم حرمه الإسلام، ودخول الرجل على المرأة من غير ريبه ولا خلوة كما فعل الصديق -رضي الله عنه- جائز.

ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے، جس کا نام زینب تھا۔ آپ نے اسے پایا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی، لوگوں سے دریافت فرمایا: یہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بات کرو؛ کیوں کہ مکمل گفتگو نہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ جاہلیت کی عبادتوں میں سے ہے۔ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ عورت کے پاس شک و شبہ اور خلوت و تنہائی کے بغیر مرد کا آنا جائز ہے، جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من عمل : من عبادتهم التي يزعمون أنها تقربهم إلى الله .
- أحمس : قبيلة من قريش، وسموا حمسا لأنهم تحمسوا في دينهم أي : تشددوا.
- مصمته : ساكتة.

فوائد الحديث:

۱. المستحب التكلم بالخير من أمر بمعروف أو نهي عن منكر أو إفشاء السلام أو تعليم الناس، وإلا، فلا.
۲. من حلف ألا يتكلم يستحب له الكلام ولا كفارة عليه.
۳. وجوب مخالفة أعمال الجاهلية وأحوالها.
۴. ليس من شعائر الدين التعبد بالصمت والإمساك عن الكلام فإنه حرام.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱-۱۴۳۰ھ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين،

تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6375)

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو
يوعك فمستته

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔

۱۶۴۱. الحدیث:

۱۶۴۱. حدیث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: دخلتُ على النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يُوعَكُ، فَمَسَسْتُه، فقلتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا، فقال: «أَجَلٌ، إِنِّي أُوَعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ».

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو چھو کر دیکھا اور کہا: "آپ کو تو بہت تیز بخار ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يذكر ابن مسعود -رضي الله عنه- أنه دخل على النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يتألم من شدة المرض، فمد يده فقال له: إنك ليشدد عليك في المرض يا رسول الله، فأخبره أنه يشدد عليه -صلى الله عليه وسلم- في المرض، كما يشدد على الرجلين منا؛ وذلك من أجل أن ينال -صلى الله عليه وسلم- أعلى درجات الصبر.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ﷺ شدید بیماری میں مبتلا تھے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا: یا رسول اللہ! بیماری کے دوران آپ پر بہت سخت تکلیف آتی ہے۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ آپ ﷺ کو بیماری کے دوران اتنی سخت تکلیف ہوتی ہے، جتنی ہم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے اور ایسا اس لیے ہوتا ہے؛ تاکہ آپ ﷺ صبر کے بلند مراتب کو پاسکیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• يوعك: يتألم من الحمى وغيرها.

فوائد الحديث:

۱. جواز إخبار المريض لمن سأله بما يجده من الألم.
۲. الأنبياء ينالهم الوجد، والحكمة فيه زيادة في درجاتهم عند ربهم.
۳. جواز مس المريض لمعرفة حاله.
۴. المرض إذا اشتد عظم الأجر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تظريف رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (6010)

”اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا بڑا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے۔“

دعوه وأريقوا على بوله سجلا من ماء، أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين

۱۶۴۲. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کی طرف بڑھے، تاکہ اسے ڈانٹیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا بڑا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے۔“

۱۶۴۲. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال أعرابي في المسجد، فقام الناس إليه لِيَقْعُوا فِيهِ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «دعوه وأريقوا على بوله سجلاً من ماء، أو ذنوباً من ماء، فإنما بعثتم ميسرين، ولم تبعثوا معسرين».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اسے آواز دینے لگے، تاہم کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے، وہاں ایک ڈول پانی بہا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر واضح کیا کہ وہ آسانی کے داعی ہیں، نہ کہ لوگوں کو تنفر اور ہدایت سے دور کرنے والے۔

المعنى الإجمالي:

قام أعرابي وشرع في البول في المسجد النبوي، فتناولته الناس بألسنتهم لا بأيديهم، أي: صاحوا به، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم: دعوه فلما انتهى من بوله أمرهم أن يصبوا على المكان الذي بال فيه دلواً من ماء، وبين لهم أنهم دعاة للتيسير وليس للتفتير وإبعاد الناس عن الهدى.

راوي الحدیث: متفق علیہ، واللفظ للبخاري

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أعرابي: هو نزيل البادية من العرب.
- ليقعوا فيه: ليلوموه ويعنفوه.
- أريقوا: صبوا.
- سجلا: وهو الدلو المثلثة ماء.
- الذنوب: وهو الدلو الكبير المثلثة ماء كذلك.
- معسرين: مشددين ومنفرين
- مسجد: المسجد شرعاً: كل موضع من الأرض، وخصصه العرف بالمكان المهيأ للصلوات الخمس

فوائد الحدیث:

۱. جهل الأعرابي بأحكام الشريعة.
۲. الاحتراز من النجاسة كان مقررًا في نفوس الصحابة.
۳. تغيير المنكر يجب في حال القدرة عليه ولا يجوز تأخيره.
۴. تغيير المنكر لا بد أن تراعى فيه الحكمة والنظر في العواقب.

٥. ينبغي للداعي أن يقدم المصلحة الراجحة في إنكاره للمنكر.
٦. ينبغي الرفق بالجاهل وأخذه باليسر.
٧. ينبغي تعظيم المساجد وتنزيهها عن الأقدار.
٨. بيان حرص النبي صلى الله عليه وسلم على تعليم الناس الخير وشفقته على أمته.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ١٤٢٢. رياض الصالحين-النووي-تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت- الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أبو العباس أحمد بن محمد القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، ط ٧ عام ١٣٢٣.

الرقم الموحد: (5806)

ذکر رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - الدجال
ذات غداة، فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في
طائفة النخل

ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی
ذلت و حقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں
کے جھنڈ میں ہے۔

۱۶۴۳. الحدیث:

۱۶۴۳. حدیث:

عن النواس بن سمران - رضي الله عنه - قال: ذكر رسول الله - صلي الله عليه وسلم - الدجال ذات غداة، فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل. فلما رحنا إليه، عرف ذلك فينا، فقال: «ما شأنكم؟» قلنا: يا رسول الله، ذكرت الدجال الغداة، فخفضت فيه ورفعت، حتى ظنناه في طائفة النخل. فقال «غير الدجال أخوفني عليكم، إن يخرج وأنا فيكم، فأنا حجيجه دونكم؛ وإن يخرج ولست فيكم، فامرؤ حجيج نفسه، والله خليفتي على كل مسلم. إنه شاب قَطَطٌ عينه طافية، كأني أشبهه بعبد العزى بن قطن، فمن أدركه منكم، فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف؛ إنه خارج حَلَّةً بين الشام والعراق، فَعَاثَ يمينًا وعاث شمالًا، يا عباد الله فاثبتوا» قلنا: يا رسول الله، وما لبثه في الأرض؟ قال: «أربعون يومًا: يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم» قلنا: يا رسول الله، فذلك اليوم الذي كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: «لا، اقدروا له قدره». قلنا: يا رسول الله، وما إسرعه في الأرض؟ قال: «كالغيث استدبرته الريح، فيأتي على القوم، فيدعوهم فيؤمنون به ويستجيبون له، فيأمر السماء فتمطر، والأرض فتنبت، فتروح عليهم سارحتهم أطول ما كانت ذرى. وأسبغه ضروعًا، وأمدّه خواصر، ثم يأتي القوم فيدعوهم، فيردون عليه قوله، فينصرف عنهم، فيصبحون مُّنجِلِينَ ليس بأيديهم شيء من أموالهم، ويمر بالخربة، فيقول لها: أخرجي كنوزك، فتتبعه كنوزها كيغاسيب النحل، ثم يدعو رجلاً ممتلئًا شابًا فيضربه بالسيف، فيقطعه جزلتين رمية الغرض، ثم يدعوه، فيقبل، ويتهلل وجهه يضحك، فبينما هو كذلك إذ بعث الله تعالى المسيح ابن مريم - صلي الله عليه وسلم - فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق

نواس بن سمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ چنانچہ جب ہم (بعد میں) آپ ﷺ کے پاس گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اندر موجود اضطراب کو بھانپ گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صبح آپ نے دجال کے فتنے کا ذکر کیا اور اسے حقیر اور خطرناک کر کے بیان کیا، یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت یہ گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دجال کے علاوہ اور چیزوں سے مجھے تمہاری بابت زیادہ شدید اندیشہ ہے، اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا۔ اور اگر میری زندگی کے بعد نکلا تو ہر آدمی خود اپنے نفس کا دفاع کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے (میری بجائے اللہ نگران ہے)۔ وہ دجال نوجوان اور گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی۔ گویا کہ میں اسے عبد العزیز بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اسے پالے، تو اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر نکلے گا۔ اور پھر دائیں بائیں (ہر طرف) فساد برپا کرے گا، اے اللہ کے بندوں! (اس وقت) ثابت قدم رہنا۔“ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ کتنی مدت زمین پر ٹھہرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چالیس دن: ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن جمعے (یعنی ایک ہفتے) کے برابر، اور اس کے باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، تم اس کا اندازہ کر کر کے پڑھنا۔“ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! زمین میں اس کی تیز رفتاری کس قدر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بارش کی طرح، جس کو ہوا پیچھے کی طرف سے دھکیل رہی ہو۔ وہ لوگوں کے پاس آنے کا اور انہیں دعوت دے گا۔ چنانچہ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ تب وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانے کا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ درخت اگانے لگی۔ شام کو ان کے

جانور اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے، اور تھن کامل طور پر بھرے ہوں گے، اور ان کی کولھیں زیادہ کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کی بات کو رد کر دیں گے۔ پس وہ ان سے واپس لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ اور وہ کسی ویرانے سے گزرے گا تو اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال دے۔ تو اس کے خزانے شہد کی سردار مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر وہ ایک بھر پور جوان کو بلانے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا، جو اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، جیسے نشانے پر تیر مارا جاتا ہے۔ پھر اسے بلانے گا تو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ پس دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ﷺ کو بھیج دے گا۔ چنانچہ وہ (آسمان سے) دمشق کی مشرقی جانب سفیدینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے، اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح چاندی (یعنی پانی) کی بوندیں گریں گی۔ جس کافر کو بھی ان کے سانس کی بھاپ پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ اور ان کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ﷺ کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے ایسے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ لہذا تو میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما۔ اور اللہ تعالیٰ یا جوج اور ماجوج کو بھیجے گا، وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا پورا پانی پی جائے گا۔ اور ان کا آخری گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ان کو بیل کی سری (بھوک کی وجہ سے) تھارے آج کے سو دینا سے بہتر معلوم ہوگی۔ پس اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ سب دفعتاً ایک جان کی طرح مر جائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ لہذا اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا مانگیں

بَيْنَ مَهْرُودَيْنِ، واضعا كفيه على أجنحة ملكين، إذا طأطأ رأسه قطر، وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ، فلا يجل لكافر يجرد ریح نفسه إلا مات، ونفسه ينتهي إلى حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله، ثم يأتي عيسى -صلى الله عليه وسلم- قوما قد عصمهم الله منه، فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة، فبينما هو كذلك إذ أوحى الله تعالى إلى عيسى -صلى الله عليه وسلم-: أي قد أخرجت عبادا لي لا يدان لأحد بقتالهم، فحرز عبادي إلى الطور. ويبعث الله ياجوج ومأجوج وهم من كل حدب ينسلون، فيمر أوائلهم على بحيرة ظبرية فيشربون ما فيها، ويمر آخرهم فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ويحصر نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه حتى يكون رأس الثور لأحدهم خيرا من مئة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الله تعالى، فيرسل الله تعالى عليهم التعف في رقابهم، فيصيحون فرسى كموت نفس واحدة، ثم يهبط نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الأرض، فلا يجدون في الأرض موضع شبر إلا ملأه زهمهم ونتاجهم، فيرغب نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الله تعالى، فيرسل الله تعالى طيرا كأعناق البخت، فتحملهم، فتطرحهم حيث شاء الله، ثم يرسل الله -عز وجل- مطرا لا يكن منه بيت مدر ولا وبر، فيغسل الأرض حتى يتركها كالزلفة، ثم يقال للأرض: أنبتي ثمرتك، وردى بركتك، فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة، ويستظلون بقحفها، ويبارك في الرسل حتى أن اللقحة من الإبل لتكفي الفئام من الناس؛ واللقحة من البقر لتكفي القبيلة من الناس، واللقحة من الغنم لتكفي الفخذ من الناس؛ فبينما هم كذلك إذ بعث الله تعالى ريحا طيبة فتأخذهم تحت آباطهم. فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم؛ ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة».

گے تو اللہ تعالیٰ سختی اونٹوں کی گردنوں کے مثل بڑے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ کو منظور ہوگا، وہاں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی اور ساری زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف و شفاف کر دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اگا اور اپنی برکت واپس لا۔ پس اس وقت ایک گروہ ایک انار سے کھائے گا اور اس کے پھلکے سے سایہ حاصل کرے گا، اور دودھ میں اتنی برکت ڈال دی جائے گی کہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک جماعت کو کافی ہو جائے گی، ایک دودھ والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک دودھ والی بخری لوگوں کے ایک گھرانے کو کافی ہوگی۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان لوگوں کو ان کی بظلوں کے نیچے سے لگے گی، پس وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ (اس کے بعد) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اس زمین پر گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ لہذا انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔“

صحیح حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

دجال کا خروج قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ان غیبی امور میں سے ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی ہوئی خبر کے مطابق ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔ اسی لیے دجال کی مکمل صفت بیان کر دی گئی ہے تاکہ مسلمانوں پر اس کا معاملہ واضح رہے۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ رب العالمین نے اسے بہت سے اختیارات اور خوارق سے نوازا ہے، مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا اور اس کا خاتمہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا۔ پھر اس کے بعد قیامت کی ایک اور نشانی کے طور پر یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا، جو دنیا کو فتنہ و فساد سے بھر دیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور مومنین اللہ رب العالمین سے گریہ و زاری میں لگ جائیں گے یہاں تک کہ اللہ رب العالمین انہیں ان سے نجات دے گا۔ اور ان بڑی بڑی نشانیوں کے بعد قیامت قائم ہوگی، جب کہ اللہ رب العالمین مومنین کی روجوں کو قبض کر لیا ہوگا اور قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی۔

من علامات الساعة الكبرى خروج الدجال، وهو ما ذكر في الحديث فهي من أمور الغيب التي يجب الإيمان والتصديق بها كما أخبر بها نبي الله صلى الله عليه وسلم، فذكرت أوصافه كاملة حتى لا تخفى على المسلم من أمره، وقد أعطاه الله من القدرات العجيبة والخوارق امتحاناً واختباراً للناس، ويمر على الأرض جميعاً إلا مكة والمدينة، ويكون نهاية أمره على نبي الله عيسى عليه الصلاة والسلام، ثم يظهر يأجوج ومأجوج ويملؤون الأرض فساداً، وهم من علامات الساعة أيضاً، ويتضرع نبي الله عيسى والمؤمنون إلى الله تعالى حتى يخلصهم الله منهم، وتقوم الساعة بعد هذه الأحداث والوقائع الكبرى وقد قبض الله تعالى أرواح عباده المؤمنين، وتقوم القيامة على شرار الخلق.

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: النواس بن سمان - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خفض فيه ورفع : حقره وصغره ثم عظمه وفخمه لعظم فتنته.
- حتى ظننا في طائفة النخل : حتى توهمنا أنه على مقربة من نخل المدينة.
- ققط : شديد جعودة الشعر.
- عينه طافية : ذهب نورها أو عينه بارزة وفيها بصيص من نور.
- عبد العزى بن قطن : رجل من بني المصطلق من خزاعة هلك في الجاهلية.
- استدبرته الريح : جاءت بعده فجففته، والمراد بيان سرعة إفساده في الأرض.
- ويستجيون له : يجيبونه ويتبعونه.
- فتروح : ترجع عليهم.
- سارحتهم : بهائمهم.
- وأسبغه ضروعاً : أطوله لكثرة اللبن.
- أمّدّ خواصر : لكثرت امتلائها من الشيع.
- محلين : ينقطع عنهم المطر وتيبس الأرض والكلاً.
- الخربة : الموضع الخراب.
- ممتلئ شباباً : في عنفوان شبابه.
- ققط : نقط الماء منه.
- جمان اللؤلؤ : حبات من الفضة تصنع على هيئة اللؤلؤ الكبار، والمراد ينحدر منه الماء على هيئة اللؤلؤ في صفائه.
- لَدَ : بلدة قريبة من بيت المقدس في فلسطين.
- حدب : غليظ الأرض ومرتفعها.
- ينسلون : يسرعون، والمراد يظهرون من كل مكان.
- طرية : بلدة مطلة على البحيرة، في طرف الجبل، وهي اليوم تحت سيطرة يهود لعنهم الله وطهر البلاد منهم.
- زهمهم : ريحهم المنتنة.
- كموت نفس واحدة : يموتون دفعة واحدة.
- المدر : هو الطين الصلب.
- الوبر : هو الخباء.
- يتهارجون تهارج الحمر : يجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما تفعل الحمير ولا يكثر ثون لذلك.
- النغف : دود يكون في أنوف الإبل والغنم.
- عاث : العيث : أشد الفساد.
- الذرى : جمع ذررة، وهو أعالي الأسنمة.
- اليعاسيب : ذكور النحل.
- جزلتين : قطعتين.
- الغرض : الهدف الذي يرمى إليه بالنشاب.
- الزلقة : المرأة.
- الرسل : اللبن.

فوائد الحديث:

- 1- إثبات ظهور الدجال، وبيان عظم فتنته، وأنها أشد فتنة تمر بالمسلمين
- 2- من صفات الدجال أنه : شديد جعودة الشعر، عينه كالعنب الطافية فهي بارزة ذهب نورها لأنه أعور.
- 3- يخرج الدجال بين العراق والشام.
- 4- يمكن الدجال أربعين يوماً؛ يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه مثل أيام الناس.
- 5- فساد يملأ الأرض بسرعة مذهلة حيث لا يأمن مؤمن من شره، ولا يخلو من فتنته موطن خلا مكة والمدينة فإنه لا يطأها.
- 6- يُعطي من الآيات العجيبة فتنة للعباد مثل سرعته في الأرض، وإنزال المطر، وكنوز الأرض تتبعه كما يتبع النحل أميره.

- ٧- جواز تعظيم شأن الكذاب والدجال لبيان شدة فتنته وتحذير الأمة منه.
- ٨- وجوب تحذير الأمة الإسلامية من الدجاجة، ولذلك فاضت السنة تحذيراً وإخباراً ووصفاً ولم تترك مجالاً لذلك.
- ٩- شفقة رسول الله صلى الله عليه وسلم على أمته وخوفه عليهم من الدجاجة الذين يأتون من بعده.
- ١٠- 10سعة رحمة الله بالمؤمنين حيث زودهم بسلاح يبطل حجج الدجال، ومن ذلك: أ/ بيان صفاته مما يدل على كذبه ودجله. ب/ قدرة المؤمن على قراءة ما كتب على جبينه مما يدل على كفره. ج/ ٢ حفظ فواتح سورة الكهف عاصم من شره، فمن أدركه فليقرأها عليه.
- ١١- 11الحض على الثبات في الفتن وعدم الزيغ.
- ١٢- 12بيان فضل سورة الكهف وأن فواتحها حرز ووقاية من فتنة الدجال.
- ١٣- 13حب الصحابة رضي الله عنهم للعلم.
- ١٤- 14جواز التشبيه للتقريب.
- ١٥- 15إثبات نزول المسيح عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم، والأخبار في ذلك متواترة.
- ١٦- 16بيان أن عيسى صلى الله عليه وسلم هو الذي يقتل الدجال.
- ١٧- 17بيان عظم يأجوج ومأجوج وأن فتنتهم تملأ الأرض وأنهم من علامات الساعة الكبرى.
- ١٨- 18المال عند الشدة والجوع لا يساوي شيئاً لقوله عليه الصلاة والسلام: حتى يكون رأس الثور لأحدهم خير من مائة دينار لأحدكم اليوم.
- ١٩- 19رسول الله صلى الله عليه وسلم أقوى حجة وبيان من الدجال، فلو أنه ظهر في زمنه لكان رسول الله صلى الله عليه وسلم الغالب له لا محالة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر..

الرقم الموحد: (6380)

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو
بالموت وعنده قدح فيه ماء

میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت دیکھا آپ ﷺ کے پاس
ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔

۱۶۴۴. الحديث:

۱۶۴۴. حدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها - قالت: رأيت رسول الله
- صلى الله عليه وسلم - وهو بالموت، عنده قدح فيه
ماء، وهو يدخل يده في القدح، ثم يمسح وجهه بالماء،
ثم يقول: «اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت أو سكرات
الموت».

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت
دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ
ڈال کر اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے «اللهم أعني على غمرات الموت أو
سكرات الموت» کہ اے اللہ! موت کی سختی میں یا سكرات الموت میری مدد فرما۔

صحيح، ولكن الزيادة ضعيفة،

حدیث کا درجہ:

درجة الحديث: وهي الدعاء بـ(اللَّهُمَّ أعني على
غمرات الموت أو سكرات الموت)

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عائشة - رضي الله عنها - قالت: رأيت رسول الله
- صلى الله عليه وسلم - وهو بالموت، عنده قدح فيه
ماء، وهو يدخل يده في القدح، ثم يمسح وجهه بالماء،
ثم يقول: «اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت وسكرات
الموت»، فكان - صلى الله عليه وسلم - يضع يده في
الإناء الذي فيه الماء، ويمسح بذلك وجهه، ويقول:
"اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت" أو قال: "على سكرات
الموت"، أي: أعني عليها حتى أتحمّل وأصبر وأتروّى
ولا يزيغ عقلي، حتى أعني ما أقول، وحتى يختم لي
بشهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله؛ لأن
المقام مقام عظيم، مقام هول وشدة، إذا لم يعنك الله
- عز وجل - ويصبرك فأنت على خطر، ولهذا كان
يقول: "اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت"، وفي رواية
أخرى يقول: "لا إله إلا الله إن للموت سكرات"، رواه
البخاري، وصدق النبي - صلى الله عليه وسلم - إذ
يقول الله تعالى: "وجاءت سكرة الموت بالحق" ق: ۱۹.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت
دیکھا آپ کے پاس پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے کر اپنے
چہرے پر پھیرتے اور فرماتے "اللهم أعني على غمرات الموت" یا فرماتے "على
سكرات الموت"، اے اللہ! موت کی سختی میں یا سكرات الموت میں میری مدد فرما۔
یعنی میری مدد فرماتا کہ میں برداشت کر سکوں، صبر کر سکوں، میں سیر ہوں اور میری
عقل میں کجی نہ آنے کہ جو میں کہوں سوچ سمجھ کر کہوں اور میرا خاتمہ لا الہ الا اللہ وأن
محمداً رسول اللہ پر ہو، اس لیے کہ وہ بہت عظیم مقام ہے، سختی اور شدت والی جگہ
ہے۔ اگر اللہ آپ کی مدد نہ کرے اور آپ کو صبر کی توفیق نہ ملے آپ بہت بڑے
خطرے میں ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے "اللهم أعني على
غمرات الموت"، دوسری روایت میں ہے "لا إله إلا اللہ ان للموت سكرات"، رواہ
البخاری۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا، اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی
ہوتی ہے "وجاءت سكرة الموت بالحق" (ق: ۱۹) کہ "اور موت کی بے ہوشی حق
لے کر آ پہنچی۔"

راوي الحديث: رواه البخاري وزاد الدعاء الترمذي وابن ماجه وأحمد

التخريج: عائشة - رضي الله عنها -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- قدح : إناء يشرب فيه الماء ونحوه.
- غمرات الموت : جمع غمرة، وهو شدته.

• سكرات : جمع سكرة، وهي شدته التي تفقد الوعي.

فوائد الحديث:

١. جواز استخدام الماء لتخفيف حمى الموت.
٢. التوجه إلى الله بالدعاء أن يخفف سكرات الموت على المحتضر.
٣. للموت سكرات وشدة حتى على الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام-، لذا طلبوا تخفيف هذه السكرات.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاکر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ضعيف سنن الترمذي؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٠هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6012)

رجلان من أصحاب - محمد صلى الله عليه وسلم - كلاهما لا يألو عن الخير

محمد صلى الله عليه وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو نیکی میں پیچھے نہیں رہتے ہیں

۱۶۴۵. الحدیث:

۱۶۴۵. حدیث:

عن أبي عطية، قال: دخلت أنا ومسروق على عائشة - رضي الله عنها-، فقَالَ لَهَا مسروقٌ: رجلان من أصحابِ محمدٍ -صلى الله عليه وسلم- كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ؛ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ - يعني: ابن مسعود - فقالت: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَصْنَعُ.

ابو عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں اور مسروق دونوں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروق نے ان سے عرض کیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو نیکی میں پیچھے نہیں رہتے ہیں؛ ان میں سے ایک افطاری میں جلدی کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی جلدی کرتا ہے، اور دوسرا ساتھی افطاری میں تاخیر کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی تاخیر کرتا ہے؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ان میں سے وہ کون ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز مغرب بھی جلدی پڑھتے ہیں؟ ابو عطیہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ وہ عبداللہ - یعنی ابن مسعود - رضی اللہ عنہ ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

سأل أبو عطية ومسروق أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها عن رجلين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أحدهما: يؤخر الفطر ويؤخر صلاة المغرب، والثاني: يعجل الفطر ويعجل صلاة المغرب، أيهما أصوب؟ فقالت عائشة: من هذا أي: الذي يعجل؟ قالوا: ابن مسعود -رضي الله عنه-، فقالت: هكذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يفعل. يعني: يعجل الفطر ويعجل صلاة المغرب، فهذه سنة فعلية منه -صلى الله عليه وسلم- تدل على أن الأفضل تقديم الإفطار.

ابو عطیہ اور مسروق نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں: ان میں سے ایک ساتھی افطاری میں تاخیر کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی تاخیر کرتا ہے اور دوسرا افطاری میں جلدی کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی جلدی کرتا ہے، ان میں سے کس کا عمل زیادہ درست ہے؟ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے وہ کون ہیں جو جلدی کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے، یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم افطاری میں جلدی کرتے تھے اور نماز مغرب بھی جلدی پڑھتے تھے۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سنت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ افطاری میں جلدی کرنا بہتر و افضل ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لا يألو: لا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ.

فوائد الحديث:

١. استحباب تعجيل صلاة المغرب والفقور، إذا تحقق غروب الشمس.
٢. حرص الصحابة على الخير، وتسابقهم في أعمال البر والتقوى.
٣. منقبة لعبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- وتحريه لموافقة السنة.
٤. الخير المعتبر شرعاً هو موافقة السنة.
٥. قد تخفى السنة على آحاد الصحابة -رضي الله عنهم-.
٦. استحباب سؤال أهل العلم عند الاختلاف.
٧. من الآداب توقير الصحابة -رضي الله عنهم- وهذا ظاهر في قول التابعي: كلاهما لا يألو عن الخير.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين لفصيل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6013)

رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي

اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

۱۶۶۶. الحدیث:

۱۶۶۶. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم: «رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث بيان أمر مهم وهو وجوب الصلاة على النبي على النبي - صلى الله عليه وسلم - بحيث دعا عليه الصلاة والسلام على من سمع اسمه الكريم ولم يصل عليه أن يلتصق أنفه بالرغام وهو التراب، كناية على هوانه وحقارته لما ترك الصلاة على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - مع قدرته على ذلك.

اس حدیث میں ایک بہت ہی اہم بات بیان کی گئی ہے۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فرضیت (کا بیان) ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے، جو آپ ﷺ کا باعزت نام سنے اور آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، یہ بددعا کی ہے کہ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ یہ اس کی حقارت و توہین سے کنایہ ہے، کیوں کہ اس نے قدرت رکھنے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے گریز کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رغم أنف: لصق بالتراب، دلالة على الذل والحقارة والامتهان.
- ذكرت عنده: أي سمع ذكر اسمي.

فوائد الحديث:

۱. وجوب الصلاة والسلام على الرسول - صلى الله عليه وسلم - إذا ذكر.
۲. ذم من لم يصل عليه - عليه الصلاة والسلام - إذا ذكر عنده.

المصادر والمراجع:

- شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م - زهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ - إرواء الغليل في تخریج أحادیث منار السبیل، للشیخ الألبانی، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، ۱۹۹۸م. - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط ۱، دار ابن الجوزي، الدمام، (۱۴۱۵ھ). تطريز رياض الصالحين، لفیصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م.

الرقم الموحد: (6014)

۱۶۴۷. الحدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها - أنّ رسولَ الله - صلى الله عليه وسلم - كانَ يقول في ركوعه وسجوده: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ».

۱۶۴۷. حدیث:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" (نہایت ہی پاک، بڑا مقدس ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب) پڑھا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عائشة - رضي الله عنها - قالت كان النبي - صلى الله عليه وسلم - يقول في ركوعه وسجوده: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح"، يعني: أنت سبوح قدوس، وهذه مبالغة في التنزيه، وأنه جل وعلا سبوح قدوس، "رب الملائكة"، وهم جند الله - عز وجل - عالم لا نشاهدهم، "والروح"، هو جبريل وهو أفضل الملائكة، فينبغي للإنسان أن يكثر في ركوعه وسجوده، من قوله: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح". القدوس من أسماء الله الحسنى، وهو مأخوذ من قدس، بمعنى: نزهه وأبعده عن السوء مع الإجلال والتعظيم. والسبوح من أسماء الله الحسنى، أي المسبَّح.

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پڑھا کرتے تھے یعنی اے اللہ تو نہایت ہی پاک، بڑا مقدس ہے۔ یہ پاکی بیان کرنے میں مبالغہ ہے، اور یہ کہ اللہ جل و علا بہت ہی پاکیزہ اور انتہائی مقدس ہے، "فرشتوں کا رب ہے" اور فرشتے اللہ کی ایسی فوج ہیں جن کا ہم مشاہدہ نہیں کرتے اور "روح" سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جو کہ فرشتوں میں سب سے افضل ہیں۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پڑھے۔ "قدوس" اللہ رب العزت کے اچھے ناموں میں سے ایک ہے جو کہ قدس سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: اس نے اللہ رب العالمین کی تعظیم اور بڑائی کے ساتھ اسے ہر طرح کی برائی سے پاک قرار دیا اسی طرح "سبوح" بھی اللہ کے اچھے ناموں میں سے ہے اور اس کا معنی ہے جس کی پاکی بیان کی جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة - رضي الله عنها -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبوح: منزہ من الشريك وكل ما لا يليق بالألوهية والربوبية والصفات.
- قدوس: المطهر من كل ما لا يليق بالخالق.
- الروح: جبريل - عليه السلام -.

فوائد الحديث:

۱. استحباب قول المصلي ذلك في ركوعه وسجوده.
۲. استحباب دعاء الله بصفاته العليا الدالة على كماله وجلاله.
۳. جواز التسبيح في السجود وليس خاصا بالدعاء.
۴. السبوح القدوس من أسماء الله تعالى.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض

الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة، للقحطاني، الناشر: مطبعة سفير، الرياض، توزيع: مؤسسة الجريسي للتوزيع والإعلان، الرياض. صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة، علوي بن عبد القادر السقاف، دار الهجرة، الطبعة الثالثة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (6015)

سيحان وجيحان والفرات والنيل كل من أنهار الجنة

سيحان، جيحان، فرات اور نيل سب جنت کی نہریں ہیں۔

۱۶۴۸. الحديث:

۱۶۴۸. حديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم: « سَيِّحَانٌ وَجَيْحَانٌ وَالْفَرَاتُ وَالنَّيْلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہریں ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

اجمالي معنی:

سيحان وجيحان، والفرات والنيل أربعة أنهار في الدنيا وصفها النبي - صلى الله عليه وسلم - بأنها من أنهار الجنة؛ فقال بعض أهل العلم: إنها من أنهار الجنة حقيقة لكنها لما نزلت إلى الدنيا غلب عليها طابع أنهار الدنيا وصارت من أنهار الدنيا.

اس دنیا کی چار نہریں سیحان، جیحان، فرات اور نیل کو آپ ﷺ نے جنت کی نہریں قرار دیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ حقیقت میں جنت کی نہریں تھیں لیکن جب انہیں دنیا میں اتارا گیا تو ان پر دنیا کی نہروں کی فطرت و طبیعت غالب آگئی اور یہ دنیا کی نہروں میں سے ہو گئیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سيجان وجيحان: نهران ببلاد الأرمن وهما عظيمان جدًا.
- الفرات: نهر يفصل بين الشام والجزيرة.
- النيل: نهر مصر.

فوائد الحديث:

۱. يؤخذ هذا الحديث على ظاهره، وعلى حقيقته، والله أعلم بأسراره في خلقه.

۲. الجنة مخلوقة موجودة.

۳. هذه الأنهار مباركة ميمونة.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج / يحيى بن شرف النووي - دار إحياء التراث العربي - بيروت الطبعة: الثانية، ۱۳۹۲ھ - إكمال المعلم بفوائد مسلم - القاضي عياض بن موسى اليحصبي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر - الطبعة: الأولى، ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸ م.

الرقم الموحد: (8268)

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يدخل الناس الجنة؟ قال: تقوى الله وحسن الخلق، وسئل عن أكثر ما يدخل الناس النار، فقال: الفم والفرج

رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔

۱۶۴۹. الحدیث:

۱۶۴۹. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قال: «تقوى الله وحسن الخلق»، وسئل عن أكثر ما يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فقال: «الفم والفرج».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق"۔ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، جو لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "منہ اور شرم گاہ"۔

درجة الحديث: إسناده حسن

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أكثر الأسباب التي تدخل الجنة هي تقوى الله وحسن الخلق وتقوى الله تكون بالابتعاد عن المحرمات بجميع أنواعها، وحسن الخلق يكون مع الخلق وأقله ترك أذاهم وأعلاه بالإحسان إلى من أساء إليه. وأكثر الأسباب التي تدخل النار هي الفم والفرج لأن الإنسان غالباً ما يقع بسببهما في مخالفة الله سبحانه ومع الناس.

جن اسباب کی بنیاد پر لوگ سب سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے وہ اللہ کا تقویٰ اور اچھے اخلاق ہیں۔ اللہ کا تقویٰ ہر قسم کی حرام اشیا سے اجتناب کر کے ظہور میں آتا ہے اور حسن خلق مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے عمل میں آتا ہے۔ کم ترین حسن خلق یہ ہے کہ مخلوق کو تکلیف نہ دی جائے اور اعلیٰ ترین یہ ہے کہ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ جن اسباب کی بنیاد پر سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے، وہ منہ اور شرم گاہ ہیں؛ کیوں کہ انسان عموماً انہی کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور لوگوں کی مخالفت کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• الفم والفرج: المعاصي التي تكون بالفم كالكذب والنطق بالزور وأكل الحرام، والتي تكون بالفرج كالزنى واللواط والوطء في الدبر.

فوائد الحديث:

۱. الحظ على تقوى الله وحسن الخلق.

۲. التحذير من اللسان وما يخرج منه لأنها تكذب الناس في النار يوم القيامة

۳. التحذير من الزنا وأنه فاحشة سيئها سوء العاقبة في الدنيا والآخرة

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل. تأليف: أبو عبدالله أحمد بن حنبل الشيباني. تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد وآخرون. الناشر: دار الرسالة. ط ۱ عام ۱۴۲۱. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م. سنن ابن ماجه، تأليف: أبو عبدالله محمد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف: أبو

عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، ط ١ عام ١٤١٥ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار
ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، ط ١ عام ١٤٢٢
الرقم الموحد: (5812)

شهدت مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم -
يوم حنين، فلزمت أنا وأبو سفيان بن الحارث بن
عبد المطلب رسول الله - صلى الله عليه وسلم -
فلم نفارقه، ورسول الله - صلى الله عليه وسلم -
على بغلة له بيضاء

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔۔ میں اور ابو سفیان
بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ
سے جدا نہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفید خچر پر سوار تھے۔

۱۶۵۰. الحدیث:

۱۶۵۰. حدیث:

عن أبي الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه- قال: شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم حنين، فلزمت أنا وأبو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلم نفارقه، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- على بغلة له بيضاء، فلما التقى المسلمون والمشركون ولّى المسلمون مدبرين، فظفّق رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يركض بغلته قبل الكفار، وأنا أخذ بلبجام بغلة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أكفها إرادة أن لا تسرع، وأبو سفيان أخذ بركاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أي عباس، ناد أصحاب السمرّة». قال العباس - وكان رجلاً صميّاً - فقلت بأعلى صوتي: أين أصحاب السمرّة، فوالله لكان عظفتهم حين سمعوا صوتي عطفة البقر على أولادها، فقالوا: يا لبيك يا لبيك، فاقتلوا هم والكفار، والدعوة في الأنصار يقولون: يا معشر الأنصار، يا معشر الأنصار، ثم قصرت الدعوة على بني الحارث بن الخزرج، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو على بغلته كالمطاول عليها إلى قتالهم، فقال: «هذا حين حبي الوطيس»، ثم أخذ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حصيات فرمى بهن وجوه الكفار، ثم قال: «أنهزموا وربّ محمّد»، فذهبت أنظر فإذا القتال على هيئته فيما أرى، فوالله ما هو إلا أن رماهم بحصياته، فما زلت أرى حدّهم كليلًا وأمرهم مُدبرًا.

ابو الفضل عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکین کی آپس میں مدبھیڑ ہوئی تو مسلمان پٹھ پھیر کر بھاگ اٹھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑ لگایا اور کفار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور اس خیال سے اسے روک رہا تھا کہ کہیں وہ تیز نہ ہو جائے جب کہ ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھام رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: "اے عباس! اصحاب سمرہ کو پکارو"۔ عباس رضی اللہ عنہ جو ایک بلند آواز آدمی تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی آواز کو پوری طرح بلند کر کے پکارا: "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟"۔ اللہ کی قسم! انہوں نے جب میری آواز سنی تو اس طرح پلٹے جیسے گائے اپنے بچوں پر پلٹ کر آتی ہے اور ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں کہتے ہوئے کفار سے بھڑ گئے۔ انصار میں اے انصار! اے انصار! کی پکار لگ رہی تھی۔ بعد ازاں یہ پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر تشریف فرما تھے اور وہیں سے آپ ﷺ نے اوپر ہو کر ان کی لڑائی کو دیکھا اور فرمایا: "اب میدان جنگ پوری طرح گرم ہے"۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ کنکریاں لیں اور انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا اور فرمایا: "محمد کے رب کی قسم! یہ کافر شکست کھا چکے ہیں"۔ میں برابر لڑائی دیکھ رہا تھا اور مجھے وہ جوں کی توں نظر آرہی تھی لیکن اللہ کی قسم! جو نبی آپ ﷺ نے ان کو اپنی وہ کنکریاں ماریں تب سے ان کی شدت میں مسلسل کمی واقع ہونا شروع ہو گئی اور وہ پسپا ہوتے چلے گئے۔

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه- قال: شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- غزوة حنين، فلما التقى المسلمون والكفار ووقع القتال الشديد فيما بينهم ولي بعض المسلمين من المشركين مدبرين، فشرع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يحرك بغلته برجله جهة الكفار، وأنا أخذ بلجام بغلة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمنعها لئلا تسرع إلى جانب العدو، وأبو سفيان ماسك بركاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا عباس، ناد أصحاب السمرة وهي الشجرة التي بايعوا تحتها يوم الحديبية، في السنة السادسة، وكان العباس رجلاً قوي الصوت -فناديت بأعلى صوتي: يا أصحاب السمرة؟- أي: لا تنسوا بيعتكم الواقعة تحت الشجرة وما يترتب عليها من الثمرة -فقال: والله حينما سمعوا صوتي أنادي عليهم أتوا مسرعين كما تُسرع قطيع البقر إذا غابت أولادها، فقالوا بأجمعهم أو واحد بعد واحد: يا لبيك يا لبيك، فاقتتل المسلمون والكفار، والنداء في حق الأنصار: يا معشر الأنصار يا معشر الأنصار. ثم اقتضت الدعوة وانحصرت على بني الحارث بن الخزرج فنودي: يا بني الحارث، وهم قبيلة كبيرة، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو على بغلته، وكان عنقه اشترأبت مرتفعة إلى قتال هؤلاء الكافرين، فقال: هذا الزمان زمان اشتداد الحرب، ثم أخذ حصيات فرمى بهن وجوه الكفار، ثم قال -صلى الله عليه وسلم- تفاؤلاً أو إخباراً: انهزموا ورب محمد. فذهبت أنظر فإذا القتال على هيئته فيما أرى، فوالله ما هو إلا أن رماهم بحصياته، فما زلت أرى بأسهم ضعيفاً، وحالهم ذليلاً.

اجمالي معنی:

ابو الفضل عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوة حنین میں شریک تھا۔ جب مسلمانوں اور کفار کی آپس میں مدبھیڑ ہوئی اور گھسان کارن پڑا تو کچھ مسلمان مشرکین کو پیٹھ دے کر بھاگ اٹھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑ لگا کر اسے کفار کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی اور اسے دشمن کی جانب بڑھنے سے روک رہا تھا جب کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھام رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عباس! اصحابِ سمرة کو پکارو"۔ سمرة (بہول) وہ درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام نے ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے دن بیعت کی تھی۔ عباس رضی اللہ عنہ ایک قوی آواز شخص تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آواز کو پوری طرح بلند کر کے پکارا: اے اصحابِ سمرة؟ یعنی درخت تلے ہونے والی اپنی اس بیعت اور اس کے تقاضے کو فراموش مت کرو۔ اللہ کی قسم! جب انہوں نے میری آواز کو سنا کہ میں انہیں پکار رہا ہوں تو وہ اس سرعت سے آئے جیسے گائیوں کے ریوڑ سے جب ان کے بچے اوجھل ہو جائیں تو وہ تیزی سے آتی ہیں۔ وہ بیک زبان یا فردا فردا کہہ رہے تھے: "اے قوم! ہم حاضر ہیں، اے قوم! ہم حاضر ہیں"۔ مسلمانوں اور کفار کے مابین لڑائی شروع ہو گئی۔ انصاریوں کے لیے یہ پکار لگ رہی تھی: اے انصاریو! اے انصاریو! پھر یہ پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو کر رہ گئی اور "اے بنو حارث! کی پکار لگ رہی تھی۔ بنو حارث ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور اسی حالت میں آپ ﷺ نے گویا اپنی گردن بلند کرتے ہوئے ان کفار کے ساتھ لڑائی کو دیکھا اور فرمایا: "اس وقت لڑائی خوب گرم ہے"۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کنکریاں اٹھا کر انہیں ان کافروں کے چہروں پر مارا اور بطور اچھے شوگون یا خبر دینے کی غرض سے فرمایا "محمد کے رب کی قسم! یہ کفار شکست کھا چکے ہیں"۔ میں دیکھنے گیا تو مجھے لڑائی اپنی حالت پر قائم نظر آئی۔ اللہ کی قسم! جب سے آپ ﷺ نے ان کو اپنی وہ کنکریاں ماریں، تب سے ان کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا اور ان کی حالت مسلسل ابتر ہونے لگی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• يركض بغلته: يضربها برجله الشريفة لتسرع.

- الوطيس : التنور، ومعناه: اشتدت الحرب.
- حدهم : بأسهم.
- قِبَل : جهة.
- أَكْفُهَا : أمنعها.
- أصحاب السمرة : أصحاب بيعة الرضوان وكانت عند شجر من شجر السمرة.
- رجل صيت : قوي الصوت عاليه.
- عطفتم : إقبالهم ورجوعهم.
- عطفة البقر : تشبيه سرعة رجوعهم واجتماعهم على النبي بإقبال البقر على أولادها.
- كليلاً : ضعيفاً.
- المتناول : الذي يتمدد قائماً لينظر إلى الحرب، أو يمد عنقه ليراه أو يطلع إليه.
- يوم حنين : حنين واد بين الطائف ومكة المكرمة، وفيه وقعت غزوة حنين في شوال ٨ هـ.
- يا معشر : المعشر الجماعة من الرجال.
- والدعوة في الأنصار : الاستعانة والمناداة لهم.

فوائد الحديث:

١. الدلالة على شجاعة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وإقدامه في الحروب.
٢. بيان سرعة رجوع المسلمين إلى الحق عند تذكيرهم به.
٣. المسلمون لم ينهزموا بعيداً؛ لأن رجوعهم كان سريعاً.
٤. معجزة لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، إذ ليس في القوة البشرية إيصال حصيات إلى أعينهم جميعاً ولا يسع كفه الشريف حصى بعددهم.
٥. القوة الحقيقية ليست في العدد والعُدَد، وإنما في الإيمان بالله -تعالى- وشدة التوكل عليه.
٦. بيان فضل ومكانة الأنصار -رضي الله عنهم-.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. زهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيض بن عبد العزيز آل مبارك. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8267)

عن مُحِبَّةِ الباهلية، عن أبيها أو عمها: أنه أتى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَا تَعْرِفَنِي؟ قَالَ: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ!» قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مِنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بَلِيلٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!» ثُمَّ قَالَ: «صُمَّ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ» قَالَ: زِدْنِي، فَإِنَّ بِي قُوَّةٌ، قَالَ: «صُمَّ يَوْمَيْنِ» قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ، صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ، صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ» وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَصَمَّهَا، ثُمَّ أَرْسَلَهَا.

هذا الصحابي الباهلي - رضي الله عنه - قد أكثر من الصوم حتى تغيرت هيئته وضعفت قوته، وجاء إلى النبي - صلى الله عليه وسلم - فقال له: هل تعرفني؟ قال: "من أنت؟"، قال: أنا الباهلي الذي أتيتك العام الماضي، فأخبره بما كان يصنع، وأنه لم يترك الصوم منذ فارقه ولم يأكل من الطعام إلا الشيء اليسير، فقال له النبي - صلى الله عليه وسلم -: "عذبت نفسك"، ثم أمره أن يصوم شهر رمضان وأن يصوم يوماً من كل شهر أو ثلاثة أيام منه، وإن قوي صام من الأشهر الحرم لعظم الأجر فيها، ويترك منها أياماً، والحدیث ضعیف لا حجة فيه.

مجیبہ بالہیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر واپس ہو گئے اور ایک سال بعد دوبارہ آئے۔ اس مدت میں ان کی حالت و ہیئت بدل گئی تھی۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کون ہو؟" جواب دیا: میں باہلی ہوں، جو پچھلے سال بھی حاضر ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "تمہاری یہ حالت کیسے ہو گئی؟ تم تو بہتر شکل و صورت کے مالک تھے؟" جواب دیا: جب سے آپ کے پاس سے رخصت ہوا ہوں، رات کے علاوہ کھایا ہی نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے تو اپنی جان کو عذاب میں مبتلا رکھا!" پھر فرمایا: "صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اور ہر مہینہ ایک روزہ رکھو" انھوں نے کہا: کچھ بڑھا دیجیے، کیوں کہ میرے اندر طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو دن روزہ رکھو"۔ انھوں نے کہا: کچھ اور بڑھا دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین روزے رکھا کرو"۔ انھوں نے کہا: کچھ اور بڑھا دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا؛ پہلے بند کیا پھر چھوڑ دیا۔

بکثرت روزے رکھنے کی وجہ سے ایک باہلی صحابی کی حالت ابتر ہو چکی تھی اور ان کے قومی کمزور ہو گئے تھے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے؟ آپ نے جواب میں کہا: "تم کون ہو؟"۔ انھوں نے کہا کہ میں وہی باہلی ہوں، جو آپ کی خدمت میں گزشتہ برس حاضر ہوا تھا۔ پھر انھوں نے آپ کو اپنے دینی مشاغل سے واقف کرواتے ہوئے کہا کہ آپ سے رخصت ہونے کے بعد سے انھوں نے کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑا اور بہت ہی معمولی غذا لیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم نے تو خود اپنی جان کو عذاب میں ڈالا ہے"۔ پھر انھیں حکم دیا کہ ماہ رمضان المبارک کے مکمل روزے اور ہر مہینے میں صرف ایک یا تین دن کے روزے رکھیں اور اگر اس سے زائد کی طاقت ہو تو حرمت والے مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) میں روزے رکھا کریں؛ کیوں کہ ان میں

عظیم اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے اور ان مہینوں میں کچھ دن روزہ چھوڑ بھی دیا کریں۔
خیال رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جس سے دلیل نہیں لی جاسکتی۔

راوی الحدیث: رواہ أبو داود واللفظ له، وابن ماجہ وأحمد.

التخریج: أبو مجيبة الباهلي - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحرم: هي الأشهر الحرم، وهي: رجب وذو القعدة وذو الحجة والمحرم.
- قال بأصابعه الثلاث: أشار بها.
- فضمها ثم أرسلها: أي قبض أصابعه الثلاثة ثم بسطها.

فوائد الحدیث:

۱. مشروعية صيام الأيام الحرم.
۲. صوم النفل مندوب إليه؛ لأنها طاعة يحبها الله ورسوله.
۳. يحرم صوم الدهر لما فيه من الضرر وتفويت القيام بالواجبات والمستحبات الأخرى.
۴. ليس من الشرع أن يكلف الإنسان نفسه ما لا تطيقه، وأن يعذب نفسه.

المصادر والمراجع:

- سنن أبي داود. للإمام أبي داود تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد _ الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط ۱، دار ابن الجوزي، الدمام، (۱۴۱۵هـ). - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰هـ، ۲۰۰۹م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶هـ. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۸هـ - ۲۰۰۷م - ضعيف أبي داود - الأم -، للشيخ الألباني. الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت. الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳هـ - ۲۰۰۲م - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷هـ.

الرقم الموحد: (6016)

صوم ثلاثة أيام من كل شهر صوم الدهر كله

ہر مہینے کے تین دن کا روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔

۱۶۵۲. الحدیث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ».

۱۶۵۲. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر مہینے کے تین دن کا روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابي الجليل عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قد أخذ بالعزيمة في الصوم وأراد أن يستمر عليها، فأرشدته النبي عليه الصلاة والسلام أن يصوم من كل شهر ثلاثة أيام؛ لأنه يعدل صيام سنة كاملة في الأجر، وذلك لأن الحسنة بعشرة أمثالها، فتكون ثلاثين يوماً، فإذا صام من كل شهر ثلاثة أيام فكأنه صام الدهر كله.

اجمالي معنی:

صحابی رسول عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مسلسل روزے رکھنے کا پختہ عزم کر لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ ہمیشہ اس عزم پر قائم رہیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ ہر ماہ کے تین دن روزے رکھیں؛ کیوں کہ یہ تین روزے، اجر و ثواب کے اعتبار سے سال بھر روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ یہ اس طرح کہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے اور اس طرح تین دن، تیس کے برابر ہوتے، چنانچہ اگر ہر ماہ کے تین دن روزہ رکھ لے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لیے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• الدهر: السنة.

فوائد الحديث:

۱. استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.

۲. صيام ثلاثة أيام من كل شهر كصيام الدهر كله، وذلك بمضاعفة الحسنات، فالحسنة بعشر أمثالها.

۳. من أساليب الدعوة إلى الله الترغيب في العمل وذكر ثوابه وثواب المواظبة عليه.

المصادر والمراجع:

- شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹م. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط ۱، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (۱۴۲۲ھ).

الرقم الموحد: (6017)

صيغة سيد الاستغفار

سب سے اہم اور افضل استغفاریہ ہے کہ بندہ کہے: **اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أُوْبُوْكَ بِغَيْرِ عِلْمٍ عَلِيٍّ، وَأُوْبُوْكَ بِذَنْبِي، فَأَغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ**۔ ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنی ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے معاف فرما؛ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔“

۱۶۵۳۔ الحدیث:

۱۶۵۳۔ حدیث:

شدا بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے اہم اور افضل استغفاریہ ہے کہ بندہ کہے: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أُوْبُوْكَ بِغَيْرِ عِلْمٍ عَلِيٍّ وَأُوْبُوْكَ بِذَنْبِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“۔ ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے معاف فرما۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔“

عن شداد بن أوس -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: سيد الاستغفار أن يقول العبد: "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أُوْبُوْكَ لِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلِيٍّ وَأُوْبُوْكَ لِكَ بِذَنْبِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ".

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اس دعا کے الفاظ استغفار کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ کے سردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ بندہ کہے: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أُوْبُوْكَ بِغَيْرِ عِلْمٍ عَلِيٍّ وَأُوْبُوْكَ بِذَنْبِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“ (اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمانہ پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن ألفاظ هذا الدعاء كأنها ربيعة ألفاظ الاستغفار، وهي أن يقول العبد: "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أُوْبُوْكَ لِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلِيٍّ وَأُوْبُوْكَ لِكَ بِذَنْبِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ" فيقر العبد لله بالتوحيد أولاً، وأنه على ما عاهد الله - سبحانه- عليه من الإيمان به والطاعة له، بحسب استطاعته، لا بحسب ما ينبغي لله -تعالى- ويستحقه عليه، لأن العبد مهما قام به من العبادة لا يقدر أن

معاف فرما۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔) بندہ پہلے اللہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے، پھر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے جس ایمان اور اطاعت کا وعدہ کیا تھا، اس پر کما حقہ نہ سہی، اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہے؛ کیوں کہ بندہ جتنی بھی عبادت کر لے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی کما حقہ بجا آوری اور اس کی نعمتوں کے شکر سے عمدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ پھر بندہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑتا ہے، کیوں کہ بندے کے کیے ہوئے شرور سے وہی پناہ دینے والا ہے۔ پھر بندہ اللہ تعالیٰ کے بے بہا انعامات کا اقرار کرتا ہے، جو اس نے اس پر کیے ہیں۔ پھر اس کی نافرمانیوں اور معصیتوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کے گناہوں کو بخش دے؛ محض اپنے فضل و کرم سے اسے گناہوں سے بچائے۔ کیوں کہ اس کی ذات کے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

يأتي بجميع ما أمره الله به ولا القيام بما يجب من شكر النعم، ثم يلتجئ إليه، ويعتصم به، فإنه المستعاذ به من الشر الذي صنعه العبد، ثم يقر العبد ويعترف له طوعاً بنعمته عليه، ويرجع على نفسه بالإقرار والاعتراف بإثمه ومعصيته، ثم يدعو الله أن يغفر له بأن يستر من الذنوب ويقيه آثامها بعفوه وفضله ورحمته، فإنه لا يغفر الذنوب إلا هو -عز وجل-

راوی الحدیث: رواه البخاري.
التخریج: شداد بن أوس -رضي الله عنه-
مصدر متن الحدیث: بلوغ المرام.
معانی المفردات:

- سید : السید هو الرئيس.
- الاستغفار : الاستغفار: هو طلب مغفرة الذنوب بسترها في الدنيا والتجاوز عنها في الآخرة.
- أبوء لك بنعمتك : باء بَبُوءُ أي رَجَع وانقطع، والمعنى: أَعترف لك طوعاً بنعمتك علي.
- أبوء بذنبي : أي أرجع على نفسي بالإقرار والاعتراف بإثمي ومعصيتي.

فوائد الحدیث:

۱. فضيلة الاستغفار عموماً، وهذه الصيغة خصوصاً.
۲. أن صيغ الاستغفار تختلف وبعضها أفضل من بعض.
۳. الإقرار بربوبية الله -تعالى-.
۴. الإقرار لله -تعالى- بالألوهية والعبودية.
۵. أن الدعاء بـ(اللَّهُمَّ) أفضل من الدعاء بـ(ياالله).
۶. تجديد العبد لما عاهد الله -سبحانه- عليه، وأنه على عهده الذي عاهد الله -سبحانه- عليه.
۷. أن العبد ملتزم بأن يكون على عهد الله -سبحانه- ما استطاع.
۸. أن الإنسان يعتصم بالله -سبحانه- من شر المعاصي التي فعلها العبد.
۹. اعتراف العبد لله بالنعم شكراً، واعترافه له بالذنب توبةً وندماً.
۱۰. أنه ينبغي للعبد أن يحرص على دعاء الله بهذا الدعاء لأنه سيد الاستغفار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5503)

ضع يدك على الذي يألم من جسدك

١٦٥٤. الحديث:

عن أبي عبد الله عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه-: أنه شكَا إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وجَعاً، يَجده في جسده، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ضع يدك على الذي يألم من جسدك وقُل: بسم الله ثلاثاً، وقُل سبع مرات: أعوذُ بعزة الله وقُدْرته من شرِّ ما أجد وأُحاذر».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

حديث عثمان بن أبي العاص أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سأله عثمان أنه يشكو من مرض في جسده، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقول هذا الدعاء: "بسم الله ثلاثاً، ويضع يده على موضع الألم، ثم يقول: أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر"، يقولها سبع مرات، فهذا من أسباب الشفاء أيضاً، فينبغي للإنسان إذا أحس بالألم أن يضع يده على موضع هذا الألم، ويقول: بسم الله ثلاثاً أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر، يقولها سبع مرات، إذا قالها موقناً بذلك مؤمناً به، وأنه سوف يستفيد من هذا، فإنه يسكن الألم بإذن الله عز وجل، وهذا أبلغ من الدواء الحسي كالأقراص والشراب والحقن؛ لأنك تستعيد بمن بيده ملكوت السماوات والأرض الذي أنزل هذا المرض هو الذي يجيرك منه. وأمره بوضع اليد على موضع الألم إنما هو أمر على جهة التعليم والإرشاد إلى ما ينفع من وضع يد الراقي على المريض ومسحه بها، ولا ينبغي للراقي العدول عنه للمسح بحديد وملح ولا بغيره، فإنه لم يفعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا أصحابه.

راوي الحديث: صحيح ولفظة: "بعزة" غير موجودة في مسلم، وقد رواها مالك.

التخريج: عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو۔

١٦٥٤. حدیث:

ابو عبد اللہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو وہ اپنے جسم میں محسوس کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں درد ہو رہا ہے اور تین دفعہ "بِسْمِ اللّٰهِ" کہو اور سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) پڑھو۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مرض کی شکایت کی جو ان کے جسم میں موجود تھا نبی ﷺ نے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ تین دفعہ "بِسْمِ اللّٰهِ" کہو اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" پڑھو۔ یہ ان اسباب میں سے ہے جن سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ پس جب انسان درد محسوس کرے تو اسے چاہیے اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھے اور تین دفعہ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" پڑھے۔ اگر انسان یقین اور ایمان کے ساتھ اسے پڑھے تو عنقریب اس سے مستفید ہوگا اور اللہ کے حکم سے درد ختم ہو جائے گا۔ یہ ظاہری دوا جیسے گولیاں، سیرپ اور حجامہ سے زیادہ پُراثر ہے۔ اس لیے کہ اس میں آپ اس ذات کی پناہ مانگتے ہیں جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، جس نے یہ بیماری نازل کی ہے اور وہی اس سے بچانے والا ہے۔ آپ ﷺ نے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا، یہ تعلیم اور ارشاد کے طور پر فرمایا کہ دم پڑھنے والے کا ہاتھ مریض کو چھونے گا اور اس پر پھیرے گا تو اسے نفع ہوگا۔ دم کرنے والے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس سے ہٹ کر لوہے، نمک وغیرہ کو مریض کے جسم پر تلے اس لیے کہ ایسا آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا ہے۔

معاني المفردات:

- يجده : يحسه
- أحاذر : أحذر، والحذر، والاحتراز مما يخاف.

فوائد الحديث:

١. استحباب رقية الإنسان نفسه بما جاء في الحديث.
٢. من تمكن من منفعة أخيه فعليه نفعه وإرشاده.
٣. الشكوى -من غير تضجر ولا اعتراض- لا تنافي التوكل والصبر.
٤. الدعاء من جملة تعاطي الأسباب، ولذلك ينبغي التقيد بألفاظه وأعداده.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (6018)

طعام الاثنین کافی الثلاثة، وطعام الثلاثة کافی الأربعة

دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۱۶۵۰. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم-: "طعام الاثنین کافی الثلاثة، وطعام الثلاثة کافی الأربعة". وفي رواية لمسلم عن جابر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "طعام الواحد يكفي الاثنین، وطعام الاثنین يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانية".

۱۶۵۰. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔" صحیح مسلم کی حدیث میں جابر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے، دو کا کھانا چار کے لیے اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الحث على المواسة في الطعام، وأنه وإن كان قليلاً حصلت منه الكفاية المقصودة، ووقعت فيه بركة تعم الحاضرين عليه، وهو حث منه عليه الصلاة والسلام على الإيثار يعني أنك لو أتيت بطعامك الذي قدرت أنه يكفيك، وجاء رجل آخر فلا تبخل عليه، وتقول هذا طعمي وحدي؛ بل أعطه منه حتى يكون كافياً للاثنین.

اجمالی معنی:

حدیث میں کھانے کے معاملے میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ کھانا اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو یہ پورا آجاتا ہے اور اس میں ایسی برکت پیدا ہوجاتی ہے جس سے سب حاضرین بہرہ مند ہوتے ہیں۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے ایثار کی ترغیب ہے۔ یعنی اگر آپ اپنا کھانا لائیں جس کے بارے میں آپ کا خیال ہو کہ وہ آپ کے لیے کافی ہے اور اسی اثناء میں کوئی اور آدمی آجائے تو نخل سے کام نہ لیں کہ یوں سوچنے لگ جائیں کہ یہ صرف میرا کھانا ہے بلکہ اسے بھی اس کھانے میں شریک کر لیں جو دونوں کے لیے کافی ہو جائے گا۔

راوي الحديث: حديث أبي هريرة أخرجه البخاري ومسلم حديث جابر أخرجه مسلم في صحيحه

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه- جابر بن عبدالله -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

۱. استحباب الاجتماع على الطعام، وألا يأكل المرء وحده.
۲. البركة تتضاعف مع الكثرة والاجتماع على الطعام.
۳. الحظ على المكارم والقناعة بالكفاية.
۴. الترغيب في إطعام الطعام ولو كان قليلاً.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ھ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. فتح الباري شرح صحيح البخاري؛ للإمام أبي الفرج عبد الرحمن الشهير بابن رجب، تحقيق طارق بن

عوض الله، دار ابن الجوزي-الدمام، الطبعة الثانية، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحين وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (6057)

عَلَيْكُمْ بِالصَّدَقِ، فَإِنَّ الصَّدَقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ،
وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ

تم سچ بولنے کو لازم پکرو۔ بلاشبہ سچ نیکو کاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکو کاری
یقیناً جنت میں پہنچا دیتی ہے۔

۱۶۵۶. الحدیث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عليكم بالصدق، فإن الصدق يهدي إلى البرِّ، وإن البرَّ يهدي إلى الجنة، وما يزال الرجل يصدق ويتحرَّى الصدق حتى يكتب عند الله صديقاً، وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذب ويتحرَّى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً»

۱۶۵۶. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سچ بولنے کو لازم پکرو۔ بلاشبہ سچ نیکو کاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکو کاری یقیناً جنت میں پہنچا دیتی ہے۔ انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور کوشش سے سچ پر قائم رہتا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے نہایت (مکمل) پرہیز کرو۔ کیونکہ جھوٹ گناہ کا راستہ بتلاتا ہے اور گناہ یقیناً جہنم میں پہنچا دیتے ہیں۔ انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کا ہی ارادہ رکھتا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے یہاں کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على الصدق وملازمته وتحريه وبيان ثمرته وعاقبته الحميدة في الدنيا والآخرة، فالصدق أصل البر الذي هو الطريق إلى الجنة، والرجل إذا لزم الصدق كتب مع الصديقين عند الله تعالى، وفي ذلك إشعار بحسن الخاتمة وإشارة إلى أنه يكون مأمون العاقبة. وحذر النبي -صلى الله عليه وسلم- من الكذب وبين مضرته وشؤم عاقبته، فهو أصل الفجور الذي هو طريق إلى النار.

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کو اختیار کرنے، اسے لازم پکرنے اور اس سلسلے میں کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے اچھے ثمرات کا ذکر فرمایا ہے۔ سچ نیکی کی اصل ہے، جو جنت میں جانے کا راستہ ہے۔ اور جو آدمی سچ کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے، وہ اللہ کے یہاں صدیقین (یعنی بہت سچوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اس میں حسن خاتمہ اور عاقبت کے بہتر ہونے کا اشارہ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ، اس کے نقصانات اور اسکے برے انجام سے بھی خبردار کیا ہے۔ پس جھوٹ بدی کی جڑ ہے جو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- عليكم بالصدق: أي الزموا الصدق، والصدق: هو ضد الكذب، وهو الإخبار بالشيء على وفق الواقع.
- البر: البر اسم جامع للخير كله، من فعل الحسنات وترك السيئات، ويطلق على العمل الصالح الدائم المستمر معه إلى الموت.
- يتحرى الصدق: أي يقصده ويعتني به.
- حتى يكتب: أي حتى يحكم له بهذا الوصف وينال مثل ما ينالون.
- يكذب: هو الإخبار بالشيء على خلاف ما في الواقع.
- الفجور: هو اسم جامع للشر، ويطلق على الانبعاث في المعاصي غير مكترث بممارسة الفسق والفساد.
- كذابا: هو من يتكرر منه الكذب حتى يعرف به ويصير له سجية وخلق.

فوائد الحديث:

١. أن للجنة أعمالاً توصل إليها منها الصدق، وأن للنار أعمالاً توصل إليها منها الكذب.
٢. الأمر بالصدق لأنه يدل ويوصل إلى البر الذي هو جماع الخير، والبر هو الطريق المستقيم للجنة.
٣. أن الصدق خلق كريم يحصل بالاكْتساب والمجاهدة، فإن الرجل ما يزال يصدق ويتحرى الصدق، حتى يكون الصدق سجية له وطبعاً، فيكتب عند الله من الصديقين والأبرار.
٤. أن الكذب خلق ذميم يكتسبه صاحبه من طول ممارسته، وتحريه قولاً وفعلاً، حتى يصبح خُلُقاً وسجية، ثم يكتب عند الله تعالى كثير الكذب عديم الصدق.
٥. أن الكذب يوصل إلى الفسق والفجور، فتصير أقواله وأعماله كلها على خلاف الحقيقة، خارجة عن طاعة الله، والخروج عن طاعته هو الهاوية التي تقود صاحبها وتترج به في النار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بقره الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5504)

على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره،
إلا أن يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع
ولا طاعة

بندہ مسلم پر لازم ہے کہ وہ (حکمران کی بات) سنے اور اطاعت کرے خواہ وہ
بات اسے پسند ہو یا ناپسند الایہ کہ اسے گناہ کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے گناہ
کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ اطاعت کرے

۱۶۵۷. الحدیث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «على المرء
المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره، إلا أن يؤمر
بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة».

۱۶۵۷. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ”مسلم بندہ پر (حکمران کی بات)
سننا اور ماننا لازم ہے خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند، الایہ کہ اسے معصیت (گناہ)
کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ
اطاعت کرے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان وجوب السمع والطاعة
للحاكم فيما يأمر به، سواء كان أمره مما نحب أو
نكره، إلا أن نُؤمر بمعصية فإنه لا سمع ولا طاعة
في هذه المعصية فقط.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں حکمران جن باتوں کا حکم دے اس میں اس کی سمع و طاعت کے
وجوب کا بیان ہے چاہے اس کا حکم ہمیں پسند ہو یا ناپسند، ماسوا اس صورت کے کہ
وہ کسی معصیت (گناہ کرنے) کا حکم دے۔ تو صرف اس معصیت (گناہ) کے سلسلے
میں اس کی کوئی سمع و طاعت نہیں ہوگی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- على المرء المسلم: أي يجب عليه.
- السمع والطاعة: القبول والانقياد لولي الأمر.
- فيما أحب: أي موافقا لمراد المأمور.
- وكره: أي شق عليه وكرهته نفسه.
- فلا سمع ولا طاعة: أي فلا تسمعوا ولا تطيعوا له في هذه المعصية.

فوائد الحديث:

۱. وجوب الالتزام لإمام المسلمين بالسمع والطاعة.
۲. ينبغي التنازل عن الرغبات والمصالح الشخصية لوحدة الأمة الاسلامية وتماسكها.
۳. إذا أمر العبد بمعصية فلا سمع ولا طاعة؛ لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق.
۴. دلّ هذا الحديث على أهمية المحافظة على حرّامات الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد
عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة، الطبعة
الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي. دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد
العمار. دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ. تطريز رياض الصالحين لفیصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار

العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6370)

۱۶۵۸. الحدیث:

عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه - مرفوعاً: «علی کل مسلم صدقۃ» قال: أرأیت إن لم یجد؟ قال: «یعمل بیدیه فی نفع نفسه ویصدق» قال: أرأیت إن لم یستطع؟ قال: «یعیّن ذا الحاجة الملهوف» قال: أرأیت إن لم یستطع، قال: «یأمر بالمعروف أو الخیر». قال: أرأیت إن لم یفعل؟ قال: «یمسک عن الشر، فإنها صدقۃ».

۱۶۵۸. حدیث:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنا ضروری ہے۔" انہوں نے عرض کیا: اگر وہ صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ پائے؟ (تو وہ کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔" انہوں نے عرض کیا: اگر اسے اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرے۔" انہوں نے عرض کیا: اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔" انہوں نے پوچھا: اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے، یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔"

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنی الإجمالی:

یخبر صلی اللہ علیہ وسلم أن لله عز وجل علينا صدقة كل يوم، فإذا لم يجد مالا يعمل بیدیه لیحصل علی المال فی نفع نفسه ویصدق منه، فإن لم یستطع فیعیّن صاحب حاجة مظلوما كان أو عاجزا، فإن لم یستطع فیأمر بالمعروف أو ینکر منکرا، فإن لم یستطع فیکف نفسه عن الشر.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ بتا رہے ہیں کہ اللہ کے لیے ہمارے اوپر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی کے پاس مال نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مال حاصل کرنے کے لیے کام (مخت مزدوری) کرے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور اس مال سے صدقہ بھی کرے۔ اگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو کسی ضرورت مند کی مدد کرے چاہے وہ مظلوم ہو یا بے بس و مجبور ہو۔ اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو پھر نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر اپنے آپ کو دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رکھے۔

راوی الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: أبو موسى الأشعري رضي الله عنه

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین.

معانی المفردات:

- یعمل بیدہ: أي یشغل بنفسه ما یأخذ علیه اجرا ویحصل منه ثمره.
- ذا الحاجة: صاحب الحاجة.
- الملهوف: المضطر یشغیث ویتحسر من ظلم أو عجز أو غیرهما.
- المعروف: ما أمر به الله سبحانه.
- یمسک: یمتنع.

فوائد الحدیث:

۱. فیہ: تأکد الصدقة علی المسلم.
۲. فیہ: کثرة أبواب الخیر والطاعات.

٣. فيه: فضل إعانة المحتاج والمضطر.

٤. فيه: فضل الأمر بالمعروف والخير.

٥. فيه: أن الإمساك عن الشر صدقة.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري - الجامع الصحيح - للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية - الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - فيض القدير شرح الجامع الصغير/ زين الدين عبد الرؤوف المناوي القاهري - المكتبة التجارية الكبرى - مصر - الطبعة: الأولى، ١٣٥٦.

الرقم الموحد: (5815)

عليك السمع والطاعة في عسرك ويسرك،
ومنشطك ومكرهك، وأثرة عليك

تنگی اور آسانی، نشاط اور سستی اور دوسروں کو تم پر ترجیح دیے جانے کی
صورت میں بھی تم امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کر لو۔

۱۶۵۹. الحدیث:

۱۶۵۹. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله -
صلى الله عليه وسلم-: «عليك السمع والطاعة في
عُسْرِكَ وِيسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثْرَةَ عَلَيْكَ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تنگی
اور آسانی، نشاط اور سستی اور دوسروں کو تم پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں
بہر حال تم امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کر لو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث أنه يجب على المسلم السمع والطاعة
للحكام على كل حال، ما لم يؤمر بمعصية أو يكلف
بما لا يطيق، ولو كان في ذلك مشقة عليه أحياناً، أو
ضياح لبعض حقوقه، تقديمًا للمصلحة العامة على
المصلحة الخاصة.

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمان پر بہر حال میں اپنے حاکموں کو سن کر
ان کی اطاعت کرنا لازم ہے، جب تک وہ اسے گناہ کا حکم نہ دیں یا ایسی چیز کا
مکلف نہ بنائیں جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو، اگرچہ یہ اس پر کسی وقت گراں گزرے یا
اس کے کسی حق کے ضائع ہونے کے سبب بنے، اس لیے کہ عمومی مصلحت
خصوصی مصلحت پر مقدم ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عليك: أي الزم.
- السمع والطاعة: القبول والانقياد لقول ولي الأمر وأمره.
- عسرك ويسرك: ففرك وغناك.
- منشطك: الأمر الذي تنشط له وتؤثر فعله.
- مكرهك: ما يشق عليك فعله ولا تحبه.
- وأثرة عليك: أي وإن اختص الأمراء واستأثروا بالدنيا، ولم يوصلوك إلى حقاك مما عندهم.

فوائد الحديث:

۱. من أهداف الدعوة تقديم المصلحة العامة على المصلحة الخاصة.
۲. وجوب طاعة الحاكم على كل الأحوال ما لم يأمر بمعصية.
۳. أن وقوع الظلم من جهة الحاكم لا يبيح الخروج عليه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. تطريز رياض الصالحين لفصيل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰.

الرقم الموحد: (6368)

۱۶۶۰. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه -: أنّ رجلاً قال: يا رسول الله، إني أريد أن أسافر فأوصني، قال: «عليك بتقوى الله، والتكبير على كل شرفٍ» فلما ولى الرجل، قال: «اللَّهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ».

۱۶۶۰. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں چنانچہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند جگہ پر "اللہ اکبر" کہو۔" جب وہ شخص واپس ہوا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کے لیے مسافت کو لپیٹ دے اور اس کے لیے سفر آسان کر دے۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

أراد رجل أن يسافر فقال: يا رسول الله أوصني، فأوصاه النبي صلى الله عليه وسلم أن يلتزم تقوى الله عز وجل، وأن يكبر الله عز وجل في كل علوٍ ومرتفع، فلما أدبر الرجل دعا له النبي صلى الله عليه وسلم بأن يتيسر له من النشاط، وحسن الدواب ما يصل به مستريحاً، وأن يُسهل عليه السفر بدفع مؤذياته عنه.

اجمالی معنی:

ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اور (نبی کریم ﷺ سے) کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی نصیحت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اسے نصیحت کی کہ وہ اللہ عز و جل کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند اور اونچی جگہ پر "اللہ اکبر" کہے۔ جب وہ شخص واپس ہوا تو نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ اسے چستی حاصل ہو اور اس کی سواری اچھے سے اس طرح چلے کہ آرام سے اُسے منزل تک پہنچا دے اور یہ کہ اللہ تکلیف دہ اشیاء کو اس سے دور کر کے اس کا سفر اس کے لیے آسان کر دے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عليك: إلزم.
- شرف: مكان عال.
- ولى: أدبر وذهب.
- اطوله: قربه له، وسهل له.

فوائد الحديث:

۱. استحباب طلب النصح من أهل العلم والفضل والتقوى عند إنشاء السفر.
۲. وصية المسافر بتقوى الله، وتعليمه آداب السفر.
۳. الدعاء للمسافر بما يفيد في سفره، ويبعد عنه المشقة.

المصادر والمراجع:

- سنن الترمذي - محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ - ۱۹۷۵ م - سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ - ۲۰۰۱ م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ. - مرقاة المفاتيح: علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري - دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى،

١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي - اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة/محمد ناصر الدين، الألباني - دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية/الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ / ١٩٩٢. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6102)

عليكم بالذَّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ

رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کے وقت زمین پلیٹ دی جاتی ہے۔

۱۶۶۱. الحدیث:

۱۶۶۱. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه - مرفوعاً: «عليكم بالذَّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ».

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کے وقت زمین پلیٹ دی جاتی ہے۔" (یعنی رات میں مسافت زیادہ طے ہوتی ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يرشد النبي صلى الله عليه وسلم أمته إلى أن يسيروا في الليل، وأخبر أن الأرض تُطَوَّى للمسافر إذا سافر في الليل؛ فيقطع في الليل ما لا يقطعه في النهار؛ لأن الدابة بالليل أقوى على المشي، إذا كانت قد نالت قوتها واستراحت في النهار تضاعف مشيها، وكذلك الإنسان يكون في الليل أقدر على المشي لعدم الحر، وكذلك بالنسبة للسيارات تخف الحرارة عليها بالليل.

نبی ﷺ اپنی امت کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ وہ رات کو سفر کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسافر جب رات کو سفر کرتا ہے تو زمین کو اس کے لیے پلیٹ دیا جاتا ہے چنانچہ وہ رات کو اتنی مسافت طے کر لیتا ہے جتنی دن کو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رات کو چوپائے میں چلنے کی زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ اگر دن میں آرام کر کے وہ تازہ دم ہو چکا ہو تو اس کی چال میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی رات کے وقت زیادہ آسانی سے چلتا ہے کیونکہ گرمی نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح گاڑیوں پر بھی رات کے وقت گرمی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: أنس رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- عليكم : بمعنى: الزموا.
- الذَّلْجَةُ : السير في الليل
- تطوى : أي: تُخْتَصَرُ، تشبیه لقطع المسافات الطويلة في وقت أقل؛ لأن الدوابَّ تكون أنشط لبرودة الليل

فوائد الحديث:

۱. الحث على السير ليلاً في السفر؛ لأنه أنشط للمسافر ودابته
۲. إرشاد المسلمين إلى ما فيه نفع ومصلحة لهم

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ.

الرقم الموحد: (5966)

عن أنس - رضي الله عنه - قال: كنا إذا نَزَلْنَا مَنْزِلًا، لَا نُسَبِّحُ حَتَّى نَحْلَّ الرَّحَالَ.

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔

۱۶۶۲. الحديث:

۱۶۶۲. حدیث:

عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - قال: كنا إذا نَزَلْنَا مَنْزِلًا، لَا نُسَبِّحُ حَتَّى نَحْلَّ الرَّحَالَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر أنس - رضي الله عنه - أن الصحابة - رضي الله عنهم - كانوا إذا سافروا، ثم وقفوا في مكان للراحة ونحوها أو وصلوا لوجهتهم، لم يبادروا لصلاة النافلة - مع حرصهم على الصلاة - حتى يريحوا الدواب التي تحمل أمتعة المسافرين، وذلك بسرعة إنزال الأمتعة عنها، تحفيظاً عنها ورحمةً بها.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ معمول تھا کہ جب کبھی سفر کرتے اور کسی مقام پر آرام وغیرہ کے لیے رکتے یا اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے، تو نفل نماز کی ادائیگی کے لیے عجلت نہ کرتے، باوجود یہ کہ انہیں نماز سے دلی لگاؤ تھا، تا آنکہ وہ اپنے مال بردار چوپایوں سے سامان سفر اتار کر انہیں راحت بہم نہ پہنچا دیتے۔ اس طرح ہنگامی انداز میں ان سواریوں سے سامان سفر اتار دیتے؛ تاکہ انہیں بوجھ سے ہلکا کر دیں اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ کریں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا نسبح: لا نصلي النافلة.
- نحل الرحال: نضعها عن ظهر الدواب.
- الرّحال: ما يُعد للرحيل - السفر - من أمتعة ومركب وغيره.

فوائد الحديث:

۱. استحباب إراحة البهائم بالخط عنها قبل الاشتغال بعبادة أو غيرها لما لحقها من التعب.
۲. استحباب التنفل المطلق في السفر.
۳. حرص الصحابة على تنفيذ وصايا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عمومًا، ومنها الوصية بالإحسان إلى الدواب.
۴. يشرع للمصلي ألا يدخل الصلاة، وباله مشغول بغيرها، حتى يصفي ذهنه من الشواغل.
۵. حرص الصحابة - رضي الله عنهم - على الرفق بالحيوان.

المصادر والمراجع:

- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. - شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ - سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م - صحيح أبي داود، للشيخ الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م - دليل الفالحين

لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيخنا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ.
الرقم الموحد: (8844)

۱۶۶۳. الحدیث:

عن جابر - رضي الله عنه - قال: أُتِيَ بِأَبِي قُحَاقَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ - رضي الله عنهما -، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسَهُ وَلِحْيَتَهُ كَالْقَعَامَةِ بِيَاضًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «عَبَّرُوا هَذَا وَاجْتَنَبُوا السَّوَادَ».

۱۶۶۳. حدیث:

جابر - رضي الله عنه - سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافة کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ٹھامہ گھاس (ایک گھاس ہے جس کے پھل اور پھول سب سفید ہوتے ہیں) کی طرح سفید تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا: "اس کو کسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أنه أتى بأبي قحافة -والد أبي بكر الصديق- إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالقمامة، وهو نوع من النبات أبيض، فلما رآه -صلى الله عليه وسلم- على تلك الحال، قال: "عَبَّرُوا هَذَا وَاجْتَنَبُوا السَّوَادَ" فأمر بتغيير الشَّيْبِ وَأَنْ يُجَنَّبَ السَّوَادَ؛ لِأَنَّ السَّوَادَ يَعْنِي أَنَّهُ يُعِيدُ الْإِنْسَانَ شَابًا، فَكَانَ ذَلِكَ مُضَادَةً لِفِطْرَةِ اللَّهِ -عز وجل- وسنته في خلقه، وأما بقية الأصباغ كالحمرة والصفرة أو بالحناء والكتم مخلوطين فلا بأس، إذا خرج اللون عن السَّوَادِ، بل بين السَّوَادِ وَالْحُمْرَةِ، فَهَذَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْمَنْهَى عَنْ صِبْغِهِ بِهِ هُوَ السَّوَادُ الْخَالِصُ، وَفِي مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ -رضي الله عنه- خَضِبَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمَرَ -رضي الله عنهما- بِالْحِنَاءِ وَالكَتْمِ.

اجمالي معنی:

حدیث کا مضموم یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو بکر صدیق -رضی اللہ عنہ- کے والد ابو قحافة کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ٹھامہ گھاس کی طرح سفید ہو گئے تھے۔ ٹھامہ ایک قسم کا سفید رنگ کا گھاس ہے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں اس حال میں دیکھا، تو فرمایا: "اس کو کسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا۔" آپ ﷺ نے ان کے بالوں کی سفیدی کو تبدیل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو کالا کرنے سے بچو، اس لیے کہ بالوں کو کالا کرنا انسان کو دوبارہ جوان بنانا ہے۔ یہ تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فطرت اور اس کی سنت کے منافی ہے۔ جہاں تک باقی رنگوں کا تعلق ہے جیسے لال اور نیلا رنگ یا مہندی اور وسملے ہوئے رنگ، تو ان میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کالے کے علاوہ ایسا رنگ ہو جو کالے اور سُرخ کے درمیان ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ممانعت صرف خالص کالے رنگ کی ہے۔ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور وسملے لگایا کرتے تھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• الْقَعَامَةُ: نُبْتُ أبيض يُشْبِهُ الشَّيْبِ يُسَمَّى الْعَوْسَجِ.

فوائد الحديث:

۱. كراهة ترك الشَّيْبِ على حاله، واستحباب تغيير لونه.

۲. يحرم تغيير الشَّيْبِ بالسَّوَادِ الْخَالِصِ؛ لما في ذلك من الخداع.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ هـ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ هـ صحیح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل

، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (8909)

غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكَيْتُوا السَّقَاءَ، وَأَعْلَقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَطْفَيْتُوا السَّرَاجَ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً

برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازوں کو بھڑا دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے، نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی برتن کو کھولتا ہے۔

۱۶۶۴. الحدیث:

۱۶۶۴. حدیث:

عن جابر -رضي الله عنه- مرفوعًا: «غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكَيْتُوا السَّقَاءَ، وَأَعْلَقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَطْفَيْتُوا السَّرَاجَ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْزِضَ عَلَى إِنَائِهِ عَوْدًا، وَيَذْكَرَ اسْمَ اللَّهِ، فَلْيَفْعَلْ؛ فَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ».

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازوں کو بھڑا دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے، نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی برتن کو کھولتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو کچھ نہ ملے، سوائے اس کے کہ وہ اپنے برتن پر چوڑائی کے رخ ایک لکڑی ہی رکھ دے اور اللہ کا نام لے لے، تو وہ ایسا ہی کر لے۔ اس لیے کہ جو اہل خانہ کا گھر جلا دیتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بتغطية الإناء؛ صوتًا له من الحشرات، وسائر المؤذيات ولما قد ينزل فيه من الوباء، وأن تغلق الأسقية، وأن تغلق الأبواب لما في ذلك من المصالح الدينية والدنيوية، وحراسة النفس والأموال، من أهل العيب والفساد. وأرشد إلى أن تطفأ السرج لما في ذلك من حفظ البيت وأهله لما قد يخشى عليهم من ضرر الاحتراق. والحديث محمول على وقت النوم ليلاً، وأخبر أن الشيطان لا يفتح سقاء مغلقاً، ولا باباً ولا يكشف عن الأواني المغلقة. فإذا لم يمكن تغطية الإناء بما يستوعبه بحيث لا يظهر ما بداخله أو بعضه فلا يدعه مشكوفاً، بل يجعل عليه عوداً عرضاً، ويسمي الله -تعالى- عند تغطية الإناء، وإيحاء الأسقية، وإغلاق الأبواب، وذكر أن السراج وغيره من المواد المشتعلة إذا تركت على حالها ولم تطفأ قبل النوم؛ فإن الغالب على الفويسقة العبث به؛ وقد يكون ذلك سبباً لإحراق أهل البيت وقت نومهم.

نبی ﷺ نے برتن کو حشرات اور موذی جانوروں سے بچانے کے لیے ڈھانکنے کا حکم دیا؛ اس لیے بھی کہ ہو سکتا ہے کوئی وبا اس میں نازل ہو جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مشکیوں کو بانہ دینے اور دروازوں کو بند کر دینے کا حکم دیا؛ کیونکہ ایسا کرنے میں دینی اور دنیاوی مصالح ہیں اور بے ہودہ کار اور فساد انگیز لوگوں سے جان و مال کا تحفظ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے راہ نمائی فرمائی کہ چراغوں کو بجھا دیا جائے، کیونکہ اس سے گھر اور اہل خانہ محفوظ رہتے ہیں؛ کیونکہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں جلنے کا نقصان نہ ہو جائے۔ حدیث رات کو سونے کے وقت پر محمول ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ شیطان بند مشکیزے اور دروازے نہیں کھولتا اور نہ ہی بند برتنوں کو کھولتا ہے۔ اگر برتن کو کسی شے سے مکمل طور پر ڈھانکنا ممکن نہ ہو، بایں طور کہ اس میں موجود شے بالکل بھی دکھائی نہ دے اور نہ ہی اسے جزوی طور پر ڈھانکا جاسکتا ہو، تو پھر بھی وہ شخص اسے کھلا نہ رہنے دے، بلکہ اس پر چوڑائی کے رخ ایک لکڑی رکھ دے اور برتن کو ڈھانکتے ہوئے، مشکیوں کو بانہ دھتے ہوئے اور دروازوں کو بند کرتے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چراغ اور اس طرح کی دیگر آتشی اشیا کو اگر ان کے حال پر رہنے دیا جائے اور سونے سے پہلے انہیں بجھایا نہ جائے، تو عموماً چوہے اس کے ساتھ چھیر چھاڑ کرتے ہیں اور اس وجہ سے بسا اوقات سوتے ہوئے اہل خانہ جل جاتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَوْكَيْتُوا السَّقَاءَ : اربطوا السَّقَاءَ؛ لئلا يدخلها شيء. والسقاء: ظرف من الجلد يُوضع فيه الماء.
- السَّرَاجُ : المصباح.
- يَعْرِضُ عَلَى إِثَائِهِ عُوْدًا : أي: يَمُدُّ عَلَيْهِ حَشَبَةَ عَرْضًا.
- الْفُؤَيْسِقَةُ : الفأرة.
- تُضْرِمُ : تُحْرِقُ.

فوائد الحديث:

١. تغطية أوعية الطعام، وسد أفواه أوعية الماء، وتغطيتها أيضاً؛ وذلك صوتاً لها من الحشرات والأوساخ، وكل ما يؤذي ويستقذر.
٢. يجزئ تغطية بعض الإناء، إذا لم يمكن تغطيته كله.
٣. إغلاق أبواب البيوت والغرف؛ احتياطاً من الفُسَّاق واللصوص والشياطين، وكل خطر يتوقع.
٤. الشيطان يعبث بشؤون الناس حين غفلتهم، ويغري هوام الأرض بالإيذاء؛ لذا يجب الأخذ بالحيلة والحذر من كل شرٍّ متوقع.
٥. أن ذكر الله -تعالى- يمنع الشيطان من العَبَثِ.
٦. استحباب التسمية عند وضع الأشياء واستعمالها.
٧. نُصَحَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- لأُمَّتِهِ.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة محمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (8925)

راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ان مجلسوں کے بغیر تو چارہ نہیں کیوں کہ ہم انہی میں ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنے پر مصرہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔

فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصْرِ، وَكُفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالتَّهْيِي عَنِ الْمُنْكَرِ

۱۶۶۵. حدیث:

۱۶۶۵. الحدیث:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان مجلسوں کے بغیر تو چارہ نہیں کیوں کہ ہم انہی میں ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنے پر مصرہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔"

عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - مرفوعاً: إياكم والجلوس على الطُّرُقَاتِ قَالُوا: يا رسول الله، ما لنا بُدُّ من مجالسنا، نتحدث فيها، قال: فأما إذا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطريق حَقَّهُ قَالُوا: وما حَقُّهُ؟ قال: غَضُّ البصر، وَكُفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالتَّهْيِي عَنِ الْمُنْكَرِ.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو راستوں میں بیٹھنے سے ڈرایا۔ وہ کہنے لگے کہ اس کے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تم نہیں رکتے اور تمہارے بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں تو پھر تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم راستے کو اس کا حق دو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ راستے کا حق یہ ہے کہ وہ ان عورتوں سے اپنی نگاہیں پست رکھیں جو ان کے سامنے سے گزرتی ہیں، راہ گیروں کو قول و فعل کے ذریعے سے ایذا نہ دیں، جو انہیں سلام کرے اس کے سلام کا جواب دیں، اچھی بات کی تلقین کریں اور اپنے سامنے جب کوئی برا کام ہوتے دیکھیں تو اس صورت میں ان پر واجب ہے کہ وہ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔

حذر النبي - صلى الله عليه وسلم - أصحابه من الجلوس في الطرقات، فقالوا: ما لنا غِيٌّ عنه، فقال: إذا امتنعتم ولا بد أن تجلسوا فيجب عليكم أن تعطوا الطريق حقه، فسألوه عن حق الطريق، فأخبرهم به: أن يغيضوا البصر عن النساء اللاتي يمررن أمامهم، وأن يمتنعوا عن أذية المارة سواء بالقول أو بالفعل، وأن يردوا السلام على من ألقاه عليهم، وأن يأمروا بالمعروف وإذا رأوا منكراً أمامهم وجب عليهم إنكاره.

راوي الحدیث: متفق علیہ.

التخريج: أبو سعيد الخدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الطُّرُقَاتُ : الطرقات جمع طريق.
- مَا لَنَا بُدُّ : لا محيد لنا عن ذلك.

- أُبَيِّتُمْ : امتنعتم.
- عَضُّ البَصْرِ : خفض البصر عن النظر إلى ما لا يحل النظر له.
- وَكَّفُ الأَذَى : الامتناع عن أذية المارة بالقول أو بالفعل.
- إياكم : أي: احذروا.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الجلوس في الطرقات إلا بشرطه المذكور.
٢. أن من حق الطريق غض البصر.
٣. أن من حق الطريق كف الأذى.
٤. أن من حق الطريق رد السلام.
٥. أن من حق الطريق الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
٦. نستفيد من الحديث قاعدة فقهية مهمة (أن دفع المفسد مقدم على جلب المصالح).
٧. أن النهي عن الجلوس في الطريق ليس للتحريم، وإنما للتنزيه؛ لأنهم لو فهموا أنه للتحريم لم يراجعوه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقهاء الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5501)

فَدَنُونَا مِنَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَبَّلَنَا
يَدَهُ

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے دست مبارک کو ہم
نے بوسہ دیا

۱۶۶۶. الحدیث:

عن ابن عمر - رضي الله عنهما - قَصَّة، قَالَ فِيهَا:
فَدَنُونَا مِنَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَبَّلَنَا يَدَهُ.

۱۶۶۶. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ منقول ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں
کہ: "ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے دست مبارک کو ہم
نے بوسہ دیا۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

حدیث ابن عمر - رضي الله عنهما - قال: أتينا النبي
-صلى الله عليه وسلم- فقبلنا يده، وأقرهم النبي -
صلى الله عليه وسلم- على ذلك.

اجمالي معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تائید کی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبدالله بن عمر - رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. جواز تقبيل كف العالم الرباني والوالدين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد
عبدالباقى، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار
ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن ابن ماجه،
للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقى، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين،
مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. ضعيف سنن أبي داود، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. مسند الإمام أحمد بن
حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م.

الرقم الموحد: (6104)

فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب أكلة السحر

ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔

۱۶۶۷. الحديث:

۱۶۶۷. حدیث:

عن عمرو بن العاص -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكَلَةُ السَّحْرِ».

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر النبي عليه الصلاة والسلام في هذا الحديث عن الفارق المميز بين صيامنا وصيام اليهود والنصارى، وهو الطعام الذي يأكله المسلمون وقت السحور، لأنَّ أهل الكتاب لا يتسحرون، والمسلمون يستحب لهم السحور؛ مخالفة لأهل الكتاب وتحقيقاً للسنة وفيه بركة وخير كما ثبت في السنة، وأهل الكتاب يصومون من نصف الليل، فياًكلون قبل منتصف الليل ولا يأكلون في السحر، والتمييز بين المسلمين والكفار أمر مطلوب في الشرع.

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں کے درمیان پایا جانے والا فرق و امتیاز اس کھانے کو قرار دے رہے ہیں، جو مسلمان سحری کے وقت کھاتے ہیں؛ کیوں کہ اہل کتاب سحری نہیں کرتے اور مسلمانوں کے لیے سحری کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایک جانب یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہے، تو دوسری جانب اس میں سنت کی مکمل پیروی کا مظاہرہ، جس میں برکت اور خیر ہی مضمون ہے، جیسا کہ سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ جب کہ اہل کتاب کا روزہ نصف شب سے شروع ہوتا ہے، اس لیے وہ نصف شب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں اور سحری کے وقت نہیں کھاتے۔ چنانچہ شریعت یہ چاہتی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان حد فاصل قائم کی جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرو بن العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فصل: فاصل وفارق.
- أهل الكتاب: اليهود والنصارى.
- أكلة السحر: السحور، وأكلة بفتح الهمزة، عبارة عن المرة الواحدة من الأكل كغدوة، والمراد هنا الطعام الذي يؤكل وقت السحور.

فوائد الحديث:

۱. السحور من خصائص الأمة الإسلامية، والله تفضل به وبغيره من الرخص رأفة ورحمة بها.
۲. مخالفة أهل الكتاب مقصد من مقاصد الشرع، وهدف من أهداف البعثة النبوية تمييزاً لهذه الأمة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

- شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م - صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط ۱، دار ابن الجوزي، الدمام، (۱۴۱۵ھ). - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي، دار إحياء التراث العربي - بيروت. الطبعة الثانية، ۱۳۹۲.

الرقم الموحد: (6105)

۱۶۶۸. الحدیث:

عن أبي أمامة الباهلي -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم» ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: «إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض حتى النملة في جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلمي الناس الخير»

۱۶۶۸. حدیث:

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر ہے"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی سوراخ میں اور پھلیاں اس شخص کے لیے دعائیں کرتی ہیں، جو نیکی و بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔"

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ: حسن لغيره

المعنى الإجمالي:

سبق هذا الحديث لبيان فضل العلم والعالم بالعلوم الشرعية مع القيام بفرائض العبادات وبما يتيسر له من النوافل، "على العابد"، أي: على المتفرغ للعبادة "كفضلي على أدناكم"، أي: نسبة شرف العالم إلى شرف العابد؛ كنسبة شرف الرسول -صلى الله عليه وسلم- إلى أدنى الصحابة شرفاً ومنزلة، فإن المخاطبين بقوله: "أدناكم" الصحابة، ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض"، أي: أهل الأرض من الإنس والجن وجميع الحيوانات، "حتى النملة في جحرها" أي ثقبها الذي تسكنه "وحتى الحوت ليصلون على معلمي الناس الخير"، أراد بالخير هنا علم الدين وما به النجاة في الدنيا والآخرة، والصلاة من الله تعالى ثناءؤه على عبده في الملأ الأعلى، ومن الملائكة بمعنى الاستغفار، ولا رتبة فوق رتبة من تشتغل الملائكة وجميع المخلوقات بالاستغفار والدعاء له إلى يوم القيامة ولهذا كان ثوابه لا ينقطع بموته.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں علم اور اس شرعی علوم کے حامل شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جو فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ حتی المقدور نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ "علی العابد" یعنی خود کو عبادت کے لیے وقت کر دینے والے پر۔ "کفضلی علی أدناکم" یعنی عالم کا فضل و شرف، عابد کے مقابلے میں ویسا ہی ہے، جیسا رسول اللہ ﷺ کا فضل و شرف ایک ادنیٰ صحابی کے مقابلے میں۔ ادنیٰ صحابی رسول، مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت آپ کے اس قول "ادناکم" کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین میں بسنے والے" یعنی زمین پر رہنے والے تمام انسان، جنات اور تمام حیوانات، "یہاں تک کہ بلوں یعنی سوراخوں میں رہنے والی چیونٹیاں اور پھلیاں بھی لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعائیں کرتی ہیں"۔ یہاں خیر سے مراد علم دین اور وہ چیزیں ہیں، جن سے دنیا و آخرت کی نجات وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے صلوة سے مراد، اس کے مقرب فرشتوں کے گروہ کے روبرو، بندے کی تعریف و ستائش ہے اور فرشتوں کی جانب سے صلوة سے مراد بندے کے حق میں استغفار ہے۔ اس شخص سے بڑھ کر کسی کا کوئی مقام نہیں ہوسکتا، جس کے حق میں روز قیامت تک فرشتے اور تمام مخلوقات، استغفار اور دعا میں مصروف ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے اجر و ثواب کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي، وعنده: "والأرضين" بدل "والأرض"، وكذا: "معلم" بدل "معلمي".
التخريج: أبو أمامة الباهلي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدناكم : أقل المسلمين رتبة في الفضل.
- جحرها : ثقبها الذي تسكنه.
- الحوت : السمك.
- ليصلون : ليدعون.
- العالم : الذي يعرف العلم النافع ويصرف وقته في تحصيله.
- العابد : من كان مشتغلا بالعبادة غالب وقته.

فوائد الحديث:

١. من أساليب الدعوة إلى الله الترغيب وضرب الأمثال.
٢. عظم شرف العلماء الذين تعلموا العلم وقاموا بحقه من العمل والدعوة.
٣. الحث على توقير العلماء وطلاب العلم والدعاء لهم.
٤. الحث على تعليم الناس الخير؛ لأنه سبب نجاتهم وسعادتهم.
٥. العلماء الدعاة يقومون بوظيفة الأنبياء، وهي الدعوة إلى الله تعالى وتعليم الناس الخير، فهم ورثة الأنبياء.
٦. طلب العلم الزائد عن الواجب أفضل من العبادات النافلة.

المصادر والمراجع:

- كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، ١٩٩٨م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م - فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي. الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر. الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ صحیح الترغيب والترهيب - الألباني، مكتبة المعارف - الرياض - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر. ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6106)

قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ

جماد سے لوٹنا بھی جماد ہی کی طرح ہے۔

۱۶۶۹. الحدیث:

۱۶۶۹. حدیث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ».

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماد سے لوٹنا بھی جماد ہی کی طرح ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث بيان فضل الله -تعالى- على عباده عند أدائهم العبادات فكما أنهم يؤجرون عند السعي إليها؛ كذلك يؤجرون عند الرجوع من أدائها، لذلك أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن العائد من الغزو كمن يغزو، فهما في الأجر سواء، كما يكتب أثر الماشي إلى المسجد، ورجوعه إلى أهله.

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا بیان جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے جب وہ عبادات کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جیسے انہیں اس وقت ثواب ملتا ہے جب وہ ان میں کوشاں ہوتے ہیں بالکل اسی طرح انہیں اس وقت بھی ثواب ملتا ہے جب وہ انہیں ادا کر کے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جماد سے واپس آنے والا بھی ایسے ہی ہے جیسے جماد کرنے والا۔ یہ دونوں افراد اجر کے لحاظ سے برابر ہیں جیسا کہ مسجد کی طرف جانے والے کا اجر لکھا جاتا ہے (اسی طرح) وہاں سے اپنے اہل کی طرف لوٹنے کا اجر بھی لکھا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قَفْلَةٌ: المراد بالقفلة هنا الرجوع من الغزو بعد فراغه، فهو مثاب على رجوعه هذا أيضاً.
- كَغَزْوَةٍ: أي: تساوي غزوة.

فوائد الحديث:

۱. المجاهد في سبيل الله يُثاب وَيَنال الأجر في الذهاب والإياب.
۲. من خصائص النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه أوتي جوامع الكلم.
۳. بيان فضل الجهاد والحث عليه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، دار الكتاب العربي - بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸م فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ هـ - ۱۹۹۴ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ هـ. تطريز رياض الصالحين لفصيل بن عبد العزيز المبارك النجدي. تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي..

الرقم الموحد: (6387)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا تب تک تجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوں گے میں ان پر تجھے بخشا رہوں گا اور مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔

قال الله تعالى يا بن آدم، إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك

۱۶۷۰. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا تب تک تجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوں گے میں ان پر تجھے بخشا رہوں گا اور مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ کر کے مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں اس کے برابر مغفرت عطا کروں گا۔“

۱۶۷۰. الحدیث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: «قال الله تعالى يا بن آدم، إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك، يا ابن آدم لو أتيتني بقراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئاً لأتيتك بقرابها مغفرة».

حدیث کا درجہ: حسن

درجة الحديث: حسن

اجمالی معنی:

یہ حدیث اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت کی وسعت اور اس کے جو دو کرم کی دلیل ہے۔ اس میں ان اسباب کا بیان ہے جن سے آدمی کو مغفرت حاصل ہوتی ہے یعنی دعا اور استغفار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اسباب کو توحید کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص اللہ عزوجل سے اس حال میں ملتا ہے کہ وہ توحید کا اقرار کرنے والا ہوتا ہے، اسے دعا اور استغفار فائدہ دیتے ہیں۔ اور شرک کے ہوتے ہوئے نہ تو دعا نفع بخش ہوتی ہے اور نہ کوئی دوسری چیز۔

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يدل على سعة رحمة الله سبحانه وتعالى وكرمه وجوده، وقد بين فيه الأسباب التي تحصل بها المغفرة للمرء، وهي الدعاء والاستغفار، وعلّق هذين السببين على التوحيد، فمن لقي الله عز وجل موحدًا؛ نفعه الدعاء والاستغفار، ولا ينفع مع الشرك شيء لا دعاء ولا غيره.

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والدارمي

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية

معاني المفردات:

- ما دعوتني : لمغفرة ذنوبك
- ورجوتني : دعوتني والحال أنك ترجو تفضلي عليك، وإجابة دعائك.
- غفرت لك : ذنوبك، أي سترتها عليك ولا أعاقبك بها في الآخرة.
- على ما كان منك : من تكرار المعاصي.
- ولا أبالي : لا أكثر ذنوبك ولا أستكثرها وإن كثرت إذ لا يتعاطمني شيء.
- عنان : سحاب.

- استغفرتني : طلبت مني وقاية شرها مع سترها.
- بقراب الأرض : قُرَاب وقُرَاب أي بقريب ملتها، أو بمثلها.
- لقيتني : مت على الإيمان.
- لا تشرك بي شيئاً : لاعتقادك توحيدى، والتصديق برسلي وبما جاءوا به.

فوائد الحديث:

١. سعة كرم الله تعالى وجوده.
٢. العاصي لا يسلب عنه اسم الإيمان ويكفر، ولا يعطاه على الإطلاق، بل يقال: هو مؤمن عاص، أو مؤمن بإيمانه، فاسق بكبيرته، وعلى هذا يدل الكتاب والسنة، وإجماع سلف الأمة.
٣. بيان معنى لا إله إلا الله: أنه هو إفراد الله بالعبادة، وترك الشرك قليله وكثيره.
٤. حصول المغفرة بهذه الأسباب الثلاثة: الدعاء مع الرجاء، والاستغفار، والتوحيد وهو السبب الأعظم الذي من فقده فقد المغفرة، ومن جاء به فقد جاء بأعظم أسباب المغفرة

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثاً النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ. الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م سنن الدارمي، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٧ سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، ١٩٩٨ م سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (5456)

قال الله تعالى: أنفق يا ابن آدم ينفق عليك

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

۱۶۷۱. الحدیث:

۱۶۷۱. حدیث:

عن أبي هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «قال الله تعالى: أنفق يا ابن آدم ينفق عليك».

ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ابن آدم! خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أنفق ينفق عليك، أي لا تحش الفقر ببذل المال وإخراجه ولا تكن شحيحاً، فأنتك إذا أنفقت على غيرك سوف ينفق الله تعالى عليك، فما عندكم ينفد وما عند الله باق، وهذا الحديث بمعنى قوله تعالى: (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه) فتضمن الحث على الإنفاق في وجوه الخير والتبشير بالخلف من فضل الله تعالى.

خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ یعنی مال خرچ کرنے اور اسے صرف کرنے کی وجہ سے غربت کا اندیشہ نہ کرو اور تنگ دلی نہ دکھاؤ۔ اگر تم کسی پر خرچ کرو گے، تو اللہ تم پر خرچ کرے گا۔ جو تمہارے پاس ہے، وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی رہنے والا ہے۔ اس حدیث کا مضموم وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ہے: (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه) ترجمہ: تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا۔ اس حدیث میں بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب اور اس کے بدلے میں ملنے والے اللہ کے فضل کی خوش خبری پنہال ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أنفق: أنفق المال في وجوه الخير بالطرق المأذون به شرعاً إيماناً واحتساباً.
- ينفق عليك: أي يوسع عليك ويأتيك عوض ما تنفقه ويبارك لك فيه.

فوائد الحديث:

۱. الإنفاق سبب لسعة الرزق.
۲. إعطاء الله لعبده على قدر إعطاء العبد للفقراء والمحتاجين.
۳. خزائن الله مملأى لا تنفذ والمولى كريم لا يمسك خشية الإنفاق.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5805)

اللہ عزوجل نے فرمایا: "عزت میری ازار اور کبریائی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔"

قال الله عز وجل العز إزاري، والكبرياء ردائي، فمن نازعني بشيء منهما عذبتہ

۱۶۷۲. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): "عزت میری ازار اور کبریائی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔"

۱۶۷۲. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - : «العز إزاري، والكبرياء ردائي، فمن نازعني بشيء منهما عذبتہ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

عزت و کبریائی دو ایسی صفات ہیں جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور ان دونوں میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسے آدمی کی چادر اور تہبند جو اس کا لباس ہوتی ہیں ان میں کوئی اس کا شریک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں صفات کو اپنے لئے لازم کر لیا اور انہیں اپنی ان خصوصیات میں سے شمار کیا ہے جن میں کسی کی شرکت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جو بھی عزت و کبریائی کا دعویٰ کرتا ہے وہ گویا اللہ کی مملوکہ چیزوں میں اس سے جھگڑتا ہے اور جو اللہ سے جھگڑتا ہے اسے اللہ عذاب میں جھونک دیتا ہے۔

العزّ والكبرياء صفتان مختصتان بالله لا يشاركه فيهما غيره؛ كما لا يشارك الرجل في رداءه وإزاره اللذين هما لباسا غيرهما، فجعل الله - تعالى - هاتين الصفتين ملازمتين له، ومن خصائصه التي لا تقبل أن يشاركه فيها أحد، فمن ادعى العزة والكبرياء فقد نازع الله في ملكه، ومن نازع الله عذبه.

راوي الحدیث: رواه مسلم وفي لفظه اختلاف يسير الأدب، وهذا لفظ البخاري في الأدب المفرد.

التخریج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- إزاري: الإزار ما يستر أسفل الجسم.
- ردائي: معنى الرداء: ما يستر أعلى الجسم. وهذا من الأحاديث التي تمر كما جاءت عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولا يتعرض لمعناها بتحريف أو تكييف، وإنما يُقال هكذا قال الله تعالى فيما رواه النبي صلى الله عليه وسلم عنه، فمن نازع الله في عزته وأراد أن يتخذ سلطاناً كسلطان الله، أو نازع الله في كبريائه وتكبر على عباد الله، فإن الله يعذبه على ما صنع ونازع الله تعالى فيما يختص به.
- العز: العز: فهو تبارك وتعالى العزيز، وللعز معان، منها: القهر والغلبة والقوة، والعظمة في أسمائه ونوعته وصفاته تبارك وتعالى.
- الكبرياء: أي العلو والعظمة والتعالي والرفعة، فهي كلها من معاني الكبرياء.

فوائد الحدیث:

۱. العزة والكبرياء من صفات الله سبحانه وتعالى.
۲. من عرف عظمة الله تعالى استأصل الكبر من نفسه.
۳. من نازع الله في صفة من صفاته ألقاه في النار.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس - الكويت، الطبعة الأولى، ۱۴۲۴ھ. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة - الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم.

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6107)

قال رجل لأتصدق بصدقة، فخرج بصدقته
فوضعها في يد سارق، فأصبحوا يتحدثون:
تصدق على سارق!

١٦٧٣. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: «قال رجل لأتصدق بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق، فأصبحوا يتحدثون: تُصدق على سارق! فقال: اللهم لك الحمد لأتصدق بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد زانية؛ فأصبحوا يتحدثون: تُصدق الليلة على زانية! فقال: اللهم لك الحمد على زانية! لأتصدق بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد غني، فأصبحوا يتحدثون: تُصدق على غني؟ فقال: اللهم لك الحمد على سارق وعلى زانية وعلى غني! فأتي فقيل له: أما صدقتك على سارق فلعله أن يستعف عن سرقته، وأما الزانية فلعلها تستعف عن زناها، وأما الغني فلعله أن يعتبر فينقى مما أعطاه الله».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي - صلى الله عليه وسلم - بخبر من أخبار الأمم المضية لأخذ العبرة منها فقال ما معناه: خرج رجل ليتصدق، ومعروف أن الصدقة على الفقراء والمساكين، فوقع صدقته في يد سارق فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على سارق، والسارق ينبغي أن يعاقب؛ لأن يعطى وينمي ماله، فقال هذا الرجل المتصدق: الحمد لله؛ لأن الله تعالى محمود على كل حال، ثم خرج هذا الرجل فقال: لأتصدق الليلة، فوقع صدقته في يد امرأة غني تمكّن الناس من الزنا بها، فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على زانية، وهذا شيء لا يقبله العقل ولا الفطرة، فقال:

ایک شخص نے کہا: میں ضرور صدقہ دوں گا، تو وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا

١٦٧٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص نے کہا: میں ضرور صدقہ دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ پھر اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے چور کے ہاتھ میں چلے جانے پر بھی۔ میں اور بھی صدقہ دوں گا۔ چنانچہ (دوسرے دن) وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس نے پھر کہا: اللہ تیرا شکر ہے زانیہ کے ہاتھ میں چلے جانے پر بھی۔ میں پھر صدقہ دوں گا۔ چنانچہ (تیسرے دن) پھر وہ صدقہ کا مال لے کر نکلا اور ایک مال دار شخص کو تمہا آیا۔ پھر صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک مال دار شخص کو صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے، زانیہ، چور اور مال دار کو دے دینے پر بھی۔ چنانچہ اس کے پاس کوئی آیا اور کہا: جہاں تک چور کو تیرے صدقہ کرنے کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ چوری سے باز آجائے۔ جہاں تک زانیہ کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ زنا سے کنارہ کش ہو جائے اور جہاں تک مال دار کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ عزوجل نے اسے جو دولت دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرنے لگے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ہمیں نبی ﷺ نے پچھلی امتوں کے واقعات میں سے یہ واقعہ بتایا؛ تاکہ ہم اس سے عبرت حاصل کریں۔ آپ نے جو کچھ فرمایا، اس کا مضموم یہ ہے کہ ایک آدمی صدقہ دینے کی غرض سے نکلا۔ یہ معروف بات ہے کہ صدقہ فقرا اور مساکین کو دیا جاتا ہے؛ لیکن اس کا صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات میں ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے، جب کہ چور کی سرزنش کا حق دار ہوتا ہے؛ مال و دولت دیے جانے کا نہیں۔ ایسے میں صدقہ دینے والے نے کہا: اللہ تیری تعریف و شکر ہے؛ کیوں کہ ہر حال میں اس کی تعریف و شکر ہونا چاہیے۔ پھر یہ آدمی نکلا اور کہا: آج رات میں صدقہ کروں گا۔ لیکن اس نے ایک بدکار عورت کے ہاتھ میں صدقہ رکھ دیا، جو لوگوں سے زنا کرواتا تھی۔ صبح لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے، جب کہ عقل و فطرت تسلیم نہیں کرتی کہ ایک زانیہ کو صدقہ

دیا جائے۔ اس آدمی نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے۔ پھر اس نے کہا: آج رات صدقہ کروں گا۔ گویا وہ اپنے پہلے اور دوسرے صدقے کو نامقبول سمجھے ہوئے تھا۔ اس نے صدقہ دیا، تو ایک مال دار آدمی کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ جب کہ مال دار آدمی صدقے کا مستحق نہیں ہوتا؛ بلکہ اسے تحفہ تحائف وغیرہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صبح لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج رات ایک مال دار کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے، زانیہ، چور اور مال دار کو دے دینے پر بھی۔ اس کی چاہت تھی کہ اس کا صدقہ کسی پاک باز متعفف فقیر کو ملے؛ لیکن اللہ کی رکھی تقدیر ہو کر رہتی ہے۔ اسے اس امت کے نبی کے ذریعے خبر دی گئی کہ تمہارا صدقہ قبول کر لیا گیا؛ کیوں کہ وہ مخلص تھا اور اس کی نیت اچھی تھی، لیکن اس کی نیت پوری نہ ہو سکی۔ جب کہ ممکن ہے کہ چور صدقہ پانے کے بعد یہ سمجھے کہ میرے لیے یہ مال کافی ہے اور وہ اپنی چوری سے باز آ جائے یہ کہتے ہوئے کہ میرے لیے یہ مال کافی ہے۔ رہی زانیہ تو شاید وہ زنا کاری سے باز آ جائے؛ کیوں کہ بسا اوقات وہ حصول مال کے لیے زنا میں ملوث ہوتی ہے (اللہ بچائے) اور اسے زنا سے روکنے لائق مال حاصل ہو چکا ہے اور رہا مال دار آدمی تو شاید وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ عزوجل نے اسے جو دولت دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرنے لگے۔

الحمد لله، ثم قال لأتصدقن الليلة -وكانه رأى أن صدقته الأولى والثانية لم تقبل - فتصدق فوقع في يد غني، والغني ليس من أهل الصدقة بل من أهل الهدية والهبة وما أشبه ذلك، فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على غني، فقال: الحمد لله، على سارق وعلى زانية وعلى غني. وقد كان يريد أن تقع صدقته في يد فقير متعفف نزيه لكن كان أمر الله قدرا مقدورا، فقيل له بواسطة نبي تلك الأمة: إن صدقاتك الثلاثة قد قبلت؛ لأنه مخلص قد نوى خيرا لكنه لم يتيسر له، وأما السارق فلعله أن يستعف عن السرقة يقول هذا مال يكفيني، وأما البغي فلعلها أن تستعف عن الزنا؛ لأنها ربما كانت تزني والعياذ بالله ابتغاء المال وقد حصل لها ما يكفها عن الزنا، وأما الغني فلعله يعتبر فينفق مما آتاه الله.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قال رجل: أي ممن كان قبل المسلمين.
- فقيل له: أي في المنام.

فوائد الحديث:

١. نية المتصدق إذا كانت صالحة، قبلت صدقته ولو لم تقع الموقع.
٢. بيان فضل صدقة السر، وفضل الإخلاص، واستحباب إعادة الصدقة إذا لم تقع في الموقع.
٣. الحكم للظاهر حتى يتبين سواه.
٤. بيان بركة التسليم، والرضا، وذم التضجر بالقضاء.
٥. استحباب تذكير العصاة ودعوتهم للحق؛ فلعلهم يعتبرون ويتوبون.
٦. في الحديث دلالة على أن الصدقة كانت عند من قبلنا مختصة بأهل الحاجة من أهل الخير.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ١٤٢٢ هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. تطريز رياض الصالحين، لفصيل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا وہ اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے کہا: پھر تو وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقي أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: لا، قال: أفيلتزمه ويُقبَلُهُ؟ قال: لا، قال: فيأخذ بيده ويصافحه؟ قال: نعم.

۱۶۷۴. حدیث:

۱۶۷۴. الحدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی جب اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا وہ اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں!"۔ اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں!" اس نے کہا: تو پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!" (بس اتنا ہی کافی ہے)۔

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رجل: يا رسول الله، الرجل منا يلقي أخاه، أو صديقه، أينحني له؟ قال: «لا». قال: أفيلتزمه ويُقبَلُهُ؟ قال: «لا» قال: فيأخذ بيده ويصافحه؟ قال: «نعم».

حدیث کا درجہ: حسن

درجة الحديث: حسن

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

انسان کے اپنے (مسلمان) بھائی سے ملاقات کے وقت جھکنے کے متعلق نبی ﷺ سے سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: اس کے لیے جھکا نہیں جائے گا۔ پوچھنے والے نے کہا: کیا جھکنے کی بجائے اس سے چمٹ جائے اور مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر سائل نے پوچھا: کیا مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

سئل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الانحناء عند لقاء المرء أخاه، قال: لا ينحني له، قال السائل: أبيضمه إليه ويعانقه ولا ينحني له؟ قال: لا، قال السائل: هل يصافحه؟ قال: نعم.

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ينحني: من الانحناء على هيئة الركوع.
- يلتزمه: يعتنقه ويضمه إلى نفسه.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن الانحناء عند اللقاء.
۲. مشروعية المصافحة، وأنها تكون باليد.
۳. الالتزام وهو المعانقة لا تشرع إلا في مواطن استثنائها الشرع.
۴. وجوب السؤال عن الحكم الشرعي لمن جهله، وخشي الوقوع في المحذور.
۵. ينبغي على العالم أن لا يضجر من كثرة سؤال الناس عن الأحكام الشرعية، ولو تكرر السؤال في حكم واحد.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباق، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سلسلة

الأحاديث الصحيحة، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند، للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6108)

قد أفلح من أسلم وكان رزقه كفافاً وقنعه الله بما آتاه

وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اسے بقدر کفایت رزق مل گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قناعت دے دی۔

۱۶۷۵. الحدیث:

۱۶۷۵. حدیث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص - رضي الله عنه - مرفوعاً: «قد أفلح من أسلم وكان رزقه كفافاً وقنعه الله بما آتاه». وعن أبي محمد فضالة بن عبید الأنصاري رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «طوبى لمن هُدي للإسلام، وكان عيشه كفافاً وقنع».

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اسے بقدر کفایت رزق مل گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قناعت دے دی“۔ ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جسے اسلام کی طرف ہدایت دی گئی اور جس کی روزی بقدر کفایت تھی اور وہ اس پر قانع ہو گیا“۔

حدیث ابن عمرو رضي الله

عنهما: صحيح حديث فضالة

درجة الحديث: رضي الله عنه: صحيح "صحيح

الجامع الصغير" (۱/ ۲۵۳

رقم ۱۱۳۸)

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

طوبى - وهي شجرة في الجنة، وهي بشرى - لمن وفق للإسلام، وكان عيشه بقدر كفايته لا يشغله ولا يطمعه، فمن تمام النعمة أن يرزقك الله ما يكفيك ويمنعك ما يطمعك.

جسے اسلام قبول کرنے کی توفیق مل گئی، اور اس کا رزق بقدر کفایت ہو باقیں طور کہ اس نے نہ تو اسے (اللہ سے) بے گانہ کیا اور نہ ہی اسے سرکش بنایا اس کے لیے طوبی ہے۔ طوبی جنت میں موجود ایک درخت ہے۔ اس سے مراد خوش خبری ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے کامل احسان ہے کہ وہ آپ کو اتنا دے جو آپ کے لیے کافی ہو جائے اور جو رزق آپ کی سرکشی کا باعث ہو سکتا تھا اسے آپ کو نہ دے۔

راوي الحديث: حديث ابن عمرو رضي الله عنهما: رواه مسلم حديث فضالة بن عبید رضي الله عنه: رواه الترمذي وأحمد

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص وأبو محمد فضالة بن عبید الأنصاري رضي الله عنهم.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- طوبى: فُعلی من الطيب وهي شجرة في الجنة.
- هُدي: أرشد ووفق.
- كفافاً: أي: يكفي.
- وقنع: أي: رضي بما عنده.

فوائد الحديث:

۱. سعادة المرء في كمال دينه وكفاف عيشه وقناعته بما آتاه الله.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تأليف: أبو عبد الله أحمد بن حنبل الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد وآخرون، الناشر: دار الرسالة، ط ۱ عام ۱۴۲۱هـ. الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي، عام ۱۹۹۸م. بهجة الناظرين شرح

رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. فيض القدير شرح الجامع الصغير، تأليف: زين الدين محمد المناوي القاهري، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى، ط ١ عام ١٣٥٦هـ. تحفة الأحمدي بشرح جامع الترمذي، تأليف: أبو العلا محمد عبدالرحمن المباركفوري، الناشر: دار الكتب العلمية.

الرقم الموحد: (5814)

قد سمعت صوت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ضعيفا أعرِف فيه الجُوع، فهل عندك من شيء؟ فقالت: نعم

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں۔ تو کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں

۱۶۷۶. الحديث:

۱۶۷۶. حدیث:

عن أنس قال: قال أبو طلحة لأم سليم: قد سمعت صوت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ضعيفا أعرِف فيه الجُوع، فهل عندك من شيء؟ فقالت: نعم، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَقَّتِ الْخُبْزَ بَبْعُضِهِ، ثُمَّ دَسَّتُهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بَبْعُضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلْتَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «أَرْسَلَكِ أَبُو طَلْحَةَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «أَلِطْعَامُ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «قَوْمُوا» فَانْطَلَقُوا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سَلِيمَ، قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - بِالنَّاسِ وَبِلسِ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «هَلْ لِي مَا عِنْدَكَ يَا أُمَّ سَلِيمَ» فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - فَقُتَّتْ، وَعَصَّرَتْ عَلَيْهِ أُمَّ سَلِيمٌ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: «أُذِنَ لِعَشْرَةٍ» فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: «أُذِنَ لِعَشْرَةٍ» فَأَذِنَ لَهُمْ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشْرَةَ، وَيَخْرُجُ عَشْرَةَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ، فَأَكَلَ حَتَّى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِينَ أَكَلُوا مِنْهَا. وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَكَلُوا عَشْرَةَ عَشْرَةَ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بَثْمَانِينَ رَجُلًا، ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ - صلى الله عليه وسلم - بَعْدَ ذَلِكَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم (انس کی والدہ) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں۔ تو کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہاں ہے۔ یہ کہہ کر ام سلیم نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنا دوپٹا لیا اور اس کے ایک کنارے میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور اس دوپٹے کا کچھ حصہ میرے اوپر لپیٹ دیا، اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں اسے لے کر گیا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے۔ میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر دریافت کیا: ”کیا کھانے لیے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تمام لوگوں سے) فرمایا کہ ”اٹھو۔“ پس سب لوگ چل دیے اور میں ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ ابو طلحہ کے پاس پہنچ کر خبر دی تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے پاس تشریف لارہے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم ان (سب) کو کھلا سکیں۔ ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر نکل کر چلے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔“ ام سلیم وہی روٹیاں جو ان کے پاس تھیں لے آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کو توڑا گیا اور ام سلیم نے ان پر گھی کی کپتی نچوڑ دی جس نے ان کو سالن بنا دیا (یعنی وہ سالن کا کام دیا)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ نے چاہا، اس میں پڑھا (یعنی خیر و برکت کی دعا کی) اور فرمایا: ”دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔“ چنانچہ ابو طلحہ نے انہیں اجازت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا: ”دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔“ ابو طلحہ نے اجازت دی۔ انہوں نے بھی کھانا

وأهل البيت، وتركوا سُورًا. وفي رواية: ثم أفضَلُوا ما بَلَّغُوا حِيرَانَهُمْ. وفي رواية عن أنس، قال: جئت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يومًا، فوجدته جالسًا مع أصحابه، وقد عَصَبَ بَطْنَهُ، بِعَصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: لِمَ عَصَبَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بَطْنَهُ؟ فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سَلِيمِ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَصَبَ بَطْنَهُ بِعَصَابَةٍ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: مِنَ الْجُوعِ. فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى أُمِّي، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِي كِسْرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمْرَاتٍ، فَإِنْ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَحْدَهُ أَشْبَعَنَاهُ، وَإِنْ جَاءَ آخِرَ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ... وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ یہ سب ستر یا اسی آدمی تھے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں ہے کہ دس دس لوگ داخل ہوتے رہے اور نکلتے رہے یہاں تک کہ کوئی نہیں بچا جو داخل ہو کر پیٹ بھر کھانا نہ کھایا ہو۔ پھر اس کھانے کو اٹھا کیا گیا تو وہ ویسے ہی باقی تھا جیسے شروع میں تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دس دس کر کے اسی لوگوں نے کھایا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) بچا ہوا کھانا چھوڑا۔ ایک روایت میں ہے: پھر انہوں نے اتنا کھانا بچا دیا کہ وہ پڑوسیوں کو بھی پہنچایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ بھوک کی وجہ سے، تو میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا جو کہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے اور ان سے عرض کیا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھی ہوئی ہے، میں نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس پٹی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا: جی ہاں، میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اکیلے تشریف لائیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیراب کر دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگ بھی آئے گا تو ان کے لیے کم پڑ جائے گا... پھر پوری حدیث ذکر کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنى هذا الحديث: أنه عليه الصلاة والسلام قد اشتد به الجوع، فَعَلِمَ أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِحَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خِلَالِ ضَعْفِ صَوْتِهِ فَأَخْبَرَ زَوْجَتَهُ أُمَّ سَلِيمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، بِحَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهَا: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، أَيُّ عِنْدَنَا مَا نَسُدُّ بِهِ جُوعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بھوک کی حالت میں تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کمزور آواز سن کر حالت سے باخبر ہو گئے۔ چنانچہ اپنی بیوی ام سلیم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتلایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کچھ ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہاں، یعنی ہمارے پاس ایسی چیز ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک مٹ جائے گی، پھر جو کی روٹی کے چند ٹکڑے نکالے، پھر اپنا دوپٹا لیا اور اس کے ایک کنارے میں ان روٹیوں کو پلٹ کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے کے نیچے چھپا دیا

اور باقی دو پٹے کو ان کے اوپر بطور چادر ڈال دیا تاکہ ڈھک جائے۔ جب انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما پایا۔ پس میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ (وہ کہتے ہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر دریافت کیا: "کیا کھانے کے لیے؟" یعنی کیا ابو طلحہ نے تم کو ہمیں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ انس رضی اللہ عنہ آپ کو کھانا نہیں دے سکے کیونکہ کئی صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ آپ کی عادت مبارکہ سے واقف تھے کہ آپ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں پر ترجیح نہیں دیتے ہیں۔ اس لیے انس رضی اللہ عنہ کے لیے "ہاں" کہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ انھوں نے آپ کی دعوت کا اظہار کیا تاکہ ان کے ساتھ تنہا ابو طلحہ کے گھر چلے جائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلانے کا مقصد حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو چلو۔ پس سب لوگ چل دیے۔ انس رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے آگے آگے چلے۔ ایک روایت میں ہے: میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آنے والے لوگوں کی کثرت سے غمزدہ تھا۔ انس کہتے ہیں: یہاں تک کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں خبردار کیا۔ تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لارہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم ان (سب) کو کھلا سکیں۔ اس پر ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے معاملہ اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کر دیا، گویا ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تاکہ کھانے کی زیادتی میں آپ کی کرامت ظاہر ہو، یہ ان کی عقل مندی اور زیرکی ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (استقبال کے لیے) گھر سے باہر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔" ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں، جسے ام سلیم نے بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ابو طلحہ نے کہا کہ صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ اس میں برکت دے گا۔" ایک اور روایت میں ہے کہ ابو طلحہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے انس کو صرف آپ کو بلانے کے لیے بھیجا تھا کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان تمام حاضرین کو آسودہ کر سکے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گھر میں داخل ہو،

أخذت خمارا لها فآلفت الخبز ببعضه، وجعلته تحت ثوب أنس رضي الله عنه وأخذت باقي الخمار وجعلته رداء عليه لتستره. فلما قدم أنس على النبي صلى الله عليه وسلم وجده بين أصحابه، فقام عليهم، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أرسلك أبو طلحة؟" فقلت: نعم، فقال: "ألطعام؟" أي: هل أرسلك لأجل طعام تدعوننا له؟ فقلت: نعم. لم يستطع أنس رضي الله عنه أن يدفع الطعام إلى النبي صلى الله عليه وسلم؛ لكثرة من عنده من الصحابة ولعلمه أن النبي صلى الله عليه وسلم من عادته ألا يؤثر نفسه على أصحابه، فما كان منه إلا أن قال له: نعم. فأظهر له الدعوة ليقوم معه وحده إلى بيت أبي طلحة، فيحصل المقصود من إطعامه. فعند ذلك: قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه: "قوموا". فأنطلقوا قال أنس: فأنطلقت بين أيديهم، وفي رواية: وأنا حزين لكثرة من جاء معه. قال: حتى جئت أبا طلحة وأخبرته، فقال أبو طلحة: يا أم سليم، قد جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس وليس عندنا ما نطعمهم؟ فقالت: الله ورسوله أعلم. فأم سليم رضي الله عنها أرجعت الأمر إلى الله وإلى رسوله، كأنها عرفت أنه عليه الصلاة والسلام فعل ذلك عمداً لتظهر له الكرامة في تكثير الطعام وهذا من فطنتها ورجحان عقلها، فانطلق أبو طلحة حتى لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم معه حتى دخلا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هلمّي" وفي رواية: فاستقبله أبو طلحة فقال يا رسول الله ما عندنا إلا قرص عملته أم سليم. وفي رواية: فقال أبو طلحة: إنما هو قرص فقال: "إن الله سيبارك فيه" وفي رواية فقال أبو طلحة: يا رسول الله إنما أرسلت أنسا يدعوك وحدك ولم يكن عندنا ما يُشبع من أرى فقال: "ادخل فإن الله سيبارك فيما عندك" فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت أبي طلحة قال: "هلمّي ما عندك يا أم سليم" فأتت بذلك الخبز، فأمر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ففتت، وعصرت عليه أم سليم ما خرج من العكّة من

جو کچھ تمہارے پاس ہے یقیناً اللہ اس میں برکت دے گا۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: "ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔" ام سلیم وہی روٹیاں جو ان کے پاس تھیں لے آئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کو ریزہ ریزہ کیا گیا اور ام سلیم نے کپتی میں سے گھی نچوڑا جو ان ٹکڑوں کے لیے سالن ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ نے چاہا، اس میں پڑھا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس تھوڑے سے کھانے میں برکت نازل کر دے۔ ایک روایت میں ہے: چنانچہ میں اس کو لے کر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بندھن کو کھولا، پھر کہا: "بسم اللہ اللهم أعظم فیها البرکة" (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ تو اس میں برکت کو زیادہ کر دے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔" چنانچہ ابو طلحہ نے انہیں اجازت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا: "دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔" ابو طلحہ نے اجازت دی۔ انہوں نے بھی کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ یہ سب ستریا اتنی آدمی تھے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں ہے کہ دس دس لوگ داخل ہوتے رہے اور نکلتے رہے یہاں تک کہ کوئی نہیں بچا جو داخل ہو کر پیٹ بھر کھانا نہ کھایا ہو۔ پھر اس کھانے کو اکٹھا کیا گیا تو وہ ویسے ہی باقی تھا جیسے شروع میں تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دس دس کر کے اتنی لوگوں نے کھایا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) بچا ہوا کھانا چھوڑا۔ ایک روایت میں ہے: پھر انہوں نے اتنا کھانا بچا دیا کہ وہ پڑوسیوں کو بھی پہنچایا۔

سَمَّنِ إِدَامًا لِلْمَفْتُوتِ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ يَعْنِي: دَعَا بَأَنْ اللَّهُ تَعَالَى يَبَارِكُ فِي هَذَا الطَّعَامِ الْقَلِيلِ، وَفِي رَوَايَةٍ: "فَجِئْتُ بِهَا فَفَتَحَ رِبَاطَهَا ثُمَّ قَالَ: "بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَعْظِمْ فِيهَا الْبَرَكَةَ" ثُمَّ قَالَ: "أَثَدُّنْ لِعَشْرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: "أَثَدُّنْ لِعَشْرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشْرَةَ، وَيَخْرُجُ عَشْرَةَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ، فَأَكَلَ حَتَّى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلَهَا حِينَ أَكَلُوا مِنْهَا. وَفِي رَوَايَةٍ: فَأَكَلُوا عَشْرَةَ عَشْرَةَ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا، ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَهْلَ الْبَيْتِ، وَتَرَكَوْا سُورًا. وَفِي رَوَايَةٍ: ثُمَّ أَفْضَلُوا مَا بَلَّغُوا جِيرَانَهُمْ.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خَمَارٌ: ثوبٌ تغطي به المرأة رأسها.
- دَسَّئُهُ: أَحْفَتُهُ.
- وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ: لَقَّتْ الْخَبْزَ بِبَعْضِ الْخِمَارِ وَلَقَّتْ أَنْسًا بِبَاقِيهِ.
- هَلَمِّي: أَحْضِرِي مَا عِنْدَكَ.
- الْعُكَّةُ: إِنَاءٌ مِنْ جِلْدٍ مُسْتَدِيرٍ يُجْعَلُ فِيهِ السَّمْنُ غَالِبًا وَالْعَسَلُ.
- فَأَدَمْتُهُ: جَعَلْتُ فِيهِ إِدَامًا.
- هَيَّأَهَا: جَمَعَهَا بَعْدَ الْأَكْلِ.
- مِثْلُهَا: عَلَى حَالَتِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْكُلُوا مِنْهَا.
- تَرَكَوْا سُورًا: بَقِيَّةٌ.
- أَفْضَلُوا: أَبْقَوْا، وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: فَبَقِيَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهَا لِجِيرَانِنَا.
- مَا بَلَّغُوا جِيرَانَهُمْ: أَوْصَلَوْهُ هَدِيَّةً إِلَيْهِمْ.

- عَصَبَ بَطْنَهُ : شَدَّ عَلَى بَطْنِهِ.
- العُصَابَةُ : الحِرْفَةُ التي توضع على البَطْن من الجوع.
- كَسَرَ : قَطَعَ، جمع كسرة.
- البركة : النماء والزيادة والسعادة.
- أقرصا : جمع قرص، قطع من العجين أو الخبز.

فوائد الحديث:

- 1- تأييد الله لنبيه بالآيات والمعجزات.
- 2- جواز العمل بالفراسة والقرائن حيث استدل أبو طلحة من ضعف صوته صلى الله عليه وسلم على شدة الجوع.
- 3- جواز الدعوة إلى الطعام في المسجد، وكذلك الإجابة منه.
- 4- جلوس العالم لأصحابه في المسجد لإفادتهم.
- 5- جواز الدعوة إلى الطعام وإن لم يكن وليمة.
- 6- جواز استدعاء العدد الكثير إلى الطعام القليل.
- 7- إذا علم المدعو أن الداعي لا يكره أن يحضر معه غيره فلا بأس بإحضاره معه.
- 8- اعتناء الصحابة بأحوال رسول الله صلى الله عليه وسلم.
- 9- جواز الأكل حتى الشبع، ففي الحديث: (فأكلوا حتى شبعوا).
- 10- جواز إدخال الضيوف عشرة عشرة إذا احتيج إلى ذلك لضيق الطعام أو مكان الجلوس عليهم.
- 11- صبر النبي صلى الله عليه وسلم؛ فإنه كان يجوع حتى يربط على بطنه ولا يسأل أحدا.
- 12- ما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه من الفقر والشدة.
- 13- جواز الأكل من سُور الآخرين.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر.

الرقم الموحد: (6613)

قصة عائشة - رضي الله عنها-، مع عبد الله بن الزبير - رضي الله عنهما- في الهجر والنذر

ترک تعلق اور نذر کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (ہونے والے) واقعہ کا (بیان)

۱۶۷۷. الحديث:

۱۶۷۷. حدیث:

عن عوف بن مالك -أو: ابن الحارث- بن الطفيل أن عائشة -رضي الله عنها-، حَدَّثَتْ أن عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما-، قال في بيع أو عطاء أعطته عائشة رضي الله تعالى عنها: والله لَتَنْتَهَيَنَّ عائشة أو لأَحْجُرَنَّ عليها، قالت: أهو قال هذا؟ قالوا: نعم. قالت: هو لله علي نَذْرٌ أن لا أكلم ابن الزبير أبداً. فاستشفع ابن الزبير إليها حين طالت الهجرة. فقالت: لا، والله لا أشق فيهِ أبداً، ولا أَتَحْتُّ إلى نذري. فلما طال ذلك على ابن الزبير كلم المِسْوَرُ بِنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن الأسود بن عبد يَعُوْثٍ وقال لهما: أَنْشُدْكُمَا الله لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي على عائشة -رضي الله عنها-، فَإِنهَا لَا يَجِلُّ لَهَا أن تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فأقبل به المِسْوَرُ وعبد الرحمن حتى استأذنا على عائشة فقالا: السلام عليك ورحمة الله وبركاته، أندخل؟ قالت عائشة: ادخلوا. قالوا: كلنا؟ قالت: نعم ادخلوا كلكم، ولا تعلم أن معهما ابن الزبير، فلما دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب فاعتنق عائشة -رضي الله عنها-، وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَبِكِي، وَطَفِقَ المِسْوَرُ، وعبد الرحمن يُنَاشِدَانِيهَا إِلَّا كَلِمَتُهُ وَقِيلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَان: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عما قد علمت من الهجرة؛ ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، فلما أكثروا على عائشة من التذكرة والتحريج، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي، وتقول: إني نَذَرْتُ والنذر شديدٌ. فلم يزالا بها حتى كلمت ابن الزبير، وأعتقت في نذرهما ذلك أربعين رقبة، وكانت تُذَكِّرُ نَذْرَهَا بعد ذلك فتبكي حتى تَبَلَّ دموعها خمراًها.

عوف بن مالک -یا ابن حارث- بن طفیل سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا گیا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس بیع اور عطیہ کے بارے میں فرمایا، جسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیے، نہیں تو اللہ کی قسم میں انھیں مال میں تصرف سے روک دوں گا۔ ام المؤمنین نے کہا: کیا واقعی اس نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں! فرمایا: میں اللہ کے نام پر منت مانتی ہوں کہ ابن زبیر سے کبھی کوئی بات نہیں کروں گی! اس کے بعد جب ان کے قطع تعلق پر عرصہ گزر گیا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے ان سے سفارش کی گئی (کہ انھیں معاف فرمادیں)، ام المؤمنین نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں قبول کروں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے لبا ہو گیا، تو انھوں نے مسور بن مخزوم اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث سے اس سلسلے میں بات کی اور ان دونوں سے کہا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل کرادو؛ کیوں کہ ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی نذر مانیں۔ چنانچہ مسور اور عبد الرحمن دونوں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا: "السلام عليك ورحمة الله وبركاته"، کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آ جاؤ۔ انھوں نے عرض کیا: ہم سب؟ کہا: ہاں، سب آ جاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے، تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے لپٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ معاف کر دیں، یہ ام المؤمنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبد الرحمن بھی ام المؤمنین کو ابن زبیر سے بات کرنے اور ان کی معذرت قبول کرنے کے لیے قسمیں دیتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کلامی سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی جائز نہیں ہے۔ جب دونوں نے بار بار یاد دلایا تو ام المؤمنین بھی انھیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ سخت ہے! لیکن یہ لوگ برابر کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبد اللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہما سے بات کر لی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کیے۔ اس کے بعد جب بھی آپ اپنی یہ نذر یاد کرتیں، تو رونے لگتیں، یہاں تک کہ آنسو آپ کے دوپٹے کو تر کر دیتے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کافی کچھ عطیہ و صدقہ کیا ہے۔ انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ عطیہ بہت زیادہ نظر آیا، اس لیے کہا: اگر وہ باز نہیں آئیں، تو میں انہیں مال میں تصرف کرنے سے روک دوں گا۔ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہت سخت بات تھی؛ کیوں کہ وہ ان کی خالہ تھیں اور عقل و فکر، حلم و بردباری اور حکمت و دانش والی تھیں؛ اس لیے ان کے بارے میں ایسی بات کہنا مناسب نہیں تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی۔ انہیں بتانے کا کام غیبت کرنے والوں اور چغل خوری کے ذریعے آپس میں فساد پھیلانے والوں نے کیا۔ جب یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی، تو انہوں نے ان سے ہمیشہ نہ بات کرنے کی قسم کھالی۔ انہوں نے اپنے بھانجے پر شدید ناراضگی کی وجہ سے کیا۔ انہوں نے قطع تعلق بھی کر لیا۔ ظاہر سی بات ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنے بھانجے سے ترک تعلق اختیار کرنا، ابن زبیر پر بہت سخت گزرے گا۔ چنانچہ وہ انہیں راضی کرنے کی کوشش کرنے لگے؛ لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے عزم پر قائم رہیں۔ کیوں کہ وہ نذر کو بہت اہم جانتی تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسا تھیوں کو اپنا سفارشی بنایا۔ ان دونوں نے ام المؤمنین کے ساتھ حیلہ کا راستہ اختیار کیا، جو بجا بھی تھا؛ کیوں کہ اس کا نیک مقصد تھا۔ اصلاح بین الناس کا مقصد۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی؛ چنانچہ سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب انہوں نے داخل ہونے کی اجازت دے دی، تو دونوں نے کہا: ہم داخل ہو جائیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں! ان لوگوں نے کہا: ہم سب؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سب لوگ! عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہیں تھا کہ عبد اللہ بن زبیر بھی ان دونوں کے ساتھ ہیں۔ پھر بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کیا تمہارے ساتھ عبد اللہ بن زبیر ہیں؟ انہوں نے کوئی تفصیل نہیں طلب کی؛ بلکہ عام بات کہہ دی کہ تم سب داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو ان پر امہات المؤمنین کا حجاب تھا۔ یعنی ایک ایسا پردہ جس سے امہات المؤمنین پردہ فرمایا کرتی تھیں؛ تاکہ لوگ انہیں دیکھ نہ پائیں، وہ عام عورتوں والا حجاب نہیں تھا؛ کیوں کہ عام عورتوں کے حجاب میں چہرہ اور جسم کو ڈھاکنا ہوتا ہے، لیکن یہ حجاب ایسا تھا جو لوگوں اور امہات المؤمنین کے درمیان

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

سمع عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- أن عائشة -رضي الله عنها- تبرعت وأعطت عطايا كثيرة، فاستكثر ذلك منها وقال: لئن لم تنته لأمنعها من التصرف في مالها. وهذه كلمة شديدة بالنسبة لأم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-؛ لأنها خالته وعندها من الرأي والعلم والحلم والحكمة ما لا ينبغي أن يقال فيها ذلك القول، فسمعت -رضي الله عنها- بذلك وأخبرت به أخبرها بذلك الواشون الذين يشون بين الناس ويفسدون بينهم بالنميمة، فلما وصلت هذه الكلمة إلى عائشة نذرت -رضي الله عنها- ألا تكلمه أبداً؛ وذلك لشدة ما حصل لها من الانفعال على ابن أختها، وهجرته، ومن المعلوم أن هجر أم المؤمنين -رضي الله عنها- لابن أختها سيكون شديداً عليه، فحاول أن يسترضيها، ولكنها صممت لأنها ترى أن النذر شديد، فاستشفع إليها برجلين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وقَعلا حيلةً بأم المؤمنين لكنها حيلة حسنة؛ لأنها أدت إلى مطلوب حسن، وهو الإصلاح بين الناس، فاستأذنا على عائشة -رضي الله عنها- فسلما عليها، ثم استأذناها في الدخول فقالا: ندخل. قالت: نعم. قالوا: كلنا. قالت: كلكم. ولم تعلم أن عبد الله بن الزبير معهما، لكنها لم تقل هل معكم عبد الله بن الزبير، فلم تستفصل وأتت بقول عام: ادخلوا كلكم، فدخلوا فلما دخلوا عليها وإذا عليها حجاب أمهات المؤمنين وهو عبارة عن ستر تستتر به أمهات المؤمنين لا يراهن الناس، وهو غير الحجاب الذي يكون لعامة النساء؛ لأن الحجاب الذي لعامة النساء هو تغطية الوجه والبدن، ولكن هذا حجاب يكون

حاجب اور حائل ہوا کرتا تھا۔ جب وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے، تو عبد اللہ بن زبیر پر دے کے اندر داخل ہو گئے؛ کیوں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ اس طرح وہ ان کے محارم میں سے تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین کی طرف متوجہ ہوئے، انھیں بوسہ دینے لگے، رونے لگے، اللہ کا واسطہ دے کر قطع کلامی سے ڈرانے لگے اور کہنے لگے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نذر کا معاملہ سخت ہے۔ پھر ان دونوں نے انھیں اس قطع کلامی سے، جس کا انھوں نے پختہ عزم کر رکھا تھا، رجوع کرنے پر آمادہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی، جس میں ہے کہ کسی مومن کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مطمئن ہو گئیں اور رونے لگیں اور عبد اللہ بن زبیر سے بات چیت شروع کر دیں۔ لیکن یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو کافی عمگین کرتی رہی۔ چنانچہ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد کرتیں، رونے لگتیں۔ کیوں کہ یہ بات بہت سخت تھی۔ اس نذر کی بنا پر انھوں نے چالیس غلام آزاد کیے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی گردن کو جہنم سے آزاد کر دے۔ ان کا یہ عمل مزید تقویٰ و پرہیزگاری کے طور پر تھا؛ ورنہ واجب تو ایک ہی گردن آزاد کرنا تھا۔

حاجبًا وحائلا بين أمهات المؤمنين والناس، فلما دخلا البيت دخل عبد الله بن الزبير الحجاب لأنه ابن أختها فهي من محارمه، فأكب عليها يقبلها ويبيكي ويناشدها الله - عز وجل - ويحذرهما من القطيعة ويبين لها أن هذا لا يجوز؛ لكنها قالت النذر شديد ثم إن الرجلين أفنعاها بالعدول عما صممت عليه من الهجر وذكرها بحديث النبي - صلى الله عليه وسلم - أنه لا يجلب للمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاث حتى اقتنعت وبكت وكلمت عبد الله بن الزبير، ولكن هذا الأمر أهمها جدًا، فكانت كلما ذكرت بكت - رضي الله عنها -؛ لأنه شديد، وقد أعتقت أربعين عبدًا من أجل هذا النذر ليعتق الله - تعالى - رقبتها من النار، وذلك من مزيد ورعها، وإلا فالواجب رقبة واحدة.

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عوف بن مالك بن الطفيل - رحمه الله -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لأحجرن عليها: لأمنعها من التصرف في مالها.
- لا أشفع فيه أبدًا: لا أقبل شفاعته أحد له.
- لا أتحنث إلى نذري: لا أكتسب الإثم بسبب الحنث في نذري.
- أنشدكما الله: أسألكما مقسمًا عليكما بالله - تعالى -.
- طفق: أخذ.
- يناشدها: يسألها.

فوائد الحديث:

۱. جواز الهجر إذا كان لله - تعالى -، ويحرم فوق ثلاث ليال إذا كان لأمر دنيوي وحظ نفسي.
۲. بيان كيفية الاستئذان وأدبه في قوله: السلام عليك ورحمة الله وبركاته، أندخل؟
۳. جواز اصطحاب ضيف زائر فإن أذن له بالدخول دخل وإن لم يؤذن له رجوع.
۴. المؤمنون إخوة؛ فينبغي الإصلاح بين المتخاصمين منهم.
۵. من نذر فرأى غيره أفضل منه، فليأت الذي هو خير، وليكفر عن يمينه.
۶. جواز الحيل إذا لم تصل إلى شيء محرم؛ لأن عائشة - رضي الله عنها - تحيل عليها الرجلان في الدخول عليها ومعها عبد الله بن الزبير، للإصلاح بينهم.
۷. رقة قلوب الصحابة وسرعة بكائهم - رضي الله عنهم - من خشية الله - عز وجل - وهذا دليل على لبن القلب وخشيته لله.
۸. قوة إيمان أمهات المؤمنين وحرصهن على العتق من النار والبراءة من العذاب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8409)

قل لا إله إلا الله وحده لا شريك له الله أكبر كبيراً

١٦٧٨. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص - رضي الله عنه - قال: جاء أعرابي إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: عَلَّمَنِي كَلَامًا أَقُولُهُ. قال: «قل: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، الله أكبر كبيراً، والحمد لله كثيراً، وسبحان الله رب العالمين، ولا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم» قال: فهؤلاء لربي، فما لي؟ قال: «قل: اللَّهُمَّ اغفر لي وارحمني واهدني وارزقني».

یہ پڑھا کرو: "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیراً"

١٦٧٨. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کلام سکھائیے، جسے میں پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا: "یہ کہا کرو: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَأَنَّ لِلَّهِ كَثِيرًا مِّنَ الْعَالَمِينَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" (اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ بڑائی میں سب سے بڑا ہے اور بے حد و حساب تعریف اللہ کی ہے، اللہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے، جو کہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی کے کام کرنے کی طاقت اللہ ہی سے مل سکتی ہے، جو غالب حکمت والا ہے) اس شخص نے کہا: ان سب کلمات کا تعلق تو میرے رب سے ہے، میرے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کہو: "اللَّهُمَّ اغفر لي وارحمني واهدني وارزقني" (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما)۔

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

ایک اعرابی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "مجھے ایسا کلام" یعنی ذکر "سکھادیجیے، جسے میں پڑھتا رہوں" یعنی جسے میں بطور ورد کسی بھی وقت پڑھتا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذکر پڑھا کرو: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ "آغاز توحید کی گواہی سے فرمایا۔ اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ "اللہ اکبر" یعنی وہ ذات ہر چیز سے بڑی ہے۔ "کبیراً" یہ لفظ تکبیر کے معنی میں مزید تاکید و زور پیدا کرنے کے مقصد سے لایا گیا ہے یا پھر یہ حال بھی ہو سکتا ہے، جو تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔ "والحمد للہ کثیراً" یعنی میں اس کی بے پناہ حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔ "وسبحان اللہ رب العالمین" یعنی تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ اور آپ ﷺ کے قول "لا حول ولا قوة إلا باللہ العزیز الحکیم" یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے کی طاقت و قوت کسی میں نہیں مگر یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حکمت شامل ہو جائے۔ اعرابی نے کہا: "فولاء" یعنی یہ کلمات۔ "لربي" یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے وضع ہوئے ہیں۔ "فما لي؟" یعنی میری ذات کی خاطر مانگنے کے لیے کون سی دعا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دعاء پڑھو: "اللهم اغفر لي وارحمني وارزقني" یعنی میری خطاؤں اور لغزشوں کو مٹا کر۔ "وارحمني" میری تمام حرکات و سکنات میں طاعتوں و فرماں برداریوں کی توفیق عطا کر کے۔

جاء أعرابي إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: "علمني كلاماً، أي: ذكراً،" أقوله"، أي: أذكره ورداً في أي وقت" قال: قل: لا إله إلا الله وحده لا شريك له،" بدأ بشهادة التوحيد، ومعناها لا معبود بحق إلا الله "الله أكبر"، أي: من كل شيء، "كبيراً"، توكيد للتكبير: كبرت كبيراً أو يمجوز أن يكون حالاً مؤكدة، "والحمد لله كثيراً"، أي: حمداً كثيراً، "وسبحان الله رب العالمين"، أي: جميع الخلائق، وقوله: "لا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم" أي لا تحول من حال إلى حال إلا بتوفيق من الله وحكمته، "قال الأعرابي، "فهؤلاء"، أي: الكلمات، "لربي"، أي: موضوعة لذكره تعالى وتعظيمه "فما لي؟"، أي: من الدعاء لنفسي، "فقال: قل: اللَّهُمَّ اغفر لي"، أي: بمحو السيئات، "وارحمني"، أي: بتوفيق الطاعات في الحركات والسكنات، "واهدني"، أي: لأحسن الأحوال، "وارزقني"، أي: المال الحلال والصحة وكل خير.

"واہدنی" یعنی بہتر احوال کی طرف۔ "وارزقنی" یعنی حلال مال و دولت، صحت و تندرستی اور ہر قسم کی خیر و بھلائی سے نواز دے۔

راوی الحدیث: رواہ مسلم.

التخریج: سعد بن ابی وقاص - رضی اللہ عنہ -

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین.

معانی المفردات:

- أعرابي: هو ساكن البادية عربياً كان أو لا.
- فهؤلاء لربي: الجمل السابقة لربي لما فيها من الثناء عليه سبحانه مع إثبات الوجدانية له دون غيره بالجملة الأولى، وتنزيهه عما لا يليق به بالجملتين الأخيرتين.
- فمالي؟: فأى شيء أدعو به مما يعود لي بنفع ديني أو دنيوي؟

فوائد الحدیث:

۱. الحث على ذكر الله بالتهليل والتكبير والتحميد والتسبيح.
۲. استحباب ذكر الله والثناء عليه قبل الدعاء.
۳. استحباب دعاء الإنسان بأطيب الدعاء، وبما هو مأثور مما فيه جوامع خير الدنيا والآخرة، وله أن يدعو بما يشاء.
۴. ينبغي للعبد الحرص على تعلم ما ينفعه في الدنيا والآخرة.
۵. شفقتة - صلى الله عليه وسلم - على تعليم أمته ما ينفعهم.

المصادر والمراجع:

- ریاض الصالحین، للنووی، تحقیق: ماهر الفحل. دار ابن کثیر - بیروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷م - صحیح مسلم. ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی. دار إحياء التراث العربي. بیروت. - بهجة الناظرین شرح ریاض الصالحین لسلم المہلالی، ط ۱، دار ابن الجوزی، الدمام، (۱۴۱۵ھ). - نزہة المتقین شرح ریاض الصالحین لمجموعة من الباحثین، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بیروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲م - دليل الفالحین لطرق ریاض الصالحین. تألیف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي. عناية: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، ط ۴ عام ۱۴۲۵

الرقم الموحد: (6112)

قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي

یہ دعا کرو کہ اے اللہ مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔

۱۶۷۹. الحدیث:

۱۶۷۹. حدیث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي، وَسَدِّدْنِي». . وفي رواية: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّادَاتَ».

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ دعا کرو «اللهم اهْدِنِي، وَسَدِّدْنِي» اے اللہ مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں «اللهم إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّادَاتَ» کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور راست روی کا طلب گار ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

هذا الحديث من جوامع كلم النبي صلى الله عليه وسلم، وجوامع الكلم الكلمات اليسيرة المتضمنة لمعاني كثيرة، ففي هذا الحديث مع قلة العبارة عظيم الفائدة والأثر، فهو من الجوامع بلا نزاع، حيث جمع هذا الحديث جماع الخير كله، وقد أمر النبي صلى الله عليه وسلم عليا - رضي الله عنه - أن يدعو به، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم «قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي، وَسَدِّدْنِي». " اللَّهُمَّ": دعاء وتضرع إلى الله تعالى باسمه العَلَمَ الذي تفرّد به الرب سبحانه، وهو الاسم الذي يتضمن جميع أسماء الله الحسنى، وتنسب إليه وينسب هو لها، إنه اسمه تعالى: "الله". "اهدني": دعاء ورجاء أن ينال الهداية، أي الرشاد، فكأنه سأل الله تعالى كمال الهداية والرشاد. "وسددني": أي: وفقني واجعلني مصيبا في كل أموري وشؤوني الدينية والدنيوية، ففي اللفظ معنى تقويم الخطأ، وتعديل الخلل، ولذا فقد جمع هذا الدعاء بين أمرين: أ- التوفيق للهداية ب- طلب الاستمرار على الهداية والرشاد، وعدم الخروج عنهما بالزيغ والضلال. فمن وفقه الله تعالى لهذا الدعاء فهو على الهداية ثابت، وعلى طريقها سائر، وعن الزيغ والضلال بائن

یہ حدیث نبی ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ جوامع الکلم ایسے مختصر ترین کلمات کو کہا جاتا ہے جن میں بہت زیادہ معانی پنہاں ہوں۔ اس حدیث میں باوجود کم عبارت کے بہت زیادہ فائدہ اور اثر ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ جامع کلمات ہیں کیونکہ یہ حدیث اپنے اندر ساری کی ساری خیر سموائے ہوئے ہے۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا: آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یوں کہو: اے اللہ مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔ "اللهم"۔ یہ اللہ کے سامنے ایسے اسم کے ساتھ دعا اور اظہار عاجزی ہے جو صرف رب تعالیٰ سبحانہ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ ایسا اسم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنی آجاتے ہیں بایں طور کہ تمام اسمائے حسنی کو اس اسم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہ اسم تمام اسمائے حسنی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ یہ اسم "اللہ" ہے۔ "اهدنی"۔ یہ اس بات کی دعا اور امید کا اظہار ہے کہ انہیں ہدایت حاصل ہو یعنی راست روی۔ گویا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کامل ہدایت اور راست روی کا سوال کیا۔ "وسددنی"۔ یعنی مجھے توفیق دے اور میرے تمام دینی و دنیوی امور و معاملات میں مجھے راستگی عطا فرما۔ اس لفظ میں یہ معنی ہے کہ غلطی کو درست فرما اور خلل کو ٹھیک کر دے۔ اس لیے اس دعا میں دو امور موجود ہیں: ا۔ ہدایت کی توفیق۔ ب۔ ہدایت اور راستگی پر مسلسل قائم رہنے کی دعا اور کجی و گمراہی کی وجہ سے اس سے نکل نہ جانے کی دعا۔ پس جسے اللہ تعالیٰ یہ دعا مانگنے کی توفیق دے دیتا ہے وہ ہدایت پر ثابت قدم اور راہ ہدایت پر گامزن رہتا ہے اور کجی و گمراہی سے دور رہتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم بروايته، بزيادة: "وَأَذْكُرُ، بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَالسَّادَاتِ، سَدَادَ السَّهْمِ".

التخريج: علي بن أبي طالب-رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• سددني: وفقني، واجعلني في جميع أموري مستقيما، وأصل السداد: الاستقامة والقصد في الأمور.

• الهدى : الرشاد والدلالة

فوائد الحديث:

١. الداعي ينبغي أن يحرص على تسديد عمله وتقويمه بلزوم السنة وإخلاص النية
٢. استحباب الدعاء بهذه الكلمات الجامعة للتوفيق والسداد
٣. ينبغي على العبد الاستعانة بالله تعالى في جميع أموره.
٤. هذا الدعاء العظيم قد جمع بين طلب الهداية (وهي صلاح الحال)، والاستمرار عليها وعدم الزيغ عنها طرفة عين (وهو صلاح المآل)، فقوله: " اهديني" بأن يكون سائرا على ضرب الهداية ، وقوله: " وسددني": من الإصابة وعدم الزيغ عند الهداية التي اعتلاها

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ

الرقم الموحد: (5915)

میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ يَدَيْي) ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے۔"

قلت: يا رسول الله، علمني دعاء، قال: قل: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ يَدَيْي

۱۶۸۰. حدیث:

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ يَدَيْي) ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے۔"

عن شكل بن حميد -رضي الله عنه- قال: قلت: يا رسول الله، عَلِّمْنِي دعاء، قال: (قل: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ يَدَيْي)

۱۶۸۰. الحدیث:

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

اسے امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يذهب شكل بن حميد-رضي الله عنه- إلى النبي صلى الله عليه وسلم باحثا عن خيري الدنيا والآخرة، إنه لم يطلب من النبي صلى الله عليه وسلم دنيا فانية، ولا حفنة من مال، ولا صاعا من طعام، ولكنه ذهب يطلب الدعاء، يريد من النبي صلى الله عليه وسلم أن يعلمه دعاء ينتفع به في دينه ودنياه، فهذه هي حقيقة الصحابة يبتغون فضلا من الله ورضوانا، فأرشد النبي صلى الله عليه وسلم إلى هذا الدعاء العظيم الجليل، فقال له: "قل: اللّٰهُمَّ إِنِّي : دعا الله تعالى وتوجه إليه باسمه الجامع لكل أسماء الله الحسنی " الله " أعوذ بك من شر سمعي": أعوذ أي: أحتمي بالله تعالى من شر السمع، وهو ما يقع فيه سمع الإنسان من المحرمات: كشهادة الزور، وكلام الكفر والبهتان، والانتقاص من الدين وسائر ما يصل إلى سمع الإنسان من المحرمات. " ومن شر بصري": وهو أن يستعمله في النظر إلى المحرمات من الأفلام الخليعة، والمناظر القبيحة. " ومن شر لساني": أي ومن كل محرم قد يخرج من اللسان كشهادة

الزور ، والسب ، واللعن ، والانتقاص من الدين و أهله، أو التكلم فيما لا يعني الإنسان ، أو ترك الكلام فيما يعنيه... الخ. " ومن شر قلبي " : وهو أن يعمر القلب بغير ذكر الله تعالى ، أو أن يتوجه إلى غير الله تعالى بالعبادات القلبية من الرجاء والخوف ، والرغبة ، والتعظيم ، أو يترك ما يجب عليه من صرف العبادات القلبية للرب سبحانه وتعالى. " ومن شر مني " : أي ومن شر الفرج وهو أن يقع فيما حرم الله عليه ، أو يوقعني في مقدمات الزنى من النظر، واللمس، والمشى، والعزم، وأمثال ذلك فهذا الدعاء المبارك فيه حفظ الجوارح والتي هي من نعم الله تعالى ، والنبي صلى الله عليه وسلم إنما أمره هنا أن يستعيذ بالله من شر هذه النعم ، ولم يأمره أن يستعيذ من هذه النعم كأن يقول : " أعوذ بالله من سمعي " ، لأن هذه نعم ، وبها يعبد الله تعالى ، فليست هي شر محض حتى يستعاذ منها ولكن يستعاذ من الشر الذي قد يتولد عنها ، وحفظها يكون برعاية ما خلقت له ، و أن لا يباشر بها معصية ، ولا ينشر بها رذيلة ، لأنه مسؤول يوم القيامة عن هذه النعم مصداقا لقوله تعالى: {وَلَا تَتَّفُفْ مَا كَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا } [الإسراء: ٣٦]

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد

التخريج: شكل بن حميد-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- شر سمعي : أي: بأن أسمع كلام الزور والبهتان والغيبة وسائر ما حرم الله تعالى سماعه ، أو أن لا اسمع الحق .
- شر بصري : وذلك بالنظر إلى عورات الناس أو إلى ما حرم الله تعالى.
- شر قلبي : بأن أشغله بغير ذكر الله تعالى
- شر مني : المني: ما يخرج من الرجل من ماء بشهوة ولذة ، والمراد هنا الفرج كما ورد عند الترمذي ، ويكون شره إذا وضعه في غير محله المشروع.
- شر لساني : هو التكلم بالباطل أو ما لا يعينني ، أو السكوت عن الحق
- أعوذ : ألتجئ وأحتمي
- اللَّهُمَّ : يا الله

فوائد الحديث:

١. الحث على حفظ السمع والبصر واللسان والقلب والفرج ، وذلك باستعمالها فيما يرضي الله تعالى
٢. التنويه بمسؤولية الإنسان عن حواسه كما أخبر سبحانه وتعالى: " إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤولاً"

٣. حواس الإنسان وأعضاؤه نعم ينبغي على العبد شكر الله تعالى عليها بوضعها فيما خلقت له ، وبذلك يحقق العبودية لله سبحانه وتعالى .
٤. قول شكل بن حميد -رضي الله عنه-: "قلت: يا رسول الله، علمني دعاء" يدل على حرص الصحابة على كل ما ينفعهم في الدنيا والآخرة ، ويبين أنهم أصحاب همة عالية لمحافظتهم على ما ينفعهم في العاجل والآجل
٥. خص النبي صلى الله عليه وسلم هذه الجوارح بالدعاء ؛ لأنها مناط الشهوة ومثار اللذة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، (١٣٩٥هـ) دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، دار الكتاب العربي ، بيروت لبنان رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨هـ). رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (١٤٢٨هـ). سنن أبي داود، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، (د.ط)، المكتبة العصرية، بيروت، (د.ت) صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، ط٤، دار الصديق للنشر والتوزيع، (١٤١٨هـ) صحيح أبي داود للألباني، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، (١٤٢٣هـ). صحيح وضعيف الترمذي للألباني، ط١، مكتبة المعارف، الرياض، (١٤٢٠هـ). كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيلية، الرياض، (١٤٣٠هـ). السنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، (ط٢)، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، (١٤٠٦هـ) مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، (ط١)، مؤسسة الرسالة، (١٤٢١هـ) المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت (لبنان). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧هـ).

الرقم الموحد: (6163)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا أَصْبَحَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیری حفاظت میں ہی شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ جب شام ہوتی تو تب بھی آپ ﷺ اسی طرح فرماتے تاہم اس میں (إِلَيْكَ النُّشُورُ کے بجائے) إِلَيْكَ الْمَصِيرُ فرماتے (یعنی تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

۱۶۸۱. الحدیث:

۱۶۸۱. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أصبح يقول: «اللَّهُمَّ بك أصبحنا، وبك أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك النُّشُورُ» وإذا أمسى قال: «اللَّهُمَّ بك أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك المصير».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: اللہم بک أصبحنا، وبک أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك النُّشُورُ۔ اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیری حفاظت میں ہی شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ اور جب شام ہوتی تو تب بھی آپ ﷺ فرماتے: اللہم بک أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك النُّشُورُ۔ اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

درجۃ الحدیث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن العبد يستعين بالله -تعالى- وبقدرته وقوته في بداية يومه ونهايته، ويعترف بأنه سبحانه بقدرته أوجدنا وأوجد الصباح والمساء، والحياة والموت، وإليه المرجع والمآل بعد البعث.

بندہ اپنے دن کے آغاز اور انتہا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے مدد مانگتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہم کو، صبح و شام کو اور زندگی و موت کو وجود بخشا اور موت کے بعد دوبارہ اٹھ کر اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أصبح: دخل في وقت الصباح.
- أمسى: دخل في وقت المساء.
- النشور: معناه الرجوع، أي الرجوع والبعث بعد الموت.
- المصير: المرجع، أي المرجع والمآل بالبعث.

فوائد الحديث:

۱. ينبغي للإنسان أن يدعو بهذا الدعاء صباحاً ومساءً تأسياً بالنبي -صلى الله عليه وسلم-
۲. عموم ربوبية الله في كل وقت صباحاً ومساءً.
۳. أن أشرف أوقات الذكر أول الصباح بعد الفجر لقوله: إذا أصبح.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سورة الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. سنن ابن ماجه، لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي، طبعة دار الحديث.

الرقم الموحد: (5490)

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى
اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ
وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں، رحمن کو
بڑے محبوب ہیں وہ ”سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم“ ہیں۔

۱۶۸۲. الحدیث:

۱۶۸۲. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن رسول الله - صلى
الله عليه وسلم - قال: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ،
ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ
وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو
کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں اور رحمن کو
بڑے محبوب ہیں وہ ”سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم“ ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أخبر النبي - صلى الله عليه وسلم - في هذا الحديث
أن ربنا الرحمن - تبارك وتعالى - يحب هاتين الكلمتين
القليلتين الحروف مع ثقلمهما في الميزان - سبحان الله
وبحمده، سبحان الله العظيم - لما تضمنتا من تسبيح
الله تعالى وتزويجه عن النقائص وعملا لا يليق بجلاله
تبارك وتعالى، والتأكيد على هذا التنزيه بالوصف
بالعظمة.

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اس بات کی خبر دی ہے کہ ہمارے رب رحمن
تبارک و تعالیٰ کو دو کلمے بڑے پسند ہیں کہ جن کے حروف بہت کم ہیں لیکن میزان میں
بڑے وزنی ہیں اور وہ ”سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم“ ہیں۔ کیوں کہ یہ کلمات
اللہ تعالیٰ کی تسبیح، اور نقائص سے اس کی پاکی اور ایسی چیز سے مرثہ ہونے کو متضمن
ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جلالت شان کے شایان شان نہیں۔ اور اس پاکیزگی کی
تاکید عظمت کے وصف کے ذریعہ کی گئی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كلمتان: أي جملتان.
- حبيبتان: صفة لله تعالى أي محبوبة.
- سبحان الله: التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- وبحمده: التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- العظيم: أي الله تعالى أعظم من كل شيء.

فوائد الحديث:

۱. جواز استعمال السجع بشرط عدم التكلف.
۲. فضل هاتين الكلمتين من ذكر الله - عز وجل -.
۳. إثبات صفة المحبة لله - عز وجل - على الوجه اللائق بالله - تعالى -.
۴. إثبات اسم الرحمن لله - عز وجل -.
۵. الحث على هذا الذكر القليل الكلمات الكثير الحسنات.
۶. أن الذكر يتفاضل، ويتبع ذلك تفاضل الأجور.
۷. إثبات الميزان وأنه حق.
۸. يستحب لمن رغب غيره في عمل ما أن يذكر له شيئاً من فوائده.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ. تسهيل الإمام بقره الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5507)

كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزَّيْنَاءِ مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زَيْنَاهُمَا النَّظْرُ، وَالْأُذُنَانِ زَيْنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانِ زَيْنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زَيْنَاهُ الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زَيْنَاهُ الْخَطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكْذِبُهُ

ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لامحالہ اسے ملے گا؛ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

۱۶۸۳. الحدیث:

۱۶۸۳. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزَّيْنَاءِ مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زَيْنَاهُمَا النَّظْرُ، وَالْأُذُنَانِ زَيْنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانِ زَيْنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زَيْنَاهُ الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زَيْنَاهُ الْخَطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكْذِبُهُ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لامحالہ اسے ملے گا؛ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنى الحديث أن الإنسان مُدْرِكُ الزَّيْنَاءِ لَا مَحَالَةَ إِلَّا مِنْ عَصَمَةِ اللَّهِ، ثُمَّ ذَكَرَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَمْثَلَةً لِذَلِكَ: "فَالْعَيْنَانِ زَيْنَاهُمَا النَّظْرُ" يَعْنِي: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَظَرَ إِلَى امْرَأَةٍ وَلَوْ لغير شهوة وهي ليست من محارمه فهذا نوع من الزنا وهو زنا العين. "وَالْأُذُنَانِ زَيْنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ" أَي يَسْتَمِعُ الْإِنْسَانُ إِلَى كَلَامِ الْمَرْأَةِ وَيَتَلَذَّذُ بِصَوْتِهَا، هَذَا زِنَا الْأُذُنِ. "وَالْيَدُ زَيْنَاهُ الْبَطْشُ" يَعْنِي الْعَمَلُ بِالْيَدِ مِنَ اللَّمَسِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ. "وَالرِّجْلُ زَيْنَاهُ الْخَطَا" يَعْنِي أَنَّ الْإِنْسَانَ يَمْشِي إِلَى مَحَلِّ الْفَوَاحِشِ مِثْلًا أَوْ يَسْمَعُ إِلَى صَوْتِ امْرَأَةٍ فَيَمْشِي إِلَيْهَا أَوْ يَرَى امْرَأَةً، فَيَتَّبِعُهَا هَذَا نَوْعٌ مِنَ الزَّيْنَاءِ. "وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى" أَي يَمِيلُ إِلَى هَذَا الْأَمْرِ وَهُوَ التَّعَلُّقُ بِالنِّسَاءِ هَذَا زِنَا الْقَلْبِ. "وَالْفَرْجُ يَصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكْذِبُهُ" يَعْنِي أَنَّهُ إِذَا زَنَى بِالْفَرْجِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ، فَقَدْ صَدَقَ زِنَا هَذِهِ الْأَعْضَاءِ وَإِنْ لَمْ يَزِنِ بِفَرْجِهِ، بَلْ سَلِمَ وَحَفِظَ نَفْسَهُ فَإِنَّ هَذَا يَكُونُ تَكْذِيبًا لِزِنَا هَذِهِ الْأَعْضَاءِ. فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى الْحَذَرِ مِنَ التَّعَلُّقِ بِالنِّسَاءِ لَا بِأَصْوَاتِهِنَّ وَلَا بِالرُّؤْيَا إِلَيْهِنَّ وَلَا بِمَسْهَنٍ وَلَا بِالسَّعْيِ إِلَيْهِنَّ وَلَا بِغَوَايَةِ الْقَلْبِ لَهُنَّ، كُلُّ ذَلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الزَّيْنَاءِ

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان بہر صورت زنا کرتا ہے، سوائے اس کے جسے اللہ بچائے، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کئی مثالیں ذکر کیں: "فالعین زناہما النظر" یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے، اگرچہ بغیر شہوت کے ہو اور وہ عورت اس کی محرمات میں سے نہ ہو، تو یہ بھی زنا کی ایک قسم ہے۔ یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ "والأذنان زناہما الاستماع" یعنی انسان کا کسی اجنبی عورت کی گفتگو سن کر اس کی آواز سے لطف اندوز ہونا۔ یہ کانوں کا زنا ہے۔ اسی طرح "الید زناہما البطش" ہاتھ سے چھونا وغیرہ۔ یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ "والرّجل زناہما الخطا" یعنی انسان کا فحش کاموں والی جگہ کی طرف جانا یا عورت کی آواز سننے جانا یا کسی عورت کو دیکھ کر اس کا پیچھا کرنا، یہ سب زنا کی قسمیں ہیں۔ "والقلب یہوی ویتمنی" یعنی دل کا عورتوں کی طرف میلان۔ یہ بھی دل کا زنا ہے۔ "والفرج یصدق ذلك أو یکذبہ" یعنی جب انسان شرم گاہ کے ذریعے زنا کرتا ہے۔ اللہ کی پناہ۔ تو یہ ان اعضا کے زنا کی تصدیق ہے۔ اگر وہ شرم گاہ کے ذریعے زنا نہ کرے، بلکہ محفوظ رہے، تو یہ ان اعضا کی تکذیب ہے۔ یہ حدیث عورتوں سے بچنے پر دلالت کرتی ہے کہ نہ ان کی آواز سنی جائے، نہ ان کی طرف دیکھا جائے، نہ چھوا جائے، نہ ان کی طرف جانے کی کوشش کی جائے اور نہ ان کی طرف قلبی میلان کیا جائے۔ یہ سب زنا کی قسمیں ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ اس لیے عقل مند اور پاک دامن انسان کو ان اعضا سے متعلق ایسی تمام چیزوں سے بچنا چاہیے، جو کسی بھی طرح عورتوں سے تعلق کا سبب بنتی ہیں۔

-والعياذ بالله-، فليحذر الإنسان العاقل العفيف من أن يكون في هذه الأعضاء شيء يتعلق بالنساء.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كُتِبَ : قُدِّرَ.
- مُدْرِكٌ : مُحْصَلٌ.
- البَطْشُ : الأخذ القوي الشَّدِيد.
- الحُطْأُ : المشي والمراد المشي إلى فعل الحرام.
- القلب يَهْوَى : أي يريد وقوع ما تحبه النفس من الشهوة.
- يُصَدِّقُ : يحقق.

فوائد الحديث:

١. التوجيه إلى ترك الزنا ودواعيه.
٢. حرمة النظر إلى ما في البيت بغير استئذان.
٣. الزنا الذي يوجب الحد لا يتحقق إلا بالإيلاج.
٤. سماع ما حرّم الله نوع من أنواع الزنا.
٥. النظر إلى ما حرّم الله نوع من أنواع الزنا.
٦. الكلام فيما حرّم الله نوع من أنواع الزنا.
٧. الله يعلم من الأزل مقادير الناس، ولا يقع شيء مخالفا لعلمه، ولا يتخلف علمه عن معرفة كل شيء.
٨. الله أعطى العبد المقدرة على ردّ نفسه عما حرّمه الله عليه.
٩. الزنا لا يختص بإطلاقه بالفرج، بل هو شامل لدواعيه من النظر واللمس.
١٠. الحديث دليل لمعتقد أهل الحق في باب القدر أن العبد لا يخلق فعل نفسه؛ بدليل قوله عليه الصلاة والسلام: "والقلب يهوى ويتمنى ويصدق ذلك الفرج أو يكذبه"؛ فدل هذا أن العبد لو كان خالقا لفعل نفسه لما عجز عن فعل ما يريد مع وجود الطواعية واستحكام الشهوة.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م صحیح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحیح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8898)

کان ابن لای طلحة - رضی اللہ عنہ - یشتی،
فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ کہیں باہر گئے ہوتے تھے کہ بچے کا
انتقال ہو گیا۔

۱۶۸۴. الحدیث:

۱۶۸۴. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه - قال: كان ابن لأبي طلحة - رضي الله عنه - يشتي، فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي، فلما رجع أبو طلحة، قال: ما فعل ابني؟ قالت أم سليم وهي أم الصبي: هو أسكن ما كان، فقربت إليه العشاء فتعشى، ثم أصاب منها، فلما فرغ، قالت: واروا الصبي فلما أصبح أبو طلحة أتى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فأخبره، فقال: «أعرستم الليلة؟» قال: نعم، قال: «اللهم بارك لهما»، فولدت غلامًا، فقال لي أبو طلحة: احملة حتى تأتي به النبي - صلى الله عليه وسلم - وبعث معه بتمرات، فقال: «أمعه شيء؟» قال: نعم، تمرات، فأخذها النبي - صلى الله عليه وسلم - فمضغها، ثم أخذها من فيه فجعلها في في الصبي، ثم حنكه وسماه عبد الله. وفي رواية: قال ابن عيينة: فقال رجل من الأنصار: فرأيت تسعة أولاد كلهم قد قرؤوا القرآن، يعني: من أولاد عبد الله المولود. وفي رواية: مات ابن لأبي طلحة من أم سليم، فقالت لأهلها: لا تحذثوا أبا طلحة بابنه حتى أكون أنا أحدثه، فجاء فقربت إليه عشاء فأكل وشرب، ثم تصنعت له أحسن ما كانت تصنع قبل ذلك، فوقع بها. فلما أن رأت أنه قد شبع وأصاب منها، قالت: يا أبا طلحة، أرايت لو أن قومًا أعاروا عاريتهم أهل بيت فطلبوا عاريتهم، ألهم أن يمنعوهم؟ قال: لا، فقالت: فأحتسب ابنك، قال: فغضب، ثم قال: تركتني حتى إذا تلطخت، ثم أخبرتني بابني؟! فانطلق حتى أتى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فأخبره بما كان فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «بارك الله في ليلتكما»، قال: فحملت. قال: وكان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في سفر وهي معه، وكان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا أتى المدينة من سفر لا يظرفها طروقًا فدنا من المدينة، فصرها المخاض، فأحتسب عليها أبو طلحة، وانطلق رسول الله - صلى

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ کہیں باہر گئے ہوتے تھے کہ بچے کا انتقال ہو گیا۔ ابو طلحہ واپس آئے تو بیوی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بچے کی ماں ام سلیم نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ پرسکون حال میں ہے۔ پھر بیوی نے ان کے سامنے شام کا کھانا رکھا۔ ابو طلحہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد بیوی سے ہم بستری کی۔ جب وہ فارغ ہو گئے، تو ام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو! صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارے واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے رات کو ہم بستری کی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے یہ دعا دی: "اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما"۔ پھر ان کے یہاں ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس بچے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھیجیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ساتھ میں کوئی چیز بھی ہے؟ انھوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں کچھ کھجوریں! نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں کو لیا۔ اپنے منہ میں چبایا۔ پھر اس کو اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ بچے کی تخنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ ایک اور روایت میں ابن عیینہ فرماتے ہیں: ایک انصاری شخص کا کہنا ہے کہ میں نے نو لڑکے دیکھے؛ سب کے سب قرآن مجید کے قاری تھے۔ یعنی اس نومولود عبداللہ کی اولاد میں سے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا، جو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے اہل خانہ کو تاکید کر دی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر نہ دینا، یہاں تک کہ میں خود انھیں بتا دوں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انھیں شام کا کھانا پیش کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھانے پینے سے فارغ ہوئے۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے اس سے بہتر بناؤ سنگھار کیا جو اس سے قبل کیا کرتی تھیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ہم بستری کی۔ جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ کھانے سے بھی سیر ہو گئے اور ان کے ساتھ بھی وقت گزارا، تو انھوں نے کہا: ابو طلحہ! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ ایک گھرانے کو ادھار دی جانے والی کوئی چیز ادھار دیں، پھر وہ اپنی چیز واپس مانگ لیں، تو کیا ان کو حق ہے کہ ان کو منع کریں؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے (کی وفات) پر صبر کیجیے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آ گئے اور

اللہ علیہ وسلم- قال: يقول أبو طلحة: إنك لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أُخْرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا خَرَجَ وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدْ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، تَقُولُ أُمُّ سَلِيمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ، مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، أَنْطَلِقُ، فَانْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا، فَوَلَدَتْ غَلَامًا. فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ، لَا يُرِضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَعْدُو بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ... وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

کہا: تم نے مجھے بے خبر رکھا، یہاں تک کہ میں آلودہ ہو گیا، پھر تم نے مجھے میرے بیٹے کے بارے میں بتایا!! پھر وہ چل پڑے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو ساری باتیں بتادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: "تمہاری گزرنے والی رات میں اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے!" انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں۔ وہ آگے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور ام سلیم آپ ﷺ کے ہم راہ تھیں، رسول اللہ ﷺ جب سفر سے مدینہ لوٹے تو رات کو آکر مدینہ میں دستک نہیں دیتے تھے۔ سب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کو درد زہ نے آیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس رکنا پڑا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے۔ (انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: (اس وقت) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: میرے پروردگار مجھے یہی اچھا لگتا ہے کہ میں بھی تیرے رسول کے ساتھ باہر نکلوں، جب آپ (مدینہ سے) باہر نکلیں، اور جب آپ (مدینہ کے) اندر آئیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اندر آؤں، (لیکن) میں اس بات کی وجہ سے روک دیا گیا ہوں جو تو دیکھ رہا ہے، (انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابو طلحہ! جو (درد) مجھے محسوس ہو رہا تھا، اب محسوس نہیں ہو رہا ہے، لہذا چلیے! چنانچہ ہم چل پڑے۔ (انس رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: جب دونوں (مدینہ) آگئے تو ام سلیم کو (دوبارہ) درد شروع ہو گیا اور ایک بیٹے کو جنم دیا۔ میری ماں (ام سلیم) نے مجھ سے کہا: اسے کوئی بھی دودھ نہیں پلانے گا، یہاں تک کہ صبح تم اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ گے۔ جب صبح ہوئی، تو میں نے اسے اٹھایا، اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پھر انھوں نے مکمل حدیث بیان فرمائی۔

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حدیث أنس بن مالك عن أبي طلحة أنه كان له ابن يشتكى، يعني مريضاً، وأبو طلحة كان زوج أم أنس بن مالك رضي الله عنهم، تزوج بها بعد والد أنس، فخرج أبو طلحة لبعض حاجاته، فمات الصبي، فلما رجع سأل أمه عنه فقال: كيف ابني؟ قالت: هو أسكن ما يكون. وصدقت في قولها، هو أسكن ما يكون؛ لأنه مات، وأبو طلحة رضي الله عنه فهم أنه أسكن ما يكون من المرض، وأنه في عافية، فقدمت له العشاء فتعشى على أن ابنه برئ. ثم أصاب منها، يعني جامعها، فلما انتهي قالت: واروا الصبي.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا بیمار تھا۔ دراصل ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کے شوہر تھے۔ انھوں نے انس رضی اللہ عنہ کے والد کے بعد انھیں اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔ ابو طلحہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلے اور اس دوران بچے کی وفات ہو گئی۔ جب وہ واپس لوٹے تو بچے کی ماں سے اس کے متعلق دریافت کیا کہ میرے بیٹے کی صحت کیسی ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ وہ پہلے سے زیادہ پرسکون حالت میں ہے۔ درحقیقت انھوں نے سچ ہی کہا تھا کہ وہ اپنی سابقہ حالت سے زیادہ پرسکون ہے؛ کیوں کہ بچے کی وفات ہو چکی تھی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ بچہ، بیماری سے صحت یاب ہو کر پرسکون حالت میں ہوگا اور اس

کی بیماری دور ہو چکی ہوگی۔ بیوی نے ابو طلحہ کے سامنے شام کا کھانا پیش کر دیا اور انھوں نے اس اطمینان کے ساتھ شام کا کھانا کھا لیا کہ بیٹا صحت یاب ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری یعنی جماع بھی کیا۔ جب فارغ ہو گئے تو بیوی نے کہا کہ بچے کو دفن دیجیے؛ کیوں کہ اس کی وفات ہو چکی ہے! یہ پہلی روایت کے مطابق ہے۔ جب صبح ہوئی، تو بچے کو دفن کیا اور نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم نے رات میں ہم بستری کی ہے؟ ابو طلحہ نے جواب دیا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے دونوں کے حق میں برکت کی دعا فرمادی، چنانچہ ان کے یہاں ایک بابرکت لڑکے کی ولادت ہوئی۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو طلحہ نے کہا کہ اس بچے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ ساتھ ہی انھوں نے کچھ کھجوریں بھی بھیجیں؛ تاکہ ان سے آپ ﷺ تحنیک فرمادیں۔ بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی ﷺ کے لعاب دہن کے ساتھ چبائی ہوئی شے داخل ہو اور اس بچے کی زندگی میں برکتیں نازل ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس بچے کو حاضر کیا گیا، تو آپ نے دریافت کیا کہ اپنے ساتھ کچھ لائے ہو؟ یعنی جس کے ذریعہ آپ تحنیک فرمائیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کچھ کھجوریں ان کے پاس ہیں۔ آپ ﷺ نے کھجور لے کر اپنے منہ میں چبایا؛ تاکہ اپنے بابرکت لعاب دہن کے ساتھ اسے ملا دیں اور بچے کے لیے اس کا ٹکڑا آسان ہو جائے۔ اس طرح بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی مصطفیٰ ﷺ کے لعاب دہن کے ساتھ چبائی ہوئی کھجور داخل ہو، جو اس بچے کی نیک منتی کا باعث ہو اور اس کی زندگی میں برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنے منہ سے چبائی ہوئی کھجور نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دی۔ انھیں بچے کے منہ میں پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس بچے کے ہاں نو لڑکے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ سب کے سب قرآن مجید کے قاری بنے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر والوں کو تاکید کر دی تھی کہ "ابو طلحہ کو ان کے فرزند کے بارے میں اطلاع نہ دینا، تا آنکہ میں ہی انھیں اس کے بارے میں بتاؤں۔" جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے، انھیں رات کا کھانا پیش کیا۔ وہ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے۔ پھر ام سلیم نے ان کے لیے بناؤ سنگھار کیا۔ خود کو خوش بو سے معطر کر لیا اور سج سنور گئیں۔ پھر ابو طلحہ نے ان سے ہم بستری کی اور جب جماع سے فارغ ہوئے تو بیوی نے اپنے بیٹے کی نسبت ادھار کے طور پر لی گئی شے سے مثال بیان کی، جسے اس کے مالک کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور ان سے پوچھا کہ اے ابو طلحہ! ذرا یہ تو بتائیے کہ اگر کچھ لوگ اپنے گھر کی کوئی چیز کسی گھرانے کو ادھار کے طور پر دیں اور پھر ان سے اپنی چیز واپس مانگ لیں، تو کیا لینے والے کے لیے درست ہے کہ وہ ادھار دینے والوں کو ان کی چیز واپس کرنے سے انکار کر دیں؟

أي: ادفنوا الصبي؛ فإنه قد مات، -على الرواية الأولى- فلما أصبح أبو طلحة -رضي الله عنه- وارى الصبي وعلم بذلك النبي صلي الله عليه وسلم، وسأل: (هل أعرستم الليلة؟) قال: "نعم"، فدعا لهما -عليه الصلاة والسلام- بالبركة فولدت -رضي الله عنها- غلاما مبارگا. قال أنس: فقال لي أبو طلحة: احملة حتى تأتي به النبي -صلى الله عليه وسلم- وبعث معه بتمرات ليحنكه بها، ليكون أول ما ينزل في جوف الصبي ريق النبي -صلى الله عليه وسلم-، فتحل عليه البركة. فلما أتى به النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (أمعه شيء؟) أي: مما يحنك به، فأجابه أنس -رضي الله عنه- بأن معه تمرات فأخذها النبي -صلى الله عليه وسلم- فمضعها؛ لتختلط بريقه الشريف ويقدر الصبي على إساغتها، فيكون أول ما يدخل جوفه الممتضع بريق المصطفى -صلى الله عليه وسلم- فيسعد ويبارك فيه، ثم أخرج النبي -صلى الله عليه وسلم- التمرات الممضوغات من فيه فجعلها في فم الصبي، ثم دلکها بحنكه وسماه عبد الله، وكان لهذا الغلام تسعة من الولد كلهم يقرأون القرآن ببركة دعاء النبي صلي الله عليه وسلم- وأما على رواية مسلم: فقالت لأهلها: "لا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بَابِنَه حَتَّى أَكُونَ أَنَا مِنْ أَخْبَرِهِ الْخَبْر"، فلما دخل جاء أبو طلحة، قربت له العشاء فأكل وشرب، ثم تجملت له وتطيبت وتصنعت، فوقع عليها ولما فرغ من جماعها ضربت له مثلاً لابنه بالعارية التي تُرد إلى أصحابها فقالت له: يا أبا طلحة، أ رأيت لو أن قوما أعاروا عاريتهم أهل بيت، ثم طلبوا عاريتهم ألهم أن يمنعوهم؟ قال: لا. فقالت: فاحتسب ابنك، فلما سمع منها ما سمع غضب -رضي الله عنه-، ثم قال: تَرَكْتَنِي حَتَّى إِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتَنِي بَابِنِي؟! فانطلق إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- شاكياً زوجته وما كان منها، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- داعياً لهما بما يعود نفعه عليهما الجميل فعلهما: (بارك الله لكما في ليلتكما) أي فيما فعلتماه فيها؛ بأن يجعله نتاجاً طيباً وثمره حسنة. ثم حملت -رضي الله عنها- بعد ذلك

وكانت هي وزوجها مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في بعض أسفاره، فلما أرادوا دخول المدينة ضربها المخاض، أي: شعرت رضي الله عنها بالأم الولادة، وكان من عادته -صلى الله عليه وسلم- لا يدخل المدينة، حتى يُرسل رسولا يخبرهم بقدم القافلة، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ -رضي الله عنه- عند ذلك لاشتغاله بشأنها، وانطلق رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم دعا أبو طلحة ربه بقوله: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبُّ أَنَّهُ يَعْجِبُنِي أَنْ أُخْرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِذَا خَرَجَ وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدْ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، فقالت له أم سليم -رضي الله عنها-: يَا أَبَا طَلْحَةَ، مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ. أي: ما أَجِدُ أَلَمْ أَلِمْ الْوَضِعَ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُهُ مِنْ قَبْلُ، ثُمَّ قَالَتْ لَهُ: انْطَلِقْ. فلما قدموا المدينة ضربها المخاض، فولدت غلامًا، ثم أمرت أنسًا -رضي الله عنه- أن يذهب به إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وأن لا يرضعه أحد من المرضعات؛ ليكون أول ما ينزل في جوفه ريق النبي -صلى الله عليه وسلم- فيعود عليه بخير الدارين، وقد ظهر أثره في هذا الغلام بتكثير بنيه الصالحين الأتقياء الفالحين. ومما يختم به هذا الشرح أن التبرك بما انفصل من الجسد من خصائص النبي -صلى الله عليه وسلم-، التي لا يشركه أحد من هذه الأمة، وأكبر دليل على ذلك أن الصحابة -رضي الله عنهم- الذين شاهدوا التنزيل ووقفوا على حقائق الدين، لم يتبركوا بالخلفاء الراشدين، ولا بغيرهم من أهل العشرة.

ابو طلحہ نے جواب میں کہا کہ نہیں! تب بیوی نے کہا کہ تو پھر اپنے فرزند کے تنہیں اللہ تعالیٰ سے امید رکھو۔ ابو طلحہ یہ سن کر غصے میں آگئے اور کہا: تم نے مجھے اس بات سے اس حد تک بے خبر رکھا کہ میں (کھانے، پینے اور جماع جیسے امور میں پوری طرح) آلودہ ہو گیا اور ان سب کے بعد تم میرے بیٹے کے انتقال کی خبر دے رہی ہو؟ پھر نبی کریم ﷺ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے اور ان کے ساتھ پیش آنے سارے ماجرے کو بیان کرنے کے لیے نکل پڑے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان دونوں کے حق میں ایسی دعا دی کہ ان دونوں کے اس عمل کا بہترین نتیجہ برآمد ہوا۔ فرمایا: "تمہاری گزرنے والی رات میں اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے!" یعنی اس رات تم دونوں کی ہم بستری کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزہ اولاد اور بہترین نسل سے نواز دے۔ بعد ازاں وہ حاملہ ہوئیں۔ وہ اور ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں ہم راہ تھے۔ جب مدینے میں داخل ہونے والے تھے کہ انہیں دردزہ نے آیا، یعنی ولادت کی تکلیف محسوس ہونی شروع ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے لوٹتے تو اہل مدینہ کو قافلے کی آمد کی خبر دینے کے لیے کسی قاصد کو روانہ فرماتے اور اس سے قبل مدینے میں داخل نہ ہوتے۔ اپنی بیوی کی زچگی کے امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے ابو طلحہ کو وہیں رک جانا پڑا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے۔ ابو طلحہ اپنے رب سے یوں گویا ہوئے کہ اے میرے پروردگار! تو بخوبی جانتا ہے کہ مجھے بس یہی اچھا لگتا ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ باہر نکلیں، تو میں بھی تیرے رسول کے ساتھ نکلوں اور جب آپ مدینہ واپس آئیں تو میں بھی آپ کے ہم راہ اندر آؤں، لیکن تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے کس وجہ سے روک دیا گیا ہے۔ چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اے ابو طلحہ! مجھے اب وہ درد محسوس نہیں ہو رہا ہے، جو پہلے ہو رہا تھا۔ یعنی مجھے اب دردزہ کی وہ تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے، جو اس سے پہلے ہو رہی تھی۔ پھر ان سے کہا کہ اب چلیے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے، تو زچگی کا وقت آ گیا۔ انہوں نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بچے کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ اس بات کی بھی تاکید کی کہ اس کو کوئی دودھ نہ پلائے۔ تاکہ بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی ﷺ کا لعاب دہن داخل ہو اور اس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اس کی زندگی میں آجائیں۔ اس عمل کا نتیجہ اس لڑکے میں ظاہر ہو گیا کہ اس کی نسل میں نیکوکار، پرہیزگار اور فلاح و کامرانی سے ہم کنار ہونے والے لڑکوں کی بہتات ہوئی۔ اس حدیث کی شرح کے اختتام پر یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ جسم سے نکلنے والی چیز سے تبرک حاصل کرنا صرف اور صرف نبی ﷺ کی خصوصیات سے تعلق رکھتا ہے، جس میں اس امت کا کوئی فرد کبھی شریک و حصہ دار نہیں ہو سکتا۔ اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نزول وحی کا راست مشاہدہ کرنے والے

اور دینی حقائق سے بھرپور واقفیت و آگہی رکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین
نے خلفائے راشدین اور ان کے علاوہ عشرہ مبشرہ میں سے کسی کے ذریعہ کبھی
تبرک حاصل نہیں کیا۔

راوی الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يشتكى : يُعاني المرض.
- هو أسكن ما كان : المقصود: أنه مات.
- أصاب منها : جامعها.
- واروا الصبي : ادفنوه.
- أعرسنم : أوقع منكم جماع.
- حنكته : التحنيك: مَضَعُ الشيء، ووضعه في فَمِّ الصَّبِيِّ وذلك حَنَكُهُ بِهِ.
- تَصَنَعَتْ لَهُ : تَزَيَّنَتْ وَتَجَمَّلَتْ لَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: "ثُمَّ تَطَيَّبَتْ".
- وَقَعَ بِهَا : جامعها.
- أَرَأَيْتَ : أَخْبِرْنِي.
- اِحْتَسِبُ : اطلب ثواب مصيبتك في ابنك من الله -تعالى-.
- عَارَيْتُهُمْ : العارية: ما تعطيه غيرك على أن يعيده إليك.
- تَلَطَّخْتُ : تَقَدَّرْتُ بِالْجَمَاعِ.
- لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا : لَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا لَيْلًا.
- الْمَخَاضُ : وجع الطلق والولادة.
- اِحْتَبَسَ عَلَيْهِ : حبس نفسه عليها، فأقام معها وتأخر عن رُكْبِ الرسول -صلى الله عليه وسلم-
- اِحْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى : مُنِعْتَ مِنَ الدُّخُولِ بِسَبَبِ مَا نَزَلَ بِأَمِّ سَلِيمَ.

فوائد الحدیث:

۱. فضل الصبر والتسليم لأمر الله -تعالى-، وأن فاعل ذلك رجي له الإخلاف في الدنيا والأجر في الآخرة، كما في الدعاء المأثور: "اللَّهُمَّ اجْرِنِي فِي مَصِيبَتِي وَاخْلَفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا!"
۲. في الحديث مثال واقعي للمرأة المسلمة والزوجة الصالحة في عقلها الكبير وذكائها الوقاد.
۳. صبر أم سليم -رضي الله عنها- على موت ولدها مثال يحتذى به في الصبر على المصائب.
۴. التلطف في الإخبار عند وجود المصيبة.
۵. إيثار إرضاء الزوج على حزنه، وهذا من وفاء الزوجة لزوجها.
۶. حُبُّ الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم- والحرص على ملازمته واستشارته.
۷. من السنة أن يخفف كل من الزوجين مصيبة الآخر.
۸. اختيار الأسماء الكريمة للأبناء، وأفضل الأسماء عبدالله وعبد الرحمن.
۹. من ترك شيئاً لله عوضه الله خيراً منه؛ فعندما احتسب أبو طلحة ولده أخلفه الله آخر، وأصلح له ذريته وبارك فيها.
۱۰. تزيين المرأة لزوجها أدهى لدوام العشرة وتمكين المودة، كما صنعت أم سليم لأبي طلحة -رضي الله عنهما- وأقرها الرسول -صلى الله عليه وسلم- بدعائه لهما بالبركة.
۱۱. اجتهاد المرأة في عمل مصالح زوجها والقيام على خدمته، كما صنعت أم سليم حيث قربت له العشاء فتعشى، ونهيات له ثم بلغته الخبر بحكمة وحسن رأي.

١٢. جواز المعارض عند الحاجة إليها، وأن ذلك لا يعدُّ من الكذب، وهي أن يقول كلامًا يحتمل وجهًا يقصده في نفسه ويوهم السامع به احتمالاً آخر، وشرط جوازها: أن لا تبطل حقاً، ولا تمكّن لباطل، وأن يحتمل اللفظ ذلك المعنى في اللغة.
١٣. بركة دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث كان للمولود تسعة من الولد كلهم يقرأون القرآن، ببركة دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم-.
١٤. إجابة دعوة النبي -صلى الله عليه وسلم-.
١٥. كرامة لأبي طلحة، فإن الله تعالى استجاب له دعائه: (إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبُّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أُخْرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِذَا خَرَجَ وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدْ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى).
١٦. مشروعية تحنيك الصّبي عند الولادة.
١٧. اللجوء إلى الله عند طلب مرغوب أو صرف مرهوب، فإن أبا طلحة -رضي الله عنه- دعاء ربه؛ ليكون برفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- ذهاباً وإياباً ولا يتخلف عنه.
١٨. جواز التوسل بالأعمال الصالحة.

المصادر والمراجع:

- كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ - دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (6612)

كان إذا رأى الهلال قال اللهم أهله علينا بالأمن
والإيمان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے: "اللهم أهله علينا
بالأمن والإيمان"۔ (اے اللہ! اس چاند کو ہم پر، امن اور ایمان کے ساتھ طلوع
فرما)

۱۶۸۵. الحديث:

۱۶۸۵. حديث:

عن طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه- أن النبي -
صلى الله عليه وسلم- كان إذا رأى الهلال، قال:
«اللهم أهله علينا بالأمن والإيمان، والسلامة
والإسلام، ربِّي وربُّكَ اللهُ، هلالٌ رُشدٌ وخيرٌ».

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ
دعا پڑھتے تھے: "اللهم أهله علينا بالأمن والإيمان، والسلامة والإسلام، ربِّي وربُّكَ اللهُ،
هلالٌ رُشدٌ وخيرٌ"، (اے اللہ! اس چاند کو ہم پر، امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام
کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ اے اللہ! یہ
ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو)۔

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

اجمالي معنی:

يخبر طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه- أن النبي -
صلى الله عليه وسلم- كان إذا رأى الهلال من الليلة
الأولى أو الثانية أو الثالثة، قال هذا الدعاء الجليل،
الذي يشتمل على سؤال الله -تعالى- أن يطلعه بالأمن
من المخاوف الدينية والدينيوية، ودوام الإيمان وثباته،
ودفع ما يزيغ عنه، كما يشتمل على سؤال الله تعالى
السلامة والإسلام، منبهاً بذكر الأمن والسلامة على
طلب دفع كل مضرة، وبالإيمان والإسلام على جلب
كل منفعة، ثم يحتتم هذا الدعاء مخاطبا الهلال بقوله:
"ربي وربك الله"، إشارة إلى تنزيه الخالق عن مشاركة
غيره له في تدبير خلقه، داعياً الله -تعالى- أن يكون
هلال هدى وخير.

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب کبھی
پہلی یا دوسری یا تیسری رات کا چاند دیکھتے، تو اس اہم دعا کو پڑھتے، جس میں اللہ
سے یہ مانگا گیا ہے کہ وہ اس چاند کو اس طرح طلوع فرمائے کہ دینی اور دنیوی تشویش
ناک امور سے امن و امان نصیب ہو، ایمان قائم و دائم رہے اور ان تمام امور کا خاتمہ
ہو جائے جو ایمان میں کج روی کا باعث بنیں، نیز اس میں یہ بھی مانگا گیا ہے کہ
سلامتی اور اسلام کی دولت سے نواز دے۔ امن و سلامتی کے ذکر سے ہر قسم کے
ضرر کو دور کرنے کی دعا اور ایمان و اسلام کے ذکر سے ہر نفع بخش چیز کے حصول کی
جانب توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے۔ پھر دعا کے آخر میں چاند سے خطاب کرتے
ہوئے کہا جا رہا ہے کہ "میرا اور تیرا پروردگار ایک اللہ ہی ہے"، جس میں اس بات کا
اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ، اپنی مخلوق کی تدبیر میں غیر اللہ کی شراکت و ساجھے
داری کے تمام عیوب و نقائص سے منزہ و پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا مانگی
جا رہی ہے کہ یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا باعث بنے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والدارمي، وليس عندهم لفظة: "هلال رشد وخير"، وجاءت عند ابن أبي شيبة بسند مرسل.

التخريج: طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• أهله: أظهره وبيته.

• هلال رشد: هلال هدى.

فوائد الحديث:

۱. مشروعية هذا الدعاء عند رؤية الهلال.

٢. الأمن والسلامة نعم من الله يجب شكرها، ودعاء الله بأن تبقى وتتجدد.
٣. في هذا الدعاء تنزيه للخالق عن مشارك له في تدبير خلقه، ورد على من عبد غير الله من الشمس والقمر.
٤. تنبيه على أن الدعاء مستحب عند ظهور الآيات وتقلب الحالات، ولكن ليس له أن يلتزم دعاءً لم يدل عليه دليل.

المصادر والمراجع:

- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. -الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. -سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. -مسند الدارمي -المعروف ب: سنن الدارمي-؛ للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني-الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي. اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. -بهجة الناظرين. وهي كالتالي: بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

الرقم الموحد: (6177)

كان خلق نبي الله -صلى الله عليه وسلم- القرآن

نبي ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔

۱۶۸۶. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان خُلِقَ نبي الله -صلى الله عليه وسلم- القرآن.

۱۶۸۶. حديث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجم: صحيح

المعنى الإجمالي:

اجمالي معنی:

معنى الحديث أنه -صلى الله عليه وسلم- يتخلق بأخلاق القرآن، ما أمر به القرآن قام به وما نهى عنه القرآن اجتنبه، سواء كان ذلك في عبادات الله -تعالى- أو في معاملة عباد الله، فخلق النبي -صلى الله عليه وسلم- امتثال القرآن، وفي هذا إشارة من أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- أننا إذا أردنا أن نتخلق بأخلاق رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فعلينا أن نتخلق بالقرآن.

یعنی آپ ﷺ اس اخلاق سے آراستہ تھے جس کا حکم قرآن کریم نے دیا ہے اور جس سے منع کیا ہے اس سے رکتے تھے، خواہ یہ اللہ کی عبادت کے متعلق ہو یا مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے کے۔ آپ ﷺ کا اخلاق سر اپا قرآن کریم ہے۔ اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اشارہ ہے کہ اگر ہم آپ ﷺ کے اخلاق کو اپنانا چاہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کریم کے اخلاق کو اپنائیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا اخلاق سر اپا قرآن کریم ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم في جملة حديث طويل.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. الحث على التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم- في تخلقه بأخلاق القرآن.
۲. مدح أخلاق رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأنها كانت من مشكاة الوحي.
۳. تنبيه على منزلة الأخلاق في الإسلام وأنها من مقتضيات كلمة التوحيد التي تثمر العمل الصالح.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱-۱۴۳۰هـ.

الرقم الموحد: (8265)

کان رجل یقرأ سورة الکہف، وعندہ فرس
مربوط بشطینین

ایک صحابی رسول سورة الکہف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے نزدیک ایک
گھوڑا دو رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔

۱۶۸۷. الحدیث:

۱۶۸۷. حدیث:

عن البراء بن عازب -رضي الله عنهما- قال: كان رجل يقرأ سورة الكهف، وعندَه فرسٌ مربوطٌ بشطّينين، فتغشّته سحابةٌ فجعلت تدنو، وجعل فرسه ينفر منها، فلما أصبح أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- فدكر ذلك له، فقال: «تلك السكينة تنزلت للقرآن».

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی سورة الکہف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے نزدیک ایک گھوڑا دو رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چنانچہ انہیں ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور ان کے نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اسکینت تھی، جو تلاوت قرآن مجید کی وجہ سے اتری تھی۔

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

ذكر البراء بن عازب -رضي الله عنه- قصة عجيبة حصلت زمن النبي صلى الله عليه وسلم. حيث كان رجل يقرأ سورة الكهف وإلى جانبه فرس مربوطة بجبل، فغطاه شيء مثل الظلة؛ وجعل يقترب منه ويقترب، ففزعت الفرس مما رآته ونفرت. فلما أصبح الرجل أتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك، فبين له النبي صلى الله عليه وسلم أن تلك السكينة تنزلت عند قراءة القرآن. كرامة لهذا الصحابي الذي كان يقرأ. وشهادة من الله تعالى أن كلامه حق. والرجل هو أسيد بن حضير -رضي الله عنه-.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ، عمد نبوی ﷺ میں وقوع پذیر ہونے والے ایک تعجب خیز قصہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک صحابی، سورة الکہف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے ایک جانب گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا کہ اچانک سایہ جیسی کسی چیز نے انہیں ڈھانک لیا اور ان کے قریب تر ہونے لگی۔ اس کو دیکھ، ان کا گھوڑا خوف زدہ ہو کر بدکنے لگا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعے کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے موقع پر نازل ہونے والی یہ سکینت تھی، جو قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے صحابی کے فضل و شرف اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس بات کی گواہی کے اظہار کے طور پر نازل ہوئی کہ اس کا نازل کردہ کلام (قرآن مجید) برحق ہے۔ وہ صحابی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔

راوي الحدیث: متفق علیہ

التخريج: البراء بن عازب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فتغشّته: غطته وعلته.
- ينفر منها: يفر ويذهب.
- السكينة: الطمأنينة والرحمة.
- بشطّينين: جمع شطن: بفتح الشين المعجمة والطاء المهملة: الحبل
- تدنو: أي تقرب وتنزل

فوائد الحدیث:

۱. إن الله يُري بعض عباده بعض آياته، ليزدادوا إيماناً مع إيمانهم.

٢. السكينة تدنو من العباد كلما كثرت قراءة القرآن.

٣. جواز رؤية أحاد الأمة الملائكة.

٤. فضيلة استماع القرآن.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح البخاري - الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - فتح الباري، تأليف الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة. - كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين، وهي كالتالي: بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م.

الرقم الموحد: (6178)

كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا أمر أميراً على جيش أو سرية أوصاه بتقوى الله، ومن معه من المسلمين خيراً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریرہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت فرماتے

۱۶۸۸. الحدیث:

عن بُرَيْدَةَ بنِ الْحَصِيبِ الْأَسْلَمِيِّ - رضي الله عنه - قال: كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا أمر أميراً على جيش أو سرية أوصاه بتقوى الله، ومن معه من المسلمين خيراً، فقال: "اغزوا بسم الله في سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليداً، وإذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم إلى ثلاث خصال - أو خلال -، فآتيتهم ما أجابوك فاقبل منهم وكف عنهم، ثم ادعهم إلى الإسلام فإن أجابوك فاقبل منهم. ثم ادعهم إلى التحول من دارهم إلى دار المهاجرين، وأخبرهم أنهم إن فعلوا ذلك فلهم ما للمهاجرين وعليهم ما على المهاجرين، فإن أبوا أن يتحولوا منها فأخبرهم أنهم يكونون كأعراب المسلمين يجزي عليهم حكم الله تعالى، ولا يكون لهم في الغنيمة والقيء شيء إلا أن يجاهدوا مع المسلمين، فإن هم أبوا فاسألهم الجزية، فإن هم أجابوك فاقبل منهم وكف عنهم، فإن هم أبوا فاستعين بالله وقاتلهم. وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك أن تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه، فلا تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه، ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة أصحابك؛ فإنكم أن تحفروا ذممكم وذمة أصحابكم أهون من أن تحفروا ذمة الله وذمة نبيه، وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك أن تنزلهم على حكم الله فلا تنزلهم، ولكن أنزلهم على حكمك، فإنك لا تدري أتصيب فيهم حكم الله أم لا".

۱۶۸۸. حدیث:

بریدہ بن حبیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریرہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت کرتے اور فرماتے: "اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے ساتھ قتال کرو۔ جہاد کرو لیکن خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ اور جب مشرک دشمن سے تمہارا آمناسا منا ہو تو اسے تین میں سے کسی ایک بات کو قبول کرنے کی دعوت دو۔ وہ ان میں سے جس بات کو بھی قبول کر لیں، تم اسے ان کی طرف سے تسلیم کر لو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ سب سے پہلے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم بھی اسے قبول کر لو پھر انہیں اپنے علاقے سے دارالمہاجرین کی طرف منتقل ہونے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو مہاجرین پر لاگو ہوتے ہیں۔ اگر وہ ہجرت سے انکار کر دیں (اور اپنے علاقے ہی میں رہنے کو ترجیح دیں) تو انہیں بتانا کہ وہ دیہاتی (بدوی) مسلمانوں کی مانند شمار ہوں گے اور ان پر اللہ کا حکم جاری ہوگا، اور مال غنیمت و مال فے میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوں۔ اگر وہ اس سے (یعنی اسلام لانے سے) انکار کر دیں تو انہیں جزیہ دینے کے لیے کہو۔ اگر وہ اسے تسلیم کر لیں تو تم اسے ان کی طرف سے قبول کر لو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ لیکن اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد طلب کرو اور ان سے لڑائی شروع کرو۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ (امان کا عہد) طلب کریں تو تم انہیں اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ (امان کا عہد) نہ دو، بلکہ تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ (امان کا عہد) دو۔ کیوں کہ تمہارا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے سے بہت ہلکا ہے۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور اس قلعہ والے یہ چاہتے ہوں کہ تم انہیں اللہ کے حکم (فیصلے) پر ہتھیار ڈالنے دو تو تم ایسا نہ کرنا، بلکہ انہیں اپنے حکم (فیصلے) پر ہتھیار ڈالنے دینا، کیوں کہ تمہیں معلوم کہ اس سلسلے میں تم اللہ کے فیصلے کو پہنچتے ہو یا نہیں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

بَرِيدَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَبْرٌ دَعَى رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّ كَسَى لَشْكْرِيَا سَرِيَّةً (فَوْجِي دَسْتَةً) كُوْكَفَارٍ سَعَى جِهَادٍ كَرْنَةَ كَلِيْلَةَ رُوَانَهُ فَرَمَاتَةَ تُوَانِ كَا اِيْكَ اَمِيْرٍ مَقْرَرٍ فَرَمَاتَةَ جُوَانِ كِي وَحْدَتٍ وَاجْتِمَاعِ كِي حِفَاظَتٍ كَرَمَاتًا اُوْرَانِ كَلِيْلَةَ مَعَامَلَاتٍ كُو دَرَسْتٍ رَكْحَتًا۔ پھر اسے اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی وصیت فرماتے، اور ان کی اس بات کی طرف رہنمائی کرتے کہ انھیں دشمنوں کے ساتھ کیسا رویہ اپنانا چاہیے، اور انھیں خیانت، عہد شکنی، مثلاً کرنے اور غیر مکلف لوگوں کو قتل کرنے سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے، اور انھیں یہ ہدایت دیتے کہ مشرکین کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کریں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب دیں اور انہیں بتائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو ان کے لیے وہی حقوق و واجبات ہوں گے جو پہلے ہجرت کرنے والوں کے ہیں، اگر وہ ہجرت سے انکار کر دیں تو ان کے ساتھ دیہاتی مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ طلب کریں۔ اگر وہ لوگ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو اللہ کی مدد کے بھروسے ان سے جہاد و قتال کریں۔ اور اگر وہ کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کریں تو انہیں اللہ کا عہد اور اس کے رسول کا عہد و پیمانہ نہ دیں، بلکہ انہیں اپنا عہد و پیمانہ دیں، کیوں کہ اپنے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کے مقابلے میں کم گناہ کا باعث ہے۔ اور جب وہ اپنے لیے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں تو وہ کسی حکم کے ذریعہ فیصلہ کر کے اسے اللہ کا حکم نہ بنائیں۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکیں۔ بلکہ ان کے ساتھ خود اپنے فیصلے اور اجتہاد کے مطابق معاملہ کریں۔

يَخْبِرُ بَرِيدَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنْ رَسُوْلَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا أُرْسِلَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً لِقِتَالِ الْكُفَّارِ أَمْرٌ عَلَيْهِمْ أَمِيرًا يَحْفَظُ وَحَدَّتَهُمْ وَيُصَلِّحُ شُؤْنَهُمْ، ثُمَّ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى اللَّهِ وَبِمَنْ مَعَهُ خَيْرًا، وَأُرْشِدَهُمْ إِلَى مَا يَجِبُ أَنْ يَسْلُكُوْهُ مَعَ الْأَعْدَاءِ، وَأَنْ يَتَجَنَّبُوا الْغُلُوْلَ وَالْغَدْرَ وَالتَّمْثِيْلَ وَقِتْلَ غَيْرِ الْمَكْلُفِيْنَ، وَأَنْ عَلَيْهِمْ أَنْ يَبْدُوْا الْمَشْرِكِيْنَ بِالْدَعْوَةِ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ اسْتَجَابُوا لَذَلِكَ فَلْيَحْتَوِهِمْ عَلَى الْمُهْجَرَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَيَعْلَمُوْهُمْ أَنْ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ السَّابِقِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ الْحَقُوْقِ وَالْوَاجِبَاتِ، فَإِنْ أَبَوْا الْمُهْجَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَعَامَلُوْنَ مَعَامَلَةَ أَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ أَبَوْا الْإِسْلَامَ فَلْيَطْلُبُوا مِنْهُمْ الْجَزِيَّةَ، فَإِنْ أَبَوْا دَفْعَهَا فَلْيَسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَلِيَقَاتِلُوْهُمْ، وَإِذَا حَاصِرُوا أَهْلَ حَصْنٍ فَلَا يَعْطُوْهُمْ عَهْدَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهِ، وَإِنَّمَا يَعْطُوْنَهُمْ عَهْدَهُمْ، فَإِنْ تَعَرِيضَ عَهْدَهُمْ لِلنَّقْضِ أَخْفَ إِثْمًا مِنْ تَعَرِيضَ عَهْدَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهِ لَذَلِكَ، وَإِذَا طَلَبُوا مِنْهُمْ أَنْ يَحْكُمُوا فِيْهِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ فَلَا يَحْكُمُوْنَ بِحُكْمِ اللَّهِ وَيَجْعَلُوْنَ حُكْمَ اللَّهِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ لَا يَصِيْبُوْنَ فِيْهِمْ حُكْمَ اللَّهِ - تَعَالَى -، وَإِنَّمَا يَعَامَلُوْنَهُمْ عَلَى حُكْمِ أَنْفُسِهِمْ وَاجْتِهَادِهِمْ.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: بُرَيْدَةُ بْنُ الْحَصِيْبِ الْأَسْلَمِيّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- أمر أميراً: جعل شخصاً أميراً. والأمر في صدر الإسلام كان هو الذي يتولى التنفيذ والحكم والفتوى والإمامة.
- جيش أو سرية: الجيش: ما زاد على أربع مائة رجل. والسرية: هي القطعة من الجيش تخرج منه وتغير على العدو وترجع إليه، أو فرقة يسيرة بلا جيش، وحددها بعضهم بأربع مائة رجل.
- أوصاه: الوصية: العهد بالشيء إلى غيره على وجه الاهتمام به.
- تقوى الله: هي امتثال أوامره واجتناب نواهيه.
- وبمن معه من المسلمين خيراً: أوصاه أن يعمل بمن معه من المسلمين خيراً في أمور الدنيا والآخرة، فيسلك بهم الأسهل، ويطلب لهم الأخصب إذا كانوا على إبل أو خيل، ويمتنع عنهم الظلم، ويأمرهم بالمعروف، وينهاهم عن المنكر، وغير ذلك مما فيه خيرهم في الدنيا والآخرة.
- اغزوا باسم الله: اشرعوا في فعل الغزو مستعينين بالله - تعالى -.
- في سبيل الله: في طاعته ومن أجله.

- من كفر بالله : أي: لأجل كفرهم، وحُصَّ منه من لا يجوز قتله من الكفار: كالنساء، ومن له عَهْدٌ، ونحو ذلك.
- لا تغلوا: الغُلُول: الأخذ من الغنيمة قبل قِسْتِهَا، وأصل الغُلُول: الخِيَانَة.
- ولا تغدروا: لا تَنفُضُوا العَهْد.
- ولا تمثلوا: التمثيل: تَشْوِيهِ القَتِيل بِقَطْعِ أَنْفِ وَأُذُنِ ونحو ذلك.
- وليدًا: المراد بالوليد هنا: مَنْ لَمْ يَبْلُغْ سِنَّ التَّكْلِيفِ.
- لقيت عدوك من المشركين: قَابَلْتَهُ أَوْ وَجَدْتَهُ. والعَدُوُّ: ضِدُّ الوَلِيِّ، والوَلِيُّ: مَنْ يَتَوَلَّى أُمُورَكَ، ويعتني بك بالتَّصَرُّفِ والدَّفَاعِ وغير ذلك، والعدو يُخَذُّلُكُ وَيَبْتَعِدُ عَنكَ، ويعتدي عليك ما أمكته. والمشركين: يَدْخُلُ فِيهِ كَلُّ الكُفَّارِ، حتى اليهود والنصارى.
- ثلاث خلال أو خصال: أصل الخصلة أو الخَلَّةُ: خُلِقَ فِي الْإِنْسَانِ يَكُونُ حَسَنًا أَوْ سَيِّئًا.
- ثم ادعهم إلى التحول من دارهم إلى دار المهاجرين: اطلب منهم الانتقال إلى بلد المهاجرين في العهد النبوي، وهي المدينة النبوية
- فلهم ما للمهاجرين: أي: في استحقاق الفِئَاءِ والغنيمة. والفِئَاءُ: هُوَ مَا حَصَلَ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْ أَمْوَالِ الكُفَّارِ مِنْ غَيْرِ حَرْبٍ وَلَا جِهَادٍ. والغنيمة: هي ما يحصل للمسلمين من أموال أهل الحرب.
- ما على المهاجرين: من الجهاد وغيره.
- أبوا: امتنعوا عن الدخول في الإسلام.
- حاصرت أهل حصن: الحصن: كل مكان محمي محرز، وحاصرتهم: ضيقت عليهم وأحطت بهم.
- كأعراب المسلمين: الساكنين في البادية من غير هجرة ولا غزو.
- ذمة الله وذمة نبيه: الذمة هنا العهد.
- أن تخفروا ذممكم: تنقضوا عهودكم.

فوائد الحديث:

١. وجوب أن يكون القتال لإعلاء كلمة الله ونحو آثار الكفر من الأرض، لا لتبيل المُلْكِ وطلب الدنيا، أو تبيل الشُّهْرَةِ.
٢. مشروعية تنصيب الأمراء على الجيوش والسرايا.
٣. أنه يُنْتَرَعُ لَوْلِيَّ الْأَمْرِ أَنْ يُوجِييَ الْقَوَادِمَ وَيُوضِّحَ لَهُمُ الْخُطَّةَ الَّتِي يَسِيرُونَ عَلَيْهَا فِي جِهَادِهِمْ.
٤. أن الجهاد يكون بإذن وولي الأمر وتنفيذه.
٥. مشروعية الدعوة إلى الإسلام قبل القتال.
٦. مشروعية أخذ الجزية من جميع الكفار.
٧. التَّهْيِئَةُ عَنِ الْقَتْلِ الصَّبِيَّانِ.
٨. التَّهْيِئَةُ عَنِ التَّمْثِيلِ بِالْقَتْلِ.
٩. التَّهْيِئَةُ عَنِ الْغُلُولِ وَالخِيَانَةِ فِي الْعُهُودِ.
١٠. احترام ذمة الله وذمة نبيه، والفرق بينهما وبين ذمة المسلمين.
١١. طلب الاحتياط عن الوقوع في المحذور.
١٢. أن المجتهد يُخْطِئُ وَيُصِيبُ، والفرق بين حُكْمِ اللَّهِ وَحُكْمِ الْعُلَمَاءِ.
١٣. الإرشاد إلى ارتكاب أقلِّ الأَمْرَيْنِ حَظْرًا.
١٤. مشروعية الاجتهاد عند الحاجة.
١٥. يدعو أمير الجهاد الكفَّارَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَبَوْا فَالْجِزْيَةَ، فَإِنْ أَبَوْا فَالْقِتَالَ، وذلك عام في الكفار من المشركين وغيرهم.
١٦. أن الغنيمة والفِئَاءُ خاصة بالمهاجرين، وليس للأعراب منها شيء إلا إذا جاهدوا.
١٧. لا يجوز إعطاء ذمة الله أو ذمة نبيه أحدًا.
١٨. أنه يجب على من تَوَلَّى أَمْرًا مِنْ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَسْلُكَ بِهِمُ الْأَفْضَلَ.
١٩. أن الاجتهاد باقٍ.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي، دراسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد - مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة الخامسة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. الملخص في شرح كتاب التوحيد، لصالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، دار العاصمة،

الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م. القول المفيد على كتاب التوحيد، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة الثانية، محرم ١٤٢٤هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (5933)

اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کرتے، تو سفر کی دشواری، لوٹنے کے وقت کے رنج و غم، خوش حالی کے بعد بد حالی، مظلوم کی بددعا اور گھر بار اور مال میں بری صورت حال سے پناہ مانگتے تھے۔

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرَ بَعْدَ الْكَوْنِ، وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، وَسُوءَ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ

۱۶۸۹. حدیث:

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کرتے، تو سفر کی دشواری، لوٹنے کے وقت کے رنج و غم، خوش حالی کے بعد بد حالی، مظلوم کی بددعا اور گھر بار اور مال میں بری صورت حال سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۶۸۹. الحدیث:

عن عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرَ بَعْدَ الْكَوْنِ، وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، وَسُوءَ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ سفر کی سختی اور سفر سے ایسی واپسی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے کہ خود غم زدہ ہوں اور اپنے مال یا اولاد کو ناپسندیدہ حالت میں پائیں۔ اسی طرح بری صورت حال سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور اللہ سے مظلوم کی بددعا سے بچنے کی دعا مانگتے تھے۔

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يتعوذ بالله من شدة السفر، أو أن يعود من سفره حزينًا قد أصابه مكروه في أهله أو ماله، ويتعوذ بالله كذلك من فساد الأحوال، ويدعو الله أن يُنجيَهُ الله من دعوة المظلوم.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتعوذ: يقول: أعوذ بالله.
- وعثاء السفر: شدته ومثقتة.
- كآبة المنظر: هو أن يعود من سفره إلى أهله كثيرًا حزينًا، أو مُبْتَلًى ذهب ماله، أو أَصَابَتْهُ آفَةٌ في سفره، أو أن يأتي إلى أهله فيجدهم مرضى، أو يَفْقِدُ بعضهم، وما أشبه ذلك من المكروه.
- الحور بعد الكور: يتعوذ من النقصان بعد الزيادة، أو فساد الأمور بعد صلاحها. ويروى بالراء والتون، "الكور" و"الكور".
- سوء المنقلب في الأهل والمال: وهو كل ما يَسُوءُ النظر إليه، وسماعه في أهله وماله.

فوائد الحديث:

۱. استحباب التَعَوُّذُ بِاللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ.
۲. الحث على رَدِّ الْمَظَالِمِ إِلَى أَهْلِهَا قَبْلَ السَّفَرِ.
۳. عدم ظلم أحد في السفر: كمنع إعانة، أو نقص أجرة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين. بإشراف حمد العمار. دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ۱۹۸۷م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ هـ. معالم السنن، للخطابي، نشر: المطبعة العلمية - حلب، الطبعة: الأولى ۱۳۵۱ هـ - ۱۹۳۲م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، نشر: إدارة البحوث العلمية

والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤ هـ - ١٩٨٤ م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (5937)

كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا كان في سفر، فعَرَسَ بلبيل اضطجع على يمينه، وإذا عَرَسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ

رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو کہیں ٹھہرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح صادق سے کچھ دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا (داینا) بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔

۱۶۹۰. الحدیث:

۱۶۹۰. حدیث:

عن أبي قتادة الأنصاري - رضي الله عنه - مرفوعاً: كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا كان في سفر، فعَرَسَ بلبيل اضطجع على يمينه، وإذا عَرَسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو کہیں ٹھہرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح صادق سے کچھ دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا (داینا) بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان من هديه صلى الله عليه وسلم أنه إذا نزل في أول الليل لينام وليستريح وضع جنبه على الأرض على يمينه، وإذا نزل قُربُ طُلُوعِ الفجر اتكأً ونصب يده واتكأً عليها؛ لأنه إذا كان في أول الليل ينام على اليمين؛ ليعطي النفس حظها من النوم، وأما إذا كان قُربُ الفجر فكان ينصب يده صلى الله عليه وسلم وينام عليها؛ لئلا يستغرق في النوم فتفتوته صلاة الفجر.

آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں آرام فرمانے کے لیے کہیں ٹھہرتے تو دائیں پہلو پر زمین پر لیٹا کرتے تھے اور جب طلوع فجر کے قریب ٹھہرتے تو اپنے ہاتھ کو کھڑا کر کے اس پر ٹیک لگا کر (سویا کرتے تھے)۔ رات کے ابتدائی حصے میں داینا کروٹ اس لیے سویا کرتے تھے تاکہ نفس کو نیند کا پورا حصہ دیں۔ البتہ جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو اپنے ہاتھ کو کھڑا کر کے اس پر سویا کرتے تھے تاکہ اتنی گہری نیند نہ سوجائیں کہ نماز فجر ہی فوت ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو قتادة الأنصاري رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عرس : التعريس: هو النزول في الليل للنوم والراحة.
- اضطجع : وضع جنبه على الأرض أو نحوها.
- نَصَبَ ذِرَاعَهُ : مَدَّ يَدَهُ.
- قبيل الصبح : قبل طلوع الصبح بقليل.

فوائد الحديث:

۱. استحباب النوم على الجنب الأيمن.
۲. تشریف الجنب الأيمن على غيره.
۳. الاحتياط للصلاة إذا احتاج الإنسان النوم قبلها، والحرص على أدائها في وقتها.
۴. جواز النوم قبل دخول وقت الصلاة، إذا أمن فوات الصلاة.
۵. إعطاء الإنسان نفسه حظها من الراحة مع عدم نسيان العبادة أو التفریط فيها.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -مرقاة المفاتيح: علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري-دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م

الرقم الموحد: (5968)

کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - أجود الناس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔

۱۶۹۱. الحدیث:

۱۶۹۱. حدیث:

عن عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - قال: «كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل، وكان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن، فلرسول الله - صلى الله عليه وسلم - أجود بالخير من الريح المرسلة».

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے جب جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے، اور جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور قرآن کا دور کراتے تھے، تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أجود الناس، أي: أكثرهم جوداً، بماله وبدنه وعلمه ودعوته ونصيحته وكل ما ينفع الخلق، "وكان أجود ما يكون في رمضان؛ لأن رمضان شهر الجود، يجود الله فيه على العباد، والعباد الموفقون يجودون على إخوانهم، حين يلقاه جبريل"، أي: وقت لقائه إياه، وقوله: "وكان جبريل يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن"، وكان النبي - صلى الله عليه وسلم - ينزل عليه جبريل في رمضان كل ليلة يدارسه القرآن من أجل أن يثبته في قلبه، وأن يحصل الثواب بالمدارسة بينه وبين جبريل، فكان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - حين يلقاه جبريل فيدارسه القرآن أجود بالخير من الريح المرسلة، أي: أنه يسارع إلى الخير - عليه الصلاة والسلام - ويجود به حتى إنه أسرع من الريح المرسلة، يعني: التي أرسلها الله - عز وجل - فهي سريعة عاصفة، ومع ذلك فالرسول - صلى الله عليه وسلم - أجود بالخير من هذه الريح في رمضان.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم، مال، علم، دعوت، نصیحت و خیر خواہی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی ہر چیز میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ "اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔" کیونکہ رمضان سخاوت کا مہینہ ہے، اس میں اللہ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اور توفیق یافتہ بندے اپنے بھائیوں پر سخاوت کرتے ہیں۔ "جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور قرآن کا دور کراتے تھے۔" یعنی رمضان کے مہینے میں ہر رات کو جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو قرآن کا دور کراتے تھے تاکہ قرآن آپ کے دل میں راسخ ہو جائے اور قرآن کے پڑھنے پڑھانے سے ثواب بھی حاصل ہو جائے، تو جب جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرتے اور خوب سخاوت کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہوتے تھے۔ حالانکہ یہ ہوا بہت تیز و تند ہوتی ہے، لیکن باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• أجود الناس: أكثر الناس جوداً، والجود، لغة: الكرم، وشرعاً: بذل المحبوب من مال أو عمل.

• الريح المرسله : ريح الرحمة التي يرسلها الله تعالى لإنزال الغيث العام.

فوائد الحديث:

١. بيان جود النبي -صلى الله عليه وسلم- وسعة كرمه وخاصة في رمضان، فإنه شهر الطاعات ومواسم الخيرات.
٢. الحث على الجود في كل وقت، وتستحب الزيادة عن الاجتماع بأهل الصلاح، وفي شهر رمضان.
٣. استحباب الإكثار من قراءة القرآن في رمضان.
٤. ينبغي على طالب العلم والعلماء مدارس العلم فيما بينهم حتى لا ينسى ويذهب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: ١٤٠٧ - ١٩٨٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان. الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. كنوز رياض الصالحين. مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6179)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے، کمزور (کی سواری کو) کو آگے ہانکتے، (اگر وہ پیدل ہوتا تو اسے) اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کرتے۔

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فَيُزِجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُ

۱۶۹۲. حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور (کی سواری کو) کو آگے ہانکتے، (اگر وہ پیدل ہوتا تو اسے) اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کرتے تھے۔

۱۶۹۲. الحدیث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فَيُزِجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُ.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

حدیث کا مضموم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر دوران لوگوں میں سب سے پیچھے ہوا کرتے تھے؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں اور ضرورت مندوں کے حال سے واقف رہیں، بے کس اور سواری سے محروم لوگوں کی مدد کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور کو آگے بڑھاتے، اسے اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

المعنى: أن الرسول صلى الله عليه وسلم كان يكون في آخر الناس في السفر؛ ليرى حال الناس والمحتاجين لمساعدة في السفر كالعاجز ومن ليس لديه دابة يركبها، وكان يسوق الضعيف، ويحمله خلفه ويدعو له.

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يتخلف عن المسير: أي: يكون في آخر الناس في السير في السفر
- يزجي الضعيف: أي: يسوق الضعيف وَيُدْفَعُهُ لِيَلْحَقَ بِرِفَاقِهِ
- يردف: يُرْكَبُ خَلْفَهُ
- ويدعو له: يسأل الله له لِيُعَانَ بِبِرْكَتِهِ دَعْوَتَهُ، وَيَصِلَ لِمَطْلَبِهِ

فوائد الحديث:

۱. على الراعي أن يتفقد رعيته، فيساعد الضعيف وصاحب الحاجة.
۲. التكافل بين المسلمين.
۳. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم، واهتمامه بأصحابه، ورأفته بهم.
۴. الدعاء للضعيف وصاحب الحاجة.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد

بن علان بن ابراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5971)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفطر
قبل أن يصلي على رطبات

رسول الله صلى الله عليه وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے چند ترکھجوروں سے
روزہ افطار کرتے تھے۔

۱۶۹۳. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسول
الله -صلى الله عليه وسلم- يُفطر قبل أن يصلي على
رطبات، فإن لم تكن رطبات فتميرات، فإن لم تكن
تميرات، حسا حسوات من ماء.

۱۶۹۳. حديث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا
کرنے سے پہلے چند ترکھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اگر ترکھجوریں نہ ہوتیں،
تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں، تو پانی کے چند
گھونٹ پی لیتے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن رسول
الله -صلى الله عليه وسلم- كان يفطر -إذا كان
صائماً-، على رطبات قبل أن يصلي المغرب، فإن لم
يجد رطبات، فإنه يفطر على تمرات، فإن لم تكن
عنده تمرات، شرب شربات من ماء، وبدأته -عليه
الصلاة والسلام- بالتمر أو الماء مناسب لأن الصائم
تكون معدته خالية فلا يبدأ بالطعام الدسم لئلا
يتضرر.

اجمالي معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث میں یہ خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
جب روزہ سے ہوتے، تو نماز مغرب سے قبل چند ترکھجوروں سے افطار فرمایا کرتے
تھے۔ اگر ترکھجور میسر نہ ہوتیں، تو خشک کھجور سے افطار فرماتے اور اگر وہ بھی میسر نہ
ہوتیں، تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ کھجور اور پانی سے روزہ افطار کرنے میں رسول
اللہ ﷺ کی اختیار کردہ ترتیب نہایت موزوں اور مناسب ہے؛ اس لیے کہ روزے
دار کا معدہ خالی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے چاہیے کہ وہ مرغن غذا سے کھانے کی
شروعات نہ کرے؛ تاکہ وہ کسی ضرر و نقصان کا شکار نہ ہونے پائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رطبات: الرطب هو ثمر النخل إذا أدرك ونضج قبل أن يصير تمرا
- فتميرات: بالتصغير، والتمر: البلح اليابس.
- حسا: شرب بتمهل.
- حسوات: جمع حسوة، وهي المرة من الشرب.

فوائد الحديث:

۱. يستحب للصائم أن يفطر على رطبات وتراً، فإن لم يجد فعلى تمرات، فإن لم يجد فعلى الماء، مع مراعاة الترتيب.
۲. التزام سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- فيه الخير الكثير، وقد ثبتت الحكمة من الإفطار على الرطب والتمر، فمن ذلك أنه يزيل فضلات المعدة، كما أن فيه كل العناصر الغذائية التي يحتاجها الجسم.

المصادر والمراجع:

/ الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي -؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخري، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ.
/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. / سلسلة
الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف - الرياض، ۱۴۱۵ھ. / شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين،
مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. / فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث - القاهرة. / نزهة المتقين شرح رياض
الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. - سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن

إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السَّجِسْتَانِي، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م - فيض القدير شرح الجامع الصغير، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - زاد المعاد في هدي خير العباد، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، الطبعة: السابعة والعشرون، ١٤١٥هـ / ١٩٩٤م

الرقم الموحد: (6185)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذهب
ثلث الليل قام فقال يا أيها الناس اذكروا الله

جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو!
اللہ کا ذکر کرو۔

۱۶۹۴. الحدیث:

عن أبي بن كعب -رضي الله عنه-: كان رسول الله -
صلى الله عليه وسلم- إذا ذهب ثلث الليل قام، فقال:
"يا أيها الناس، اذكروا الله، جاءت الرَّاحِفَةُ، تَتَّبِعُهَا
الرَّادِفَةُ، جاء الموت بما فيه، جاء الموت بما فيه"، قلت:
يا رسول الله، إني أكثر الصلاة عليك، فكم أجعل
لك من صلاتي؟ فقال: "ما شئت"، قلت: الرُّبُع؟ قال:
"ما شئت، فإن زدت فهو خيرٌ لك"، قلت: فالتصَف؟
قال: "ما شئت، فإن زدت فهو خيرٌ لك"، قلت:
فالثلثين؟ قال: "ما شئت، فإن زدت فهو خيرٌ لك"،
قلت: أجعل لك صلاتي كلها؟ قال: "إذا تُكفي همَّك،
ويُغفرَ لك ذنبك".

۱۶۹۴. حدیث:

ابن ابی کعب -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو
رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ بھونچال آیا ہی چاہتا
ہے، اس کے پیچھے ایک اور بھونچال آنے لگا۔ موت اپنی تمام ہونوں کیوں کے ساتھ
آنے کے لیے تیار کھڑی ہے، موت اپنی تمام ہونوں کیوں کے ساتھ آنے کے لیے
تیار کھڑی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت کے
ساتھ درود بھیجتا ہوں۔ میں اپنی دعا کا کتنا حصہ آپ پر درود کے لیے مخصوص کر دوں؟
آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو۔ میں نے پوچھا: چوتھائی؟ آپ ﷺ نے
فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کر دو تو یہ تمہارے لیے اچھا ہوگا۔ میں نے پوچھا:
نصف؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جتنا تم چاہو۔ اگر تم زیادہ کر دو تو تمہارے لیے
بہتر ہوگا۔ میں نے پوچھا: دو تہائی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جتنا تم چاہو۔ اگر تم
زیادہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ: میں اپنی پوری دعا ہی آپ پر
درود کے لیے مخصوص کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تم ایسا کرو گے) تو پھر یہ
تمہارے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو جائے گا اور تمہارے گناہ بخش دینے
جائیں گے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

ذكر في أول الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم-
كان إذا قام من ثلث الليل، قال منبهاً لأُمَّته من
الغفلة، محرضاً لها على ما يوصلها لمرضاة الله سبحانه
من كمال رحمته "يا أيها الناس اذكروا الله"، أي:
باللسان والجنان ليحتمل ما يحصل من ثمره الذكر على
الإكثار من عمل البر وترك غيره. وفي الحديث أيضاً
أن السائل قد يكون له دعاء يدعو به لنفسه،
فيمكن أن يجعل ثلثه دعاءً للنبي -صلى الله عليه
وسلم-، ويمكن أن يجعل له شطره، ويمكن أن
يكون جميع دعائه دعاءً للنبي، مثل أن يصلي عليه
بدل دعائه. وقد ثبت أنه: "من صلى عليه مرة صلى
الله عليه عشرًا" أخرجه مسلم في صحيحه (۳۰۶/۱)

اجمالی معنی:

حدیث کے آغاز میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ رات کے تہائی حصے میں جب
اٹھتے تو اپنی امت کو غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اور انہیں اس عمل کے
ترغیب دینے کے لیے جو اللہ کی خوشنودی اور اس کی رحمت کاملہ کا باعث ہوتا ہے
فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ یعنی دل و زبان سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ ذکر کے نتیجے
میں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی انجیخت ملے اور برے اعمال چھوٹ جائیں۔
حدیث میں اس بات کا بھی بیان ہے کہ دعا مانگنے والا بعض اوقات اپنے لیے دعا
کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنی دعا کا تہائی یا نصف حصہ نبی ﷺ
پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کر دے یا پھر اپنی ساری دعا ہی کو نبی ﷺ کے لیے
درود بنا دے۔ مثلاً دعا کرنے کے بجائے آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ حدیث میں آیا
ہے کہ: جو آپ ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت کا
نزول فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۶/۱، حدیث نمبر: ۴۰۸ بروایت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ)۔ اس کے اس درود بھیجنے کا اجر اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔ اسی لیے فرمایا: "يُخْفِي بِهِنَّ وَيَغْفِرُ ذُنُوبَهُنَّ"۔ یعنی تم اس ضرر رساں شے کو دور کرنا چاہتے ہو جو غم زدہ کرتی ہے اور گناہ کا باعث ہوتی ہے۔ جب تم اپنی دعا کے بجائے میرے اوپر درود بھیجو گے تو تمہیں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیث کا مقصد آپ ﷺ کو اپنی دعا میں شریک کرنا ہو۔ گویا کہ ان کا کہنا تھا کہ: میں جب بھی دعا کروں گا آپ پر درود بھیجوں گا۔ اس میں اس معنی پر دلالت نہیں ہے کہ دعا کے بجائے صرف درود ہی پر اکتفاء کیا جائے بلکہ تمام نصوص پر عمل کرتے ہوئے دعا اور درود دونوں کو جمع کیا جائے گا۔

رقم ۴۰۸) من حدیث ابي هريرة، فيكون أجر صلاته كافيا له، ولهذا قال: "يَكْفِي هَمَّكَ وَيَغْفِرُ ذَنْبَكَ"، أي إنك إنما تطلب زوال سبب الضرر الذي يُعَقِّبُ هَمَّكَ ويُوجِبُ الذنب، فإذا صليت علي بدل دعائك حصل مقصودك، ويحتمل هذا الحديث أن المراد أن يشركه معه في الدعاء، فكأنه قال: كلما دعوت لنفسي صليت عليك، ولا يدل على الاكتفاء بالصلاة عن الدعاء، بل يجمع بينهما عملاً بجميع النصوص.

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد

التخريج: أبي بن كعب - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الراجفة: النفخة الأولى
- الرادفة: النفخة الثانية.
- من صلاتي: من دعائي.
- تكفي همك: المتعلق بالدارين.

فوائد الحديث:

۱. أفضل القيام ما كان في ثلث الليل الأخير.
۲. فضل الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم -.
۳. جواز ذكر الإنسان صالح عمله إذا أمن نحو العُجب؛ لغرض الاستفتاء.
۴. قرب الموت من العباد، ولكن أكثر الناس غافلون عنه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين؛ للإمام محمد بن علي الشوكاني، تحقيق سيد إبراهيم وغيره، دار الحديث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۱۹م. الجامع الكبير؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق د. بشار عواد، دار الغرب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ۱۹۹۸م. جامع المسائل؛ لشيخ الإسلام أحمد بن تيمية الحراني، تحقيق محمد عزيز شمس، دار عالم الفوائد، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ۱۴۱۵هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ.

الرقم الموحد: (6181)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن
الناس خلقاً

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے

۱۶۹۵. الحديث:

عن أنس - رضي الله عنه - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا.

۱۶۹۵. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب
سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بيان ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه من
حسن الخلق وكرم الشمائل والتواضع، لحيأزته جميع
المحاسن والمكارم وتكاملها فيه.

اجمالی معنی:

یہ نبی ﷺ کے حسن اخلاق اور آپ ﷺ کی عمدہ صفات و تواضع کا بیان ہے کیونکہ
آپ ﷺ کی شخصیت تمام محاسن اور عمدہ صفات کو جامع تھی اور ان میں درجہ کمال کو
پہنچی ہوئی تھی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من كمال الخلق.

۲. الحث على حسن الخلق تأسيا بالنبي صلى الله عليه وسلم

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق
محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ.
- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ. - كنوز رياض الصالحين،
لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم
البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيخا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن،
الرياض، ۱۴۲۶هـ.

الرقم الموحد: (6180)

کان غلام یهودی یخدم النبی - صلی اللہ علیہ وسلم

ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا

۱۶۹۶. الحديث:

عن أنس - رضي الله عنه - قال: كَانَ غُلامًا يَهُودِيًّا يَخْدُمُ النَّبِيَّ - صلي الله عليه وسلم - فَمَرَضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ - صلي الله عليه وسلم - يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمٌ» فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟، فَقَالَ: أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ - صلي الله عليه وسلم - وَهُوَ يَقُولُ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ».

۱۶۹۶. حديث:

انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ اس کے سر ہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: اسلام قبول کر لو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے کہا: ابو القاسم کی اطاعت کرو۔ اس پر اس لڑکے نے اسلام قبول کر لیا۔ اس پر آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لے آئے کہ: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس کو جہنم سے نجات دے دی۔

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن فتى صغيرا من اليهود الذين كانوا في المدينة كان يخدم النبي - صلي الله عليه وسلم -، فمرض فزاره النبي - صلي الله عليه وسلم - فعرض عليه أن يُسلم، فأسلم الغلام فقال: "الحمد لله الذي أنقذه من النار".

اجمالي معنی:

حدیث میں ہے کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک چھوٹا بچہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے اسلام کی دعوت دی جس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے جہنم سے نجات دی۔"

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- غلام: من كان دون سن البلوغ.
- أنقذه: خلصه ونجاه.

فوائد الحديث:

۱. جواز عيادة الكافر، واستحباب عرض الإسلام عليه.
۲. فضل النبي - صلي الله عليه وسلم - ومدى تأثيره على النفوس والقلوب بإخلاصه وإشفاقه على الناس.
۳. شدة الحرص على هداية العصاة والكفار، وعدم اليأس منهم.
۴. جواز استخدام المشرك والصغير في أعمال الخدمة.
۵. حسن العهد مع أهل الذمة والعمال.
۶. عرض الإسلام على الصبي، وأنه يصح منه الإسلام إذا أسلم.
۷. أن الأب قد يؤثر ابنه في الخير، وهو لا يفعله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض،

١٤٢٦هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحنّ وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6186)

كان فيما أخذ علينا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في المعروف الذي أخذ علينا أن لا نعصيه فيه: أن لا نخمّش وجهها، ولا ندعو ويلاً، ولا نشقّ جيباً، وأن لا ننشر شعراً.

رسول اللہ ﷺ نے جن بھلی باتوں کا ہم سے عہد لیا تھا کہ ان میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ یہ تھیں کہ ہم (کسی کے مرنے پر) نہ منہ نوچیں گے، نہ تباہی و بربادی کو پکاریں گے، نہ کپڑے پھاڑیں گے اور نہ بال بکھیریں گے۔

۱۶۹۷. الحديث:

عن أسيد بن أبي أسيد التابعي، عن امرأة من المبايعات، قالت: كان فيما أخذ علينا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في المعروف الذي أخذ علينا أن لا نعصيه فيه: أن لا نخمّش وجهها، ولا ندعو ويلاً، ولا نشقّ جيباً، وأن لا ننشر شعراً.

۱۶۹۷. حديث:

أسيد بن ابی اسید تابعی ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن بھلی باتوں کا ہم سے عہد لیا تھا کہ ان میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ یہ تھیں کہ ہم (کسی کے مرنے پر) نہ منہ نوچیں گے، نہ تباہی و بربادی کو پکاریں گے، نہ کپڑے پھاڑیں گے اور نہ بال بکھیریں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان النبي عليه السلام يأخذ العهد من الصحابيات عند المبايعات بأن لا يعصينه، ومن ذلك: ألا تحدش المرأة وجهها، أو تضرب وجهها، أو تضرب خدها، ولا ترفع صوتها بالنياحة المنهي عنها، ولا تمزق ثيابها، وألا تنفش شعرها وتمزقه عند نزول المصائب.

اجمالي معنی:

نبی ﷺ بیعت کرتے وقت صحابیات سے اس بات کا عہد لیتے تھے کہ وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی اور یہ بھی کہ عورت اپنا چہرہ نہ نوچے، یا اپنا چہرہ یا اپنے رخسار کو نہ پیٹے اور نوحہ کر کے اپنی آواز بلند نہ کرے، جس سے کہ روکا گیا ہے، اپنے کپڑے نہ پھاڑے اور نہ اپنے بال بکھیرے اور نہ مصیبت کے وقت اسے نوچے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: امرأة من المبايعات

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- المُبَايَعَات: أي اللواتي بايعن النبي - صلى الله عليه وسلم - على السمع والطاعة.
- لا تحدش: لا تخدش.
- ولا تدعو ويلاً: أي: لا نقول عند المصيبة ويلاه، ونحو ذلك من ألفاظ النياحة، والويل: الحزن، والعذاب، والهلاك.
- جيباً: من القميص ونحوه: ما يدخل منه الرأس عند لبسه.
- ننشر شعراً: ننفس ونمزق، وهو من فعل النساء غالباً عند المصائب.

فوائد الحديث:

۱. أن هذه الأفعال من خصال الجاهلية، وأنها من النياحة المنهي عنها.
۲. صوت المرأة ليس بعورة، إذا لم يكن فيه خضوع بالقول كما نهى الله سبحانه النساء عن ذلك.
۳. جهالة الصحابي لا تقدر في صحة الحديث.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ هـ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عبد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۷ م. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة

العصرية، صيدا. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة. رياض الصالحين، تأليف
: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ.
الرقم الموحد: (8929)

كان كُمُّ قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم
إلى الرضع.

رسول الله ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک تھی

۱۶۹۸. الحديث:

۱۶۹۸. حدیث:

عن أسماء بنت يزيد - رضي الله عنها - قالت: كان
كُمُّ قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى
الرُّضْع.

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین
کلائی تک تھی۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان مقدار كم قميص النبي صلى الله عليه وسلم
إلى المفصل بين الكف والساعد، ولكن الحديث فيه
ضعف، ولم يرد ما يخالفه.

نبی ﷺ کی قمیص کی آستین اتنی ہوتی تھی کہ وہ ہتھیلی اور بازو کے درمیان موجود جوڑ
تک آتی تھی۔ لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کوئی ایسی حدیث وارد نہیں ہوئی
ہے جو اس کی مخالفت کرتی ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي

التخريج: أسماء بنت يزيد رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الرضع: هو المفصل بين الكف والساعد
- كُم: مدخل اليد ومخرجها من الثوب.

فوائد الحديث:

۱. الحض على الزهد في الملبس وعدم تطويل الثياب لأنه يفضي إلى الخيلاء أو يعيق حركة الإنسان.

۲. جعل الكم إلى الرضع استحباباً، لعدم ورود ما يخالف هذا الحديث.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي
الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م. ضعيف الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. بهجة الناظرين شرح رياض
الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان محمد القاري، الناشر: دار
الفكر، ط ۱ عام ۱۴۲۲ھ.

الرقم الموحد: (5816)

كان لأبي بكر الصديق رضي الله عنه غلام يخرج له الخراج وكان أبو بكر يأكل من خراجه

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا اور آپ اس کا خراج کھانے کے کام میں لاتے تھے۔

۱۶۹۹. الحدیث:

۱۶۹۹. حدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها-، قالت: كان لأبي بكر الصديق - رضي الله عنه- غلامٌ يُخرج له الخراج، وكان أبو بكر يأكل من خراجه، فجاء يوماً بثيء، فأكل منه أبو بكر، فقال له الغلام: تدري ما هذا؟ فقال أبو بكر: وما هو؟ قال: كنت تكهنتُ لإنسانٍ في الجاهلية وما أحسن الكهانة، إلا أني خدعتُه، فلقيتني فأعطاني لذلك، هذا الذي أكلت منه، فأدخل أبو بكر يده فقاء كل شيء في بطنه.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا اور آپ اس کا خراج کھانے کے کام میں لاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھایا۔ ان سے غلام نے کہا: آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا کیا تھی؟ اس نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں آئندہ ہونے والی بات (کمانت) ایک آدمی کو بتادی تھی حالانکہ میں کمانت سے کوئی شہد نہیں رکھتا تھا بلکہ میں نے اسے یونہی دھوکہ دیا تھا۔ تو (آج) وہ مجھ سے ملا اور (یہ چیز) اس نے مجھے اسی کے عوض دی ہے اور اسی کو آپ نے کھایا ہے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی منہ میں ڈال کر پیٹ کی ہر چیز کو قے کر کے نکال دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

هذا الغلام لأبي بكر قد خارجه على شيء معين يأتي به إليه كل يوم، وفي يوم من الأيام قدم هذا الغلام طعاماً لأبي بكر فأكله فقال: أتدري ما هذا؟ قال: وما هو؟ قال: هذا عوض عن أجرة كهانة تكهنت بها في الجاهلية وأنا لا أحسن الكهانة، لكنني خدعت الرجل فلقيتني فأعطاني إياها، وعوض الكهانة حرام، سواء كان الكاهن يحسن صنعة الكهانة أو لا يحسن لأن النبي عليه الصلاة والسلام: نهى عن حلوان الكاهن. -أخرجه البخاري في صحيحه (۸۴/۳) رقم (۲۲۳۷)، ومسلم في صحيحه (۱۱۹۸/۳) رقم (۱۵۶۷) من حديث أبي مسعود الأنصاري- فلما قال لأبي بكر هذه المقالة أدخل أبو بكر يده في فمه فقاء كل ما أكل وأخرجه من بطنه لئلا يتغذى بطنه بحرام وهذا مال حرام لأنه عوض عن حرام، فالأجرة على فعل الحرام حرام.

ابو بکر رضی اللہ نے اپنے اس غلام کے ساتھ یہ طے کیا کہ وہ آپ کو روزانہ کچھ خوراک دیا کرے گا۔ ایک دن یہ غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے کچھ کھانا لے کر آیا جسے آپ نے کھایا۔ وہ غلام کہنے لگا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیسا کھانا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیسا کھانا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ یہ اس کمانت کی اجرت ہے جو میں نے زمانہ جاہلیت میں کی تھی حالانکہ مجھے کمانت اچھی طرح نہیں آتی تھی اور میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا تھا۔ وہ مجھے آج ملا تو اس نے مجھے یہ کھانا دیا۔ کمانت کا عوض حرام ہے چاہے کاہن کو فن کمانت اچھی طرح آتا ہو یا نہ آتا ہو کیونکہ نبی ﷺ نے کمانت کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔ صحیح بخاری (۸۴/۳) حدیث (نمبر: ۲۲۳۷)، اور صحیح مسلم (۱۱۹۸/۳) حدیث (نمبر: ۱۵۶۷) میں یہ حدیث ابو مسعود انصاری کے واسطے سے مروی ہے۔ جب اس نے یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہی تو آپ نے اپنے ہاتھ کو منہ میں ڈال کر اپنے پیٹ میں موجود وہ سب کچھ نکال دیا جو آپ نے کھایا تھا تاکہ آپ کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے۔ یہ حرام مال تھا کیونکہ یہ حرام شے کا عوض تھا۔ حرام فعل کی اجرت لینا بھی حرام ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: عائشة بنت أبي بكر - رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يخرج له : يأتيه بما يكسبه من الخراج، والخراج: هو شيء يجعله السيد على عبده يؤديه كل يوم، وباقي كسبه يكون للعبد.
- تكهنت : أخبرت بالغيب؛ ادعاء معرفته.
- فقاء : أي استفرغ كل ما أكل منه.

فوائد الحديث:

١. ورع أبي بكر الصديق -رضي الله عنه- وحرصه عدم دخول جوفه شيئاً محرماً، ولو لم يستفرغه لكان معذوراً لأن الإثم على الغلام ولأنه لم يكن يعلم.
٢. جواز الأكل من خراج الغلام.
٣. أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- أول من قاء من الشبهات تحرجاً

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين؛ لأبي الفرج ابن الجوزي، تحقيق د. علي البواب، دار الوطن-الرياض. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6187)

كان يقول دبر كل صلاة حين يسلم: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا حول ولا قوة إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إياه، له التَّعْمة وله الفضل، وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كره الكافرون

وہ ہر نماز کے بعد، جس وقت سلام پھیرتے ”لا إله إلا الله وحده۔۔۔“ پڑھتے تھے

۱۷۰۰. الحدیث:

۱۷۰۰. حدیث:

عن عبد الله بن الزبير -رضي الله تعالى عنهما- أنه كان يقول: في دبر كل صلاة حين يُسَلَّم «لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا حول ولا قوة إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إياه، له التَّعْمة وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كره الكافرون» وقال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُهَلِّلُ بهن دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ».

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد، جس وقت سلام پھیرتے، یہ پڑھتے: «لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا حول ولا قوة إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إياه، له التَّعْمة وله الفضل، وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كره الكافرون» یعنی اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قدرت صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (یعنی فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں) اور اسی کے لیے بہترین تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں، ہم خالص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ ”راوی کہتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعہ ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید و عظمت بیان کرتے تھے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- حين يسلم من صلاة الفرض يقول هذا الذكر العظيم. والذي فيه الكثير من المعاني الجليلة من إثبات العبودية الحقة لله تعالى وحده، ونفي وجود شريك معه في ذلك سبحانه، وإثبات تفرده بالملك الظاهر والباطن، واستحقاقه الحمد في كل الأحوال. وإثبات القدرة المطلقة له سبحانه، كما أن فيه اعترافاً من العبد لربه بعجزه وتقصيره، وبرأته من حوله وقوته وإقراره بأن لا حول له في دفع شر، ولا قوة في تحصيل خير إلا بالله تعالى، كما تضمن هذا الذكر المبارك إضافة النعمة إلى

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو یہ عظیم ذکر پڑھتے تھے، جو بڑے عظیم معانی پر مشتمل ہے، جیسے تنہا اللہ کے لیے حقیقی عبودیت کا اثبات، اس کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کا انکار اور ظاہری و باطنی بادشاہت میں اس کی انفرادیت کا اثبات، ہر حال میں اس کے لیے سبھی تعریفوں کا استحقاق اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے مطلق قدرت کا اثبات۔ اسی طرح اس میں بندے کا اپنے رب سے اپنی بے بسی اور کمی و کوتاہی کا اعتراف، اپنی طاقت و قوت سے براءت اور یہ اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اس کے اندر برائی کو دور کرنے کی طاقت ہے نہ ہلانی حاصل کرنے کی قدرت۔ اور اسی طرح یہ دعا تمام نعمتوں کی نسبت اس کے منعم حقیقی کی طرف کرنے، اور اللہ عز و جل کے

لیے اس کی ذات و صفات، اس کے افعال اور اس کی نعمتوں اور ہر حال پر کمال مطلق کی نسبت کرنے اور بہترین ذکر جمیل کو شامل ہے۔ پھر اس ذکر کو، عبادت میں اللہ کے لیے اخلاص کی یاد دہانی کراتے ہوئے، کلمہ توحید "لا إله إلا الله" (اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں) پر ختم کیا گیا ہے، اگرچہ سارے کفار اس کو ناپسند کریں۔ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی توحید و عظمت بیان کرتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تاکہ آپ کے پاس موجود دوسرے لوگ بھی سیکھ لیں۔

مسديها سبحانه، وإضافة الكمال المطلق والذكر الحسن الجميل له جل وعز على ذاته وصفاته وأفعاله ونعمه وعلى كل حال، ثم ختم هذا الذكر بكلمة التوحيد "لا إله إلا الله"، مذكرا بالإخلاص لله في العبادة، ولو كره الكافرون جميعهم. ثم ذكر عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا سلم من صلاته، تكون ألفاظ تهليله بهذه الصيغة، وكان يرفع صوته بهذا تعليماً من حضرة معه من الملائكة.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دبر كل صلاة: خلفها وبعد الفراغ منها.
- الغناء: المدح والذكر.
- الحسن: الجميل.
- يهلل بهن: تكون ألفاظ تهليله بعد الصلاة بهذه الألفاظ وهذه الصيغة.
- الفضل: الكمال المطلق.
- لاحول ولا قوة: لا حول في دفع شر، ولا قوة في تحصيل خير إلا بالله.
- لا إله إلا الله: يعني لا معبود حق إلا الله.
- له الدين: أي لا نعبد معه غيره.

فوائد الحديث:

١. استحباب المحافظة على هذه الأذكار الجامعة لنعوت الكمال بعد كل صلاة مكتوبة.
٢. مدار الدين على الإخلاص والمتابعة؛ فهما ساقا الإسلام.
٣. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على تطبيق السنن وإشاعتها.
٤. المسلم يعتز بدينه ويظهر شعائره رغم أنوف الكافرين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠٢ م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6203)

كانت ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم
العضباء لا تسبق

نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے
آگے نہیں بڑھتی تھی۔

۱۷۰۱. الحديث:

عن أنس - رضي الله عنه - قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ
-صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبِقُ، أَوْ لَا
تَكَادُ تُسْبِقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى فَعْوِدٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ
ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللَّهِ
أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ".

۱۷۰۱. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام
عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی یا (راوی نے) یوں کہا وہ پیچھے
رہ جانے کے قریب نہ ہوتی پھر ایک دیہاتی اپنے ایک توانا اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور
آپ ﷺ کی اونٹنی سے اس کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا
یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہو گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
برحق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن ناقة النبي -صلى الله عليه وسلم-
العضباء كان الصحابة رضي الله عنهم يرون أنها لا
تسبق أو لا تكاد تسبق، فجاء هذا الأعرابي بقعوده
فسبق العضباء، فكان ذلك شق على الصحابة رضي
الله عنهم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- لما
عرف ما في نفوسهم: "حق على الله ألا يرتفع شيء من
الدنيا إلا وضعه"، فكل ارتفاع يكون في الدنيا فإنه
لا بد أن يؤول إلى انخفاض، فإن صحب هذا الارتفاع
ارتفاع في النفوس وتعاظم فإن الوضع إليه أسرع؛
لأن الوضع يكون عقوبة، أما إذا لم يصحبه شيء
فإنه لا بد أن يرجع ويوضع، وفي قوله عليه الصلاة
والسلام: "من الدنيا" دليل على أن ما ارتفع من أمور
الآخرة فإنه لا يضعه الله، فقوله: "يرفع الله الذين
آمنوا منكم والذين أتوا العلم درجات" المجادلة:
۱۱، فهو لا يضعهم الله عز وجل ما داموا على
وصف العلم والإيمان، فإنه لا يمكن أن يضعهم
الله، بل يرفع لهم الذكر، ويرفع درجاتهم في الآخرة.

اجمالي معنی:

حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اونٹنی 'عضباء' کے بارے میں صحابہ سے
منقول ہے کہ اس سے کوئی سواری آگے نہیں بڑھتی تھی یا وہ پیچھے نہیں رہ جاتی تھی،
یہ اعرابی اپنی سواری پر آیا اور عضباء سے آگے بڑھ گیا، یہ صحابہ کرام پر گراں گزرا۔
آپ ﷺ نے جب صحابہ کرام کی کیفیت کو محسوس کیا، تو فرمایا "اللہ تعالیٰ برحق ہے
کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے" یعنی دنیا میں بلند
ہونے والی ہر چیز کو زوال ہے۔ اگر یہ بلندی دلوں میں ہو تو اسے پستی بہت جلد آتی
ہے، اس لیے کہ پستی اس کی سزا ہے۔ لیکن اگر یہ ارتفاع مزاج کا حصہ نہ بنی ہو تو وہ
ضرور واپس لوٹتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان "من الدنيا" اس بات پر دلیل ہے کہ
آخرت کے کاموں میں سے جو چیز بلند ہوتی ہے اللہ اسے نہیں گراتا۔ اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے "يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" (المجادلة: ۱۱)۔
ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، ان
کے درجات بلند کر دے گا۔ آیت میں مذکور یہ لوگ جب تک اپنے علمی اور ایمانی
صفات سے متصف ہوں گے ایسا ممکن نہیں کہ اللہ انہیں رسوا کرے۔ اس لیے کہ
اللہ ان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ ان کا نام بلند کرتا ہے اور آخرت میں ان کے درجات
بلند کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري بنحوه.

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- العضاء : اسم ناقة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، والعضب شق الأذن، ولم تكن ناقة الرسول مشقوقة الأذن.
- قعود : الفتي من الإبل الذي استحق أن يركب.
- حتى عرفه : عرف أثر المشقة.
- حق : واجب أو جبه الله على نفسه.
- وضعه : خفضه وأسقطه.

فوائد الحديث:

١. الحث على التواضع، وطرح رداء الكبرياء.
٢. الإعلام بأن أمور الدنيا ناقصة غير كاملة.
٣. بيان ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من التواضع، وتطبيب نفوس أصحابه.
٤. جواز اتخاذ الإبل للركوب والمسابقة عليها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6204)

كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله فهو أقطع

ہر اہم کام جو اللہ کی حمد و ثنا سے نہ شروع کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے

۱۷۰۲. الحدیث:

۱۷۰۲. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر اہم کام جو اللہ کی حمد و ثنا سے نہ شروع کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أفاد الحديث أن "كل أمر ذي بال"، أي: شأن يهتم به شرعاً، من خطبة وموعظة وكلمة مهمة ونحو ذلك "لا يبدأ فيه بالحمد لله"، بمعنى الحمد بأي صيغة كانت، "فهو أقطع"، أي: ناقص البركة. والحديث ضعيف، لكن دلت السنة العملية على أن هذا كان هديته عليه السلام - في جميع أموره.

حدیث اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ "ہر اہم کام" یعنی: ہر وہ کام جس کا شرعاً اہتمام کیا جاتا ہے جیسے خطبہ اور وعظ و نصیحت وغیرہ، "اللہ کی حمد سے نہ شروع کی جائے" کسی بھی پیرائے میں اللہ کی تعریف کی جائے وہ حمد کے معنی کو شامل ہے، "تو وہ ناقص" یعنی ناقص و بے برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن عملی سنت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے تمام امور میں یہی طریقہ تھا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ذي بال: شأن يهتم به.
- أقطع: ناقص البركة.

فوائد الحديث:

۱. من آداب المسلم أن يبدأ قوله أو فعله بحمد الله تعالى.
۲. تستحب البداءة بالبسملة أو الحمد إذا كان الفعل أو القول مباحاً أو مندوباً أو واجباً، ويكره إن كان مكروهاً، ويجرم إن كان محرماً.
۳. فضل حمد الله تعالى وشكره وأنه سبب لحصول البركة.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، ۱۳۹۹ھ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سنن ابن ماجه، للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة

النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م. السنن الكبرى، للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (6205)

تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے؛ چنانچہ امیر نگہبان ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا کی نگہبان ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

كلکم راع، وكلکم مسؤول عن رعیتہ:
والأمیر راع، والرجل راع علی أهل بیتہ، والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده، فکلکم راع،
وكلکم مسؤول عن رعیتہ

۱۷۰۳. حدیث:

۱۷۰۳. الحدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے؛ چنانچہ امیر نگہبان ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا کی نگہبان ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ: "تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ چنانچہ لوگوں کا امیر ان کا نگہبان ہے اور وہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-، قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «كلکم راع، وكلکم مسؤول عن رعیتہ: والأمیر راع، والرجل راع علی أهل بیتہ، والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده، فکلکم راع، وكلکم مسؤول عن رعیتہ». وفي لفظ: «كلکم راع، وكلکم مسؤول عن رعیتہ: الإمام راع ومسؤول عن رعیتہ، والرجل راع في أهله ومسؤول عن رعیتہ، والمرأة راعیة في بیت زوجها ومسؤولة عن رعیتہ، والخادم راع في مال سیده ومسؤول عن رعیتہ، فکلکم راع ومسؤول عن رعیتہ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنی الإجمالي:

ہر شخص اپنی رعیت کا محافظ و امین اور جواب دہ ہے۔ چنانچہ حاکم قیامت کے دن اپنی رعایا کا جواب دہ ہوگا۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر والوں کا مسؤول ہے؛ اسے چاہیے کہ انھیں اللہ کی اطاعت کا حکم دے، اس کی معصیت و نافرمانی سے روکے اور ان کا حق ادا کرے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے؛ اس کی حفاظت کرے اور اسی طرح اپنے اولاد کی نگران ہے۔ قیامت کے دن اس سے اس سلسلے میں سوال کیا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ و امین ہے؛ اس سے قیامت کے دن اس سے متعلق باز پرس ہوگی۔ اس طرح ہر شخص اپنے زیر نگین لوگوں کا نگران و محافظ ہے اور قیامت کے دن اس سے اس سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

كلکم حافظ وأمین علی رعیتہ ومحاسب علیہا، فالحاکم مسؤول عن رعیتہ یوم القيامة، وكذلك الرجل مسؤول علی أهله يأمرهم بطاعة الله وينهاهم عن معصية الله ويقوم علیهم بما لهم من الحق، ومسؤول علی ذلك یوم القيامة، والمرأة راعیة علی بیت زوجها بما یحفظه وكذلك علی الأولاد، وهي مسؤولة عن ذلك یوم القيامة، والعبد حافظ وأمین علی مال سیده ومسؤول یوم القيامة عن ذلك، فالجميع مؤتمن وحافظ لما هو قائم علیہ ومسؤول یوم القيامة عن ذلك.

راوي الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: عبداللہ بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- راع: يقوم بتدبير من تحت يده وسياستهم في الدنيا.
- الأمير - الإمام: هو الحاكم الأعلى أو من ينوب عنه.
- مسؤول عن رعيته: مطالب ومحاسب عن قيامه بشؤون من تحت رعايته يوم القيامة.

فوائد الحديث:

١. المسؤولية في المجتمع المسلم عامة وكل بحسبه وقدرته.
٢. تقسيم المهمات على أصحابها.
٣. أعظم مسؤولية في المجتمع المسلم رعاية الإمام الأعظم لرعيته.
٤. الرجل راع في أهل بيته يطعمهم ويكسوهم ويربيهم ويعلمهم.
٥. مسؤولية المرأة عظيم وذلك بالقيام بحق زوجها وواجبتها نحو أولادها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين،
تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن محمد القسطلاني المصري، الناشر: المطبعة
الكبرى الأميرية، ط ٧ عام ١٣٢٣.

الرقم الموحد: (5819)

کنا إذا صعدنا كبرنا، وإذا نزلنا سبحنا

جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو «اللہ اکبر» کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے، تو «سبحان اللہ» کہتے تھے۔

۱۷۰۴. الحدیث:

۱۷۰۴. حدیث:

عن جابر - رضي الله عنه - قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعَدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. عن ابن عمر - رضي الله عنهما - قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ - صلى الله عليه وسلم - وَجِيؤُشُهُ إِذَا عَلَوْا الثَّنَائِيَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو «اللہ اکبر» کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے، تو «سبحان اللہ» کہتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لشکر جب وادی پر چڑھتا، تو تکبیر کہتا اور جب (کسی نشیب میں) اترتا، تو تسبیح پڑھتا۔

درجة الحديث: صحيح بروايته

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

مناسبة التكبير عند الصعود إلى المكان المرتفع أن الاستعلاء والارتفاع محبوب للنفوس لما فيه من استشعار الكبرياء، فيستعظم نفسه فلذا يقول: الله أكبر، يعني: يرد نفسه إلى الاستصغار، أما كبرياء الله - عز وجل -، فشرع لمن تلبس بالارتفاع أن يذكر كبرياء الله تعالى، وأنه أكبر من كل شيء، فيكبره ليشكر له ذلك، فيزيد من فضله، ومناسبة التسبيح عند الهبوط لكون المكان المنخفض محل ضيق فيشرع فيه التسبيح؛ لأنه من أسباب الفرج، كما وقع في قصة يونس - عليه السلام - حين سبح في الظلمات فنجي من الغم، والنزول أيضاً سفول ودنو وذل، فيقول: سبحان الله، يعني: أنزه الله سبحانه وتعالى عن السفول والنزول؛ لأنه سبحانه وتعالى فوق كل شيء. كذلك الطائفة عند ارتفاعها تكبر، وعند نزولها المطار تسبح؛ لأنه لا فرق بين الصعود في الهواء، والنزول منه، أو على الأرض، والله الموفق.

اونچی جگہ چڑھتے ہوئے تکبیر کہنے کی مناسبت یہ ہے کہ بلندی اور اونچائی دلوں کو محبوب ہوتی ہے، اس لیے کہ اس میں بڑائی محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ انسان اپنے کو بڑا محسوس کرتا ہے، اس وجہ سے "اللہ اکبر" کہے۔ یعنی اپنی نسبت چھوٹے ہونے کی طرف کرے۔ جہاں تک اللہ کی کبریائی کی بات ہے تو شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص بلندی کی طرف چڑھے، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اور دل میں رکھے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے، پس اس کے شکر کے طور پر تکبیر کہے، تاکہ اس کے فضل میں اضافہ ہو۔ اور اترتے وقت تسبیح کہنے کی مناسبت یہ ہے کہ نیچی جگہ تنگی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ شریعت نے اس میں تسبیح کا حکم دیا؛ کیونکہ تسبیح فراخی کا سبب ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ انھوں نے تاریکیوں میں تسبیح کی، تو انھیں مصیبت سے نجات مل گئی۔ اسی طرح کسی جگہ سے اترنا بھی ایک طرح سے ذلت ہے، اس لیے "سبحان اللہ" کہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے ذلت اور پستی سے بچائے؛ کیونکہ وہ پاک ذات ہر چیز کے اوپر ہے۔ اسی طرح جہاز کے اوپر چڑھتے وقت تکبیر کہنی چاہیے اور اس کے ہوائی اڈے پر اترتے وقت تسبیح کہنی چاہیے، اس لیے کہ ہوا میں چڑھنے اور اترنے یا زمین پر چڑھنے اور اترنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

راوي الحديث: حديث جابر، رواه البخاري حديث ابن عمر، رواه أبو داود
التخريج: جابر بن عبدالله - رضي الله عنهما - عبدالله بن عمر - رضي الله عنهما -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• الثنايا: جمع ثنية، وهو الطريق في الجبل.

فوائد الحديث:

۱. استحباب التكبير عند الصعود، والتسبيح عند النزول في السفر.

٢. استحباب ذكر الله -تعالى- في كل الأحوال.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6206)

كنا إذا نَزَلْنَا مَنَزِلًا، لا نُسَبِّحُ حَتَّى نَحُلَّ الرَّحَالَ

جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔

۱۷۰۵. الحدیث:

۱۷۰۵. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه - قال: كنا إذا نَزَلْنَا مَنَزِلًا لا لَأُسَبِّحَ حَتَّى نَحُلَّ الرَّحَالَ.

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنى الحديث: أننا مع حِرْصنا على الصلاة فإننا لا نُقَدِّمُهَا عَلَى وَضْعِ الْأَمْتَعَةِ عَنْ ظَهْرِ الدَّوَابِّ؛ لِإِرَاحَتِهَا.

حدیث کا مفہوم: ہم (صحابہ) باوجود اس کے کہ نماز کے بہت حریص ہوتے، چوپایوں کی پیٹھ سے سامان اتارنے سے پہلے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا اس لیے کیا جاتا تھا کہ چوپایوں کو آرام دیا جاسکے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نَزَلْنَا مَنَزِلًا: أي: في مكان من الأماكن التي ينزلونها في السفر.
- لا نُسَبِّحُ: لا نصلي صلاة النافلة.
- نَحُلَّ الرَّحَالَ: أي: نضعها عن ظهور الدواب. والرحال: هو ما يُعَدُّ للرحيل من وعاء ومركب للبعير وغير ذلك.

فوائد الحديث:

۱. استحباب صلاة النافلة في السفر.
۲. حرص الصحابة رضي الله عنهم على تنفيذ وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرفق بالحيوان.
۳. يستحب ترك السنن الرواتب في السفر إذا قصر الصلاة، دون النوافل الأخرى، تخفيفاً عليه؛ لقول ابن عمر رضي الله عنه: (لو كنت مسبحاً لأتممت صلاتي) رواه مسلم.

المصادر والمراجع:

«سنن أبي داود»، ت/ محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت. «نزهة المتقين»، ت/ مصطفى البغا ومجموعة، مؤسسة الرسالة. «رياض الصالحين» للنووي، ت/ الفحل، دار ابن كثير، دمشق- بيروت. «بهجة الناظرين» لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. «دليل الفالحين»، لمحمد بن علان الصديقي، نشر دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (5999)

کنا نتحدث عن حَجَّةِ الوداع، والنبي -صلى الله عليه وسلم- بين أظهرنا، ولا ندري ما حَجَّةُ الوداع

ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مضموم کیا ہے۔

۱۷۰۶. الحدیث:

۱۷۰۶. حدیث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: كنا نتحدث عن حَجَّةِ الوداع، والنبي -صلى الله عليه وسلم- بين أظهرنا، ولا ندري ما حَجَّةُ الوداع حتى حمد الله رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأثنى عليه، ثم ذكر المَسِيحَ الدَّجَالَ، فَأُظْنِبَ في ذكره، وقال: «ما بعث الله من نبي إلا أُنذِرَهُ أُمَّتَهُ، أُنذِرَهُ نوح والنبيون من بعده، وإنه إن يخرج فيكم فما خَفِيَ عليكم من شأنه فليس يخفي عليكم، إن ربكم ليس بأَعْوَرَ، وإنه أَعْوَرُ عَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. ألا إن الله حرم عليكم دماءكم وأموالكم كحُرْمَةِ يَوْمِكم هذا، في بلدكم هذا، في شهركم هذا، ألا هل بلغت؟» قالوا: نعم، قال: «اللَّهُمَّ اشهد» ثلاثا «ويلكم - أو ويحكم -، انظروا: لا ترجعوا بعدي كُفَّارًا يضرب بعضكم رقَابَ بعض».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مضموم کیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور مسیح دجال کا تفصیلی ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جتنے بھی نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا، ہر ایک نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے دیگر انبیاء نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ تمہارا پروردگار، کا نا نہیں ہے اور وہ مردود اپنی دائیں آنکھ سے کا نا ہو گا، اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ!۔ خوب سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کر دیے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس شہر اور اس مینہ میں مسلم ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے (اپنا ربانی پیغام تم تک) پہنچا دیا؟" صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا: "اے اللہ! تو گواہ رہنا، تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ دہرایا۔ افسوس! (آپ نے) "ویلکم" فرمایا یا "وتحکم"، راوی کو شک ہے) دیکھو، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے (مسلمان) کی گردنیں مارنے لگو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: كنا نقول والنبي -صلى الله عليه وسلم- حي: ما حجة الوداع؟ ولا ندري ما حجة الوداع. وحجة الوداع هي الحجة التي حجها النبي -صلى الله عليه وسلم- في السنة العاشرة من الهجرة، وودع الناس فيها، وذكر المسيح الدجال، وعظم من شأنه، وبالغ في التحذير منه، ثم أخبر -عليه الصلاة والسلام- أن كل الأنبياء يندرون قومهم من الدجال، يخوفونهم ويعظمون شأنه عندهم. وإنه لا يخفي عليكم لأن ربكم ليس

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہم کہا کرتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ اور ہمیں پتہ نہیں تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ حجۃ الوداع، اس حج کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے دسویں برس کیا۔ جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنا وداعی پیغام دیا اور اس میں مسیح دجال کا ذکر کرتے ہوئے اس کے معاملہ کو بہت زیادہ تشویشناک قرار دیا اور اس سے بچاؤ اختیار کرنے کی پورے شوق کے ساتھ تلقین فرمائی، پھر آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ سارے ہی انبیاء کرام، اپنی اقوام کو دجال سے ڈرایا کرتے تھے اور انہیں اس کا خوف دلایا کرتے اور اسے بہت خطرناک بتاتے تھے اور یہ کہ یقیناً اس کا معاملہ تم سے مخفی نہ

رہے گا کیوں کہ تمہارا پروردگار کا نام نہیں ہے اور اس کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنی دائیں آنکھ سے کاٹا ہے جو ایسے معلوم ہوتی ہے کہ نمایاں طور پر ابھرا ہوا انگوڑا کا دانہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے اور ناحق اموال ہڑپنے کو، اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح قربانی کے اس دن کی حرمت ہے، شہر مکہ کی حرمت ہے اور ماہ ذی الحجہ کی حرمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: کیا میں نے تمہیں (دین اسلام کی) وہ تمام باتیں پہنچا دیں جسے تم تک پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی تھی؟ تمام صحابہ کرام نے فرمایا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تبلیغ رسالت کے تئیں، امت کی اس گواہی پر تو گواہ رہنا۔ آپ ﷺ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ آپ کی وفات کے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جائیں کہ ایک دوسرے کی گردن زدنی کرنے لگیں۔

بأعور، أما هو فإنه أعور عينه اليمنى كأنها عنبة بارزة. ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: إن الله حرم عليكم سفك دمائكم وأخذ أموالكم بغير حق، كحرمة يوم النحر وحرمة مكة وحرمة ذي الحجة. ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: هل بلغتكم ما أمرت بتبليغيه إليكم؟ قالوا: نعم، قال: اللهم فاشهد على شهادتهم بالتبليغ إليهم. قالها ثلاث مرات. ثم أمرهم أن لا يكونوا بعده كالكفار يقتل بعضهم بعضًا.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حجة الوداع: الحجة التي حجها النبي -صلى الله عليه وسلم- سنة ١٠ هـ، وودعهم فيها.
- بين أظهرنا: جالس بيننا.
- المسيح: ممسوح العين.
- الدجال: المبالغ في الكذب.
- أظن: بالغ.
- أذره أمته: حذرهما منه وبين لها بعض صفاته.
- عنبة طافية: بارزة ولبروزها شبهها بالعنبة البارزة عن غيرها.
- ويلكم - ويحكم: كلمتان استعملتهما العرب بمعنى التعجب والتوجع.
- يضرب بعضكم رقاب بعض: يقتل بعضهم بعضا.
- يومكم هذا: يوم النحر.
- شهركم هذا: شهر ذي الحجة.

فوائد الحديث:

١. من منهج الأنبياء في الدعوة إلى الله -تعالى- معرفة سبيل المجرمين للتحذير منهم.
٢. الحذر من الفتن بمعرفة صفات أهلها.
٣. شفقة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على أمته بتحذيره لها من الوقوع في الظلم والفتن.
٤. إثبات صفة العين لله -تعالى-، وهي تليق به -سبحانه-، وأنها عينان إذ الأعور له عين واحدة فقط.
٥. النهي عن الاقتتال وأن ذلك من أعمال الكفار.
٦. دماء المسلمين وأموالهم وأعراضهم حرام عليهم.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ - صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل

البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (5829)

كنت أصلي مع النبي -صلى الله عليه وسلم-
الصلوات، فكانت صلاته قصدا وخطبته قصدا

میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور
خطبہ بھی درمیانی ہوتا تھا۔

۱۷۰۷. الحديث:

۱۷۰۷. حدیث:

عن أبي عبد الله جابر بن سمرة -رضي الله عنهما-
قال: كنت أصلي مع النبي -صلى الله عليه وسلم-
الصلوات، فكانت صلاته قَصْدًا وخطبته قَصْدًا.

ابو عبد اللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں
نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی
درمیانی ہوتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كانت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم وخطبته بين
الطول الظاهر والتخفيف المبالغ، موصوفة بالتوسط
والاعتدال، وهو الأسوة والقدوة للمسلمين عامة،
وللأئمة والخطباء خاصة.

نبی ﷺ کی نماز اور آپ ﷺ کا خطبہ بہت زیادہ لمبا ہونے اور انتہائی مختصر ہونے
کے بیچ بیچ ہوتا تھا۔ یعنی اس میں توسط اور اعتدال پایا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے لیے
عمومی طور پر اور ائمہ و خطیب حضرات کے لیے خاص طور پر یہی اسوہ اور قابل اقتدا
نمونہ ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: جابر بن سمرة رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• قصدا: أي بين الطول والقصر.

فوائد الحديث:

۱. تخفيف النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة والخطبة رحمة بالمصلين.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بهجة الناظرين شرح
رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5817)

كنت مع أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند نفر من المجوس؛ فجيء بالفالوذج على إناء من فضة، فلم يأكله

میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ اسی دوران چاندی کے ایک برتن میں فالودہ لایا گیا، تو آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا

۱۷۰۸. الحدیث:

عن أنس بن سيرين، قال: كنت مع أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند نفر من المجوس؛ فجيء بفالوذج على إناء من فضة، فلم يأكله، فحول، فحول على إناء من خلنج وحيء به فأكله.

۱۷۰۸. حدیث:

انس بن سيرين بيان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ اسی دوران چاندی کے ایک برتن میں فالودہ لایا گیا، تو آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا، ان سے کہا گیا: اسے دوسرے برتن میں ڈلوالیں، چناں چہ انہوں نے اسے لکڑی کے برتن میں ڈلوایا اور پھر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔“

درجة الحديث:

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كان أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند قوم من المجوس فجيء له بنوع من الحلوى اسمه الفالوذج على إناء من فضة فلم يأكله، فحولوه له على إناء من خشب فأكله.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجوس کی ایک جماعت کے پاس تھے اسی دوران ان کے لئے چاندی کے ایک برتن میں ایک قسم کا حلوی لایا گیا جس کا نام فالودہ ہے انہوں نے اسے تناول نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے بدل کر لکڑی کے برتن میں سے پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

راوي الحديث: رواه البيهقي في السنن الكبرى.

التخريج: أنس بن سيرين -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فالوذج: نوع من الحلوى.
- خلنج: شجرة بين صفرة وحمرة تتخذ من خشبة الأواني.
- نفر: اسم يقع على جماعة من الرجال خاصة ما بين الثلاثة إلى العشرة.

فوائد الحديث:

۱. الطعام الحلال الموضوع في صحاف الذهب والفضة لا يجرم بذاته وإنما يجرم الأكل فيها، فإذا حول إلى آنية أخرى؛ فلا بأس به.
۲. من دعي إلى طعام في آنية منهي عنها؛ فلا يجوز له الأكل حتى يوضع في إناء غيره.
۳. المسلم إذا علم حكماً شرعياً انقاد له وطبقه.
۴. الابتعاد عن الترفه والتشبه بالكفار في المأكل والمشرب والملبس.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، أحمد بن الحسين البيهقي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان الطبعة: الثالثة، ۱۴۲۴ھ- ۲۰۰۳م، تحقيق محمد عبد القادر عطا. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱-۱۴۳۰ھ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم

بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية
بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل بن عبد العزيز آل مبارك.

الرقم الموحد: (6372)

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الرَّجُلَ
يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ

رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس
عورت پر لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔

۱۷۰۹. الحدیث:

۱۷۰۹. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: لعن رسول الله
- صلى الله عليه وسلم - الرجل يلبس لبسة المرأة،
والمرأة تلبس لبسة الرجل.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ
نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی
ہے جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

من تشبه بالنساء فهو ملعون على لسان النبي _ صلى
الله عليه وسلم _ ومن تشبهت بالرجال فهي ملعونة
على لسان النبي _ صلى الله عليه وسلم _؛ وذلك أن
الله سبحانه وتعالى خلق الذكور والإناث وجعل لكل
منهما مزية . الرجال يختلفون عن النساء في الخلق
والخلق والقوة والدِّين وغير ذلك والنساء كذلك
يختلفن عن الرجال فمن حاول أن يجعل الرجال مثل
النساء أو أن يجعل النساء مثل الرجال ، فقد حاد الله
في قدره وشرعه ؛ لأن الله سبحانه وتعالى له حكمة
فيما خلق وشرع ولهذا جاءت النصوص بالوعيد
الشديد باللعن وهو الطرد والإبعاد عن رحمة الله
لتشبه الرجل بالمرأة أو المرأة بالرجل.

جو شخص عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بزبان نبی ﷺ ملعون ہے اور جو
عورت مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے اسے بھی نبی ﷺ نے ملعونہ قرار دیا
ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو پیدا فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کو امتیازی
شان دی۔ مرد اپنی خلقت، بناوٹ، قوت اور دینی معاملات وغیرہ کے اعتبار سے
عورتوں سے مختلف ہوتے ہیں اور اسی طرح عورتیں بھی مردوں سے مختلف ہوتی
ہیں۔ جو مردوں کو عورتوں کی مانند یا عورتوں کو مردوں کی مانند بنانا چاہتا ہے وہ اللہ کی
بناوٹ اور شریعت میں اس سے انحراف کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بنایا
ہے یا مشروع کیا ہے اس میں اس کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اسی وجہ سے احادیث
کی نصوص میں لعنت کی سخت وعید آئی ہے۔ یعنی مرد کی عورت کے ساتھ اور عورت
کی مرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جاتا
ہے اور دور کر دیا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه النسائي في الكبرى ، وابن ماجه وهو عنده بمعناه، وأحمد.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• لبسة المرأة : على هيئة لبسها وحالها.

فوائد الحديث:

۱. يحرم على الرجل أن يلبس ما هو خاص بالنساء من اللباس، كما يحرم على المرأة أن تلبس ما هو خاص بالرجال.
۲. تقليد الرجل المرأة في لباسها وتقليد المرأة الرجل في لباسه خروج عن هدي الإسلام وسنة النبي _ صلى الله عليه وسلم _.
۳. يدخل في الحديث العمامة والنعال، فلا يجوز للرجل أن يعمم بثوب المرأة ولا أن ينتعل بنعلها وكذا المرأة لا يجوز لها أن تنتعل نعل الرجل.
۴. تحرم تقليد المرأة الرجل في الهيئة والكلام والحركات وكذا العكس.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ هـ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف:
حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي،
سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۷ م رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى،

١٤٢٨ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م
سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. شرح
رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن ابن ماجه-ابن ماجه-الناشر: دار إحياء الكتب
العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل-أحمد بن محمد بن حنبل بن-المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد،
وآخرناشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي-الناشر: مؤسسة الرسالة-الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (8905)

لا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے۔

۱۷۱۰. الحدیث:

۱۷۱۰. حدیث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

عمرو بن شعيب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم المسلم- عن تَنْثْفِ الشعر الأبيض، سواء كان من شعر رأسه أو لحيته أو غيرهما من مواضع البدن؛ فهذا الشَّيْبُ يكون نورا لصاحبه يوم القيامة.

نبی ﷺ نے مسلمان کو سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا چاہے وہ اس کے سر کے بال ہوں یا داڑھی کے ہوں یا جسم کے کسی اور حصے کے۔ یہ سفید بال اس شخص کے لئے روز قیامت نور ہوں گے۔ شرح سنن ابن ماجہ للسيوطی (ص: ۲۶۴) نیل الأوطار (۱/۱۵۱)

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد ابن ماجه النسائي.

التخريج: عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• نُورُ الْمُسْلِمِ: بَهَاءُهُ وَجَمَالُ فَطْرَتِهِ الْإِسْلَامِيَّةِ، وَضِيَاءُ وَجْهِهِ.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن تَنْثْفِ الشَّيْبِ من بين الشَّعْر.

۲. تَنْثْفِ الشَّيْبِ نوع من التدليس والتزوير.

۳. الشَّيْبُ نور وبهاء للمؤمنين في الآخرة، ووقار وهيبة في الدنيا.

۴. الشَّيْبُ نذير للمرء فهو أمانة على طول العمر والشيخوخة؛ فعند ما يراه العبد يتذكر الآخرة ويقف عن المعاصي ويستعد للقاء ربه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ هـ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ- ۱۹۹۷ م رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ۱۴۲۶ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث - القاهرة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، تأليف: محمد بن علي الشوكاني، تحقيق: عصام الدين الصباطي، الناشر: دار الحديث، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۳ هـ شرح سنن ابن ماجه، للسيوطي وغيره، الناشر: قديمي كتب خانة - كراتشي. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة.

الرقم الموحد: (8911)

لا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔

۱۷۱۱. الحدیث:

عن واثلة بن الأسقع -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ».

۱۷۱۱. حدیث:

واثلہ بن اسقع -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إذا أصيب مسلم بينك وبينه عداوة بمصيبة دينية أو دنيوية أو مالية، فلا تُعَيِّرْهُ بمصيبته ولا تظهرها بين الناس فرحاً بما حلَّ به وتنقيصاً له؛ لأن من شأن المؤمن التألم بما يتألم منه أخوه، والفرح بما يفرح به، لا العكس؛ لأنه ربما يعافيه الله مما ابتلاه به، وتبلى بما ابتلي به. والحديث وإن كان ضعيفاً إلا أن معناه من تحريم الشماتة صحيح، دلت عليه عموم النصوص الأخرى من القرآن والسنة الصحيحة، قال -تعالى-: (يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيراً منهم).

جب کوئی ایسا مسلمان جس کے اور آپ کے مابین دشمنی ہو کسی دینی، دنیاوی یا مالی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اسے اس کی مصیبت پر عار نہ دلائیں، نہ اس پر خوش ہوں اور نہ ہی خوش ہو کر اور اس کی تنقیص کی خاطر لوگوں کے مابین اسے ظاہر کریں اس لیے کہ مومن کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے اور اس کی خوشی میں اسے خوشی ہوتی ہے نہ کہ اس کے برعکس۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تو اس مصیبت سے نجات دے دے جس میں وہ مبتلا تھا اور بدلے میں اسے اسی مصیبت میں گرفتار کر دے۔ حدیث اگرچہ ضعیف ہے تاہم اس کا معنی صحیح ہے جس پر قرآن و سنت کی کئی عمومی نصوص دلالت کرتی ہیں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: واثلة بن الأسقع -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الشَّمَاتَةُ: قَرَحُ الْعَدُوِّ بَبِلِيَّةٍ تَنْزِلُ بِمَنْ يِعَادِيهِ.
- يَبْتَلِيكَ: مِنْ الْبَلَاءِ، وَهُوَ الْمِحْنَةُ تَنْزِلُ بِالْمَرْءِ لِيُخَبِّرَ بِهَا.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن الفرح بمصيبة المسلم، وعقوبة من يفعل ذلك في الحياة الدنيا.
۲. المؤمن الحق يتألم بما يتألم منه أخوه ويفرح لفرحه.
۳. إظهار الشَّمَاتَةَ بِالْإِخْوَةِ عَوْنٌ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَتَقْنِيطٌ لَهُمْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ -تعالى-.
۴. الحث على روابط الأخوة الإيمانية ونبذ ما يخالفها.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين، تألیف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ھ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ کنوز رياض الصالحين، تألیف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ھ بهجة الناظرين، تألیف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ھ- ۱۹۹۷م سنن الترمذي، تألیف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ رياض الصالحين، تألیف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة:

الأولى، ١٤٢٨ هـ التيسير بشرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعائي، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ ضعيف الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف - الرياض.

الرقم الموحد: (8881)

لا تجعلوا بيوتكم مقابر، إن الشيطان ينفر من البيت

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے۔

۱۷۱۲. الحدیث:

۱۷۱۲. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تجعلوا بيوتكم مقابر، إنَّ الشيطان يُنْفِرُ من البيت الذي تُقْرَأُ فيه سورة البقرة».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یقیناً شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جہاں، سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن جعل البيوت مقابر بأن تكون مثلها في عدم اشتغال من فيها بالصلاة والقراءة، وإنما سمي البيوت في حال عدم الصلاة فيها مقابر؛ لأن المقبرة لا تصح الصلاة فيها، ثم أخبر -صلى الله عليه وسلم- أن الشيطان ينفر من البيت الذي يقرأ فيه أهله سورة البقرة، ليأسه من إغوائهم وإضلالهم ببركة قراءتها وامتثالهم لما فيها.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے گھروں کو قبرستان بنانے سے منع فرمایا۔ قبرستان بنانا اس معنی میں ہے کہ ان گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کیا جائے اور قرآن مجید کی تلاوت سے غفلت برتی جائے۔ گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کرنے کی بنا پر انھیں قبرستان قرار دیا گیا؛ کیوں کہ قبرستان میں نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے، جس گھر کے مکین اس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں؛ کیوں کہ اس سورت کی تلاوت اور اس میں پائے جانے والے فرامین و احکام کی اتباع و پیروی کی صورت میں حاصل ہونے والی برکتوں کی بنا پر وہ اس بات سے مایوس و ناامید ہو چکا ہے کہ انھیں صراط مستقیم سے دور کرے یا انھیں گمراہی میں مبتلا کرے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تجعلوا بيوتكم مقابر: أي لا تكن كالمقابر خالية من القراءة والعمل، فتكونوا كالموتى.
- ينفر: يصد ويعرض إعراضاً بالغا.

فوائد الحديث:

۱. بيان فضل سورة البقرة.
۲. الشيطان يفر من البيت الذي تقرأ فيه سورة البقرة، ولا يقربه.
۳. لا تجوز الصلاة في المقابر.
۴. يستحب الإكثار من العبادات وصلاة النافلة في البيوت.

المصادر والمراجع:

1/ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۷ م ۲/ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيجا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۵ هـ - ۲۰۰۴ م ۳/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة

الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥/صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. ٦/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. ٧/مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت.

الرقم الموحد: (6208)

اپنے باپ سے منہ نہ پھيرو (یعنی اپنے نسب کا انکار نہ کرو)۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا، اس نے کفر کیا۔

لا ترغبوا عن آبائکم، فمن رغب عن أبيه، فهو کفر

۱۷۱۳. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے باپ سے منہ نہ پھيرو (یعنی اپنے نسب کا انکار نہ کرو)۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا، اس نے کفر کیا"۔

۱۷۱۳. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا ترغبوا عن آبائكم، فمن رغب عن أبيه، فهو كفر».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

جو شخص جان بوجھ کر حقیقی باپ سے اپنے نسب کا انکار کرتا ہے، وہ کفر اصغر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس سے مراد حقیقی کفر نہیں ہے، جس کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا؛ بلکہ یہ حقیقی کفر سے فروتر کفر ہے۔ اس پیرائے میں اس فعل کے حرام ہونے اور اس کی سخت قباحت کا بیان ہے۔

المعنى الإجمالي:

من رَغِبَ عن نسب أبيه عالمًا مختارًا، فهو كفر أصغر، وليس المراد حقيقة الكفر، الذي يخلد صاحبه في النار، بل هو كفر دون كفر، وهذا تأكيد وتشديد لتحريم هذا الفعل وتقييحه.

راوي الحدیث: متفق علیہ.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

فوائد الحدیث:

۱. تحريم الانتساب إلى غير الآباء مع العلم بهم.
۲. حرص الإسلام على المحافظة على الأنساب.
۳. وجوب بر الوالدين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط-۱-۱۴۳۰. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (6377)

لا تقولوا للمُنافق سيِّدًا، فإنه إن يك سيِّدًا فقد
أَسَخَطْتُمْ ربكم - عز وجل -

١٧١٤. الحديث:

عن بُريدة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى
الله عليه وسلم -: «لا تقولوا للمُنافق سيِّدًا، فإنه إن يك
سيِّدًا فقد أَسَخَطْتُمْ ربكم - عز وجل -».

درجة الحديث: صحيح

منافق کو سید (یعنی آقا) نہ کہو کیوں کہ اگر وہ (حقیقت میں) سید ہے بھی تو (تب بھی
ایسا کہہ کر) تم اپنے رب کو ناراض کرو گے۔

١٧١٤. حدیث:

بریدہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "منافق کو سید (یعنی
آقا) نہ کہو کیوں کہ اگر وہ (حقیقت میں) سید ہے بھی تو (تب بھی ایسا کہہ کر) تم اپنے
رب کو ناراض کرو گے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أن المنافق إن كان سيِّدا كبيرا في قومه
وأطلقتم عليه لقب: سيِّد، فقد أسخّطتم الله؛ لأنه
يكون تعظيماً له، وهو ممن لا يستحق التعظيم، وإن
لم يكن سيِّداً في قومه أو كبيراً في قومه، فإنه يكون
كذبا ونفاقاً، ففي الحاليين ينهى عن إطلاق لفظ السيِّد
على المنافق، ومثله الكافر والفاقد والمبتدع، فهو لا
يستحق وصف السيِّادة مطلقاً.

اجمالي معنی:

حدیث کا مضموم: منافق اگر کسی اعتبار سے اپنی قوم کا سردار اور سرکردہ شخص ہو اور
آپ اسے سید یعنی آقا کہہ کر پکاریں تو ایسا کرنے سے آپ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول
لیں گے کیوں کہ ایسا کہنے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے حالانکہ وہ ان افراد میں سے
ہے جو تعظیم کے مستحق نہیں ہوتے۔ اگر وہ اپنی قوم کا سردار یا سرکردہ شخص نہ ہو تو
ایسا کہنا جھوٹ اور منافقت کے زمرے میں آئے گا۔ چنانچہ دونوں ہی صورتوں میں
منافق کے لیے سید یعنی آقا کا لفظ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہی حال
کافر، فاسق اور بدعتی شخص کا ہے۔ ایسا شخص بالکل بھی اس بات کا مستحق نہیں کہ
اس کے لیے سید (سردار) کا لفظ بولا جائے۔ مرقاة المفاتیح (٣٠٠٩/٧) شرح سنن
ابی داؤد للعباد، الیکٹرانک نسخہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود النسائي أحمد.

التخريج: بُريدة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَسَخَطْتُمْ: أَعْضَبْتُمْ.
- إن يك سيِّدًا: أي مرتفع القدر على من سواه.

فوائد الحديث:

١. تحريم وصف المنافق بأوصاف الاحترام والتقدير، وأن وصفه بذلك يستدعي غضب الله عز وجل؛ لأنه تعظيم لعدوه الخارج عن طاعته المستحق للإهانة والتحقير.
٢. يلحق بالمنافق: الفاسق والكافر والمبتدع.
٣. لا يستحق الاحترام والتقدير إلا من تواضع لله تعالى بطاعته، والتزام حدوده.
٤. ينبغي على المجتمع المسلم ألا يجعل للمنافقين ثغرة يلجؤون منها لتوجيه شؤون المسلمين، بل ينبغي إزلالهم؛ لأنهم خالفوا أمر الله ورسوله.
٥. جواز تسييد غير المنافق، إن كان أهلاً لذلك، كالعلماء وأهل الفضل.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف:
حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي،

سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف: محي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥ م.

الرقم الموحد: (8962)

لا يَحِلُّ لمسلم أن يَهْجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ، فَمَنْ
هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَاتَ، دَخَلَ النَّارَ

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ
قطع تعلقی کرے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کی اور اسی حال میں مر
گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

۱۷۱۵. الحدیث:

۱۷۱۵. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -
صلى الله عليه وسلم-: «لا يَحِلُّ لمسلم أن يَهْجَرَ أَخَاهُ
فَوْقَ ثَلَاثِ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَاتَ، دَخَلَ النَّارَ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان
کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی
کرے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں
جائے گا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنى الحديث : أنه لا يَحِلُّ للمسلم أن يهجر أخاه
المسلم فوق ثلاث، إذا كان الهجر لحظ النفس
ومعاش الدنيا، أما إذا كان لمقصد شرعي جاز، بل قد
يجب ذلك، كهجر أهل البدع والفجور والفسوق إذا
لم يتوبوا، ومن فعل ذلك، ثم مات وهو مُصِرٌّ على
معصيته ولم يَتُبْ منها قبل أن يموت دخل النار،
ومعلوم أن من استحق النار من المسلمين لذنوب
اقترفه ولم يتجاوز الله عنه، فإنه إذا دخلها لا بد وأن
يخرج منها، ولا يبقى في النار أبد الآباد إلا الكفار
الذين هم أهلها، والذين لا سبيل لهم إلى الخروج منها.

حدیث کا مضموم: مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن
سے زیادہ قطع تعلقی کرے جب کہ یہ قطع تعلقی محض اپنی ذات اور دنیوی امور کی خاطر
ہو۔ تاہم اگر اس قطع تعلقی کا کوئی شرعی مقصد ہو تو پھر جائز ہے بلکہ کبھی تو ایسا کرنا
واجب ہو جاتا ہے جیسے اہل بدعت اور فاجر و فاسق لوگوں سے قطع تعلقی کرنا جب کہ
وہ توبہ نہ کریں۔ جو شخص ایسا کرتا ہے اور پھر اسی حالت میں اسے موت آجاتی ہے
اور وہ اپنی معصیت پر ڈٹا رہتا ہے اور موت سے پہلے اس سے تائب نہیں ہوتا تو وہ
جہنم میں جاتا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص کسی گناہ کے
مرتکب ہونے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوتا ہے اور اللہ اس سے درگزر نہیں کرتا تو
وہ اس میں جائے گا تو سہی لیکن اس سے ضرور باہر آنے گا۔ اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے صرف کافر لوگ ہی رہیں گے جو اس کے اہل ہیں، اور جن کے لیے اس
سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، وأحمد

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• فوق ثلاث: أكثر من ثلاثة أيام

فوائد الحديث:

۱. بیان حق من حقوق المسلم علی آخیه المسلم.
۲. أن من هجر أخاه فوق ثلاث ليلًا، ومات وهو مُصِرٌّ على الهجر والقطيعة دخل النار مع عصاة الموحدين.
۳. الإصرار على الهجر والقطيعة دون سبب شرعي من كبائر الذنوب التي تدخل صاحبها في نار جهنم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8882)

لا يبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى يدع
ما لا بأس به

بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ
ایسی چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو...

۱۷۱۶. الحدیث:

عن عطية بن عروة السعدي -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا يَبْلُغُ العَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ، حَدَرًا مِمَّا بِهِ بَأْسٌ".

۱۷۱۶. حدیث:

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ایسی چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو تاکہ وہ ان چیزوں سے بچ جائے جن میں حرج ہے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

إن المرء لا يبلغ درجة المتقين حتى يترك فضول الحلال حذرا من الوقوع في الحرام، وكذلك إذا اشتبه مباح بمحرم، وتعذر التمييز بينهما، فإنه من تمام التقوى أن يدع الحلال خوفاً من الحرام، وهذا الحديث ضعيف الإسناد ولكن معناه صحيح، للحديث المتفق عليه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الحلال بين، وإن الحرام بين، وبينهما مشتهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه، وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحمى، يوشك أن يرتع فيه، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا وإن حمى الله محارمه، ألا وإن في الجسد مضغة، إذا صلحت، صلح الجسد كله، وإذا فسدت، فسد الجسد كله، ألا وهي القلب».

بندہ اس وقت تک متقین کے درجے کو نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ اس حلال کو ترک نہ کر دے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اس خدشے کے پیش نظر کہ کہیں وہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر کوئی مباح کسی حرام کے ساتھ مشتبہ ہو جائے اور ان دونوں میں فرق کرنا دشوار ہو تو اس صورت میں کمال تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال کو بھی چھوڑ دے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا، اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو کسی محفوظ چراگاہ کے ارد گرد اپنے جانور چراتا ہے، تو قریب ہے کہ جانور اس چراگاہ میں سے بھی چر لیں۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے (جس میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی) آگاہ رہو! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سنو! جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، جان لو! وہ دل ہے۔"

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه

التخريج: عطية بن عروة السعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- من المتقين: أي الموصوفين بالتقوى، وهي اتقاء النار بفعل الطاعة وترك المعاصي.
- يدع: يترك

فوائد الحديث:

١. تناول الحلال المحض من صفات المتقين.
٢. من التقوى وقاية النفس عن الشبه، والإعراض عنها.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي -؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨ هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن - الرياض، ١٤٢٦ هـ. غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٠ هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبد الرؤوف المناوي، دار الحديث - القاهرة. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ.

الرقم الموحد: (6109)

لا يتم بعد احتلام، ولا صمات يوم إلى الليل

"بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور نہ دن بھر رات کی آمد تک خاموش رہنا جائز ہے۔"

۱۷۱۷. الحديث:

۱۷۱۷. حدیث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- مرفوعاً: « لا يُتَمَّ بَعْدَ احْتِلَامٍ ، وَلَا صَمَاتٍ يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ ».

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور نہ دن بھر رات کے آنے تک خاموش رہنا جائز ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أولاً: لا يعتبر الشخص یتیمًا إذا بلغ. ثانيًا: كانوا في الجاهلية يدينون لله عز وجل بالصمت، فيظل يومه ساكنًا ولا يتكلم حتى تغيب الشمس، فنهى المسلمون عن ذلك؛ لأن هذا يؤدي إلى ترك التسبيح والتهليل والتحميد والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وقراءة القرآن وغير ذلك، وأيضاً هو من فعل الجاهلية فلذلك نهى عنه.

پہلی بات: جب کوئی شخص بالغ ہو جائے تو اسے یتیم نہیں شمار کیا جائے گا۔ دوسری بات: زمانہ جاہلیت میں لوگ خاموش رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آدمی سارا دن چپ رہتا اور کوئی بات نہ کرتا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا۔ مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا کیوں کہ اس سے تسبیح و تہلیل، تحمید، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور قرآن کی قراءت وغیرہ جیسے اعمال چھوٹ جاتے ہیں اور اس سے اس لئے بھی منع کیا گیا ہے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا ایک عمل ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتم: الانفراد، والیتیم من مات أبوه وهو صغير دون البلوغ.
- احتلام: بلوغ.
- صمات: سكوت يوم إلى الليل.

فوائد الحديث:

۱. وجوب مخالفة أعمال الجاهلية وأحوالها.
۲. ارتفاع اسم الیتیم عن البالغ، ويقتضي ذلك ارتفاع أحكامه.
۳. ليس من شعائر الدين التعبد بالصمت والإمساك عن الكلام فإنه حرام.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية - ۱۴۰۵ - ۱۹۸۵. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط- ۱- ۱۴۳۰هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ.

الرقم الموحد: (6374)

لا يتمن أحدكم الموت، إما محسناً فلعله
يزداد، وإما مُسيئاً فلعله يَسْتَعْتَبُ

کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ
نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔

۱۷۱۸. الحدیث:

۱۷۱۸. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يتمن أحدكم الموت، إما محسناً فلعله يَزْدَادُ، وإما مُسيئاً فلعله يَسْتَعْتَبُ". وهذا لفظ البخاري. وفي رواية لمسلم عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يتمن أحدكم الموت، ولا يدعُ به من قبل أن يأتيه؛ إنه إذا مات انقطع عمله، وإنه لا يزيد المؤمن عُمره إلا خيراً".

ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔ (یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے ہیں)۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی موت کی خواہش نہ کرے اور اس کے خود آنے سے پہلے اس کے آنے کی دعا نہ کرے۔ کیوں کہ جب وہ مر جائے گا تو اس کا عمل منقطع ہو جائے گا جب کہ مومن کی عمر اس کی نیکیوں میں اضافہ ہی کرتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

وقوله عليه الصلاة والسلام: "لا يتمن أحدكم الموت"، والنهي هنا للتحريم؛ لأن تمنى الموت فيه شيء من عدم الرضا بقضاء الله، والمؤمن يجب عليه الصبر إذا أصابته الضراء، فإذا صبر على الضراء نال شيئاً مهمين: الأول: تكفير الخطايا فإن الإنسان لا يصيبه هم ولا غم ولا أذى ولا شيء إلا كفر الله به عنه حتى الشوكة يشاكها فإنه يكفر بها عنه. الثاني: إذا وفق لاحتساب الأجر من الله وصبر يبتغي بذلك وجه الله فإنه يثاب، أما كونه يتمن الموت فهذا يدل على أنه غير صابر على ما قضى الله عز وجل ولا راض به، وبين الرسول عليه الصلاة والسلام أنه إما أن يكون من المحسنين فيزداد في بقاء حياته عملاً صالحاً، فالمؤمن إذا بقي ولو على أذى ولو على ضرر فإنه ربما تزداد حسناته. وإما مسيئاً قد عمل سيئاً فلعله يستعتب أي يطلب من الله العتبي أي الرضا والعذر، فيموت وقد تاب من سيئاته فلا تتمن الموت؛ لأن الأمر كله مقضي، فيصبر ويحتسب، فإن دوام الحال من المحال. وفيه إشارة إلى أن المعنى في النهي عن تمنى الموت والدعاء به هو انقطاع العمل بالموت، فإن

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے"۔ یہاں ممانعت حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں کہ موت کی آرزو کرنے میں اللہ کی قضاء پر عدم رضا کا پہلو ہوتا ہے جب کہ مومن پر فرض ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرے۔ جب وہ کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اسے دو اہم باتیں حاصل ہوتی ہیں: اول: گناہ معاف ہوتے ہیں۔ انسان کو جب بھی کوئی دکھ، غم، تکلیف اور کوئی بھی ایسی شے پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے حتیٰ کہ اگر اسے کوئی کاٹا بھی چھتا ہے تو وہ بھی گناہ کا کفارہ بنتا ہے۔ دوم: اگر اسے اس بات کی توفیق حاصل ہو جائے کہ وہ اس پر اللہ سے اجر کا امیدوار ہو اور اللہ کی خوشنودی کے لیے صبر کرے تو اسے ثواب ملتا ہے۔ جب کہ موت کی تمنا کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر صابر اور اس پر خوش نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اگر آدمی نیک لوگوں میں سے ہوگا تو زندگی کے باقی رہنے کی وجہ سے اس کے نیک اعمال میں اضافہ ہوگا۔ مومن جب بقید حیات رہتا ہے، چاہے تکلیف اور مصیبت میں ہی مبتلا ہو، اس کی نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ اگر وہ برا آدمی ہے اور اس نے کوئی برا عمل کیا ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کر لے یعنی اللہ سے اس کی خوشنودی مانگ لے اور اس سے معذرت کر لے اور پھر اس کی موت آنے تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر چکا ہو۔ چنانچہ موت کی آرزو نہ کرو کیوں کہ کوئی بھی حالت ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔ پس چاہیے کہ انسان صبر کرے اور اس پر اجر کا

طلب گار ہو۔ یہ محال ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت رہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت میں یہ مفہوم ہے کہ موت کی وجہ سے عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ زندگی کی وجہ سے عمل ہوتا ہے اور عمل ہی سے ثواب میں بڑھوتری ہوتی ہے۔ اگر کوئی عمل نہ بھی ہو تو تب بھی وحدانیت کے اقرار کا جاری رہنا سب سے افضل عمل ہے۔ یہاں یہ اشکال نہیں ہونا چاہیے کہ ہوسکتا ہے کہ اگر وہ شخص زندہ رہے تو العیاذ باللہ ایمان ہی سے پھر جائے کیوں کہ ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے۔ جب ایمان کی تازگی دلوں کے ساتھ مل جاتی ہے تو پھر کوئی اسے ناپسند نہیں کرتا۔ اگر بالفرض ایسا ہو بھی جائے تو شاذ و نادر ہوگا۔ اللہ کے ازلی علم میں جس کا خاتمہ برالکھا گیا ہے اس کا برا خاتمہ ہو کر ہی رہے گا چاہے اس کی عمر لمبی ہو یا مختصر۔ چنانچہ اس کے لیے موت کو جلدی طلب کرنے میں کوئی اچھائی نہ رہے۔ اس حدیث میں اشارہ مومن کے لیے اس کے نیک کاموں پر اس کے لیے خوشخبری ہے جب کہ بدکار کو اس کے برے عمل سے ڈرایا گیا ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ نیک شخص کو موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے اپنے نیک اعمال میں جٹا رہنا چاہیے اور ان میں اور اضافہ کرنا چاہیے اور جو برا شخص ہو اسے بھی موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ برائی سے باز آجائے تاکہ کہیں برائی کرتے کرتے ہی اس کی موت نہ آجائے۔ چنانچہ ایسا شخص خطرے میں ہوتا ہے۔

الحياة يتسبب منها العمل، والعمل يحصل زيادة الثواب ولو لم يكن إلا استمرار التوحيد فهو أفضل الأعمال، ولا يرد على هذا أنه يجوز أن يقع الارتداد والعياذ بالله تعالى عن الإيمان؛ لأن ذلك نادر، والإيمان بعد أن تخالط بشاشته القلوب لا يسخطه أحد، وعلى تقدير وقوع ذلك وقد وقع لكن نادراً، فمن سبق له في علم الله خاتمة السوء، فلا بد من وقوعها طال عمره أو قصر، فتعجيله بطلب الموت لا خير له فيه. وفي الحديث إشارة إلى تغييب المحسن بإحسانه، وتحذير المسيء من إساءته، فكأنه يقول من كان محسناً فليترك تمني الموت وليستمر على إحسانه، والازدياد منه، ومن كان مسيئاً فليترك تمني الموت وليقلع عن الإساءة لئلا يموت على إساءته، فيكون على خطر.

راوي الحديث: أخرجه البخاري في صحيحه (٨٤/٩ رقم ٧٢٣٥)، ومسلم في صحيحه (٢٠٦٥/٤ رقم ٢٦٨٢)، كذا قال: متفق عليه، وتبع الحميدي في جمعه، وإلا فإن صاحبي الصحيح أخرجاه من طريقين مختلفين، انظر: الجمع بين الصحيح (٢٠٨/٣ رقم ٢٤٥٦)، كنوز رياض الصالحين (٤٠٤/٨).

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- لا يتمن: النهي عن تمني الموت.
- محسناً: مطيعاً لله.
- يستعتب: يرجع إلى الله تعالى بالتوبة ورد المظالم، وطلب عتبي الله أي: رضاه.

فوائد الحديث:

١. بعد الموت ينقطع العمل، ويبدأ الإنسان جني ثمار عمله وتحصيله في الدنيا.
٢. ينبغي على المرء أن يستغل جميع حياته في طاعة الله والازدياد منها، ومراجعة نفسه والتوبة مما بدر منه من المعاصي والآثام.
٣. النهي عن تمني الموت لضر أصابه من مرض أو فقر أو نحو ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار

المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح
رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.
الرقم الموحد: (5652)

لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من
كبر

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔

۱۷۱۹. الحدیث:

۱۷۱۹. حدیث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، قَالَ: "لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر!" فقال رجل: إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسناً، ونعله حسنة؟ قال: "إن الله جميل يحب الجمال، الكبير: بَطْرُ الحقِ وَعَمَطُ الناسِ".

عبد اللہ بن مسعود -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔" ایک شخص نے دریافت کیا کہ: آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے عمدہ ہوں۔ (کیا یہ بھی تکبر کے زمرے میں آتا ہے)؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: "اللہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر کا مطلب ہے: حق کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر"، وهذا الحديث من أحاديث الوعيد وتحتاج إلى تفصيل حسب الأدلة الشرعية، فالذي في قلبه كبر، إما أن يكون كبراً عن الحق وكرهه له، فهذا كافر مخلد في النار ولا يدخل الجنة، لقول الله تعالى: "ذلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله، فأحبط أعمالهم" محمد: ۹ ، وأما إذا كان كبراً على الخلق وتعاضماً على الخلق، لكنه لم يستكبر عن عبادة الله فهذا جاء فيه هذا الوعيد فلا يدخل الجنة مع أول زمرة، ولما حدث النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الحديث قال رجل يا رسول الله: الرجل يحب أن يكون ثوبه حسناً ونعله حسنة يعني فهل هذا من الكبر؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن الله جميل يحب الجمال" جميل في ذاته جميل في أفعاله جميل في صفاته كل ما يصدر عن الله عز وجل فإنه جميل وليس بقبیح وقوله: "يحب الجمال" أي يحب التجمل بمعنى أنه يحب أن يتجمل الإنسان في ثيابه وفي نعله وفي بدنه وفي جميع شؤونه؛ لأن التجمل يجذب القلوب إلى الإنسان ويجيبه إلى الناس بخلاف التشوه

ابن مسعود -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔" یہ حدیث وعید پر مشتمل احادیث میں سے ہے اور شرعی دلائل کی روشنی میں کچھ محتاج تفصیل ہے۔ جس شخص کے دل میں تکبر ہوتا ہے اس کی وجہ یا تو حق سے روگردانی ہوتی ہے یا حق کی ناپسندیدگی۔ ایسا شخص کافر ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ذلک بأنہم کرموا أنزل اللہ، فأحبط أعمالہم" (محمد: ۹-) ترجمہ: یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیے۔ تاہم تکبر اگر مخلوق پر ہو اور اس میں مخلوق پر بڑائی جلتائی جاتی ہو لیکن وہ شخص اللہ کی عبادت سے روگردانی نہ کر رہا ہو تو اس کے بارے میں یہ وعید ہے کہ وہ سب سے پہلے گروہ کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جب آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی کو یہ بات پسند ہوتی ہے کہ وہ اچھا کپڑا اور عمدہ جوتا پہنے، کیا یہ بھی تکبر میں شمار ہوتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔" یعنی اللہ اپنی ذات، اپنے افعال اور اپنی صفات کے اعتبار سے خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس بات کا بھی صدور ہوتا ہے وہ خوبصورت ہی ہوتی ہے لہذا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے" تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ انسان اپنے کپڑوں، اپنے جوتوں، اپنے جسم اور اپنے تمام امور میں خوبصورتی کو ملحوظ رکھے۔ کیوں کہ خوبصورتی کو اختیار کرنا دلوں کو انسان کی طرف کھینچتا ہے اور

الذي يكون فيه الإنسان قبيحاً في شعره أو في ثوبه اسے لوگوں کے ہاں پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ بخلاف بد صورتی اختیار کرنے کے، جس کی
أو في لباسه. وجہ سے انسان کے بالوں، اس کے کپڑوں اور اس کے لباس میں بگاڑ آجاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبدالله بن مسعود - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مثقال : وزن.
- ذرة : الجزء المتناهي في الصغر.
- بطر الحق : رد الحق
- غمط الناس : احتقارهم وازدرأؤهم

فوائد الحديث:

۱. الكبر من الذنوب العظيمة التي تستحق عذاب الله في الدنيا والآخرة.
۲. الجمال إذا لم يكن على وجه الفخر والخيلاء والمباهاة لا يدخل في الكبر.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. الناشر: مطبعة سفير - الرياض شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (6209)

لا يزال الرجل يذهب بنفسه حتى يكتب في الجبارين

آدمی برابر تکبر میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۱۷۲۰. الحدیث:

عن سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا يزال الرجل يذهب بنفسه حتى يُكْتَبَ في الجبارين، فيصيبه ما أصابهم".

۱۷۲۰. حدیث:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "آدمی برابر تکبر میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اس کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو ان سرکشوں کا ہوا کرتا ہے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- حذر الإنسان من أن يعجب بنفسه، فلا يزال في نفسه يترفع ويتعظم حتى يكتب من الجبارين، فيصيبه ما أصابهم، والجبارون -والعياذ بالله- لو لم يكن من عقوبتهم إلا قول الله تبارك وتعالى: "كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار" غافر: ۳۵؛ لكان عظيماً، فالجبار -والعياذ بالله- يطبع على قلبه حتى لا يصل إليه الخير، ولا ينتهي عن الشر، وهذا الحديث ضعيف، ولكن المعنى الذي دل عليه وهو تحريم الكبر والتعالي والوعيد على ذلك موجود في نصوص كثيرة، كقوله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر»، رواه مسلم، وقوله -صلى الله عليه وسلم-: «بينما رجل يجر إزاره من الخيلاء، خسف به، فهو يتجلجل في الأرض إلى يوم القيامة» متفق عليه.

اجمالي معنی:

نبی ﷺ نے انسان کو اس بات سے ڈرایا ہے کہ وہ خود پسندی میں مبتلا ہو۔ پس بندہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے اور پھر اس کا بھی وہی انجام ہوتا ہے جو ان سرکش لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔ سرکش لوگوں کی سزا اگر کچھ اور نہ بھی ہوتی تو اللہ کا یہ قول ہی بہت بڑی بات تھی "کذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار" (غافر: ۳۵) کہ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔ سرکش کے دل پر اللہ مہر لگا دیتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ تاکہ نہ تو وہ کسی خیر کو پاسکے اور نہ ہی کسی شر سے بچ سکے۔ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم جس معنی پر یہ دلالت کر رہی ہے یعنی تکبر کرنا اور بڑا بننا اور اس پر وعید، یہ معنی بہت سی دوسری نصوص میں موجود ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا"۔ (صحیح مسلم)۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہ بند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا"۔ (متفق علیہ)۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• «يذهب بنفسه»: أي: يرتفع ويتكبر.

فوائد الحديث:

۱. من تشبه بقوم كتب معهم، وبناله من العذاب ما نالهم.

۲. تحريم التكبر والتجبر والتعالي والعجب، وأن يرى الإنسان نفسه عظيماً.

المصادر والمراجع:

الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٢ هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن - الرياض، ١٤٢٦ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ.

الرقم الموحد: (6210)

لا ينبغي لصديق أن يكون لعانًا

١٧٢١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا ينبغي لصديق أن يكون لعانًا».

١٧٢١. حديث:

ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرج: صحيح

المعنى الإجمالي:

إن الإكثار من اللعن ينافي كمال درجة الصديقية، وهي مرتبة تلي النبوة، فهي من أعلى المراتب التي يمكن أن يصل إليها المؤمن عند الله -تعالى-، ومن وسائل تحقيقها اجتناب اللعن.

اجمالي معنی:

بہت زیادہ لعنت کرنا صدیقیت کے درجے کے منافی ہے جو کہ ایک بلند ترین درجہ ہے جس سے بندہ مومن اللہ تعالیٰ کے قریب جاسکتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لعانًا: كثير اللعن، وهو الدعاء بالإبعاد عن رحمة الله -تعالى-.

• لصديق: مبالغ في الصدق، والصديقية درجة تلي النبوة، وهي كمال الايمان بما جاء به الرسول علمًا وتصديقًا وقيامًا.

فوائد الحديث:

١. كثرة اللعن تتنافى مع كمال الإيمان

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لحمد بن محمد بن إعلان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة، لحمد بن أبي بكر الزرعي ابن قيم الجوزية، دار الكتب العلمية، بيروت. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6984)

لأن أقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله
والله أكبر

یہ کہ میں کہوں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَنُحْمَدُهُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

۱۷۲۲. الحديث:

۱۷۲۲. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله -
صلى الله عليه وسلم-: «لَأَنَّ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللَّهِ،
والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا
ظَلَعْتُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ساری
کائنات سے کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں یہ کہوں:
"سُبْحَانَ اللَّهِ وَنُحْمَدُهُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ"، اللہ پاک سے اور تمام تعریفات اللہ کے
لیے ہیں اور اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

الحديث فيه الحث على ذكر الله -تعالى- بتزيهه
وحمده وتعظيمه وتوحيده وتكبيره، وهذه الأذكار خير
من الدنيا وما فيها؛ لأنها من أعمال الآخرة، وهي
الباقيات الصالحات، وثوابها لا يزول، وأجرها لا
ينقطع، بينما الدنيا صائرة إلى زوال وآيلة إلى فناء.

اس حدیث میں اللہ کی پاکی، تعریف، تعظیم، توحید اور تکبیر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے
ذکر کی ترغیب ہے۔ ذکر کے یہ کلمات دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہیں؛
کیوں کہ یہ آخرت کے اعمال میں سے ہیں، یہی باقیات صالحات ہیں، ان کا ثواب
ختم نہیں ہوگا، ان کا اجر و بدلہ منقطع نہیں ہوگا، جب کہ دنیا کی ساری چیزوں کو زوال و
فنا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبحان الله: تنزيه الله عما لا يليق.
- الحمد لله: ثناء عليه بصفات الكمال، ونعوت الجلال.
- لا إله إلا الله: لا معبود بحق إلا الله.
- الله أكبر: التكبير التعظيم.
- مما طلعت عليه الشمس: كناية عن الدنيا كلها.

فوائد الحديث:

۱. الحث على ذكر الله بتزيهه وحمده وتعظيمه وتوحيده وتكبيره.
۲. سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر هن الباقيات الصالحات.
۳. متاع الدنيا قليل وشهواتها زائلة.
۴. نعيم الآخرة لا يزول ولا يحول.

المصادر والمراجع:

1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۷ م ۲- رياض الصالحين من كلام
سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ هـ ۳- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد
بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ هـ ۴- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء
التراث العربي - بيروت. ۵- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ
6- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي. اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة

والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. ٧- تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك
الحريمي النجدي، المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (6211)

تمہیں روزِ قیامت حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بخری کو سینگ والی بخری سے بدلہ دلوایا جائے گا

لتؤدن الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء

۱۷۲۳. حدیث:

۱۷۲۳. الحدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں روزِ قیامت حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بخری کو سینگ والی بخری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔"

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَتُؤَدَّنَ الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يُقَادَ للشاة الجُلْحَاءِ من الشاة القَرْنَاءِ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

روزِ قیامت مظلوم اپنے ظالم سے بدلہ لے گا حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بخری بھی سینگ والی بخری سے بدلہ لے گی اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

المظلوم يقتص من ظالمه يوم القيامة حتى الشاة التي ليس لها قرن تقتص من التي لها قرن ولا يظلم ربك أحداً.

راوی الحدیث: رواہ مسلم.

التخریج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يقاد: يُقْتَص.
- الجلحاء: التي لا قرن لها.
- القرناء: التي لها قرن.
- أهلها: أي: أصحابها.

فوائد الحدیث:

۱. عدل اللہ تعالیٰ وَاِنَّهٗ يَاقِصُ عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالتَّقَاصُ يَكُونُ بِأَخْذِ حَسَنَاتِ الظَّالِمِ وَطَرَحِ سَيِّئَاتِ الْمَظْلُومِ.
۲. يَجْشُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْحَيٰوَانَاتِ لِيَقْتَصَّ مِنْهَا اِقَامَةَ لِلْعَدْلِ.
۳. الحث على المبادرة لأداء الحقوق إلى أصحابها.

المصادر والمراجع:

- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ -- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ.

الرقم الموحد: (5824)

لَقَدْ رَأَيْتَنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرَّنٍ مَا لَنَا
خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرْنَا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ
-صلى الله عليه وسلم- أَنْ نَعْتَقَهَا

مجھے معلوم ہے کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے
پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ
مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔

۱۷۲۴. الحدیث:

۱۷۲۴. حدیث:

عن أبي علي سويد بن مُقَرَّنٍ -رضي الله عنه- قال: لقد
رَأَيْتَنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرَّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا
وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرْنَا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله
عليه وسلم- أَنْ نَعْتَقَهَا وَفِي رِوَايَةٍ: «سَابِعُ إِخْوَةِ لِي».

ابو علی سويد بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم ہے کہ میں مقرن
کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے)۔ ہمارے پاس
صرف ایک خادمہ تھی۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ مار دیا تو
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔ ایک روایت میں «سابع
إخوة لي» کے الفاظ ہیں۔ یعنی میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر سويد بن مقرن فيقول كنت واحداً من سبعة
إخوة من بني مُقَرَّنٍ كلهم صحابة مهاجرون، لم
يشاركهم أحدٌ في ذلك؛ وهو اجتماع سبعة من الإخوة
في الهجرة، وليس لنا من يقوم على خدمتنا نحن
السبعة إلا مملوكة واحدة، فضربها أصغرنا على
خَدَّهَا. فَأَمَرْنَا -صلى الله عليه وسلم- أَنْ نَحْرُهَا مِنْ
الْعَبودية؛ لِيَكُونَ عِتْقُهَا كَفَّارَةً عَنْ ضَرْبِهَا.

سويد بن مقرن بتا رہے ہیں کہ میں بنی مقرن کے سات بھائیوں میں سے ایک تھا جو
سب کے سب صحابہ اور مہاجر تھے۔ اس خصوصیت میں کوئی اور شخص ان کا شریک
نہیں۔ ہم ساتوں کی خدمت کے لئے ایک ہی باندی تھی۔ ہم میں سے سب سے
چھوٹے نے اس کے گال پر تھپڑ مار دیا۔ تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے
غلامی سے آزاد کر دیں تاکہ اس کی آزادی اسے مارنے کا کفارہ بن جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو علي سويد بن مُقَرَّنٍ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَطَمَهَا: ضرب خَدَّهَا.
- رَأَيْتَنِي: علمتني.
- فاعتقها: العتق تحرير الرقاب يعني أن يكون هناك إنسان مملوك فيخلصه سيده ويجعله حرًا.

فوائد الحديث:

۱. غلظ تعذيب المملوك والاعتداء عليه.
۲. وجوب الرفق بالمملوك والإحسان إليه.
۳. يُندب إعتاق المملوك كَفَّارَةً عَنْ ضَرْبِهِ أَوْ تَعْذِيبِهِ.
۴. مشروعية المبادرة بالحسنة بعد السيئة، وفي الحديث: "وَأَتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا".
۵. جواز الاشتراك في المملوك للخدمة، ولو كثر عدد المشتركين لكن لا يكلف فوق ما يطيق.
۶. حرص الإسلام على حقوق العامل وحقوق الإنسان عمومًا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م صحیح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين-العثيمين-الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض-الطبعة: ١٤٢٦ هـ دليل الفالحين -لابن علان الصديقي -دار الكتاب العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (8894)

لقاب قوس في الجنة خير مما تطلع عليه الشمس
أو تغرب

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت
میں ایک کمان کے برابر جگہ، دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج
طلوع یا غروب ہوتا ہے۔“ متفق علیہ۔

۱۷۴۵. الحدیث:

۱۷۴۵. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى
الله عليه وسلم- قال: « لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا
تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں
ایک کمان کے برابر جگہ، دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج
طلوع یا غروب ہوتا ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث بيان عظم ثواب المؤمن في الجنة، وحقارة
الدنيا، حيث إن هذا القدر من الجنة وهو قاب القوس
خير مما في الدنيا من النعيم أجمع، لنفاسته ولدوامه
وبقائه، جعلنا الله من أهلها.

اس حدیث میں جنت میں مومن کو حاصل ہونے والے عظیم اجر و ثواب اور دنیا کی
بے وقعتی کو اس اعتبار سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت کی یہ معمولی مقدار یعنی ایک کمان
کے برابر معمولی جگہ، دنیا میں پائی جانے والی تمام نعمتوں سے بہتر ہے؛ کیوں کہ جنت
کی ان نعمتوں میں ہر قسم کی نفاست و پاکیزگی ہے۔ اس میں ہمیشگی اور بقا و پائیداری
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل جنت میں شامل فرمادے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لقاب قوس: قدر ما بين المقبض والسية من القوس، ولكل قوس قابان، والسية: طرفها المنحني.

فوائد الحديث:

۱. تعظيم نعمة الجنة، وتحقير للدنيا وما فيها؛ فنعيم الجنة دائم لا ينقطع ومتاع الدنيا قليل حقير زائل.

۲. أن هذا القدر اليسير من الجنة -المذكور في الحديث- خير مما في الدنيا أجمع، لنفاسته ولدوامه وبقائه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري- أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر-الناشر: دار طوق
النجاة-الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ- تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي، المحقق: د. عبد العزيز
بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ- ۲۰۰۲م - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين-سليم الهلالي
دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مصطفى سعيد الحن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي،
محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: ۱۴۰۷ - ۱۹۸۷، رقم الطبعة: (۱۴)-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري،
اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۵ھ- ۲۰۰۴م.

الرقم الموحد: (8352)

لقد انقطعت في يدي يوم مؤتة تسعة أسياف،
فما بقي في يدي إلا صفيحة يمانية

غزوة موتة میں میرے ہاتھ پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں اور میرے
ہاتھ میں صرف ایک یعنی تلوار باقی بچی۔

۱۷۲۶. الحديث:

۱۷۲۶. حدیث:

عن أبي سليمان خالد بن الوليد -رضي الله عنه- قال:
لقد انقطعت في يدي يوم مؤتة تسعة أسياف، فما بقي
في يدي إلا صفيحة يمانية.

ابو سليمان خالد بن وليد -رضي الله عنه- بیان کرتے ہیں کہ غزوة موتة میں میرے ہاتھ
پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یعنی تلوار
باقی بچی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

خالد بن الوليد -رضي الله عنه- سيف الله، وفارس
الإسلام، وليث المشاهد، وقائد المجاهدين، كان من
أشراف قريش في الجاهلية، أسلم قبل فتح مكة، وكان
في غزوة أحد في جيش قريش المشركين ثم أسلم، وفي
هذا دليل على كمال قدرة الله -عز وجل-؛ وأنه بيده
أزمنة الأمور، وأنه يضل من يشاء ويهدي من يشاء،
وهو يخبر عن تكسر الأسياف التسعة في يده في
مؤتة، في السنة الثامنة من الهجرة، وهذا من شجاعته
-رضي الله عنه-، ولم يصمد معه إلا سيف عريض
من سيوف اليمن.

خالد بن وليد -رضي الله عنه- کی تلوار، اسلام کے شہسوار، میدان جماد کے شیر اور
مجاہدین کے سالار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا شمار قریش کے بڑے لوگوں میں ہوتا
تھا۔ انھوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ غزوة احد میں وہ قریش کے لشکر کے
ساتھ تھے۔ بعد ازاں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی دلیل
ہے اور اس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ زمام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے،
وہ جسے چاہتا ہے گمراہ ہونے کے لیے پھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دے
دیتا ہے۔ خالد بن وليد جنگ موتہ میں اپنے ہاتھوں ٹوٹنے والی تلواروں کی بابت بتا
رہے ہیں۔ یہ ان کی شجاعت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی و خوش ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سليمان خالد بن الوليد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مؤتة : موضع بقرب الشام كانت فيها غزوة مؤتة.
- صفيحة : سيف يمانى.

فوائد الحديث:

۱. فضل وشجاعة خالد بن الوليد -رضي الله عنه- وقوة بأسه، وثباته في الحروب.

۲. كثرة القتلى من الروم في معركة مؤتة وإلا لما انقطع في خالد تسعة أسياف.

۳. فضل الجهاد في سبيل الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر- الناشر: دار طوق النجاة
-الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين
النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد
العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة

الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8407)

لقد أوتيت مزماراً من مزامير آل داود

"تمہیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔"

۱۷۲۷. الحدیث:

۱۷۲۷. حدیث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له: «لقد أوتيت مِزْمَاراً من مزامير آل داود». وفي رواية لمسلم: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له: «لو رأيتني وأنا أستمع لقراءتك البارحة».

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تمہیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔" صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اگر تم مجھے دیکھ لیتے، جب کہ گزشتہ رات میں تمہاری قرات سن رہا تھا" (تو یقیناً خوش ہو جاتے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له لما سمع قراءته الجميلة المرتلة: (لقد أوتيت مزماراً من مزامير آل داود)، وقوله: "لقد أوتيت"، أي: أعطيت، : "مزماراً من مزامير آل داود"، أي داود نفسه، وداود عنده صوت حسن جميل رفيع، حتى قال الله تعالى: "يا جبال أوبي معه والطير، وألنا له الحديد" سبأ: ۱۰، وآل فلان قد يطلق على الشخص نفسه؛ لأن أحداً منهم لم يُعْطَ من حسن الصوت ما أعطيه داود.

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی ترتیل کے ساتھ پڑھی گئی دل کش و دل نشین تلاوت سماعت فرمائی، تو ان سے فرمایا: "تمہیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔" یعنی خود داؤد علیہ السلام ہی کی خوش الحانی۔ دراصل داؤد علیہ السلام کو بہت بلند، دل بھانے والی عمدہ ترین آواز عطا کی گئی تھی، حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَا جِبَالُ أُوْبِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ وَأَلْنَا لَهُ الْحَدِيدَ" (ترجمہ: اے پہاڑو! اس کے ساتھ رغبت سے تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم ہے) اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا۔) (سورۃ سبأ: ۱۰) آل فلان کا اطلاق کبھی خود اسی شخص پر ہوتا ہے؛ کیوں کہ آل داؤد میں سے کسی کو بھی وہ دل کش و دل نشین آواز عطا نہیں کی گئی، جو داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مزماراً: المراد: الصوت الحسن، وأصله الآلة، وأطلق اسمه على الصوت للمشابهة.
- آل داود: المراد: داود النبي عليه السلام من أنبياء بني إسرائيل
- البارحة: أقرب ليلة مضت.

فوائد الحديث:

- ۱- 4مكانة أبي موسى الأشعري رضي الله عنه وحسن صوته ومدح النبي صلى الله عليه وسلم له
- ۲- 5فضل نبي الله داود عليه السلام
- ۳- 7استحباب تحسين الصوت بالقرآن؛ لأن ذلك يزيد القرآن حلاوة ونفوساً إلى قلوب السامعين.
- ۴- 2استحباب الاستماع إلى القرآن والإنصات له.

٥. -3 الجهر بالعبادة قد يكون في بعض المواضع أفضل من الإسرار.

المصادر والمراجع:

1 / بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/ تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣/ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥/ شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٦/ شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٧/ صحيح البخاري-عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٨/ صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٩/ كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ١٠/ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6212)

۱۷۴۸. الحديث:

۱۷۴۸. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «للعبد المملوك المصلح أجران»، والذي نفس أبي هريرة بيده لولا الجهاد في سبيل الله والحج، وبر أمي، لأحببت أن أموت وأنا مملوك.

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو اور نیوکار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج بیت اللہ اور میری والدہ کی خدمت کرنی نہ ہوتی تو مجھے یہ بات زیادہ پسند تھی کہ میں غلام رہ کر مرتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قال أبو هريرة - رضي الله عنه -: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: للعبد المملوك الناصح لسيدته والقائم بحق ربه أجران؛ لقيامه بحق الله - تعالى - من العبادات وقيامه بحق سيده من الخدمة. ثم أخبر أبو هريرة - رضي الله عنه - أنه لولا أن المملوك لا جهاد عليه، ولولا قيامه ببر أمه بالنفقة والخدمة، لأحب أن يموت وهو مملوك لما فيه من أجر.

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے غلام کے لیے دُہرا اجر ہے جو اپنے مالک کا خیر خواہ اور اپنے رب کے حقوق کو قائم کرنے والا ہو، ایک عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی وجہ سے اور دوسرے آقا کی خدمت کر کے اس کا حق ادا کرنے کی وجہ سے۔ پھر ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا کہ اگر غلام پر جہاد ہوتا اور مجھ پر اپنی والدہ کے خرچے اور خدمت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو مجھے غلام رہ کر مرنا زیادہ پسند تھا اس پر ملنے والے اجر کی خاطر۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المصلح: من الصلاح، وهو إحسان العبادة والنصح للسيد.
- لولا الجهاد: لولا فضل القيام بأعمال الجهاد وأنَّ الرقَّ يمنع منها.
- وأنا مملوك: أي: لأنال الأجر مضاعفاً.

فوائد الحديث:

۱. فضل المملوك الذي يُؤدي حق الله وحق موالیه.
۲. صلاح العبد يكون بإحسان العبادة والنصح للسيد.
۳. فضل الجهاد والحج والحث على بر الوالدين وخاصة الأم.
۴. العبد المملوك لا جهاد عليه ولا حج في حال العبودية.
۵. فضل أبي هريرة - رضي الله عنه -.
۶. مواساة الضعفاء من العبيد ومن في معناهم وتطبيب خاطرهم وحثهم على الصبر على ما امتحنوا به وأن يحتسبوا ذلك عند ربهم تبارك وتعالى.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد

العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ٥١٤٣٠ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن
عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6388)

لِلَّهِ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلِدِهَا

اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔

۱۷۲۹. الحديث:

۱۷۲۹. حدیث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِسَبِيٍّ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعَى، إِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلَزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أَتَرُونَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟» قُلْنَا: لَا وَاللَّهِ. فَقَالَ: «لِلَّهِ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلِدِهَا».

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جو دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ سے اپنے پیٹ سے لگایا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم نہیں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

جاء لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- بأسرى، فإذا امرأة تسعى تبحث عن ولدها، إذ وجدت صبياً في السبي فأخذته وألصقته ببطنها رحمة له وأرضعته؛ فعلم النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه أن رحمة الله أعظم من رحمة الأم لولدها.

رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے۔ اتنے میں ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی۔ اسے قیدیوں میں ایک بچہ ملا جسے اس نے اٹھا کر شفقت بھرے انداز میں اپنے پیٹ سے لگایا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ اس پر نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ اللہ کی رحمت ماں کی رحمت سے کہیں زیادہ ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بسبي: السبي: الأسرى.
- تسعى: تعدو وتركض.
- أترون: أتعقدون أو تظنون؟

فوائد الحديث:

۱. رحمة الله تعالى بعباده، وأنه يريد لهم الخير وأن ينقذهم من النار.
۲. الاستفادة من الحوادث وربطها في التوجيه والتعليم.
۳. فيه إشارة إلى أنه ينبغي للمرء أن يجعل تعلقه في جميع أمورہ بالله وحده.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمصطفى الحن وآخريين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ۱۹۸۷م، ۱۴۰۷ھ، تطريز رياض الصالحين، لفصيل الحريمي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ- ۲۰۰۲م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ، صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (10095)

۱۷۳۰. الحدیث:

۱۷۳۰. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة: عيسى ابن مريم، وصاحب جريج، وكان جريج رجلاً عادياً، فاتخذ صومعة فكان فيها، فأتته أمه وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: يا ربّ أمّي وصلاتي فأقبل على صلاته فأنصرفت. فلما كان من الغد أتته وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: أي ربّ أمّي وصلاتي، فأقبل على صلاته، فلما كان من الغد أتته وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: أي ربّ أمّي وصلاتي، فأقبل على صلاته، فقالت: اللهم لا تُمتنه حتى ينظر إلى وجوه المومسات. فتذاكر بنو إسرائيل جريجاً وعبادته، وكانت امرأة بغي يُتمثل بحسنها، فقالت: إن شئتم لأفتننّه، فتعرّضت له، فلم يلتفت إليها، فأنت راعياً كان يأوي إلى صومعته، فأمكنته من نفسها فوق عليها، فحملت، فلما ولدت، قالت: هو من جريج، فأتوه فاستزّلوه وهدموا صومعته، وجعلوا يضربونه، فقال: ما شأنكم؟ قالوا: زنيّت بهذه البغي فولدت منك. قال: أين الصبي؟ فجاؤوا به فقال: دعوني حتى أصلي، فصلّي فلما انصرف أتى الصبي قطعاً في بطنه، وقال: يا غلام من أبوك؟ قال: فلان الراعي، فأقبلوا على جريج يقبلونه ويتمسحون به، وقالوا: نبني لك صومعتك من ذهب. قال: لا، أعيدوها من طين كما كانت، ففعلوا. وبينما صبي يرضع من أمّه فمرّ رجل راكب على دابة فارهة وشارّة حسنة، فقالت أمه: اللهم اجعل ابني مثل هذا، فترك الثدي وأقبل إليه فنظر إليه، فقال: اللهم لا تجعلني مثله، ثم أقبل على ثديه فجعل يرتضع»، فكانني أنظر إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وهو يحكي ارتضاعه بأصبعه السبابة في فيه، فجعل يمصّها، قال: «ومروا بجارية وهم يضربونها، ويقولون: زنيّت سرفت، وهي تقول: حسبي الله ونعم الوكيل. فقالت أمه: اللهم لا تجعل ابني مثلها، فترك الرضاع ونظر إليها، فقال: اللهم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام۔ دوسرا جریج والا بچہ۔ یہ جریج نامی شخص بڑا عبادت گزار تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اسی میں رہتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا کہ اے جریج! تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف میری نماز (میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں)؟ آخر وہ نماز ہی میں مصروف رہا۔ اس کی ماں واپس چلی گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا کہ اے جریج! وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! میری ماں پکار رہی ہے اور میں نماز میں ہوں۔ (اب میں کیا کروں!)۔ آخر وہ نماز میں ہی لگا رہا۔ پھر اس کی ماں اگلے دن پھر آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکار لگائی کہ اے جریج! وہ کہنے لگا کہ اے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز۔ بہر حال وہ اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ! اس کو اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے)۔ پھر بنی اسرائیل میں جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا ہونے لگا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی ضرب المثل تھی۔ وہ بولی اگر تم کو تو میں جریج کو ابتلاء یافتہ میں ڈالوں۔ پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی لیکن جریج نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانے میں آیا کرتا تھا اور اس سے زنا کرایا جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو کہنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے، اسے نیچے اتارا اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور اس کو مارنے لگے۔ وہ بولا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تجھ سے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آکر اس کے پیٹ میں ایک کچھو کا لگایا اور بولا کہ اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ جریج کی طرف دوڑے اور اس کو بوسہ دینے اور اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنانے دیتے ہیں۔ وہ بولا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی سے پھر بنا دو۔ تو لوگوں نے بنا دیا۔ (تیسرا) بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پنی رہا تھا کہ اتنے میں ایک بہت عمدہ جانور پر ایک خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا۔ تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنا دے۔ یہ سنتے ہی اس بچے

اجعلني مثلها، فهُنَّالِكَ تَرَجَّعَا الْحَدِيثُ، فَقَالَتْ: مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَمَرُّوا بِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ: زَنَيْتِ سَرَقْتَ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا! قَالَ: إِنَّ ذَلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَإِنْ هَذِهِ يَقُولُونَ: زَنَيْتِ، وَلَمْ تَزْنِي وَسَرَقْتَ، وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا».

نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سواری کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا۔ اتنی بات کر کے پھر وہ بچہ پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں (اس وقت) نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو چوس کر دکھایا کہ وہ لڑکا اس طرح چھاتی چوسنے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا اللہ! مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو ماں نے کہا: جب ایک اچھی صورت کا آدمی گزرا تو میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا کہ یا اللہ! مجھے ایسا نہ کرنا اور یہ لونڈی جسے لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ بنانا اُس پر تو کہتا ہے کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے)؟ بچہ بولا، وہ سواریک ظالم شخص تھا، میں نے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنی الإجمالی:

اجمالی معنی:

مؤلف رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول نبی ﷺ کا فرمان ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گود میں صرف تین بچوں نے کلام کیا۔ اول: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے حالانکہ ابھی وہ گود ہی میں تھے۔ دوم: جریج والا بچہ۔ جریج ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس تہمت سے بری کیا جسے انہوں نے اس پر لگانے کا ارادہ کیا تھا اور اس نشانی کو اس کے لیے کرامت بنا دیا یعنی ایک بچے کا اس کی صفائی میں بول پڑنا۔ سوم: وہ تیسرا بچہ جس نے گود میں کلام کیا وہ وہ بچہ تھا جو اپنی ماں کی گود میں دودھ پنی رہا تھا۔ ایسے میں ایک بہت اچھی سواری پر ایک بہت ہی خوش وضع و خوش پوشاک شخص کا گزر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس بچے کے اپنے ماں کی چھاتی سے دودھ پینے کی حالت کو بیان کرنے کے لیے اپنی شہادت کی انگلی اپنے منہ میں ڈالی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فی الواقع ایسے ہوا۔ اس بچے نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر لوگ ایک باندی کو لے کر آئے۔ وہ اسے مار رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن نبينا - صلى الله عليه وسلم - أنه قال: (لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة) والمراد في الأيام الأولى من طفولته، وهم: أولاً: عيسى بن مريم - صلى الله عليه وسلم -، وكان آية من آيات الله - عز وجل - وقد تكلم وهو في المهد. ثانياً: صاحب جريج، وجريج رجل عابد، برأ الله جريجاً من هذه التهمة التي أرادوا إلصاقها به، وأظهر هذه الآية كرامة له، وهي أن ينطق الصبي ببراءته، وذلك أنه اتخذ مكان يخلو فيه للعبادة، فأتته أمه يوماً وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: يا رَبِّ أُمَّي وصلاتي. تردد هل يقطع الصلاة ليحيب أمه أم يكمل صلاته، فأقبل على صلاته فذهبت أمه. فلما كان من الغد أتته وهو يصلي، فتكرر ما حصل بالأمس، فلما كان من

کیا ہے، تو نے چوری کی ہے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ اس عورت نے جو بچے کی ماں تھی اسے دودھ پلاتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ اس بچے نے پستان کو چھوڑ کر اسے دیکھا اور کہا اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنانا۔ پھر اس نے اپنی ماں کے ساتھ بات چیت کی۔ بچہ اس عورت کے ساتھ بولنے لگا۔ اس عورت نے کہا کہ میرا اس آدمی پر گزر ہوا یا اس نے کہا کہ یہ خوش حال آدمی میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا "اے اللہ! میرے بیٹے کو بھی اسی جیسا بنا دے۔ اس پر تم نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ بچے نے کہا: ہاں، کیوں کہ وہ شخص ظالم اور سرکش تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ مجھے اس جیسا نہ بنائے۔ جب کہ عورت کے بارے میں لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے زنا کیا اور چوری کی ہے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا۔ یعنی مجھے زنا سے اور چوری سے پاک رکھ اس حال میں کہ میرا سب کچھ اللہ کے حوالے ہے۔ باندی کے اس قول میں یہی بات تھی کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

العَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يَصِلِي، فَتَكَرَّرَ مِنْهُ ذَلِكَ فَقَالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ لَا تُؤْتِنَهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ الْمُؤْمِسَاتِ أَيْ الزَانِيَاتِ. فَنَذَاكَرَبْنُو إِسْرَائِيلَ جُرِيحًا وَعِبَادَتَهُ، وَكَانَتْ امْرَأَةٌ زَانِيَةٌ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ شَيْئًا لَأَغْرِبُنِي حَتَّى يَدْعَ صَلَاتَهُ وَيَقْعَ فِي الزُّنَى، فَتَعَرَّضْتُ لَهُ، فَلَمْ يَلْتَمِمْتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمَكَّنْتَهُ مِنْ نَفْسِهَا فَزَنَى بِهَا، فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وُلِدَتْ، قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرِيحٍ، فَأَتَتْهُ وَأَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ. قَالَ: أَيْنَ الصَّبِيِّ؟ فَجَاؤُوا بِهِ فَقَالَ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ، فَصَلَّى فَلَمَّا أَنْصَرَفَ أَقَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ بِأَصْبَعِهِ فِي بَطْنِهِ، وَقَالَ: يَا غُلَامَ مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: فَلَانَ الرَّاعِي، فَأَقْبَلُوا عَلَيَّ جُرِيحٍ يَقْبَلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ، وَقَالُوا: نَبِيٌّ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: لَا، أَعِيدُوهَا مِنْ طَبِينِ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوا. ثَالِثًا: هَذَا الصَّبِيِّ الَّذِي كَانَ مَعَ أُمِّهِ يَرْضَعُ، فَمَرَّ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ نَفِيسَةٍ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ، وَحَكَى النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ارْتِضَاعَ هَذَا الطِّفْلِ مِنْ ثَدِيِّ أُمِّهِ بِأَنْ وَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَابَةَ فِي فَمِهِ يَمِصُّ، فَتَحْقِيقًا لِلْأَمْرِ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ. فَقَالَ الطِّفْلُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ. ثُمَّ أَقْبَلُوا بِجَارِيَةٍ؛ امْرَأَةً مَمْلُوكَةً يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ لَهَا: زَنَيْتِ، سَرَقْتِ. وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. فَقَالَتْ الْمَرْأَةُ أُمُّ الصَّبِيِّ وَهِيَ تَرْضَعُهُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا. فَأَطْلَقَ الثَّدِيَّ، وَنَظَرَ إِلَيْهَا، وَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. فَتَرَاجَعَ الْحَدِيثَ مَعَ أُمِّهِ؛ طِفْلٌ يَتَكَلَّمُ مَعَهَا، قَالَتْ: إِنِّي مَرَرْتُ أَوْ مَرَّ بِي هَذَا الرَّجُلُ ذُو الْهَيْئَةِ الْحَسَنَةِ فَقَلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ، فَقَلْتُ أَنْتِ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، فَقَالَ: نَعَمْ؛ هَذَا رَجُلٌ كَانَ جَبَارًا عَنِيدًا فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَلَا يَجْعَلْنِي مِثْلَهُ. أَمَّا الْمَرْأَةُ فَيُنَادِيهِمْ يَقُولُونَ: زَنَيْتِ وَسَرَقْتِ، وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. أَيْ اجْعَلْنِي طَاهِرًا مِنَ الزُّنَى وَالسَّرْقَةِ مَفُوضًا أَمْرِي إِلَى اللَّهِ، فِي قَوْلِهَا: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الصَّوْمَعَة : بيت العبادة عند النصارى ومَتَعَبَد النَّاسِك.
- المُوَاسَّاتِ : الزَّوَانِي.
- بَعِيٌّ : المرأة الفاجرة.
- طَعَنَ فِي بَطْنِهِ : وَخَزَهُ بِرَأْسِ أُصْبُعِهِ فِي بَطْنِهِ.
- اسْتَنْزَلُوهُ : أَنْزَلُوهُ.
- حَسْبِي اللَّهُ : كَافِيَنِي اللَّهُ.
- ذَابَةِ فَاْرِهَةِ : حَاذِقَةُ نَفِيْسَةٍ.
- الشَّارَةُ : الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ.
- فِيهِ : قَيْهِ.
- تَرَاجَعَ الحَدِيثَ : حَدَّثَ الصَّيِّ وَحَدَّثَهَا.
- الأُمَّةُ : المرأة المملوكة، خلاف الحُرَّة.
- المهْدُ : السرير يهياً للصبي ويوطأ لينام فيه، والمراد في الأيام الأولى من الطفولة.
- لِأَفْتِنَنِهِ : الفتننة: الاختبار والابتلاء والإعجاب بالشيء.

فوائد الحديث:

١. إثارة إجابة الأم على صلاة التطوع؛ لأن الاستمرار فيها نافلة وإجابته الأم وبرها واجب.
٢. عظم برِّ الوالدين وإجابة دعائهما ولو كان الولد معذورا؛ لكن يختلف الحال في ذلك بحسب المقاصد.
٣. مَكْرُ أَهْلِ الباطل بالصالحين قديم؛ فبنوا إسرائيل تآمروا على جريج وحرصوا البغي عليه، فلما ظنوا أنهم أصابوا منه مقتلاً زعموا أنهم يأدبونه للإصلاح، ولو كانوا مصلحين لأقاموا الحد على هذه المرأة البغي.
٤. فيه دليل على صبر جريج، حيث إنه لم ينتقم لنفسه، ولم يكلفهم شططا فيبنون له صومعته من ذهب، وإنما رضي بما كان رضي به أولا من القناعة وأن تبني من الطين.
٥. أن الوضوء كان معروفا في شرع من قبلنا، فقد ثبت في هذا الحديث في صحيح البخاري: (فتوضأ وصلى).
٦. الالتجاء إلى الله بالصلاة عند الكُرْب، وفي الحديث الآخر: (كان إذا حزبه أمر بادر إلى الصلاة).
٧. صاحب الصَّدق مع الله لا تَضُرُّهُ الفتن.
٨. قوة يَقِينِ جُريج وصحة رجائه، لأنه استنطق المولود مع كون العادة أنه لا ينطق؛ ولولا صحة رجائه بنطقه ما استنطقه.
٩. ثبوت الكرامة للصالحين من الرجال والنساء، وثبوت المعجزة للأنبياء.
١٠. يجعل الله -تعالى- لأوليائه محارجا عند ابتلائهم بالشدائد غالبًا، قال الله -تعالى-: (ومن يتق الله يجعل له مخرجا) وإنما يتأخر ذلك عن بعضهم في بعض الأوقات تهذيبًا وزيادة لهم في الثواب.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عديد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإلكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. دروس وعبر من صحيح القصص النبوي، تأليف: شحاتة محمد صقر، الناشر: مكتبة دار العلوم، البحيرة (مصر).

الرقم الموحد: (7041)

لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يصوم من شهر أكثر من شعبان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔

۱۷۳۱. الحدیث:

۱۷۳۱. حدیث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- يصوم من شهر أكثر من شعبان، فإنه كان يصوم شعبان كله. وفي رواية: كان يصوم شعبان إلا قليلاً.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے پورے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے رہتے۔ ایک اور روایت میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے صرف چند دن کو چھوڑ کر تقریباً پورا مہینہ ہی روزہ رکھتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- يصوم من شهر أكثر من شعبان، فإنه كان يصوم شعبان كله. وفي رواية: كان يصوم شعبان إلا قليلاً. الثاني تفسير للأول وبيان أن قولها: كله، أي: غالبه، وقيل: كان يصومه كله في وقت، ويصوم بعضه في سنة أخرى، وقيل: كان يصوم تارة من أوله، وتارة من آخره، وتارة بينهما، وما يخلي منه شيئاً بلا صيام لكن في سنين، فهذا ينبغي للإنسان أن يكثر من الصيام في شهر شعبان أكثر من غيره؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصومه، والحكمة من ذلك أنه يكون بين يدي رمضان كالرواتب بين يدي الفريضة، وقيل: في تخصيص شعبان بكثرة الصوم لكونه ترفع فيه أعمال العباد، كما دلت عليه السنة.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ماہ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے سے نہیں رہتے۔ یقیناً آپ ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزہ سے رہتے۔ ایک اور روایت میں ہے: چند دنوں کو چھوڑ کر آپ پورا شعبان ہی روزے رکھتے۔ یہ دوسری روایت، پہلی روایت کی تفسیر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول ”سارا مہینہ“ کی وضاحت ہے کہ سارا مہینہ سے مراد مہینے کا بیش تر حصہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی سال آپ ﷺ سارا مہینہ روزہ رکھتے اور کسی سال اس ماہ میں کچھ روزے رکھتے۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی سال اس ماہ کی ابتدا میں، کبھی اس کے آخر میں اور کبھی اس ماہ کے درمیانی دنوں میں روزے سے رہتے اور عموماً اس ماہ کو بلا روزہ نہ چھوڑتے۔ البتہ کبھی کبھی کچھ دن چھوڑ بھی دیتے۔ لہذا مناسب یہی ہے کہ انسان دیگر مہینوں کی بہ نسبت ماہ شعبان میں بکثرت روزوں کا اہتمام کرے: کیوں کہ نبی ﷺ اس ماہ میں روزوں کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ رمضان المبارک کا یہ پیش رو مہینہ ہوتا ہے، ویسے ہی، جیسے جس طرح فرض کا پیش رو سنن رواتب ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کو اس لیے خصوصیت دی گئی ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال آسمان دنیا پر چڑھائے جاتے ہیں، جیسا کہ سنت سے اس کی دلیل ملتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

۱. فضل صيام شعبان.

۲. الحكمة في تفضيله أنه بمثابة الاستعداد لرمضان، وهو شهر ترفع فيه الأعمال إلى الله -تعالى-.

۳. أنه لا يشرع صومه كله، وإنما الثابت عنه -عليه الصلاة والسلام- صوم أكثره كما هو مقتضى الروايات، وبه تفقي اللجنة الدائمة.

المصادر والمراجع:

1 / تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٢/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣/سنن النسائي؛ للإمام أحمد بن شعيب النسائي، حققه مكتب تحقيق التراث الإسلامي، دار المعرفة-بيروت. ٤/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٦/صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٧/صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الخامسة. ٨/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى - : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش

الرقم الموحد: (6213)

لما جاء أهل اليمن قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ"

جب یمن والے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں"

۱۷۳۲. الحدیث:

عن أنس -رضي الله عنه- قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: "قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ" وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافِحَةِ.

۱۷۳۲. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن والے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں"، اور یہی وہ لوگ ہیں جو پہلے پہل مصافحہ کرنے کا طریقہ لائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

قوله: "قد جاءكم أهل اليمن"، تنويه بشأنهم، وإظهار لفضلهم، ومنهم الأشعريون قوم أبي موسى الأشعري -رضي الله عنهم-، ويدل عليه ما أخرجه أحمد في مسنده (۱۵۵/۳)، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يقدم عليكم غداً أقوام هم أرق قلوباً للإسلام منكم"، قال: فقدم الأشعريون فيهم أبو موسى الأشعري، فلما دنوا من المدينة جعلوا يرتجزون يقولون: غداً نلقى الأحبه محمداً وحزبه فلما أن قدموا تصافحوا فكانوا هم أول من أحدث المصافحة.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "قد جاءكم أهل اليمن" (تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں) یہ اہل یمن کی شان کو بلند کرنا اور ان کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ انہی میں سے اشعری لوگ بھی ہیں جو کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ ہیں۔ اس فضیلت کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند (۱۵۵/۳) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کے دل اسلام کے لیے تم سے زیادہ نرم ہوں گے۔" انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ اشعری لوگ آئے، ان میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب وہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو یہ رجزیہ شعر پڑھنے لگے: غداً نلقى الأحبه محمداً وحزبه یعنی کل ہم اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کریں گے۔ جب یہ لوگ آئے تو انہوں نے مصافحہ کیا۔ چنانچہ یہی وہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے مصافحہ کا رواج ڈالا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

۱. مشروعية المصافحة بتقرير النبي -صلى الله عليه وسلم-.

۲. استحباب ذكر المسلم ما فيه من خصال الخير ليتأسى به.

۳. ينبغي على المسلم أن ينسب الفضل لأهله.

۴. أول من أظهر المصافحة في الناس أهل اليمن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ۱۴۱۵ھ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۱۸ھ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر

المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت،
الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6214)

لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

جو شخص سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔

۱۷۳۳. الحدیث:

۱۷۳۳. حدیث:

عن أبي زهير عمارة بن رؤيبة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا». عن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- قال: كنا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر، فقال: «إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر، لا تضامون في رؤيته، فإن استطعتم أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فافعلوا». وفي رواية: «فنظر إلى القمر ليلة أربع عشرة».

ابوزہیر عمارہ بن رؤیبہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔" یعنی فجر اور عصر کی نمازیں۔ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جو بدر کا ل تھا۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔ لہذا اگر ہو سکے، تو سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "پس آپ ﷺ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔"

درجة الحديث: صحيح بروايته

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنی حدیث عمارہ -رضي الله عنه- أنه لن يدخل النار أحد -أصلاً للتعذيب أو على وجه التأييد- صلى قبل طلوع الشمس، وقبل غروبها، يعني: الفجر والعصر، أي: داوم على أدائهما؛ لأن وقت الصباح يكون عند النوم ولذته، ووقت العصر يكون عند الاشتغال بأعمال النهار وتجارته وتهيئة العشاء، ففيه دليل على خلوص النفس من الكسل ومحبتها للعبادة، ويلزم من ذلك إتيانها ببقية الصلوات الخمس، وأنها إذا حافظت عليهما كانت أشد محافظة على غيرهما، ومن هو كذلك حري أن لا يرتكب كبيرة ولا صغيرة وإن فعل تاب، أو أن صغائره المتعلقة بالله -تعالى- تقع مكفرة؛ ثواباً له على مواظبته، فحينئذ هو لا يلبغ النار أبداً، والله أعلم. وعن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر -ليلة الرابع عشر-، فقال -صلى الله عليه وسلم-: «إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر» -يعني: يوم

"لن يلبغ" کے معنی "لن يدخل" ہیں، یعنی ہرگز داخل نہ ہوگا۔ "النار احد" یعنی اس کو کبھی عذاب نہیں دیا جائے گا یا یہ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا، "جو آفتاب کے طلوع اور غروب سے قبل نماز ادا کرے" یعنی فجر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی پر ہمیشگی و مستقل مزاجی اختیار کرے؛ کیوں کہ صبح کے وقت انسان میٹھی نیند میں ہوتا ہے اور عصر کے وقت دن بھر کے کاموں، اپنی تجارتی مصروفیات اور شام کے کھانے کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے۔ اس عمل کی پابندی سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ بندہ مومن کا نفس سستی و کاہلی سے پاک اور عبادت کی محبت سے سرشار ہے۔ اس عبادت کی بجا آوری کا لازمہ یہ ہے کہ وہ دیگر پانچوں نمازوں کو ادا کرتا ہی ہوگا، جب وہ ان دونوں نمازوں کی حفاظت کر لیتا ہے، تو بدرجہ اولیٰ دیگر نمازوں پر استقامت اختیار کرنے والا ہوگا۔ اور جس کا معاملہ یوں ہوگا، اس سے اسی بات کی توقع کی جاتی ہے کہ اس کی ذات سے کسی چھوٹے بڑے گناہ کا صدور نہ ہوگا، اگر کسی گناہ کا ارتکاب کر بھی بیٹھا، تو توبہ و استغفار کو اپناتا ہوگا۔ اس طرح یہ نمازیں اور توبہ و استغفار، اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق تمام چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گے۔ لہذا وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ واللہ اعلم دوسری روایت میں جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی ﷺ کے

ہم راہ تھے کہ آپ ﷺ نے چودھویں رات کے کامل چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "تم عن قریب اپنے پروردگار کا دیدار اسی طرح کرو گے، جس طرح اس چاند کا مشاہدہ کر رہے ہو"۔ یعنی قیامت کے روز مومنین، جنت میں اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھیں گے، جس طرح دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، چاند کی طرح ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز نہیں، بلکہ وہ سب سے زیادہ عظیم اور صاحب جلال ہے۔ یہاں ایک رویت کی دوسری رویت سے تشبیہ مقصود ہے کہ جس طرح ہم چودھویں رات کے چاند کا اپنی حقیقی آنکھوں سے اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی رویت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوتا، اسی طرح ہم اپنے پروردگار عزوجل کا دیدار بغیر کسی شک و شبہ کے اس چاند کو اپنی حقیقی آنکھوں سے دیکھنے کی طرح کریں گے۔ ذہن نشین رہے کہ اہل جنت کے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ اور عمدہ ترین نعمت، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہوگا۔ کوئی دوسری شے اس کا تبادلہ و مساوی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عظیم نعمت "جس طرح ہم اس چودھویں رات کے چاند کا نظارہ کر رہے ہیں، اسی طرح اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے" کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "لہذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے، تو ایسا ضرور کرو" اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کو کامل طریقے سے ادا کرو اور انہیں کامل طریقے سے ادا کرنے کی صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہیں باجماعت ادا کیا جائے اور ہو سکے تو اس معاملے میں سستی و کوتاہی کو غالب آنے نہ دیا جائے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کی محافظت اور ان کی ادائیگی میں استقامت کے سبب، اللہ عزوجل کا دیدار نصیب ہوگا۔

القیامة يراه المؤمنون في الجنة كما يرون القمر ليلة البدر، ليس المعنى أن الله مثل القمر؛ لأن الله ليس كمثل شيء، بل هو أعظم وأجل -عز وجل-، لكن المراد من المعنى تشبيه الرؤية بالرؤية، فكما أننا نرى القمر ليلة البدر رؤية حقيقية ليس فيها اشتباه، فإننا سنرى ربنا -عز وجل- كما نرى هذا القمر رؤية حقيقية بالعين دون اشتباه، واعلم أن ألد نعم وأطيب نعم عند أهل الجنة هو النظر إلى وجه الله فلا شيء يعدله، فيقول رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لما ذكر أننا نرى ربنا كما نرى القمر ليلة البدر: "فإن استطعتم ألا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها، فافعلوا"، والمراد من قوله: "استطعتم ألا تغلبوا على صلاة"، أي: على أن تأتوا بهما كاملتين، ومنها: أن تصلي في جماعة إن استطعتم ألا تغلبوا على هذا، "فافعلوا"، وفي هذا دليل على أن المحافظة على صلاة الفجر وصلاة العصر من أسباب النظر إلى وجه الله -عز وجل-.

راوي الحديث: حديث عمارة بن رؤيبة رواه مسلم. حديث جرير بن عبدالله متفق عليه.
التخريج: أبو زهير عمارة بن رؤيبة -رضي الله عنه- جرير بن عبدالله البجلي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يلج: يدخل.
- لا تضامون: لا يصيبكم ضيم، أي: تعب ومشقة.
- قبل طلوع الشمس وقبل غروبها: الفجر والعصر.

فوائد الحديث:

1. فضل صلاتي الصبح والعصر، فينبغي المحافظة عليهما.
2. أن من كان محافظاً على هاتين الصلاتين، يكون أشد محافظاً على غيرهما من الصلوات.
3. إنبات البشرية لأهل الإيمان أنهم سيرون الله -تعالى- يوم القيامة، بلا تأويل ولا تعطيل، بل رؤيا حقيقية كروية البدر في الوضوح.
4. من أدى هذه الصلوات يكون غالباً خالي النفس من الكسل والرياء محباً للعبادة.

المصادر والمراجع:

1 / بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/ تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ. ٣/ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥/ شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٦/ صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٧/ صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٨/ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. ٩/ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6215)

لو تعلمون ما لكم عند الله تعالى، لأحببتم أن
تزدادوا فاقة وحاجة

اگر تم جانتے ہو تے کہ تمہارے لیے اللہ کے ہاں کیا کچھ ہے، تو تم چاہتے کہ
تمہارا فاقہ اور ضرورت مندی اور بڑھ جائے۔

۱۷۳۴. الحدیث:

۱۷۳۴. حدیث:

عن فضالة بن عبید -رضي الله عنه-: أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى بالناس يَجْرُ رجال
من قامتهم في الصلاة من الحَصَاة - وهم أصحاب
الصُّفَّة - حتى يقول الأعراب: هؤلاء مجانين. فإذا صلى
رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف إليهم، فقال:
«لو تعلمون ما لكم عند الله تعالى، لأحببتم أن
تزدادوا فاقة وحاجة»

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں
کو نماز پڑھاتے، تو کچھ لوگ بھوک کی وجہ سے گر جاتے تھے۔ یہ لوگ اصحاب صفہ
تھے۔ یہاں تک کہ (ان کی حالت دیکھ کر) اعرابی لوگ کہتے: یہ لوگ پاگل ہیں۔ جب
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چیتے، تو ان کی طرف مڑ کر فرماتے: "اگر تم جانتے
ہوتے کہ تمہارے لیے اللہ کے ہاں کیا کچھ (ثواب) ہے، تو تم چاہتے کہ تمہارا فاقہ
اور ضرورت مندی اور بڑھ جائے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث أنه كان رجال يسقطون من قيامهم في
الصلاة من الجوع والضعف - وهم من أهل الصُّفَّة
زهاد من الصحابة فقراء وغرباء وكانوا سبعين
ويقلون حيناً ويكثرون حيناً يسكنون صفة المسجد
لا مسكن لهم ولا مال ولا ولد - حتى يظن ناس من
البادية أنهم مجانين فقال النبي صلى الله عليه وسلم
لهم: لو تعلمون ما لكم عند الله من الخير لأحببتم
أن تزداد فافتكم وحاجتكم.

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ بھوک اور کمزوری کی وجہ سے کچھ لوگ نماز میں
حالت قیام میں گر جاتے۔ یہ زاہد صحابہ، یعنی اہل صفہ تھے جو فقیر اور غریب تھے۔ یہ
کل ستر لوگ تھے۔ کبھی کچھ کم ہو جاتے اور کبھی زیادہ۔ یہ مسجد کے چبوترے پر رہا
کرتے تھے۔ ان کا کوئی گھر بار نہیں تھا اور نہ ہی ان کے پاس مال یا اولاد تھی۔ یہاں
تک کہ بعض دیہاتی انہیں پاگل سمجھتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
فرمایا: اگر تمہیں علم ہوتا کہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے کیا خیر محفوظ ہے، تو تمہیں یہ
پسند ہوتا کہ تمہارا فاقہ اور حاجت مندی اور بڑھے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: فضالة بن عبید رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يَجْرُ رجال: يسقط
- من قامتهم: من قيامهم
- الحَصَاة: الفاقة والجوع الشديد
- الصُّفَّة: مكان في مؤخر مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ينزلها من لا مأوى له
- الأعراب: سكان البادية

فوائد الحديث:

۱. ينبغي على المرء عند الفقر النظر إلى ما ادخر له من الأجر دون التلهف على ما فاته.
۲. بيان لمعيشة أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وما كانوا عليه من الزهد وخشونة العيش مع الصبر وعدم الشكوى
۳. حرص رسول الله صلى الله عليه وسلم على تطيب قلوب أصحابه وأتباعه لما يسمعونه من الكلام الذي يسيء إليهم

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، ط ١ عام ١٤١٥هـ. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط ٤ ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: زين الدين عبدالرحمن بن أحمد بن رجب البغدادي الحنبلي، تحقيق: مجموعة من الباحثين، الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية، ط ١ عام ١٤١٧هـ. التيسير بشرح الجامع الصغير، تأليف: زين الدين محمد بن تاج العارفين بن علي المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، ط ٣ عام ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (5825)

لو دعیت الی کراع أو ذراع لأجبت

۱۷۳۵. الحدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «لو دُعيتُ إلى كُرَاعٍ أو ذِرَاعٍ لأَجَبْتُ، ولو أُهْدِيَ إلي ذِرَاعٌ أو كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ».

درجة الحدیث: صحیح

۱۷۳۵. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے پائے یا دست (کے گوشت کھانے کی) کی دعوت دی جائے تو میں یقیناً قبول کروں گا اور اگر مجھے دست یا پایا بطور تحفہ بھیجا جائے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث دليل على حسن خلقه - صلى الله عليه وسلم - وتواضعه وجبره لقلوب الناس، وعلى قبول الهدية وإن كانت قليلة، وإجابة من يدعو الرجل إلى منزله ولو علم أن الذي يدعو إليه قليل؛ لأن القصد من قبول الهدية وإجابة الدعوى تأليف الداعي وإحكام التحابب، وبالرد وعدم الموافقة يحدث النفور والعداوة ولا أحتقر قلته. وخص الذراع والكراع بالذكر ليجمع بين الحقير والخطير؛ لأن الذراع كانت أحب إليه - صلى الله عليه وسلم - من غيرها، والكراع لا قيمة له.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ کے حسن خلق، آپ کی تواضع و خاکساری اور اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کی دل جوئی کرتے تھے، اور یہ کہ معمولی تحفہ بھی قبول کرنا چاہیے، نیز جو کسی آدمی کو اپنے گھر دعوت دے اسے قبول کرنا چاہیے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ وہ معمولی چیز کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ کیونکہ ہدیہ اور دعوت قبول کرنے کا مقصد دعوت دینے والے کی دل جوئی کرنا اور باہمی محبت کو مضبوط کرنا ہے، جبکہ دعوت رد کر دینے اور اسے قبول نہ کرنے سے نفرت و عداوت جنم لیتی۔ آپ ﷺ (دعوت یا ہدیہ) کی قلت کو حقیر و کمتر نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر دست اور پائے کا اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ معمولی اور اہم دونوں چیزیں بیجا کر دیں؛ کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا، جبکہ پائے کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

راوي الحدیث: رواه البخاري

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- كُرَاع: قوائم الدابة، أو ما دون الركبة إلى الكعب.
- ذراع: لحم الذراع، وهو فوق الكراع في الدواب

فوائد الحدیث:

۱. إجابة الدعوة ولو إلى شيء يسير من الطعام.
۲. شدة تواضعه - صلى الله عليه وسلم - وجبره لقلوب الناس.
۳. قبول الهدية مهما قلت، لما في ذلك من تألف القلوب والمحبة بين المسلمين.
۴. الحث على تعاطي ما يبعث التآلف، ويغرس الوداد.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح -؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۲۱ھ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. فيض

القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤف المناوي، دار الحديث-القاهرة. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6216)

لئن بقیت إلى قابل لأصومن التاسع

اگر میں اگلے سال زندہ رہا، تو (محرم کی) نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔

۱۷۳۶. الحدیث:

عن عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «لئن بقيت إلى قابل لأصومن التاسع».

۱۷۳۶. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال زندہ رہا، تو (محرم کی) نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

لئن بقیت، "أي: لئن عشت"، إلى قابل، "أي عشت إلى المحرم الآتي، "لأصومن"، اليوم "التاسع" مع عاشوراء؛ مخالفة لليهود، فلم يأت المحرم القابل حتى مات، فيسن صومه وإن لم يصمه عليه الصلاة والسلام؛ لأن ما عزم عليه فهو سنة، والسبب في صوم التاسع مع العاشر أن لا يتشبه باليهود في أفراد العاشر، وقيل: للاحتياط في تحصيل عاشوراء، والأول أولى فقد جاء النص في ذلك، والله أعلم.

"لئن بقیت" کے معنی ہیں اگر میں زندہ رہا۔ "الی قابل" یعنی آئندہ محرم تک زندہ رہا۔ "لاصومن" تو یہود کی مخالفت کرتے ہوئے عاشوراء کے ساتھ نویں دن کا بھی روزہ رکھوں گا۔ تاہم آئندہ سال کی آمد سے قبل ہی نبی ﷺ اس دارفانی سے وفات فرما گئے۔ لہذا نویں دن کا روزہ رکھنا بھی مسنون ہے، گرچہ آپ علیہ الصلاة والسلام کو وہ دن میسر نہ آیا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی جانب سے روزہ رکھنے کا پختہ عزم ہی اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے اور دسویں دن کے ساتھ نویں دن کا روزہ رکھنے کا سبب بھی موجود ہے کہ محض دسویں دن کا روزہ رکھنے کی صورت میں یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عاشوراء کا روزہ پانے میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ تاہم پہلا قول ہی راجح ہے؛ کیوں کہ اس سلسلے میں نص شرعی وارد ہے۔ واللہ اعلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• قابل: العام المقبل.

فوائد الحديث:

۱. ندب صيام يوم التاسع والعاشر من شهر المحرم.

۲. يشرع مخالفة أهل الكتاب من اليهود والنصارى.

المصادر والمراجع:

1/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ، ۲/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث - القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ھ، ۳/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ، ۴/فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبد الرؤوف المناوي، دار الحديث - القاهرة، ۵/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية - الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ، ۶/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ

الرقم الموحد: (6217)

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ
مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ

ابن آدم کا کوئی ایسا عمل نہیں جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب
سے نجات دینے والا ہو۔

۱۷۳۷. الحدیث:

عن معاذ بن جبل - رضي الله عنه - قال: قال رسول
الله - صلى الله عليه وسلم - : «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا
أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ».

۱۷۳۷. حدیث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم
کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے
والا ہو۔

درجة الحديث: صحيح لغيره

حدیث کا درجہ: صحیح لغيره

المعنى الإجمالي:

قد هيا الله تعالى لعباده المؤمنين الأسباب التي تنال
بها الجنة ويتوقى بها من النار، ومن هذه الأسباب ذكره
سبحانه وتعالى. فالحديث دل على فضل الذكر، وأنه
من أعظم أسباب النجاة من مخاوف الدنيا والآخرة،
فهو سبب من أسباب النجاة من النار، وهذه الفضيلة
تعتبر من أعظم فضائل الذكر.

اجمالي معنی:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لیے ایسے اسباب پیدا کیے ہیں جن کے ذریعے
جنت حاصل کی جاتی ہے اور جہنم سے بچا جاتا ہے۔ انہی اسباب میں سے ایک سبب
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ حدیث ذکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور اس بات
کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ دنیا و آخرت کی خوفناکیوں سے نجات دینے کے بڑے
اسباب میں سے ہے۔ یہ جہنم سے نجات کا ایک ذریعہ ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت
ہے جو ذکر کے فضائل میں سے سب بڑی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔

راوي الحديث: أحمد وابن أبي شيبة والطبراني ومالك.

التخريج: معاذ بن جبل - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

فوائد الحديث:

۱. فضل الذكر عموماً.

۲. أن من الأسباب التي تنجي من النار، ذكر الله عز وجل.

۳. أن الإنسان لكي ينجو من عذاب الله بالذكر لا بد من أن يكثر منه ويلهج به لسانه.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون،
إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، لأبي بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن
إبراهيم بن عثمان بن خواسي العبسي، تحقق: كمال يوسف الحوت، ط مكتبة الرشد - الرياض. المعجم الكبير، لسليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير
للخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني، تحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، ط مكتبة ابن تيمية - القاهرة. صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر
الدين الألباني، ط مكتبة المعارف - الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية،
الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقہ
الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط
المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5510)

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَّقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا
عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ
حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جس محفل میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں، وہ مجلس
قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے باعثِ حسرت ہوگی۔

۱۷۳۸. الحدیث:

۱۷۳۸. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله -
صلى الله عليه وسلم-: «ما قعد قوم مقعدا لم يذكروا
الله، ولم يصلوا على النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا
كان عليهم حسرة يوم القيامة».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس محفل
میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں، وہ مجلس قیامت کے دن ان
لوگوں کے لیے باعثِ حسرت ہوگی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

هذا الحديث يدل على ندامة وخسارة القوم الذين
يقعدون مقعداً ثم يقومون منه، ولم يجز على قلوبهم
ولا على ألسنتهم ذكر الله تعالى ولا ذكر رسوله ولا
الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم-، فهذه المجالس
ستكون حسرة عليهم يوم القيامة؛ لأنهم لم يستفيدوا
منها. وهذا إذا كانت هذه المجالس مباحة فما بالك
بالمجالس المحرمة التي فيها الغيبة وغيرها. فينبغي أن
تعمر المجالس بذكر الله تعالى والصلاة على رسوله -
صلى الله عليه وسلم-.

یہ حدیث ان لوگوں کی ندامت اور خسارے پر دلالت کرتی ہے، جو کسی مجلس میں
بیٹھتے ہیں اور وہاں سے اس طرح اٹھ جاتے ہیں کہ ان کے دلوں اور زبانوں پر نہ تو اللہ
کا ذکر آیا ہوتا ہے، نہ اس کے رسول کا اور نہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر درود ہی
بھیجا ہوتا ہے۔ اس قسم کی مجلسیں قیامت کے دن اہل مجلس کے لیے حسرت کا
باعث ہوں گی؛ کیوں کہ انھوں نے ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ یہ اس وقت ہے،
جب یہ مجلسیں بذات خود جائز ہوں۔ اگر مجلسیں ہوں ہی سرے سے حرام، بایں طور
کہ ان میں غیبت وغیرہ ہو رہی ہو، تو ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ چنانچہ
مناسب یہ ہے کہ مجلسوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اس کے رسول ﷺ پر درود
بھیج کر آباد رکھا جائے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

• حسرة: الحسرة هي شدة التلهف، والتأسف، والحزن على ما فرط فيه.

فوائد الحديث:

۱. الحث على الذكر وفضله.
۲. فضل المجالس التي فيها ذكر الله تعالى، وذكر رسوله -صلى الله عليه وسلم-.
۳. أن المجلس الذي ليس فيه ذكر هو مجلس شؤم على أهله يوم القيامة.
۴. أن المجالس ينبغي أن تعمم بذكر الله عزوجل والصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، لا القليل والقال.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج ۱، ۲)، ومحمد فؤاد عبد
الباقی (ج ۳)، وإبراهيم عطوة عوض (ج ۴، ۵)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد
الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد

الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن
الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال
والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعائي،
ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5511)

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى

صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت مزید بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندیوں سے نوازتا ہے۔

۱۷۳۹. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما نقصت صدقة من مال، وما زاد الله عبداً بعفوٍ إلا عزاً، وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله -عز وجل-»

۱۷۳۹. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت مزید بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندیوں سے نوازتا ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

(ما نقصت صدقة من مال) المعنى أن الصدقة إذا أخرجت فإنها لا تنقص المال بل تزيده، وتبارك فيه، وتدفع عنه الآفات، الزيادة للمال إما كمية: بأن يفتح الله للعبد أبواباً من الرزق، أو كيفية: بأن ينزل الله تعالى البركة التي تزيد على مقدار ما أخرجته من الصدقة. وما زاد الله عبداً بعفوٍ إلا عزاً، أي أن من عرف بالعفو وترك المؤاخظة والمعاتبة، فإنه يسود ويعظم في القلوب، ويزداد عزة وكرامة، ورفعته في الدنيا والآخرة. وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله، المعنى أن من تذلل لله، وانكسر بين يديه سبحانه وتعالى، وكان لين الجانب للخلق، وأظهر الخمول للمسلمين، فإن هذه الصفات لا تزيد المتحلي بها إلا رفعة في الدنيا ومحبة في القلوب، ومنزلة عليّة في الجنة.

اجمالي معنی:

”ما نقصت صدقة من مال“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب صدقہ نکالا جائے تو اس سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے، مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ مال کی زیادتی یا تو عدد کے لحاظ سے ہوگی، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لیے رزق کے دروازے کھولے گا یا کیفیت کے اعتبار سے زیادتی ہوگی، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا اور وہ برکت صدقہ کیے گئے مال سے زیادہ ہوگی۔ ”وما زاد اللہ عبداً بعفوٍ إلا عزاً“ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص معاف کرنے اور انتقام نہ لینے میں مشغور ہو، لوگوں کے دلوں میں اس کی بڑائی بیٹھے گی اور دنیا و آخرت میں اس کی عزت، احترام اور ترقی میں اضافہ ہوگا۔ ”وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله“ اس کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے روبرو فروتنی اور عاجزی اختیار کرے اور لوگوں کے حق میں نرم پہلو اختیار کرے اور مسلمانوں کے لیے نرمی کا اظہار کرے، تو بے شک ان صفات کے حامل شخص کو دنیا میں سر بلندی، لوگوں کے دلوں میں محبت اور جنت میں بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• الصَّدَقَةُ: ما يخرج من المال تقريباً إلى الله تعالى.

فوائد الحديث:

۱. الحث على الصدقة.

۲. أن الصدقة سبب لحماية المال وزيادته وبركته.

٣. الزيادة في المال قد تكون معنوية كأن يفتح الله له أبواباً من الرزق، وقد تكون حسية بأن ينزل الله البركة على المال فيزيد على المقدار الذي أخرجته للصدقة.

٤. الحث على العفو عن المسيء.

٥. الحث على التواضع.

٦. أن التواضع ليس ذلاً كما يتصوره بعض الناس، بل هو عز كما أخبر به النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٧. هذا الفضل في التواضع لمن تواضع مخلصاً لله ليس رياءً (من تواضع لله).

٨. أن العزة والرفعة بيد الله سبحانه وتعالى يعطيها من يشاء ممن حصل أسبابها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقهاء الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5512)

جس نے اپنے دل میں خود کو بڑا جانا اور اتر اتر کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت غضبناک ہوگا۔

مَنْ تَعَاظَمَ فِي نَفْسِهِ، وَاخْتَالَ فِي مِشِيَّتِهِ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ

۱۷۴۰. الحدیث:

۱۷۴۰. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے اپنے دل میں خود کو بڑا جانا اور اتر اتر کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت غضبناک ہوگا۔“

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ تَعَاظَمَ فِي نَفْسِهِ، وَاخْتَالَ فِي مِشِيَّتِهِ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ».

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

یہ حدیث تکبر اور بڑائی کی مذمت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ تکبر و بڑائی انسان کی چال میں ظاہر ہوتی ہے چنانچہ وہ اتر اتر کے ساتھ چلتا ہے۔ اسی طرح اس کا اظہار اس کے لباس، گفتگو اور تمام امور میں ہوتا ہے۔ جس شخص کے تکبر کی یہ حالت ہو وہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک بڑا آدمی ہے جو دوسروں سے زیادہ تعظیم کا مستحق ہے۔ ایسا شخص روز قیامت اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

الحدیث يدل على ذم الكبر والتعاضم، ويظهر هذا التكبر وهذا التعاضم في مشيته فيختال فيها، وفي لباسه، وفي كلامه، وفي كل أمور، ومن كانت هذه حاله من الكبر اعتقد في نفسه أنه عظيم يستحق التعظيم فوق ما يستحق غيره فإنه يلقي الله يوم القيامة وهو عليه وغضبان.

راوي الحدیث: رواه أحمد والحاكم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تَعَاظَمَ: تَصَنَّعَ الْعِظْمَةَ وَتَكَبَّرَ.
- اخْتَالَ: الاختيال: هو التبختر، أي أظهر التكبر.

فوائد الحدیث:

۱. أن الكبر والتعاضم من كبائر الذنوب.
۲. أن الكبر قسمان باطن يكون في القلب والنفس (تعاضم في نفسه)، وظاهر يكون في الجوارح (اختال في مشيته).
۳. أن الإنسان إذا مشى عليه أن يمشی بتواضع.
۴. في الحدیث إثبات صفة الغضب لله عز وجل.
۵. في الحدیث إثبات لقاء الله تعالى.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. المستدرک علی الصحیحین، لأبي عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط دار الكتب العلمية - بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الألباني، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد

الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5513)

جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شے میں حق تلفی کی ہو، اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم۔

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ

۱۷۴۱. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شے میں حق تلفی کر رکھی ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں اور نہ درہم۔ اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو جتنی اس نے حق تلفی کی ہوگی، اس قدر اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے بھائی کی برائیوں کو لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا۔"

۱۷۴۱. الحدیث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ؛ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أَخَذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

یہ حدیث عدل اجتماعی کے ان مظاہر میں سے ایک مظہر کی تصویر کشی کرتی ہے، جنہیں اسلام اپنے ماننے والوں کے مابین عام کرنا چاہتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ: یعنی وہ شے جسے ظالم نے (ناحق) چھین لیا ہو یا پھر وہ اس کے درپے ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان: "اپنے بھائی کی"۔ یعنی اپنے دینی بھائی کی۔ اس جرم میں متعدد امور شامل ہیں: "اس کی عزت"۔ یہ حق تلفی کی وضاحت ہے۔ اس سے مراد انسانی شخصیت کے وہ پہلو ہیں، جن کی حفاظت وہ کرتا ہے اور ان کی ہتک کو برداشت نہیں کرتا، جیسے اس کی جان اور حسب و نسب۔ "یا کوئی اور شے"۔ یعنی کوئی اور چیز ہو، جیسے اس کا مال چھیننا یا پھر اسے اس سے نفع اٹھانے سے روکنا یا پھر یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ (یعنی پہلے خاص عزت کا ذکر کیا اور پھر ایسی اور شے میں حق تلفی کہہ کر اس کے متعلق ہر شے کو شمار کر دیا)۔ تو اس کے لیے ضروری ہے کہ "وہ اس سے بری الذمہ ہو جائے" یعنی ظالم مظلوم سے درخواست کرے کہ وہ اسے بری الذمہ کر دے۔ "منہ" یعنی مظلوم سے۔ "آج ہی" کے الفاظ میں جلدی کرنے کی تاکید ہے۔ اس سے مراد دنیوی زندگی کے ایام ہیں؛ کیونکہ اس کے مقابلے میں فرمایا: "اس سے پہلے کہ وہ دن آئے" جس میں "نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم"۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس پیرائے میں تنبیہ ہے کہ اس شخص پر اس سے بری الذمہ ہونا واجب ہے، اگرچہ اس حق تلفی کو زائل کرنے میں اسے درہم و دینار ہی خرچ کرنے پڑیں؛ کیوں کہ بری الذمہ ہونے کے لیے اگر آج (دنیا میں) درہم و دینار

هذا الحديث يصور مظهرا من مظاهر العدالة الاجتماعية التي يحرص الإسلام على بثها بين صفوف أبنائه، فقد أخبر أبو هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (من كانت له مظلمة) أي: ما أخذه الظالم أو تعرض له. قوله: (لأخيه) أي: في الدين. وهذه الجناية شاملة لأمر متعدد من: (عرضه): بيان للمظلمة وهو جانبه الذي يصونه من نفسه ونسبه وحسبه ويرفض أن ينتقص. أو (شيء) أي: أمر آخر كأخذ ماله أو المنع من الانتفاع به، أو هو تعميم بعد تخصيص. فما عليه إلا أن (يتحلله) أي: فليطب الظالم حل ما ذكر (منه) أي: من المظلوم ومما يؤكد التعجيل قوله: (اليوم) أي: في أيام الدنيا لمقابلته بقوله: (قبل أن لا يكون) أي: لا يوجد (دينار ولا درهم): وهو تعبير عن يوم القيامة وفي التعبير به تنبيه على أنه يجب عليه أن يتحلل منه، ولو بذل الدينار والدرهم في بذل مظلمته، لأن أخذ الدينار والدرهم اليوم على التحلل أهون من أخذ الحسنات أو وضع السيئات على تقدير عدم التحلل كما أشار إليه بقوله: (إن كان له عمل صالح) أي: بأن يكون مؤمنا ظلما غير معفو من مظلومه،

کالیا جانا اس سے آسان ہے کہ بری الذمہ نہ ہونے کی صورت میں نیکیاں لے لی جائیں یا پھر برائیاں (اس پر) ڈال دی جائیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے یہ فرما کر اشارہ کیا کہ: "اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی"۔ بایں طور کہ وہ ایسا ظالم مومن ہو، جسے مظلوم کی طرف سے معاف نہ کیا گیا ہو، تو اس کے نتیجے میں اس کے نیک اعمال لے لیے جائیں گے۔ "اس سے"۔ یعنی اس شخص کی نیکیاں جس نے دوسرے پر ظلم کیا (لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی) اور اس طرح سے انہیں لے کر بدلہ چکایا دیا جائے گا۔ "اس کی حق تلفی کے بقدر"۔ طاعت و معصیت کی مقدار اور کیفیت کو کیسے جانا جائے گا؟، اس کا علم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہے۔ اگر زیادتی کا مرتکب ہونے والا شخص قیامت کے دن نیکیوں سے تہی دامن ہوا، تو اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں"۔ یعنی اس کی نیکیاں باقی نہ بچیں یا پھر کوئی نیکی ہوئی ہی نہ، تو اللہ اسے ایسے طریقے سے عذاب دے گا جس سے اس کے بوجھ میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور اس کا عذاب بڑھ جائے گا۔ مظلوم سے اس کی برائیاں لے کر ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔

فالنتيجة: (أخذ): أي: عمله الصالح (منه) أي: من صاحبه الظالم على غيره، ويحصل هذا الأخذ والاقتصاص: (بقدر مظلّمته) : ومعرفة مقدار الطاعة والمعصية كمية وكيفية مفوض علمها إلى الله سبحانه، هذا ، وأما إن كان الجاني من المفلسين يوم الحساب، فقد قال فيه عليه الصلاة والسلام: (وإن لم تكن) أي: لم توجد (له حسنات) أي: باقية أو مطلقاً، فإنه سيحاسب حساباً يثقل كاهله ويزيد في عذابه: (أخذ من سيئات صاحبه) أي: المظلوم (فحُمل عليه) : أي: فوضع على الظالم.

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مظلّمه : حق ظلمه فيه ماديا كان أو معنوياً.
- عرضه : العرض: موضع المدح والذم من الإنسان.
- فليتحلله : أي: يطلب براءة ذمته منه إما بأدائه وإما ببعفه.

فوائد الحديث:

1. الحرص على البعد عن الظلم والاعتداء.
2. الحث على المبادرة لاستبراء الذمة مما علق بها من حقوق.
3. الأعمال الصالحة يفسدها ويذهب ثمرتها ظلم الناس وإيذاؤهم.
4. حقوق العباد لا يغفرها الله إلا بإرجاعها إلى أهلها.
5. الدينار والدرهم هما وسيلة لطلب المنافع في الدنيا، أما في يوم القيامة؛ فالحسنات والسيئات.
6. الحسنات والسيئات تُوزن يوم القيامة بقدر المظالم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الدمام (١٤١٥هـ) صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. [مراجعة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقراري، ١، دار الفكر، بيروت، (١٤٢٢هـ) : (ج ٨/ ٣٢١)]

الرقم الموحد: (5438)

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ
عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ

جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی
قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔

۱۷۴۲. الحدیث:

۱۷۴۲. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «من مات ولم
يَغْزُ، ولم يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، مات على شُعْبَةٍ مِنْ
نِفَاقٍ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص مر
گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے
ایک قسم پر مرا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كل رجل قادر على الغزو يبلغه الأجل ولم يغز ولم
يحدث نفسه بذلك أي لم يكلم بالغزو نفسه،
والمعنى لم يعزم على الجهاد ففيه شيء من النفاق، ومن
علاماته في الظاهر إعداد آلة الغزو، قال تعالى: ﴿ولو
أرادوا الخروج لأعدوا له عدة﴾ [التوبة: ٤٦] وقوله:
(مات على شعبة من نفاق) : أي: نوع من أنواع
النفاق ; أي: من مات على هذا فقد أشبه المنافقين
والمتخلفين عن الجهاد، ومن تشبه بقوم فهو منهم،
فيجب على كل مؤمن أن ينوي الجهاد. وكونه يغزو أي
بشروط الغزو الجهاد، فإذا توفرت عمل به والإلحاق
النية موجودة إلى حين توفر دواعي الجهاد.

ہر وہ شخص جو جہاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس کی اس حال میں موت آجائے کہ
اس نے کبھی جہاد نہ کیا ہو اور نہ اس کا خیال ہی اس کے دل میں گزرا ہو یعنی کبھی اس
نے جہاد کا ارادہ نہ کیا ہو تو جان لینا چاہیے کہ اس میں نفاق کے کچھ اثرات ہیں۔
ظاہری طور پر جہاد کے ارادے کی علامت یہ ہے کہ جنگ کے آلات کو تیار کیا
جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ولو أرادوا الخروج لأعدوا له عدة﴾ [التوبة: ٤٦]
ترجمہ: ”اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے“۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: (مات على شعبة من نفاق) یعنی نفاق کی ایک نوع پر مرا۔ یعنی جو اس
حال میں مرا، (اس کا مطلب یہ ہے کہ) یہ منافقین اور جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں
سے مشابہت رکھتا ہے اور جو کسی قوم سے مشابہت رکھتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا
ہے۔ چنانچہ ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ جہاد کی نیت کرے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مَنْ لَمْ يَغْزُ: أي لم يباشر القتال في سبيل الله
- لم يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ: لم ينو الغزو
- شعبة: خصلة

فوائد الحديث:

۱. أن من لم يغز ولم يحدث نفسه به فقد أشبه المنافقين في تخلفهم عن الجهاد.
۲. تحديث النفس بالغزو بصدق يرفع العبد إلى مقام أهل الإيمان.
۳. حث الإمام رعيته على الاستعداد للجهاد، وعدم تعوّد الجبن والخوف من لقاء العدو.
۴. أقل الجهاد إشغال الفكر والنفس فيه

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. نزهة المتقين شرح
رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن

الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة : ١٤٢٦ هـ. رياض الصالحين، للنووي. المحقق : د. ماهر ياسين الفحل. دمشق، الطبعة الأولى، ٥١٤٢٨ . - مرقاة المفاتيح: علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: ١٠١٤هـ) دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

الرقم الموحد: (6404)

ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا، جتنی خوش الحان نبی کی زبان سے
قرآن سنتا ہے۔

۱۷۴۳. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت يتغنى بالقرآن يجهر به».

۱۷۴۳. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا، جتنی خوش الحان نبی کی زبان سے قرآن سنتا ہے، جو اسے خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتا ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الحث على تحسين الصوت عند قراءة القرآن في الصلاة وغيرها، بحيث أنه يحسن به صوته جاهراً به، مترنماً على طريق التحزن، مستغنياً به عن غيره من الأخبار، طالباً به غنى النفس، راجياً به غنى اليد، والمقصود بالتغني في الحديث هو التحسين وليس جعله مثل إيقاعات الأغاني الموسيقية.

اجمالي معنى:

اس حدیث میں نماز وغیرہ میں قرآن مجید کی تلاوت کے موقع پر اچھی آواز سے تلاوت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے؛ اس طور پر کہ قرآن مجید کو بلند آواز سے، خوب دل نشین انداز میں، ترنم کے ساتھ، رقت آمیز انداز میں، دیگر ماضی کے واقعات سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے، اسی کے ذریعے نفس کی بے نیازی طلب کرتے ہوئے اور دنیا داروں کی مال داری سے بے نیازی کا امیدوار ہو کر اسے پڑھے۔ حدیث میں مذکور تغنی (سر آمیزی) سے مقصود دل کش و دل نشین انداز میں پڑھنا ہے، موسیقانہ نغموں کے آہنگوں کے مطابق پڑھنا نہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتغنى بالقرآن: يحسن صوته بالقرآن.
- أذن: استمع، وهو يدل كذلك على الرضا والقبول.

فوائد الحديث:

۱. استحباب تحسين الصوت بالقراءة القرآن وترتيلها، وهو متفق عليه.
۲. يعطي الله سبحانه الأجر العظيم على حسن الصوت في تلاوة القرآن.

المصادر والمراجع:

1 / رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. ۲/ شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. ۳/ شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري؛ للشيخ عبد الله الغنيمان، مكتبة لينة-دمنهور، الطبعة الأولى، ۱۴۰۹ھ. ۴/ شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ھ. ۵/ صحيح البخاري - عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. ۶/ صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. ۷/ فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ۸/ كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ. ۹/ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (6218)

ما بعث الله نبياً إلا رعى الغنم

اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

۱۷۴۴. الحدیث:

۱۷۴۴. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "ما بعث الله نبياً إلا رعى الغنم"، فقال أصحابه: وأنت؟، قال: "نعم، كنت أُرعاها على قراريط لأهل مكة".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كل الأنبياء رعو الغنم في حياتهم، وظاهر الحديث أن ذلك قبل النبوة، لذلك قال العلماء: الحكمة من ذلك أن يتمرن الإنسان على رعاية الخلق وتوجيههم إلى ما فيه الصلاح؛ لأن الراعي للغنم تارة يوجهها للمرعى وتارة يبقئها واقفة وتارة يردّها إلى المراح، فالنبي عليه الصلاة والسلام سيرعى الأمة ويوجهها إلى الخير عن علم وهدى وبصيرة كالراعي الذي عنده علم بالمراعي الحسنة، وعنده نصح وتوجيه للغنم إلى ما فيه خيرها، وما فيه غذاؤها وسقاؤها. واختيرت الغنم لأن صاحب الغنم متصف بالسكينة والهدوء والاطمئنان بخلاف الإبل، فإن أصحابها في الغالب عندهم شدة وغلظة، لأن الإبل كذلك فيها الشدة والغلظة، فلهذا اختار الله سبحانه وتعالى لرسوله أن يرعى الغنم حتى يتعودوا ويتمرنوا على رعاية الخلق.

تمام انبیاء نے اپنی زندگی میں بکریاں چرائی ہیں۔ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نبوت سے پہلے بکریاں چرائی ہیں۔ اس کی حکمت کے بارے میں علماء نے فرماتے ہیں کہ ایسا اس لیے ہے تاکہ ان نبیوں کو لوگوں کی نگرانی کرنے اور ان کو نیکی کی طرف متوجہ کرنے کی مشق ہو۔ کیونکہ بکریوں کا چرواہا کبھی ان کو چراگاہ کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی ایسے ہی چھوڑ دیتا ہے اور کبھی گھاٹ میں پانی پلانے لے جاتا ہے۔ نبی بھی اپنی امت کی رہنمائی کرتا ہے اور انہیں علم، ہدایت اور بصیرت سے عبارت خیر کی طرف متوجہ کرتا ہے اس چرواہے کی طرح جسے اچھی چراگاہ کے بارے میں علم ہوتا ہے اور اسے اس چیز کا بھی علم ہوتا ہے جس میں بکریوں کے لیے بہتری اور ان کے کھانے پینے کا سامان ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے بکریوں کو اس لیے چننا گیا کہ بحری والے سکون، ٹھہراؤ اور اطمینان کے ساتھ متصف ہوتے ہیں برخلاف اونٹوں کے، اس لیے کہ اونٹوں والوں میں اکثر سختی اور شدت پائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ بڑات خود اونٹوں میں بھی سختی پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بکریاں چرانے کے لیے چننا تاکہ ان میں ان کی عادت آجائے اور لوگوں کی رہنمائی کرنے کی مشق ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• قراريط: جمع قيراط، وهو جزء من الدينار أو الدرهم.

فوائد الحديث:

1. تواضع الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- باشتغالهم بأبسط الحرف.
2. يستحب للعبد أن يتكسب ويطلب الرزق وإن قل، ففيه البركة لمن قنع، ويجب أن يتحرى في ذلك أن يكون حلالاً.
3. الحكمة من رعي الأنبياء الغنم؛ ليتدربوا بذلك على سياسة الأمم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. محمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6219)

اس میں سے یعنی بخری سے کیا باقی بچا ہے؟ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ (یعنی باقی سب گوشت تقسیم کر دیا گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔

ما بقي منها؟- أي الشاة- قالت: ما بقي منها إلا كتفها. قال: بقي كلها غير كتفها.

۱۷۴۵. حدیث:

أم المومنین عائشة رضي الله عنها سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ نے بخری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس میں سے یعنی بخری سے کیا باقی بچا ہے؟ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ (یعنی باقی سب گوشت تقسیم کر دیا گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔

۱۷۴۵. الحديث:

عن عائشة رضي الله عنها: أنهم ذبحوا شاة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «ما بقي منها؟» قالت: ما بقي منها إلا كتفها. قال: «بقي كلها غير كتفها».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بخری ذبح کی پھر انہوں نے اس کو صدقہ میں دے دیا سوائے اس کے شانہ کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخری کا ثواب اور اجر اللہ کے پاس ہے جسے ہم آخرت میں پائیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا تھا اور بخری کا وہ حصہ جسے صدقہ میں نہیں دیا گیا وہ درحقیقت باقی ہی نہیں بچا۔

المعنى الإجمالي:

ذبح النبي - صلى الله عليه وسلم - شاة ثم تصدقوا بها إلا كتفها، فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: بقية الشاة عند الله تعالى وأجرها نجده في الآخرة؛ لأنه تصدق بها، أما ما لم يتصدق به فليس باقيا على الحقيقة.

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• بقي كلها غير كتفها: بقية الشاة عند الله تعالى وأجرها نجده في الآخرة؛ لأنه تصدق بها، أما ما لم يتصدق به فليس باقيا على الحقيقة.

فوائد الحديث:

۱. استحباب الصدقة والاهتمام بها وأن لا يستكثر الإنسان ما أنفقه فيها
۲. بيان كرم رسول الله صلى الله عليه وسلم وأهل بيته
۳. مال العبد الحقيقي ما يقدمه ويدخر ثوابه عند الله
۴. لا يضيع الله أجر من أحسن عملاً بل يحفظه ويوفيه إياه يوم القيامة

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي - المؤلف: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: ۲۷۹ھ) تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاکر (ج ۱)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج ۲) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (ج ۳، ۴، ۵) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر السلسلة الصحيحة وشيء من فوائدها، تأليف: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، ط ۱ عام ۱۴۱۵. رياض الصالحين - المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي - تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل رئيس - الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت - الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5810)

میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔

ما تركزت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء

۱۷۴۶. الحديث:

۱۷۴۶. حديث:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔"

عن أسامة بن زيد -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ما تركزت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء».

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

اجمالي معنی:

نبی ﷺ نے خبر دی کہ عورتیں فتنے کا ایک بہت بڑا سبب ہیں؛ کیونکہ جب وہ باہر نکل کر مردوں کے ساتھ ملتی جلتی ہیں اور ان کے ساتھ تنہائی میں رہتی ہیں، تو (انہیں) فریفتہ کر لیتی ہیں اور حق سے دور ہٹا دیتی ہیں؛ یوں ان سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أن النساء سبب عظيم للفتنة وذلك بإغرائهن وإمالتهن عن الحق إذا خرجن واختلطن بالرجال. وإذا حصلت خلوة بهن، والضرر هنا يكون في الدين والدنيا.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أسامة بن زيد رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• فتنة: ابتلاء واختبار.

فوائد الحديث:

۱. فتنة النساء أخطر من غيرها على الرجال.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲ المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.. تعليق البغاة على صحيح البخاري، دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، تحقيق: د. مصطفى ديب البغاء، الطبعة الثالثة، ۱۴۰۷ - ۱۹۸۷.

الرقم الموحد: (5830)

ما ضرب رسول الله - صلى الله عليه وسلم -
شيئاً قط بيده، ولا امرأة ولا خادماً، إلا أن
يجاهد في سبيل

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ ہی کسی عورت کو، نہ
ہی کسی خادم کو، الا یہ کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہوں۔

۱۷۴۷. الحدیث:

۱۷۴۷. حدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها - مرفوعاً: «ما ضرب رسول
الله - صلى الله عليه وسلم - شيئاً قط بيده، ولا امرأة
ولا خادماً، إلا أن يجاهد في سبيل الله، وما نيل منه
شيء قط فينتقم من صاحبه، إلا أن ينتهك شيء من
محارم الله تعالى، فينتقم لله تعالى».

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے
ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ ہی کسی عورت کو، نہ ہی کسی خادم کو۔ الا یہ کہ آپ جہاد فی سبیل
اللہ کر رہے ہوں۔ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا ہو اور
آپ ﷺ نے اس پر انتقام لیا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی پر آپ
ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

من أخلاق النبي - عليه الصلاة والسلام - أنه ما
ضرب شيئاً من الحيوانات ولا من غيرها في أي زمن
من الأزمنة، لا امرأة ولا خادماً؛ لأن عادة أغلب
الناس ضربهما، وإذا لم يضربهما النبي - صلى الله
عليه وسلم - مع جريان العادة بذلك فغيرهما ممن لم
يعتد ضربه أولى، إلا أن يجاهد في سبيل الله لإعلاء
كلمة الله تعالى، وما نال أحد منه شيئاً فانتقم منه،
كما وقع من شج الكفار لرأسه في أحد وكسر ربا عيته
وغير ذلك مما وقع من إساءتهم، ومع ذلك يعفو
ويصفح ويحلم، ولا ينتقم، إلا إذا انتهكت محارم الله
فإنه لا يقرب أحداً على ذلك .

نبی ﷺ کی اخلاقی صفات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے کبھی نہ تو
جانوروں کو ہاتھ سے مارا تھا اور نہ ہی کسی عورت یا نوکر کو۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی
ہے کہ وہ عورت یا نوکر کو مارتے ہیں۔ باوجود عمومی عادت کے جب آپ ﷺ نے
ان دونوں کو نہیں مارا تو معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ دوسری اشیاء کو تو بدرجہ اولیٰ نہیں
مارنا چاہیے جنہیں عام طور پر نہیں مارا جاتا۔ تاہم آپ ﷺ اللہ کے دین کی
سر بلندی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے
آپ ﷺ کو نقصان پہنچایا ہو اور آپ ﷺ نے اس سے انتقام لیا ہو۔ جیسے جنگ
احد میں کفار نے آپ ﷺ کے سر مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے سامنے کے
دندان مبارک شہید کر دیے لیکن آپ ﷺ پھر بھی ان کے ساتھ معافی و درگزر اور
بردباری ہی کا معاملہ کرتے رہے۔ لیکن جب اللہ کی حدود کی خلاف ورزی ہوتی تھی تو
یوں نہیں ہوتا تھا کہ کسی کو آپ ﷺ ایسا کرتے رہنے دیں۔ (بلکہ آپ ﷺ بزور
اسے روکتے تھے۔)

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عائشة - رضي الله عنها -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نيل منه : ناله الكفار بأذى كسح رأسه.
- ينتهك : تخرق وتؤتى
- فينتقم : فيعاقب

فوائد الحديث:

۱. حسن خلقه صلى الله عليه وسلم وحلمه، وصبره، وعفوه.

٢. الغضب لله لا ينافي الحلم والأناة والرفق والعفو.
٣. إقامته صلى الله عليه وسلم حدود الله على من يستحقها ولا يمنعه من ذلك رفقته ورحمته؛ لأن ذلك من رحمة المحدود.
٤. الدلالة على أهمية الجهاد في سبيل الله وأنه من صفات المرسلين.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6391)

ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصنع في بيته؟ قالت: كَانَ يَكُونُ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ -يَعْنِي: خِدْمَةَ أَهْلِهِ- فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

۱۷۴۸. الحديث:

عن الأسود بن يزيد، قال: سُئِلْتُ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا- مَا كَانَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ -يَعْنِي: خِدْمَةَ أَهْلِهِ- فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۷۴۸. حدیث:

اسود بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من تواضع النبي -عليه الصلاة والسلام- أنه كان في بيته في خدمة أهله، يحلب الشاة يصلح النعل، يخدمهم في بيتهم، لأن عائشة سئلت ماذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصنع في بيته؟ قالت: كان في مهنة أهله يعني في خدمتهم -عليه الصلاة والسلام-، وهذا من أخلاق النبيين والمرسلين عليهم السلام، والتواضع والتذلل في أفعالهم، والبعد عن الترفه والتنعيم.

اجمالي معنی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع و خاکساری کی ایک جھلک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں اہل خانہ کی خدمت کرتے تھے، بکری کا دودھ نکالتے، جوتی ٹھیک کرتے، گھر میں گھر والوں کی خدمت کرتے۔ کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ یہ انبیاء اور مرسلین کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ اپنے اعمال میں تواضع و خاکساری اختیار کرتے تھے، آسائش پسندی اور ناز و نعمت کی زندگی گزارنے سے دور رہتے تھے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. کمال تواضعہ -صلى الله عليه وسلم- ويره بأهله.
۲. الأعمال الدنيوية ينبغي أن لا تلهي العبد عن الصلاة.
۳. محافظة النبي -صلى الله عليه وسلم- على الصلاة في أول أوقاتها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. شرح صحيح البخاري؛ لأبي الحسن علي بن خلف بن بطلال، ضبط أبي تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد-الرياض. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحنن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (6220)

"جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں اسے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کر دے گا۔"

ما مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ

۱۷۴۹. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں، اسے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کر دے گا۔"

۱۷۴۹. الحدیث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

کسی مسلمان کے تین چھوٹے بچوں کا سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے وفات پا جانا، چاہے وہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اس کے لئے دخول جنت کا سبب ہوتا ہے۔

المعنى الإجمالي:

لا يموت لأحد من المسلمين ثلاثة أولاد صغار ذكورا أو إناثا لم يتجاوزوا سن البلوغ؛ إلا كان ذلك سبباً في دخوله الجنة.

راوي الحديث: رواه البخاري. ملحوظة: في رياض الصالحين أنه متفق عليه لكنه مما انفرد به البخاري.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• الحنث: الإثم، أي: لم يبلغوا مبلغ الرجال ويجري عليهم القلم، فيكتب عليهم ما وقعوا فيه من الإثم.

فوائد الحديث:

۱. فضل من مات له أولاد صغار فصبر واحتسب، فإنه لعظم شفقتة عليهم، ورحمته بهم، فإن الله -تعالى- يرحمه ويدخله الجنة.

۲. رحمة الله -تعالى- بعباده، حيث أعطاهم أفضل مما أخذ منهم.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ھ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ۱۴۳۰ھ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م. رياض الصالحين، تأليف: محي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۸ھ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ۱۴۲۶ھ. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ۱۴۱۰ھ.

الرقم الموحد: (8875)

ما مسست ديباجاً ولا حريراً أليّن من كف
رسول الله - صلى الله عليه وسلم -

میں نے نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی ديباج چھوا اور نہ
ریشم۔

۱۷۵۰. الحدیث:

۱۷۵۰. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه -، قَالَ: مَا مَسَسْتُ دِيْبَاجًا
وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه
وسلم -، وَلَا شَمَمْتُ رَائِحَةَ قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ
اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ
- صلى الله عليه وسلم - عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي قَطُّ:
أُفٌّ، وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟، وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ
أَفْعَلْهُ: أَلَا فَعَلْتُ كَذَا؟.

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ
کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی ریشم چھوا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی خوشبو
سے زیادہ عمدہ کوئی خوشبو سونگھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔
آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی میرے کسی کیے گئے کام کے
بارے میں مجھ سے یہ پوچھا کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے؟ اور نہ ہی جس کام کو میں نے
نہیں کیا اس پر آپ ﷺ نے یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - قال: ما مسست
حريراً ولا ديباجاً أليّن من يدي رسول الله - صلى الله
عليه وسلم -، وكان أنس بن مالك قد خدم النبي صلى
الله عليه وسلم عشر سنين، فكانت يده - صلى الله
عليه وسلم - لينة، وكذلك أيضاً راحته - صلى الله
عليه وسلم - ما شم طيباً قط أحسن من رائحة النبي
- صلى الله عليه وسلم -، ولقد خدمت النبي
- صلى الله عليه وسلم - عشر سنين، فما قال لي: أف
قط، يعني: ما تضجر منه أبداً عشر سنوات يخدمه ما
تضجر منه، والواحد منا إذا خدمه أحد، أو صاحبه
أحد لمدة أسبوع أو نحوه لا بد أن يجد منه تضجراً،
لكن الرسول - صلى الله عليه وسلم - عشر سنوات،
وهذا الرجل يخدمه ومع ذلك ما قال له أف قط، ولا
قال لشيء فعلته: لم فعلت كذا؟، حتى الأشياء التي
يفعلها أنس اجتهداً منه ما كان الرسول - صلى الله
عليه وسلم - يؤنبه أو يوبخه أو يقول لم فعلت كذا؟
مع أنه خادم، وكذلك ما قال لشيء لم أفعله: لم لم
تفعل كذا وكذا؟، وهذا من حسن خلقه - عليه
الصلاة والسلام -.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ تو کسی ریشم کو چھوا اور نہ ديباج کو۔ انس بن مالک
رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک گداز
تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی خوشبو بھی خوشگوار ہوتی تھی۔ انس بن مالک رضی اللہ
عنہ نے نبی ﷺ کی خوشبو سے عمدہ کوئی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ انس بن مالک رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ آپ ﷺ نے
کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا۔ یعنی خدمت کے دس سال کے دوران آپ ﷺ کبھی
بھی ان سے تنگ نہ آئے۔ جب کہ ہماری صورت حال یہ ہے ہم میں سے کسی کی
کوئی ہفتے بھر کے لیے خدمت کر لے یا اس کے ساتھ رہ لے تو وہ ضرور اس سے
تنگ آجاتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے دس سال کے دوران جس میں انس بن
مالک آپ ﷺ کی خدمت کرتے رہے کبھی انہیں اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کسی کیے
جانے والے کام کے بارے میں یہ پوچھا کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے؟ حتیٰ کہ وہ اشیاء
جو انس بن مالک خود کرتے تھے اس پر بھی آپ ﷺ نے نہ تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے
اور نہ یہ کہتے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حالانکہ وہ ایک خادم تھے۔ اسی طرح آپ
ﷺ نے انہیں کسی نہ کیے جانے والے کام پر یہ بھی نہ کہا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں
نہیں کیا؟۔ یہ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا ایک مظہر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه تنبيه: لم أجده بهذا اللفظ في الصحيحين، وهو مركب من حديثين، انظر: كنوز رياض الصالحين (٦٥/٩)، فقد نبهوا على ذلك.

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ديباجاً : ثوباً متخذاً من الحرير.
- أفّ : كلمة تضجّر وتكرّه.

فوائد الحديث:

١. كمال أخلاق الرسول - صلى الله عليه وسلم - وحسن معاملته لخدمه وأصحابه.

٢. الحث على الرفق بالخدام، وعدم التضجر من فعله.

٣. الحث على التنظيف والتطيب، وهكذا كان فعله - صلى الله عليه وسلم -.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن - الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح -؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6221)

ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة
فيحسن وضوءها

جس مسلمان کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو
کرے۔

۱۷۵۱. الحدیث:

۱۷۵۱. حدیث:

عن عثمان بن عفان - رضي الله عنه - عن النبي -
صلى الله عليه وسلم - قال: "ما من امرئ مسلم
تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها؛ وخشوعها،
وركوعها، إلا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم
تؤت كبيرة، وذلك الدهر كله".

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس
مسلمان کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے،
اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، تو یہ نماز اس
کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی، تا وقتہ کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ
کرے۔ اور یہ (فضیلت) ہمیشہ کے لیے رہتی ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

"ما من امرئ مسلم"، ومثله المرأة المسلمة، تحضره
صلاة مكتوبة، أي: يدخل وقتها وهو مخاطب بأدائها
"فيحسن وضوءها"، فيؤديه على الوجه المشروع
"وخشوعها وركوعها"، أي: وسائر أركانها بأن أتى
بكل من ذلك على أكمل هيئاته من فرض وسنة،
فإحسان الوضوء: الإتيان به جامع الفرائض والسنن
والآداب، وإحسان الخشوع: كمال الإقبال والتوجه،
"إلا كانت"، هذه الصلاة، "كفارة"، أي: مكفرة، "لما
قبلها من الذنوب"، أي: المعاصي الصغائر، "ما لم تؤت
كبيرة"، أي: لم يعمل كبيرة من كبائر الذنوب،
"وذلك"، أي: تكفير ما ذكر من الذنوب بحسن
الوضوء والخشوع "الدهر كله"، تنبيهاً على تعميم
تكفير الطاعات للصغائر كل زمن، وأن ذلك غير
مقصور على أشرف الأزمنة من عصره -صلى الله
عليه وسلم- وعصر الصحابة -رضي الله عنهم-؛ بل
عام لسائر الأعصار.

"جس مسلمان مرد" اس حکم میں مسلمان خاتون بھی برابر کی شریک ہے۔ "فرض
نماز کا وقت ہو جائے" یعنی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور وہ اس کی ادائیگی کا
مکلف ہو۔ "پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے" یعنی مکمل شرعی آداب کا
بحاظ کرتے ہوئے وضو کرے۔ "وخشوعاً وركوعاً" یعنی نماز کے تمام ارکان کو اس
طور پر ادا کرے کہ اس کے تمام فرائض اور سنتوں کو ان کی کامل ہیئتوں کے ساتھ
لمحوظ خاطر رکھے۔ اچھی طرح سے وضو کرنا یہ ہے کہ اس کو اس کے تمام فرائض،
سنن اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے انجام دیا جائے۔ اچھی طرح خشوع سے نماز
ادا کرنا یہ ہے کہ مکمل حضور قلبی اور یکسوئی اختیار ساتھ نماز ادا کی جائے۔ "الا كانت"
یعنی یہ نماز۔ "كفارة" یعنی گناہوں کو مٹانے والی۔ "لما قبلها من الذنوب" یعنی صغیرہ
گناہوں کو۔ "ما لم تؤت كبيرة" یعنی کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ "وذلك"
یعنی عمدہ طریقہ سے وضو کرنے اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی بنا پر گناہوں کے
مٹانے جانے کا عمل۔ "الدهر كله" اس میں یہ نشان دہی ہے کہ نیکیوں کے ذریعے
صغیرہ گناہوں کے مٹانے جانے کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کرام کے اشرف ترین زمانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ سارے زمانوں کے
لیے عام ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مكتوبة: مفروضة.
- كفارة: سارة ومأحية.

- خشوعها : إقباله على الله تعالى بقلبه فيها.
- الوضوء : استعمال ماء طهور في الأعضاء الأربعة (وهي الوجه واليدين، والرأس، والرجلان) على صفة مخصوصة في الشرع.

فوائد الحديث:

١. ينبغي على المسلم أن يحسن وضوء الصلاة بإكمال سننها.
٢. الخشوع روح الصلاة.
٣. الصلاة المكفرة للذنوب هي التي يؤديها العبد وهو حاضر القلب، خاشع ببتغي بها وجه الله.
٤. تنبيه على تعميم تكفير الطاعات للصغائر كل زمن.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/ تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣/ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥/ صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦/ فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبد الرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٧/ كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨/ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6254)

ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى
أرد عليه السلام

مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے،
یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

۱۷۵۲. الحديث:

۱۷۵۲. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما من أحد يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں
تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

درجة الحديث: إسناده حسن

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

ما من أحد يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتَّى يَرِدَ السَّلَامُ، فَإِذَا سَلَّمْتَ عَلَيَّ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوْحِي فَرُدَّ عَلَيَّكَ السَّلَامُ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذَا فِيمَنْ كَانَ قَرِيبًا مِنْهُ؛ كَأَنَّ يَقِفُ عَلَيَّ قَبْرِهِ، وَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيَّكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَامًّا، وَاللَّهُ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

”مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں
تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ چنانچہ آپ جب بھی نبی ﷺ پر
سلام بھیجیں گے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح کو واپس لوٹاتا دے گا؛ تاکہ آپ
ﷺ سلام کا جواب دے سکیں۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ یہ ان افراد کے حق
میں ہے، جو آپ ﷺ سے نزدیک ہوں۔ مثلاً کوئی آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر
یوں کہے: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی
اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں)۔ نیز اس میں عمومی معنی کا بھی احتمال
ہے؛ کیوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• يسلم: أي: قال السلام عليك أو صلى الله عليه وسلم، ونحو ذلك، وقول الإنسان السلام عليكم خبر بمعنى الدعاء، وله معنيان: ١. اسم السلام عليك؛ أي: عليك بركاته باسمه. ٢. السلامة من الله عليك.

فوائد الحديث:

١. الحث على الإكثار من الصلاة والسلام على النبي -صلى الله عليه وسلم-، ليحظى المسلم برد السلام منه -صلى الله عليه وسلم-.
٢. حياة النبي -صلى الله عليه وسلم- في قبره هي أكمل حياة يحياها إنسان في برزخه، فلا يعلم حقيقتها إلا الله -تعالى-، والحديث ليس فيه حجة لمن يقول بحياة رسول الله صلى الله عليه وسلم حياة ما نعيشها نحن، حتى لا يستدل به أهل الشرك على الاستغاثة به عليه الصلاة والسلام، وإنما هي حياة برزخية.

المصادر والمراجع:

1 / بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ / ٣ سنن أبي داود- محمد محيي الدين عبد الحميد- الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت ٤/ شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥/ صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس- الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة اليمينية. ٦/ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6222)

ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام

ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں۔

۱۷۵۳. الحدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام» يعني أيام العشر. قالوا: يا رسول الله، ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: «ولا الجهاد في سبيل الله، إلا رجل خرج بنفسه وماله، فلم يرجع من ذلك بشيء»

۱۷۵۳. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں۔" یعنی ذی الحجہ کے دس دن۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا، پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام" يعني: أيام عشر ذي الحجة، قالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: "ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء"، فقوله: "العمل الصالح"، يشمل الصلاة والصدقة والصيام والذكر والتكبير وقراءة القرآن وبر الوالدين وصلة الأرحام والإحسان إلى الخلق وحسن الجوار وغير ذلك من الأعمال الصالحة، فيُسن صيام أيام العشر عشر ذي الحجة الأول لدخولها في عموم العمل الصالح، والمراد ما عدا يوم العاشر؛ للنهي عن صيام العيد. وفي هذا دليل على فضيلة العمل الصالح في أيام العشر الأولى من شهر ذي الحجة، وفيه دليل أيضاً على أن الجهاد من أفضل الأعمال، ولهذا قال الصحابة: "ولا الجهاد في سبيل الله"، وفيه دليل على فضيلة هذه الحال النادرة أن يخرج الإنسان مجاهداً في سبيل الله بنفسه وماله -وماله يعني: سلاحه ومركوبه- ثم يقتل ويؤخذ سلاحه ومركوبه يأخذه العدو، فهذا فقد نفسه وماله في سبيل الله فهو من أفضل المجاهدين، فهذا أفضل من العمل الصالح في أيام العشر، وإذا وقع هذا العمل في أيام العشر تضاعف فضله.

اجمالي معنى:

"ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ، اللہ تعالیٰ کو، کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں" یعنی ذی الحجہ کے دس دن۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال، دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا، پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔" آپ ﷺ کے قول "عمل صالح" میں نماز، صدقہ، روزہ، ذکر و اذکار، تکبیر، قرآن مجید کی تلاوت، والدین کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ خوش اخلاقی جیسے تمام اعمال صالحہ شامل ہیں۔ اسی بنا پر ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کا روزہ رکھنا مسنون ہے؛ کیوں کہ یہ عمل صالح کے عموم میں شامل ہے۔ البتہ یہاں دسویں دن کا روزہ چھوڑ کر مراد ہے؛ کیوں کہ عید کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ اس حدیث سے ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں عمل صالح کرنے کی فضیلت کی دلیل ملتی ہے۔ نیز اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ جہاد افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟" اور اس میں اس کم یاب حالت کی فضیلت کی بھی دلیل ہے کہ جس میں ایک شخص اپنی جان اور مال (اپنے ہتھیار اور سواری) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکل پڑتا ہے، پھر شہادت کے مرتبے کو پاتا ہے اور دشمن اس کے اسلحے اور سواری پر قابض ہو جاتا ہے۔ اپنی جان اور مال کو اللہ عز وجل کی راہ میں نچھاور کرنے والا یہ شخص افضل ترین مجاہدین میں شمار ہوگا اور یہ جہاد،

ذی الحج کے دس دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے افضل ہوگا، اور جب یہ
جہاد، ان دس دنوں میں وقوع پذیر ہو جائے تو اس کی دوچند فضیلت کے کیا کہنے!۔

راوی الحدیث: رواہ البخاری وهذا لفظ أبي داود وغيره.

التخریج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أيام العشر: العشر الأول من شهر ذي الحجة.
- الجهاد: هو مقاتلة الكفرة لإعزاز دين الله تعالى.

فوائد الحدیث:

۱. فضل أيام عشر ذي الحجة على غيرها من أيام السنة.
۲. استحباب صيام العشر الأول من ذي الحجة.
۳. فضيلة الجهاد عظيمة في الإسلام.
۴. تفضيل بعض الأزمنة على بعض.
۵. من آداب المدعو السؤال عما أشكل.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ۱۴۱۸ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸هـ - سنن أبي داودالمحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - تطريز رياض الصالحين- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي-المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله بن إبراهيم الزبير آل حمد-الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳هـ - ۲۰۰۲م - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ - صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲هـ - صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷هـ - فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ.

الرقم الموحد: (6255)

جو بندہ ہر دن صبح اور شام تین بار یہ پڑھ لے اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ ترجمہ: ”میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، إلا لم يضره شيء

۱۷۵۴. حدیث:

۱۷۵۴. الحدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ہر دن صبح اور شام تین بار یہ پڑھ لے اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ ترجمہ: ”میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، إلا لم يضره شيء».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

جو بندہ ہر دن صبح اور شام یعنی طلوع فجر اور غروب آفتاب کے بعد یہ کہتا ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ جس نے دن کے آغاز اور رات کی ابتداء میں یہ کہا: (بِسْمِ اللّٰهِ): یعنی بیان عظمت اور حصول برکت کے لیے اس کا نام لیتا ہوں۔ (الذی لا یضر مع اسمہ) یعنی یقین کامل اور خالص نیت کے ساتھ اس کا نام لینے سے۔ (لم یضره شیء) چاہے وہ کوئی بھی چیز ہو (فی الأرض والانی السماء) یعنی آسمان سے نازل ہونے والی مصیبت۔ (وهو السميع) یعنی ہمارے اقوال کو سننے والا ہے۔ (العلیم) یعنی ہمارے احوال کو جاننے والا ہے۔ حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلمات اپنے قائل (کننے والے) سے ہر قسم کے نقصان کا دفاع کرتے ہیں چاہے وہ کچھ بھی ہو۔

ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة أي بعد طلوع الفجر وبعد غروب الشمس، وفي رواية أحمد: "قال في أول يومه أو في أول ليلته": (بسم الله) أي: أذكر اسمه على وجه التعظيم والتبرك. (الذي لا يضر مع اسمه) أي: مع ذكره باعتقاد حسن ونية خالصة. (لم يضره شيء) كائن (في الأرض ولا في السماء) أي: من البلاء النازل منها (وهو السميع) أي: بأقوالنا (العلیم) أي: بأحوالنا وفي الحديث دليل على أن هذه الكلمات تدفع عن قائلها كل ضرر كائنًا ما كان.

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والنسائي في الكبرى وأحمد

التخريج: عثمان بن عفان-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- صباح: أي: بعد طلوع الفجر
- مساء: أي: بعد غروب الشمس
- باسم الله: أحتمي بكل اسم هو لله تعالى من كل سوء من جمد أو دابة أو جن أو شيطان أو حيوان عاقل أو غير عاقل، فهو العلیم بأحوال الكائنات، القدير على تصرفها حيث يشاء.
- الذي لا يضر مع اسمه: أي: مع ذكر اسمه باعتقاد حسن ونية صالحة
- ولا في السماء: أي: من البلاء النازل منها.

- وهو السميع : بأقوالنا
- العليم : أي: عليم بأحوالنا

فوائد الحديث:

١. تأكيد الإتيان بهذا الذكر ليتقي الإنسان بقدرته الله تعالى من جميع البأس والضرر
٢. الاعتماد على الله تعالى وحده في طلب النجاة والسلامة والعافية من جميع النوائب والمصائب والنوازل ، فإنه سبحانه وتعالى هو الواقي والحافظ للإنسان ، ويقدرته تعالى يصرف كل أذى وبلاء
٣. روى هذا الحديث عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- ابنه أبان وهو من ثقات التابعين ، وكان أبان قد أصابه الفالج (شلل) فجعل الرجل الذي سمع منه الحديث ينظر إليه ، فقال له أبان: مالك تنظر إلي فوالله ما كذبت علي عثمان ولا كذب عثمان علي النبي صلى الله عليه وسلم ، ولكن اليوم الذي أصابني غضبت فنسيت أن أقولها" ، ويستفاد من ذلك ما يلي: أ- الغضب آفة تحول بين المرء وعقله . ب- إذا أراد الله إنفاذ قدره صرف العبد عما يحول بينه وبين ذلك . ت- الدعاء يرد القضاء. ث- قوة يقين السلف الأول بالله وتصديقهم بما أخبر به رسول الله صلى الله عليه وسلم.
٤. قوله صلى الله عليه وسلم: " يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة" دليل على عدم انقطاع سبب الحماية الربانية للعبد إذا قال هذا الذكر كما ورد في الحديث ، لأن اتصال الصباح باليوم ، والمساء بالليلة يدل على ما تقدم.
٥. من فوائد تقييد الذكر بالصباح والمساء قطع الغفلة عن المسلم واستحضاره الدائم بأنه عبد لله تعالى حتى لا يخرج عن وظيفته الأصلية وأيضاً ليستحضر المسلم أهمية الوقت والزمان ،
٦. يبرز الحديث قيمة الثواب وما جبلت عليه النفس البشرية من طلبها للثواب والعوض عما تقوم به ، ولذا علق النبي صلى الله عليه وسلم الأجر العظيم من الحماية ودفع الشرور بمجرد كلمات يسيره يقولها المسلم في صباحه ومساءه.
٧. أن جزء هذا الذكر إنما يكون لمن أتى به في أول الليل والنهار.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية- الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السجستاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣ هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلي أشرف عليه: شعيب الأرنؤوط مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - صحيح الترغيب والترهيب للألباني، (٥ ط)، مكتبة المعارف - الرياض. - صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط ٣، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٤٠٨ هـ). - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للمباركفوري ، الطبعة: الثالثة، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، (١٤٠٤ هـ) - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط ١، دار الفكر، بيروت، (١٤٢٢ هـ)

الرقم الموحد: (6093)

جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور مال غنیمت لے کر صحیح و سالم واپس آ گیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو مال غنیمت نہیں ملا بلکہ اس جماعت و لشکر کے لوگ زخمی ہوئے یا شہید کر دیے گئے تو ان کا اجر پورا باقی رہا۔

ما من غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلثِي أُجُورِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أُجُورُهُمْ

۱۷۵۵. حدیث:

۱۷۵۵. الحدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور مال غنیمت لے کر صحیح و سالم واپس آ گیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جہاد کرنے والی جس جماعت یا لشکر نے جہاد کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو مال غنیمت نہیں ملا بلکہ اس جماعت و لشکر کے لوگ زخمی ہوئے یا شہید کر دیے گئے تو ان کا پورا اجر باقی رہا۔"

عن عبد الله بن عمرو بن العاص - رضي الله عنهما - مرفوعاً: «ما من غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلثِي أُجُورِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أُجُورُهُمْ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجۃ الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

حدیث میں دو احتمال ہیں: پہلا احتمال: ہر وہ لشکر جس کی دشمنوں سے جنگ ہوئی اور وہ اس میں بپا رہا اور مال غنیمت بھی حاصل کیا تو اس کا اجر اس لشکر سے کم ہوگا جو صحیح سالم نہیں رہا یا اگر صحیح سالم رہا بھی تو اسے مال غنیمت حاصل نہ ہوا۔ امام نووی نے اسی احتمال کو ترجیح دی ہے۔ دوسرا احتمال: یہ حدیث غنیمت کے حلال ہونے اور اس بات کی دلیل ہے تاہم اس سے اجر میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ بس اس میں ہوتا یہ ہے کہ اجر کا کچھ حصہ جلدی مل جاتا ہے۔ باقی مال غنیمت حاصل کرنے والے یا حاصل نہ کرنے والے دونوں برابر ہیں تاہم مال غنیمت پانے والے کو اس کا دو تہائی اجر جلدی مل جاتا ہے جب کہ کل کے اعتبار سے وہ دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جسے مال غنیمت نہیں ملتا اسے اتنا اجر بطور عوض عطا فرمائے گا جتنی مقدار میں وہ غنیمت سے محروم رہا ہوگا اور اللہ جسے چاہتا ہے بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے۔

للحدیث احتمالان: الأول: أن كل سَرِيَّةٍ قاتلت الأعداء ثم سلمت منهم وغنمت فإن أجرها أقل من سرية أخرى لم تسلم، أو سلمت ولم تغنم، كما رجحه النووي رحمه الله. الثاني: الحدیث دلیل علی حل الغنیمة وليست منقصة للأجر، إنما فيه تعجيل بعض الأجر مع التسوية فيه للغانم وغير الغانم إلا أن الغانم عجل له ثلثا أجره وهما مستويان في جملته وقد عوض الله من لم يغنم في الآخرة بمقدار ما فاته من الغنیمة والله يضاعف لمن يشاء، كما قال ابن عبد البر رحمه الله

راوي الحدیث: رواه مسلم

التخریج: عبد اللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما -

مصدر متن الحدیث: ریاض الصالحین

معانی المفردات:

- غَازِيَةٍ: صفةً لجماعة غازیة.
- سَرِيَّةٍ: قطعة من الجيش يبلغ أقصاها أربعمائة.

- تَغْرُوْ : تجاهد في سبيل الله.
- فَتَعْنَمُ : فتصيب غنيمة وهي ما أخذ من أموال الحرب.
- وَتَسَلَمُ : أي : من الموت.
- ثُلَّتِي أَجُورِهِمْ : وهما السلامة والغنيمة، ويبقى لهم الثلث ينالونه في الآخرة.
- تُخْفِقُ من الإخفاق : أن يغزوا فلا يغنموا شيئاً.

فوائد الحديث:

١. فضل المشاركة والخروج للغزو في سبيل الله.
٢. الحث على بذل الجهد والحرص على الشهادة أو النصر.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، التحقيق برئاسة حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي : دار الكتب العلمية بيروت - لبنان الطبعة الأولى ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ

الرقم الموحد: (6392)

ما من مسلم يعود مسلماً غدوة إلا صلى عليه
سبعون ألف ملك

جب کوئی مسلمان صبح کے وقت اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے، تو
ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

۱۷۵۶. الحدیث:

عن علي -رضي الله عنه- قال: سمعتُ رسولَ الله -
صلى الله عليه وسلم- يقول: « مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ
مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى
يُْمْسِي، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ
مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ ».

۱۷۵۶. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ
کہتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان صبح کے وقت اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت
کرے، تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اگر
کوئی شام کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس
کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث أن الإنسان إذا عاد أخاه المريض
فهو في خرفة الجنة -أي: في جناها- وفضل الله واسع،
فهو يدل على فضيلة عبادة المريض، وأنه إذا كان في
الصباح فله هذا الأجر، وإذا كان في المساء فله هذا
الأجر.

اجمالی معنی:

حدیث کا مضموم یہ ہے کہ انسان جب اپنے مریض مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے
تو وہ جنت کی کیاری یعنی جنت کے باغ میں ہوگا۔ اللہ کا فضل وسیع ہے۔ یہ حدیث
مریض کی عیادت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر وہ صبح عیادت کرے تو اس
کے لیے یہ اجر ہے اور شام کو عیادت کرے تو بھی اس کے لیے یہ اجر ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غدوة: ما بين الفجر وطلوع الشمس، والظاهر أن المراد به هنا أول النهار وما قبل الزوال.
- صلى عليه: استغفر ودعا له.
- عشية: آخر النهار.
- خريف: الشمر المخروف، أي: المَجِيء الذي قد الثُقط.

فوائد الحديث:

۱. فضل عبادة المريض، والحث عليها تحصيلاً لمزيد ثوابها.
۲. للملائكة أعمال موكلون بها، فمنهم من اختص بالدعاء لمن عاد مريضاً.
۳. عيادة المريض ليست مخصوصة بوقت معين، وإنما يراعى فيها حال المريض، وظروف أهل بيته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۱۸ھ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الخامسة. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. محمد العمار، دار كنوز إشبيلية-

الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.
الرقم الموحد: (6256)

جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں، تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

ما من مسلمین يلتقيان فيتصافحان إلا غُفِرَ لهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا

۱۷۵۷. حدیث:

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں، تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی انہیں بخش دیا جاتا ہے۔“

۱۷۵۷. الحدیث:

عن البراء -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافِحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا".

یہ حدیث اپنے تمام طُرُق اور شواہد کی بنا پر صحیح یا کم از کم حسن درجہ کی ہے۔

حدیث کا درجہ:

الحدیث بمجموع طرقه وشاهده صحیح أو علی الأقل حسن

درجة الحدیث:

اجمالی معنی:

آپ ﷺ کا فرمان: ”ما من مسلمین يلتقيان فيتصافحان“ (جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں) یعنی ملاقات کے فوراً بعد مصافحہ کریں۔ ”إلا غفر لهما“ (انہیں بخش دیا جاتا ہے۔) نیک اعمال کے ذریعے صرف وہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو اللہ سبحانہ کے حق سے متعلق ہوتے ہیں۔ ”قبل أن يفترقا“ (ان کے جدا ہونے سے پہلے) اس میں مصافحہ کرنے کی تاکید ہے اور اس پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث سے حرام مصافحہ مستثنیٰ ہے جیسے کہ اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا۔

المعنى الإجمالي:

قوله: "ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان"، أي: عقب الملاقاة مباشرة "إلا غفر لهما"، والذي يكفر بالأعمال الصالحة صغائر الذنوب المتعلقة بحق الله سبحانه، وقوله: "قبل أن يفترقا"، ففيه تأكيد أمر المصافحة والحث عليها، نعم يستثنى من الحديث المصافحة المحرمة كمصافحة المرأة الأجنبية.

راوي الحدیث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: البراء بن عازب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

فوائد الحدیث:

- استحباب المصافحة عند اللقاء، والحث عليها.
- تفضيل هذه الأمة على غيرها، بأن جعل من كفارات الذنوب المصافحة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقى، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ۱۴۱۵ھ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۱۸ھ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقى، دار إحياء الكتب العربية. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة اليمينية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ.

الرقم الموحد: (6257)

ما من نبي إلا وقد أندر أمته الأعداء الكذاب

جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ضرور ڈرایا

۱۷۵۸. الحدیث:

۱۷۵۸. حدیث:

عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - مرفوعاً: «ما من نبي إلا وقد أندر أمته الأعداء الكذاب، إلا إنه أعور، وإن ربكم - عز وجل - ليس بأعور، مكتوب بين عينيه ك ف ر»

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ضرور ڈرایا۔ آگاہ رہو! وہ دجال کانہ ہے اور تمہارا رب کانہ نہیں ہے۔ اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

كل نبي أرسله الله أندر أمته وحذرها من المسيح الدجال؛ لأنهم علموا بخروجه وشدة فتنته، وبينوا لهم شيئاً من صفاته، وذكر في هذا الحديث أنه أعور والله سبحانه منزه عن هذا، ومن صفاته كذلك أنه مكتوب بين عينيه ك ف ر.

اللہ کے فرستادہ ہر نبی نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ڈرایا اور متنبہ کیا ہے۔ کیونکہ انہیں اس کے نکلنے اور اس کی سخت فتنہ پردازی کا علم تھا۔ نیز انہوں نے اپنی امتوں کے لیے اس کی کچھ صفات بھی بیان کی ہیں۔ اس حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کانہ ہوگا، جب کہ اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔ اسی طرح اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین "ک ف ر" (کفر) لکھا ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نبي: هو الذي أنبأ عن الله أي: يخبر عن الله.
- أندر: أي: خوفه وحذره.
- الأعور: ذهاب بصر إحدى العينين
- ك ف ر: أي المسيح الدجال كفر بالله ووجد عبادة الله

فوائد الحديث:

۱. حرص الأنبياء على أمهم.
۲. خطر فتنة الدجال.
۳. المسيح الدجال كافر.
۴. بيان أن الدجال أعور والله سبحانه ليس كذلك.
۵. إثبات صفة العين لله وأن الله له عينان إذ العور يكون لمن له عينان.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ط ۱۴۲۲ المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، لسان العرب، أبو الفضل جمال الدين بن منظور الرويفي، الناشر: دار صادر، ط ۳ عام ۱۴۱۴ الإفصاح عن معاني الإفصاح، تأليف: يحيى بن هبيرة الشيباني، تحقيق: فؤاد عبد المنعم، الناشر: دار الوطن، عام ۱۴۱۷ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة - الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳هـ.

الرقم الموحد: (5832)

شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چوٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

ما يجد الشهيد من مس القتل إلا كما يجد أحدكم من مس القرصة

۱۷۵۹. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کو اپنے قتل سے صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تکلیف تم میں سے کوئی چوٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے۔“

۱۷۵۹. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما يجد الشهيد من مس القتل إلا كما يجد أحدكم من مس القرصة».

حدیث کا درجہ: حسن

درجة الحديث: حسن

اجمالی معنی:

اس حدیث میں آپ ﷺ شہید کو دوران جنگ پہنچنے والی تکلیف کے بارے میں خوشخبری دے رہے ہیں کہ اسے صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تکلیف کوئی شخص چوٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے۔

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بشارة النبي صلى الله عليه وسلم للشهيد حينما يصاب في المعركة، فإنه لا يشعر الألم إصابته إلا كما يشعر أحدنا بألم قرصة النملة.

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الشهيد: هو المقتول في سبيل الله، الذي يُقَدَّم روحه وحياته فداءً لدين الله
- مس القتل: أي: ألمه
- القرص: الأخذ بأطراف الأصابع، نحو قرصة النملة

فوائد الحديث:

۱. عناية الله تعالى بالشهيد حيث يخفف عنه آلامه فتزول سريعاً، ولا يعقبها علة ولا سقم.
۲. الترغيب في الجهاد في سبيل الله.
۳. فضل الشهادة، ونعم الله تعالى على الشهيد لا تعد ولا تحصى.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ - ۱۹۷۵ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ۱۴۱۵ هـ. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ هـ.

الرقم الموحد: (6394)

مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة
ريحها طيب وطعمها طيب

اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی
پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے۔

۱۷۶۰. الحدیث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -
صلى الله عليه وسلم- قال: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ،
وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا
رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ
الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيحٌ
وَطَعْمُهَا مُرٌّ».

۱۷۶۰. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ
ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہ پڑھتا ہو، کھجور جیسی
ہے، جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی، لیکن مٹھاس ہوتی ہے اور منافق کی مثال جو
قرآن پڑھتا ہو، رسخانہ (پھول) جیسی ہے، جس کی خوش بو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن مزہ
کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا، اس کی مثال اندرائن جیسی ہے،
جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

"مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن"، أي: صفته العجيبة
ذات الشأن من حيث طيب قلبه لثبات الإيمان،
واستراحته بقراءة القرآن، واستراحة الناس بصوته
وثوابهم بالاستماع إليه والتعلم منه، فالمؤمن الذي
يقرأ القرآن كله خير في ذاته وفي غيره، وعبر بقوله:
"يقرأ" لإفادة تكريره ومداومته عليها حتى صارت
دأبه وعادته، وقوله: "مثل الأترجة ريحها طيب
وطعمها طيب"، فيستلذ الناس بطعمها ويستريحون
بريحها، وخصت لأنها من أفضل ما يوجد من الثمار
في سائر البلدان، مع ما اشتملت عليه من الخواص
الموجودة فيها مع حسن المنظر وطيب الطعم ولين
الملمس، و"مثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كمثل
التمرة لا ريح لها وطعمها حلو"، فاشتماله على الإيمان
كاشتمال التمرة على الحلاوة، بجامع أن كلاً منهما أمر
باطني، وعدم ظهور ريح لها يستريح الناس لشمه
لعدم ظهور قراءة منه يستريح الناس بسماعها،
فالمؤمن القارئ للقرآن أفضل بكثير من الذي لا
يقرأ القرآن، ومعنى لا يقرؤه يعني: لم يتعلمه. ومثل
المنافق الذي يقرأ القرآن" من حيث تعطل باطنه عن
الإيمان مع استراحة الناس بقراءته؛ لأن المنافق في

"قرآن پڑھنے والے مؤمن کی مثال" یعنی اس کی شخصیت غیر معمولی اوصاف کی
حامل ہوتی ہے؛ دل کی پاکیزگی، ایمانی پختگی، قرآن مجید کی تلاوت سے سکون و راحت
کا احساس، نیز لوگوں کا اس کی آواز سے راحت کا احساس، اس کی سماعت سے
ثواب حصول اور اس سے فیض یابی (یہ سب اس کی شخصیت کے شان دار پہلو ہیں)۔
اس لیے قرآن پڑھنے والا مؤمن سراپا خیر ہے؛ اپنے لیے بھی اور دوسروں کے
لیے بھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قول: "لیقرأ" یعنی پڑھتا ہے کے لفظ کا انتخاب یہ
بتانے کے لیے کیا کہ وہ قرآن اس طرح بار بار اور لگا تار پڑھتا ہے کہ یہ اس کی اس
کی عادت و فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "چکوترے جیسی
ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے" چنانچہ لوگ اس کی مٹھاس
و شیرینی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اس کی خوش بو سے سکون و راحت محسوس
کرتے ہیں۔ یہاں بطور خاص چکوترے کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ تمام ممالک میں
پائے جانے والے بہترین پھلوں میں سے ایک ہے؛ یعنی ایسے میوہ جات میں، جن
سے مقصود ان کی خوش بو ہوتی ہے۔ مطلق میوہ جات میں نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ یہ
دل کشی، عمدہ و پاکیزہ غذائیت، چھونے میں گداز پن اور نگاہوں کو بجانے والی
رنگت جیسی گونا گوں خوبیوں و خاصیتوں کا حامل ہے۔ اور "اس مؤمن کی مثال جو
قرآن نہیں پڑھتا، کھجور جیسی ہے، جس میں خوش بو تو نہیں ہوتی، لیکن ذائقہ میٹھا ہوتا
ہے" چنانچہ اس مؤمن کا ایمان کے وصف سے متصف ہونا ایسے ہے، جیسے کھجور کا
مٹھاس سے۔ دونوں کا وصف جامع باطنی چیز ہے کہ کھجور میں خوش بو نہیں ہوتی جسے

سوتکھ کر لوگ لطف اندوز ہوں اور یہ مؤمن بھی قراءت قرآن مجید کا اہتمام نہیں کرتا، جس کی سماعت سے لوگ لذت و سرور محسوس کریں۔ لہذا قرآن مجید کی قراءت کرنے والا مؤمن اس سے بدرجہا بہتر ہے، جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اور "نہیں پڑھتا" کے معنی ہیں، اسے سیکھتا نہیں ہے۔ "اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید کی قراءت کرتا ہے" جب کہ اس کا باطن، ایمان کی دولت سے خالی و بے بہرہ ہوتا ہے، تاہم لوگ، اس کی قراءت سے محظوظ ہوتے ہیں؛ کیوں کہ منافق کی شخصیت ہی سراپا گندگی ہوتی ہے، اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ منافق اس شخص کو کہتے ہیں جو خود کو مسلمان ظاہر کرے، لیکن اپنے دل میں کفر کی تاریکیاں چھپائے پھرے۔ والعیاذ باللہ! کچھ منافق ایسے ہوتے ہیں، جو قرآن مجید کی ترتیل و تجوید کے ساتھ بہترین تلاوت کرتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں نفاق بھرا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور آپ ﷺ کے قول "اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، رہنا نہ (پھول) جیسی ہے، جس کی خوش بو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے" کے معنی یہ ہیں کہ اس پھول کی عمدہ خوش بو، اس کی قراءت کے مشابہ ہے اور اس کے کڑواہٹ، اس کے کفر کے مشابہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ باطن کی نجاستوں اور فاسد نیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے قول "اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا" کے معنی یہ ہے کہ اس کا باطن، ایمان کی دولت سے خالی، اس کا ظاہر ہر قسم کے منافق سے بے بہرہ اور اس میں ہر قسم کا شر و ضرر موجود ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے قول "اس کی مثال اندرائن جیسی ہے، جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے" میں اندرائن کی خوش بو کی نفی کو منافق میں خوش بو کی نفی سے مشابہت دی گئی ہے؛ کیوں کہ اسے قرآن مجید کی تلاوت بھی نصیب نہیں کہ جس سے (کم از کم) دیگر لوگ لطف اندوز ہوں۔ اس کے شیرین ذائقے کی نفی کو اس کے ایمان کی نفی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ الغرض اس حدیث میں نبی ﷺ نے مؤمن اور منافق کے لیے مثالیں بیان فرمائیں اور اللہ عز و جل کی کتاب کی نسبت پائے جانے والے لوگوں کی مختلف اقسام واضح فرمائیں۔ اس لیے اے میرے مسلم بھائی! اس بات کی خوب حرص و طمع رکھو کہ تمہارا ان مؤمنین میں شمار ہو جائے، جو قرآن مجید کی قرات میں مشغول رہتے ہیں اور اس کا بھرپور حق ادا کرتے ہوئے، اس کی تلاوت کرتے ہیں؛ تاکہ آپ بھی اس چکوڑے کی مثال کے حق دار ہو جائیں، جس کی خوش بو عمدہ ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی شیریں ہوتا ہے۔ واللہ الموفق۔

ذاتہ خبیث لا خیر فیہ، - والمنافق هو الذي يظهر أنه مسلم ولكن قلبه كافر-، والعیاذ باللہ، ویوجد منافقون یقرؤون القرآن قراءة طيبة مرتلة مجودة، لكنهم منافقون والعیاذ باللہ، وقوله: "مثل الریحانة ریحها طیب وطعمها مرّ"، فریحها الطیب أشبه قراءته، وطعمها المرّ أشبه كفره، وذلك لخبث طویتہم وفساد نیتہم، وقوله: "ومثل المنافق لا یقرأ القرآن"، من حیث تعطل باطنه عن الإیمان، وظاهره عن سائر المنافع مع تلبسه بالمضار، وقوله: "كمثل الحنظلة لیس لها ریح وطعمها مرّ"، فسلب ریحها أشبه سلب ریحه لعدم قراءته، فلیس معه قرآن ینتفع الناس به، وسلب طعمها الخلو أشبه سلب إیمانہ. ضرب النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- أمثلة للمؤمن والمنافق، وبین أقسام الناس بالنسبة لکتاب اللہ -عز وجل-، فاحرص أخي المسلم علی أن تكون من المؤمنین الذین یقرءون القرآن، ویتلونه حق تلاوته حتی تكون كمثل الأترجة ریحها طیب وطعمها حلو، واللہ الموفق.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأترجة : من أحلى ثمار العرب.
- الريحانة : نوع من النبات طيب الرائحة مر الطعم.
- الحنظلة : نبت ثمرته في حجم البرتقالة ولونها، فيها لب شديد المرارة.

فوائد الحديث:

١. بيان فضيلة حامل القرآن والعامل به.
٢. خص صفة الإيمان بالطعم، وصفة التلاوة بالرائحة؛ لأن الإيمان أمر باطن وقراءة القرآن ظاهر يسمعه الناس إذا قرأ في مكان يمكن سماعه فيه.
٣. جواز ضرب المثل لتقريب الفهم.
٤. المناق الذي يقرأ القرآن حسن الظاهر خبيث الباطن، والذي لا يقرأ خبيث الظاهر والباطن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ. الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: بإشراف حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيلية، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين- العثيمين - دار الوطن للنشر، الرياض-الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6258)

معقبات لا یخیب قائلهن أو فاعلهن دبر كل صلاة مكتوبة

نمازوں کے بعد کسے جانے والے کچھ کلمات ہیں، جنہیں ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا۔

۱۷۶۱. الحدیث:

۱۷۶۱. حدیث:

عن كعب بن عجرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مُعَقَّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلَهُنَّ -أَوْ فَاعِلَهُنَّ- دُبْرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحًا، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدًا، وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ تَكْبِيرًا».

كعب بن عجره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نمازوں کے بعد کسے جانے والے کچھ کلمات ہیں، جنہیں ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا؛ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث مشروعية قول هذه الأذكار عقب الصلوات الخمسة، وحكمته أن وقت الفرائض تفتح فيه الأبواب وترفع فيه الأعمال فالذكر حينئذ أرجى ثواباً وأعظم أجراً.

اس حدیث سے پانچوں نمازوں کے بعد ان اذکار کے پڑھنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ فرائض کے اوقات میں (خیر و بھلائی کے) دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اعمال آسمانوں پر اٹھائے جاتے ہیں؛ لہذا ان اوقات میں ذکر زیادہ اجر و ثواب کا حامل ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: كعب بن عجرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- معقبات : تسبيحات تقال أعقاب الصلاة، أي بعدها.
- لا يخيب : من الخيبة، وهي الحرمان والخسران.
- دبر كل صلاة : أي آخرها، والمراد بعد السلام.
- مكتوبة : أي مفروضة، والمراد الصلوات الخمس.

فوائد الحديث:

۱. التسييح والتحميد والتكبير هن الباقيات الصالحات.
۲. فاعل الخير وقائل الكلم الطيب لا يخيب سعيه، ولا يضيع عمله.
۳. الذكر بعد الصلوات المفروضة فيه صيغ كثيرة، وهو من باب اختلاف التنوع، هذا يدل على سعة رحمة الله بعباده.

المصادر والمراجع:

1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ۲- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. ۳- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مصطفى الخن والبغا ومستو والشريجي ومحمد أمين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ۱۹۸۷م. ۱۴۰۷ھ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح-علي القاري - دار الفكر، بيروت - لبنان- الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ- ۲۰۰۲م تيسير العلام للباسم الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۶م. فيض القدير شرح الجامع الصغير- زين الدين محمد المناوي القاهري-المكتبة التجارية الكبرى - مصر الطبعة: الأولى، ۱۳۵۶

الرقم الموحد: (6259)

جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

من ادعى إلى غير أبيه - وهو يعلم أنه غير أبيه -، فالجنة عليه حرام

۱۷۶۲. حدیث:

سعد ابن وقاص - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

۱۷۶۲. الحدیث:

عن سعد بن أبي وقاص - رضي الله عنه - مرفوعاً: «من ادعى إلى غير أبيه - وهو يعلم أنه غير أبيه -، فالجنة عليه حرام».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

حدیث میں اس کام کی ممانعت کا بیان ہے جسے زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے یعنی اپنے حقیقی باپ کے بجائے کسی اور کے ساتھ اپنا نسب جوڑ دینا۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے اہل خاندان یعنی اپنے باپ، دادا اور پردادا وغیرہ کی طرف نسبت کرے اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے حقیقی باپ کے بجائے کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ اسے یہ بخوبی علم ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے۔ مثلاً اس کا باپ فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو اور وہ دیکھے کہ اس قبیلے میں دوسرے قبیلے کے مقابلے میں یہ نقص پایا جاتا ہے چنانچہ اس کی وجہ سے وہ دوسرے قبیلے کی طرف اپنی نسبت کر لے جو حسب کے اعتبار سے اعلیٰ ہے تاکہ اپنے آپ سے اپنے قبیلے کے عیب کو دور کر سکے۔ ایسا کرنے والے شخص کے متعلق وعید ہے کہ وہ جنت سے محروم رہے گا۔

المعنى الإجمالي:

ورد الحديث لبيان التحذير من أمر كان يفعله أهل الجاهلية وهو الانتساب إلى غير الوالد، فالإنسان يجب عليه أن ينتسب إلى أهله أبيه جده وجد أبيه، وما أشبه ذلك ولا يحل له أن ينتسب إلى غير أبيه وهو يعلم أنه ليس بأبيه، فمثلاً إذا كان أبوه من القبيلة الفلانية ورأى أن هذه القبيلة فيها نقص عن القبيلة الأخرى فانتسب إلى قبيلة ثانية أعلى حسبا لأجل أن يزيل عن نفسه عيب قبيلته فإن هذا متوعد بالحرمان من الجنة.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سعد بن أبي وقاص - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• ادعى: انتسب كاذباً.

• موالیه: معتقيه.

فوائد الحديث:

۱. تحريم الانتساب إلى غير الآباء مع العلم بهم.

۲. حرص الإسلام على المحافظة على الأنساب.

۳. وجوب بر الوالدين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ۱۴۰۷ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ۱-۱۴۳۰ھ.

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (6376)

من القرآن سورة ثلاثون آية شفعت لرجل حتى
غفر له

قرآن کریم کی تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت نے ایک شخص کی شفاعت
(سفارش) کی، تو اسے بخش دیا گیا۔

۱۷۶۳. الحديث:

۱۷۶۳. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّىٰ عُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ». وفي رواية أبي داود: «تشفع».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قرآن مجید کی تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت نے ایک شخص کی شفاعت (سفارش) کی، تو اسے بخش دیا گیا۔ یہ سورۃ "تبارک الذی بیدہ الملک" ہے۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں "تشفع" (پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی) کا لفظ وارد ہے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يبين رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن هناك سورة من القرآن تتكون من ثلاثين آية شفعت لرجل حتى غفر الله له، حيث كان يقرؤها ويعتني بها. فلما مات شفعت له حتى دفع عنه عذابه، وأبهم ذكرها في بداية الحديث، ثم بينها في آخره؛ ليكون أوقع في شرفها وفخامتها، وأبلغ في المواظبة على قراءتها.

رسول اللہ ﷺ اس حدیث میں یہ وضاحت فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید میں تیس آیات پر مشتمل ایک ایسی سورت ہے، جو اپنے قاری کی اس وقت تک سفارش کرتی رہی، جب تک اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمادی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں اس کی تلاوت کرتا تھا اور اس کا خاص اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس لیے جب اس کی وفات ہوگئی، تو اس سورت نے اس کی سفارش کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب دور کر دیا۔ نبی ﷺ نے آغاز حدیث میں اس سورت کا ذکر غیر واضح اسلوب میں فرمایا اور پھر آخر حدیث میں اس کی وضاحت فرمائی؛ تاکہ یہ اسلوب، اس سورت کے شرف و عظمت اور اس کی بڑائی و شوکت کے بیان میں زیادہ موثر و کارگر ثابت ہو اور اس کی تلاوت میں پائیداری و ثبات قدمی اختیار کرنے کی راہ میں بھرپور ترغیب کا ذریعہ بن جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• شفعت: من الشفاعة، وهي السؤال في التجاوز عن الذنوب والجرائم، وتكون فيما يتعلق بأمور الدنيا والآخرة.

فوائد الحديث:

۱. بيان فضل سورة الملك، والحض على حفظها وتلاوتها.

۲. كتاب الله يشفع لمن يقرأه، ويعمل به.

۳. إثبات عذاب القبر.

المصادر والمراجع:

1/ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. 2/ تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذي؛ للإمام محمد عبدالرحمن المباركفوري، أشرف عليه عبدالوهاب عبداللطيف، دار الفكر. 3/ جامع الأصول في أحاديث الرسول؛ للإمام مجد الدين ابن الأثير الجزري، حققه عبدالقادر الأرناؤوط، نشر مكتبة الحلواني وغيرها، 1392 هـ. 4/ سنن أبي داود. أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدی السجستاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. 5/ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي،

تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ / ٦/مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. ٧/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٨/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٩/سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. ١٠/صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ١١/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ١٢/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6260)

من أحب لقاء الله أحب لقاءه، ومن كره لقاء الله كره لقاءه

جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے

۱۷۶۴. الحديث:

۱۷۶۴. حدیث:

عن عائشة - رضي الله عنها - قالت: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ» فقلت: يا رسول الله، أكرهية الموت، فكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قال: «لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ».

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مطلب نہیں بلکہ (وقت نزع) مومن کو جب اللہ کی رحمت، اس کی رضامندی اور اس کی جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے، تو اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جب کافر کو (نزع کے وقت) اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (من أحب لقاء الله أحب لقاءه ومن كره لقاءه ومن كره لقاء الله كره لقاءه) فسألت عائشة -رضي الله عنها-: هل تعني بذلك كراهية الموت يا رسول الله، فكلنا يكره الموت؟ قال: (ليس كذلك) فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الإنسان إذا أحب لقاء الله أحب لقاءه، وذلك أن المؤمن يؤمن بما أعد الله للمؤمنين في الجنة من الثواب الجزيل والعطاء العميم الواسع فيحب ذلك وترخص عليه الدنيا ولا يهتم بها؛ لأنه سوف ينتقل إلى خير منها، فحينئذ يحب لقاء الله، ولا سيما عند الموت إذا بُشِّرَ بالرضوان والرحمة فإنه يحب لقاء الله - عز وجل -، ويشتاق إليه، فيحب لقاءه، أما الكافر والعياذ بالله فإنه إذا بشر بعذاب الله وسخطه كره لقاء الله فكره لقاءه، ولهذا جاء في حديث المحاضر أن نفس الكافر إذا بشرت بالغضب والسخط تفرقت في جسده وأبت أن تخرج، ولهذا تنزع روح الكافر من جسده نزحاً؛ ويكره على أن

نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مراد نہیں۔" پھر نبی ﷺ نے بتایا کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے جنت میں جو عظیم اجرا اور بے شمار انعامات تیار رکھے ہیں ان پر ایک مومن شخص کا ایمان ہوتا ہے۔ لہذا وہ اس کو پسند کرتا ہے اور دنیا اس کی نگاہوں میں ہیج ہو جاتی ہے، وہ اس کی پروا نہیں کرتا؛ کیونکہ عنقریب وہ اس سے بہتر جہان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اللہ سے ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے، بالخصوص موت کے وقت جب اسے اللہ کی رضامندی اور رحمت کی خوش خبری سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اس سے ملاقات کا مشتاق ہو جاتا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس کافر شخص، العیاذ باللہ، اسے جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کا مشورہ سنایا جاتا ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی

ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اسی لیے جاں کنی کے بیان والی حدیث میں آیا ہے کہ کافر کی روح کو جب اللہ کے غضب اور ناراضی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کے جسم میں دوڑنے اور بھاگنے لگتی ہے۔ اسی وجہ سے کافر کی روح اس کے جسم سے ایسے کھینچ کر نکالی جاتی ہے جیسے لوہے کی کانٹے دار سیخ کو بھگیے ہوئے اون سے نکالا جاتا ہے۔ یعنی وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی روح نکلے کیونکہ اسے برے انجام کی خبر دی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنفُسَهُمْ“ اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ وہ اپنی جانوں کے تین نچوسی کرتے ہیں العیاذ باللہ۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی جان نکلے لیکن فرشتے کہتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو۔ جب انہیں برے انجام کی خبر دی جاتی ہے تو ان کی روحوں جسم میں دوڑنے اور بھاگنے لگتی ہیں۔ اس پر فرشتے انہیں ایسے کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے گلیے اون سے سیخ کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ یہاں تک کہ وہ باہر نکل آتی ہے۔

تخرج روحه؛ وذلك لأنه يبشر والعياذ بالله بالشر، ولهذا قال الله -تعالى-: {ولو ترى إذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطو أيديهم أخرجوا أنفسهم}.

راوی الحدیث: رواه مسلم.

التخریج: عائشة -رضي الله عنها-.

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

فوائد الحدیث:

۱. حب لقاء الله أو كراهية لقائه هي التي تكون عند النزاع وخروج الروح في حالة لا تقبل التوبة حيث يبشر كل إنسان بما هو صائر إليه.
۲. كل إنسان يرى مقامه في حالة الاحتضار والنزع.
۳. حب لقاء الله أو كراهية لقائه لا تعني تمني الموت أو كراهيته.
۴. الحث على القيام بالطاعات والدأب عليها والإخلاص فيها، استعداداً للقاء الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (8266)

من أصبح منكم آمناً في سربه، معافى في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا بحذافيرها

تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو، ایک دن کی خوراک کا سامان اس کے پاس ہو، تو گویا اس کے لیے ساری دنیا جمع کر دی گئی۔

۱۷۶۵. الحديث:

عن عبید اللہ بن محسن الأنصاري الخطمي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سَرِبِهِ، مُعَافَى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمَهُ، فَكَأَنَّما حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحِذَافِيرِهَا».

۱۷۶۵. حدیث:

عبید اللہ بن محسن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو، ایک دن کی خوراک کا سامان اس کے پاس ہو، تو گویا اس کے لیے ساری دنیا جمع کر دی گئی۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

من أصبح آمناً في نفسه، وقيل بيته وقومه، صحيحاً في بدنه عنده غداؤه وعشاؤه فكأنما حصل على كل الدنيا بأن صُمت وجمعت له الدنيا بجميع جوانبها.

اجمالي معنی:

جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بے خوف ہو، ایک قول کی رو سے اپنے گھر اور قوم سے متعلق اسے کوئی خوف لاحق نہ ہو، جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو اور اس کے پاس صبح شام کا کھانا ہو، تو اس نے گویا ساری دنیا پالی: بائیں طور کہ گویا دنیا تمام اطراف سے اٹھی اور جمع کر کے اس کے سامنے ڈال دی گئی۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه

التخريج: عبید اللہ بن محسن الأنصاري الخطمي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- سربه: أي: نفسه، وقيل: قومه.
- قوت يومه: ما يحتاج إليه من طعام وشراب وغيرهما
- حيزت: جمعت
- بحذافيرها: بجميع جوانبها

فوائد الحديث:

۱. طلب الرزق لا يكون بالقوة وإنما بالسعي والتوكل على الله -تعالى-.
۲. حاجة العبد في الدنيا تتلخص في الأمن والكفاية، فمن ملكهما فقد ملك الدنيا بأسرها.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي، عام ۱۹۹۸م. سنن ابن ماجه، تأليف: أبو عبدالله محمد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، ط ۱ عام ۱۴۱۵هـ. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط ۴ ۱۴۲۸هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، المحقق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، ط ۱ عام ۱۴۳۲هـ.

الرقم الموحد: (5840)

جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني

۱۷۶۶. حدیث:

۱۷۶۶. الحدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔"

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ایسا ہے، جیسے اللہ کی اطاعت کرنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مشروع فرمایا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں، تو وہ اللہ کی طرف سے مشروع ہوتا ہے۔ چنانچہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا، وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو آپ کی نافرمانی کرے گا، وہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا۔ اور جب انسان امیر کی اطاعت کرتا ہے، تو گویا اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور جب وہ امیر کی نافرمانی کرتا ہے، تو گویا اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ساری احادیث میں امیر کی اطاعت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ الایہ کہ امیر نافرمانی کا حکم دے۔ (تو اس معصیت میں امیر کی اطاعت جائز نہیں)۔

بين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن طاعته من طاعة الله، والنبي -عليه الصلاة والسلام- لا يأمر إلا بالشرع الذي شرعه الله -تعالى- له ولأمته، فإذا أمر بشيء؛ فهو شرع الله -سبحانه وتعالى-، فمن أطاعه فقد أطاع الله، ومن عصاه فقد عصى الله. والأمير إذا أطاعه الإنسان فقد أطاع الرسول -صلى الله عليه وسلم-، وإذا عصاه فقد عصى الرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- هو الذي أمر بذلك في أكثر من حديث؛ إلا أن يأمر بمعصية.

راوي الحدیث: متفق علیہ.

التخریج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من أطاعني : أي : عَمِلَ بما أَمَرته به وترك ما نهيتَه عنه.
- ومن عصاني : أي : خالف بفعل ما نهيت عنه أو ترك ما أَمَرته به.
- الأمير : كُلُّ من له ولاية سواء الخليفة أو غيره.

فوائد الحدیث:

۱. التأكيد على طاعة الأمراء في غير معصية؛ لأنها من طاعة الله ورسوله.
۲. السمع والطاعة تجب للإمام الأعظم، ومن قام الإمام بتوليته ولاية خاصة.

٣. طاعة أولي الأمر في المعروف قربة إلى الله يثاب عليها المرء.
٤. أنّ طاعة الأمراء تجلب الخير والأمن والاستقرار وعدم الفوضى وعدم اتباع الهوى.
٥. أنّ معصية الأمراء تجلب الفوضى ويحصل إعجاب كل ذي رأي برأيه، ويزول الأمن وتفسد الأمور وتكثر الفتن.
٦. من يطع الرسول فقد أطاع الله؛ لأن الرسول -صلى الله عليه وسلم- يأمر بطاعة الله سبحانه؛ وإن الله أمر بطاعة الرسول -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (6383)

"جو شخص کسی مسلمان بردہ (غلام یا لونڈی) کو غلامی سے نجات دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس بردہ کے ہر عضو کے بدلے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس بردہ کی شرم گاہ کے بدلے (نجات دے گا)۔"

من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه، عضوا منه في النار، حتى فرجه بفرجه

۱۷۶۷. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: « من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه، عضوا منه في النار، حتى فرجه بفرجه ».

۱۷۶۷. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان بردہ (غلام یا لونڈی) کو غلامی سے نجات دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس بردہ کے ہر عضو کے بدلے، دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس بردہ کی شرم گاہ کے بدلے (نجات دے گا)۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل تحرير الرقاب المسلمة، وأن من أعتق رقبة فكأنما أعتق كل بدنه من النار، وأن في تحرير الرقاب تحقيق العزة للمسلمين بإزالة ذل العبودية عنهم.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے گا، وہ اپنا پورا بدن جہنم کی آگ سے آزاد کرالے گا۔ نیز واضح ہو کہ مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے میں مسلمانوں کی عزت ہے، بایں طور کہ ان سے غلامی کی ذلت دور ہو جاتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أعتق: حرّر نفساً من الرق.
- رقبة: النفس المملوكة
- بكل عضو منه: بدل كل عضو من المعتق
- عضوا منه: جزءاً من بدن المعتق.
- حتى فرجه بفرجه: حتى يكون خلاص فرجه من النار بدل فرج المعتق.
- النار: هي دار العذاب والنكال أَعَدَّهَا اللَّهُ لِمَنْ عَصَاهُ.

فوائد الحديث:

۱. الحث على عتق الرقاب المسلمة.
۲. ينبغي أن يكون العتق كاملاً ليحصل الاستيعاب.
۳. أنَّ عتق الذكر أفضل من الأنثى؛ لأن في عتق الذكر من المعاني العامة ما ليس في الأنثى كصلاحيته للقضاء والجهاد وغير ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري تحقيق محمد الناصر دار طوق النجاة المصورة عن السلطانية الطبعة الأولى ۱۴۲۲ صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى.

١٤٣٠هـ . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين ، دار مدار الوطن للنشر، الرياض،
الطبعة : ١٤٢٦ هـ. تطريز رياض الصالحين لفیصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ
الرقم الموحد: (6396)

من أهان السلطان أهان الله

جس نے بادشاہ کی بے توقیری کی، اللہ اسے ذلیل کرے گا۔

۱۷۶۸. الحديث:

۱۷۶۸. حدیث:

عن أبي بكر - رضي الله عنه - قال: سمعت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: «من أهان السلطان أهان الله».

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے بادشاہ کی بے توقیری کی، اللہ اسے ذلیل کرے گا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث تحريم الاستخفاف بأوامر السلطان؛ لما يترتب عليه من الوعيد الشديد من إذلال الله له في الدنيا والآخرة، والجزاء من جنس العمل.

اس حدیث میں بادشاہ کے احکامات کی تحقیر و توہین کرنے کی حرمت آئی ہے، کیونکہ اس پر سخت و عید مترتب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے کو دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی سے دوچار کرے گا، اور بدلہ عمل ہی کے جنس سے ملتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو بكر - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهان : أي: استخف.
- السلطان : أي: كل ذي سلطة وولاية لشيء من أمور المسلمين.
- أهان الله : أي: أذله الله في الدنيا، وعذبه في الآخرة.

فوائد الحديث:

۱. الحث على توقير واحترام ذوي الهيئات من الحكام والعلماء؛ لتصبح لهم هيبة في النفوس، فيُسمع قولهم ويطاع أمرهم.
۲. التنفير من احتقارهم، والهزء بهم، وعدم طاعتهم.
۳. من أهداف الدعوة حفظ الأمن والاستقرار في المجتمع المسلم.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ۱۴۱۵هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشرة - ۱۴۰۷هـ، ۱۹۸۷م. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ۱۴۲۳هـ، ۲۰۰۲م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، تحقيق خليل مأمون شيجا- دار المعرفة - بيروت- الطبعة الرابعة ۱۴۲۵هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ۱۴۳۰هـ، ۲۰۰۹م.

الرقم الموحد: (6371)

من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله

۱۷۶۹. الحدیث:

عن بريدة بن الحصیب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله».

درجة الحدیث: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحدیث عقوبة من ترك صلاة العصر متعمداً، وخص العصر لأنها مظنة التأخير بالتعب من شغل النهار؛ ولأن فوتها أقبح من فوت غيرها؛ لكونها الصلاة الوسطى المخصوصة بالأمر بالمحافظة عليها في قوله -تعالى-: (حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى) [البقرة: ۲۳۸]، والعقوبة المترتبة على ذلك حبوط عمل من تركها، ببطلان ثوابه، وقيل: المراد من تركها مستحلاً لذلك، أو جاحداً لوجوبها، فيكون المراد بعبوط العمل الكفر، واستدل بهذا بعض العلماء على أن من ترك صلاة العصر كفر؛ لأنه لا يثبت الأعمال إلا الردة، وقيل: هو وارد على سبيل التغليظ؛ أي: من تركها فكأنما حبط عمله، وهذا من فضائل صلاة العصر خاصة أن من تركها فقد حبط عمله؛ لأنها عظيمة.

جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کا عمل ضائع ورائیگاں ہو گیا۔

۱۷۶۹. حدیث:

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کا عمل ضائع ورائیگاں ہو گیا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نماز عصر کو جان بوجھ کر چھوڑنے والے کی سزا کا بیان مستفاد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے نماز عصر کا خاص طور پر اس لئے ذکر فرمایا کہ دن بھر کے مشاغل کی بناء پر ہونے والی تھکان سے اس نماز میں ٹال مٹول و تاخیر کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے؛ نیز دیگر دوسری نمازوں کے فوت و ضائع ہونے کی نسبت اس نماز کا فوت ہونا زیادہ قبیح و بدتر ہے کیونکہ یہ دن کی وہ درمیانی نماز ہے جس کی محافظت کا خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں حکم فرمایا ہے: "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ" (سورة البقرة: ۲۳۸) "ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی) اس ضیاع نماز کے نتیجہ میں مرتب ہونے والی سزا یہ ہے کہ اس نماز کے چھوڑنے والے کے اعمال، اس کے (عظیم) ثواب سے محرومی کی بناء پر ضائع ورائیگاں ہو جاتے ہیں، نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ جس نے اس نماز کے چھوڑنے کو حلال و جائز سمجھا یا اس کے وجوب کا انکار کیا تو ایسی صورت میں ضیاع عمل سے مراد کفر کا ارتکاب ہو گا اور بعض علماء نے اس دلیل کی روشنی میں یہ فتویٰ دیا کہ نماز عصر کا چھوڑنے والا کفر کا مرتکب ہو گا کیونکہ اعمال کا ضیاع، ارتداد ہی کی صورت میں ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں تغلیظ (اس عمل کی قباحت و برائی بیان کرنا) کے طور پر ضیاع عمل کے الفاظ وارد ہوئے ہیں؛ یعنی جس نے یہ نماز چھوڑ دی تو گویا اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ نماز عصر کے خصوصی فضائل میں سے یہ ہے کہ جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس کے عمل ضائع و برباد ہو گئے کیونکہ یہ نماز بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔

راوي الحدیث: رواه البخاري.

التخريج: بريدة بن الحصیب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• حبط عمله: بطل ثوابه.

فوائد الحديث:

١. الحث على المحافظة على صلاة العصر في وقتها.
٢. حرمة ترك الصلاة، وخاصة صلاة العصر.
٣. من ترك صلاة العصر متعمدًا فقد بطل أجره وقيد التعمد قد ورد في رواية صحيحة: (متعمدًا).

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري-الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان. الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. فيض القدير شرح الجامع الصغير. زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر. الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (6261)

من تعلم علما مما يبتغي به وجه الله

جس نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کی جاتی ہے

۱۷۷۰. الحدیث:

۱۷۷۰. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ -عز وجل- لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کی جاتی ہے، تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوش بو تک نہیں پائے گا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يدل هذا الحديث على أن من تعلم علماً من العلوم التي يراد بها وجه الله -وهي العلوم الشرعية وما يساندها من علوم عربية ونحوها-، وما أراد من ذلك إلا الحصول على متاع دنيوي، كالمال أو الجاه دون أن يكون قصده وجه الله والدار الآخرة، فإن الله -تعالى- يعاقبه يوم القيامة بأن لا يجد ریح الجنة؛ وذلك لأنه طلب الدنيا بعمل الآخرة؛ وحرمانه من راحة الجنة مبالغة في تحريم الجنة؛ لأن من لا يجد ریح الشيء لا يتناوله قطعاً، وهذا محمول على أنه يستحق ألا يدخل الجنة، والآثم أمره إلى الله -تعالى-، كأمير صاحب الذنوب إذا مات على الإيمان.

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص شرعی علوم اور ان کے فہم و تفہیم میں معاون علوم، جیسے علوم عربیہ وغیرہ حاصل کرے، جن سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی طلب کی جاتی ہے، لیکن اس کا مقصد اللہ کی خوش نودی اور آخرت کی بجائے، محض دنیوی مال و متاع، جیسے دولت یا جاہ و منصب ہو، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایسی سخت سزا دے گا کہ اس کو جنت کی خوش بو بھی نصیب نہ ہوگی؛ اس کی وجہ یہ ہے اس نے آخرت کے لیے کیا جانے والا عمل دنیا طلبی کے لیے انجام دیا۔ جنت کی خوش بو سے محرومی کی تعبیر، جنت سے محرومی کے معنی میں مبالغہ و شدت پیدا کرتی ہے؛ کیونکہ جس کو کسی چیز کی خوش بو بھی میسر نہ آئے، تو قطعی طور پر اسے وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس وعید کو اس مضموم میں لیا جائے گا کہ ایسا شخص ایسی سزا کا مستحق ہے کہ اس کو جنت میں داخل نہ کیا جائے، تاہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے گناہ گار کا معاملہ عام گناہ گار جیسا ہی ہوگا، شرط یہ کہ وہ ایمان کی حالت میں مرے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يبتغي: يطلب.
- عرضاً: العرض متاع الدنيا، وحطامها.
- لم يجد عرف الجنة: لم يشم ريحها.
- علماً: يراد به العلوم الشرعية، وعلوم الوسائل المساعدة على فهمها.
- مما يبتغي به وجه الله: مما يطلب به رضا.

فوائد الحديث:

۱. وجوب الإخلاص في طلب العلم، ويكون القصد منه إرضاء الله -تعالى-.

٢. من اتخذ العلم مطية لشهوات الدنيا عذبه الله يوم القيامة.

٣. الوعيد الشديد في الحديث يدل على حرمة هذا العمل، وأنه كبيرة من كبائر الذنوب.

٤. أن من طلب العلم لله -تعالى- وجاءته الدنيا تبعاً جاز له أخذها، ولم يضره ذلك.

٥. التحذير من الرياء.

٦. من أساليب الدعوة إلى الله الترهيب والتخويف.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السَّجِسْتَانِي، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته. محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ - حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، دار الجيل - بيروت، بدون طبعة.

الرقم الموحد: (6262)

من تَوْضِئاً فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ

جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔

۱۷۷۱. الحدیث:

۱۷۷۱. حدیث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- عن النبي -صلي الله عليه وسلم- قال: «من تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ».

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکلتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يدل الحديث على أن الوضوء من أفضل العبادات، ومن فضائله التي جاءت في هذا الحديث أن من تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ، بحيث حافظ على سننه وآدابه، كان وضوؤه هذا سبباً لخروج ما اقترفه من صغائر الذنوب المتعلقة بحق الله -تعالى-، حتى تخرج هذه الذنوب والخطايا من أدق مكان وهو ما تحت الأظفار، وعلى هذا ينبغي للإنسان أن ينوي بوضوئه التقرب إلى الله -عز وجل-، ويستشعر بأنه يمثل أمر الله في قوله: "إذا قمتم إلى الصلاة، فاغسلوا وجوهكم" المائدة: ٦، ويستشعر أيضاً أنه متبع لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- في وضوئه، ويستحضر أيضاً أنه يريد الثواب، وأنه يثاب على هذا العمل حتى يتقنه ويحسنه.

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضو افضل ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اس حدیث میں وارد وضو کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضو کی سنتوں اور اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کے حقوق اللہ سے متعلق تمام چھوٹے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ گناہ ناخنوں کے نیچے موجود جسم کے باریک ترین حصوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اسی لیے بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وضو کے ذریعہ اللہ عز وجل کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے اور ذہن میں یہ بات رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ" (سورة المائدة: ٦) (ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو، تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو)" کی تعمیل میں ہے۔ یہ احساس بھی ہونا چاہیے کہ وہ اپنے وضو کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کر رہا ہے اور اسے اس عمل کا ثواب عطا کیا جائے گا؛ تاکہ وہ اسے بہتر طور پر انجام دے سکے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحسن الوضوء: المقصود الوضوء المشتمل على سننه وآدابه.
- خرجت: ذهب ذنوبه وغُفرت.
- خطاياہ: المراد بها الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

۱. الحث على الاعتناء بتعلم آداب الوضوء وشروطه، والعمل بذلك.
۲. بيان فضل الوضوء، وأنه كفارة للذنوب.
۳. شرط خروج الخطايا هو تحسين الوضوء والإتيان به كما بينه النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمته.
۴. الحث على الاعتناء بتعلم شروط الوضوء وسننه وآدابه والعمل بذلك.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. بهجة الناظرين، وهي كالتالي: بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (6263)

من تَوْضَأُ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جو کوئی اس طرح وضو کرے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۱۷۷۲. الحدیث:

۱۷۷۲. حدیث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- قال: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تَوْضَأُ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً».

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو میرے اس وضو کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اس طرح وضو کرے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی نماز اور مسجد کی جانب اس کا جانا مزید ثواب کا باعث ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يبين هذا الحديث أن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- بعد أن أتى بالوضوء على كماله المشروع، ذكر أنه رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تَوْضَأُ مِثْلَ وُضُوئِهِ، ثُمَّ أَخْبَرَ -أي النبي صلى الله عليه وسلم- أن من تَوْضَأُ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ، تَفَضَّلَ اللَّهُ -تعالى- عليه وغفر له الذي تقدم من ذنوبه الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-، وكانت صلاته ومشيه إلى المسجد أجرًا زائدًا على مغفرة الذنوب. وصفة الوضوء المشار إليه جاء عن حمران، مولى عثمان أنه رأى عثمان دعا بإناء فأفرغ على كفيه ثلاث مرار فغسلهما، ثم أدخل يمينه في الإناء فمضمض واستنثر، ثم غسل وجهه ثلاث مرات ويديه إلى المرفقين ثلاث مرات، ثم مسح برأسه، ثم غسل رجله ثلاث مرات.

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کامل مشروع طریقے سے وضو کرنے کے بعد فرمایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے وضو کرنے کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر نبی کریم ﷺ نے یہ خوش خبری سنائی کہ جو شخص اس طرح وضو کرے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل و کرم نازل فرماتا ہے اور حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والے اس کے گزشتہ معمولی نوعیت کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کی جانب چل کر جانا، گناہوں کی بخشش کے علاوہ زائد اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ مذکورہ وضو کی صفت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حمران نامی غلام سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر انھیں دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا۔ کلی کی۔ ناک جھاڑی۔ پھر اپنا چہرہ اور کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نافلة: زيادة.
- مثل وضوئي: الوضوء الكامل الوارد في السنة.
- ما تقدم من ذنبه: المتقدم منها، والمراد الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

۱. أن الوضوء من مكفرات الذنوب.
۲. الوضوء لا يكفر الذنوب إلا أن كان موافقاً لصفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-.
۳. تحصيل الحسنات الكثيرة بالمشي إلى المسجد، والصلاة فيه.
۴. كرم الله -تعالى- وسعة رحمته بأن يزيد المسلم من فضله فتكون صلاته وخروجه إلى المسجد نافلة في الأجر وزيادة.

٥. الذنوب التي يكفرها الضوء الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧.

الرقم الموحد: (6264)

۱۷۷۳. الحدیث:

۱۷۷۳. حدیث:

عن بريدة - رضي الله عنه -: أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: «من حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّنَا».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

معنى الحديث التحذير من الحلف بالأمانة؛ لأن الحلف بالأمانة حَلَفَ بغير الله والحلف بغير الله شرك، كما في الحديث: (من حلف بغير الله فقد كَفَرَ أو أشرك) والمراد بالشرك هنا: الشرك الأصغر؛ والحلف بغير الله لا يخرج من الملة إلا أن يعتقد الحالف أن المحلوف به بمنزلة الله -تبارك وتعالى- في التعظيم والعبادة وما أشبه هذا فيكون شركاً أكبر. والمراد بالأمانة هنا: فرائض الله -تعالى- من الصلاة والصوم والحج وغير ذلك مما افترضه الله على عباده. فلو قال: بَحَقِّ صَلَاتِي أو بَحَقِّ صِيَامِي أو حَبِّي. أو أَجْمَلْ بَأَن قَالَ: وَأَمَانَةَ اللَّهِ. فكل ذلك منهي عنه؛ لأن المسلم لا يحلف إلا بالله -تعالى- أو بصفة من صفاته، وليست الأمانة من صفاته، وإنما هي أمرٌ من أمرِهِ، وَفَرَضٌ من فروضه.

مضموم حدیث: اس حدیث میں امانت کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے؛ کیونکہ امانت کی قسم اٹھانا غیر اللہ کی قسم اٹھانا ہے اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: "جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے کفر کیا" یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اس نے شرک کیا"۔ یہاں شرک سے مراد شرک اصغر ہے؛ کیونکہ نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، ماسوا اس کے کہ قسم اٹھانے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس شے کی قسم اٹھائی جا رہی ہے، وہ تعظیم و عبادت میں اللہ کے ہم مرتبہ ہے۔ اس صورت میں یہ شرک اکبر ہوگا۔ یہاں امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ عبادت جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ ہیں، جنہیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا: "بَحَقِّ صَلَاتِي" (میری نماز کی قسم)، "بَحَقِّ صِيَامِي" (میرے روزے کی قسم)، "بَحَقِّ حَبِّي" (میرے حج کی قسم) یا پھر مختصر اس نے کہہ دیا: "وَأَمَانَةَ اللَّهِ" (اللہ کی امانت کی قسم)، تو یہ ساری صورتیں ممنوع ہیں؛ کیونکہ مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم اٹھائے اور یہ معلوم ہے کہ امانت اللہ کی صفت نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے احکام میں سے ایک حکم اور اس کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس کی قسم اٹھانے سے منع کیا گیا ہے؛ کیونکہ اس سے اس کے اور اللہ عزوجل کے اسما و صفات میں برابری لازم آتی ہے۔ معالم السنن (۴/۶۶) سبل السلام (۲/۵۵۰) القول المفید شرح کتاب التوحید (۲۰۶/۱)، (۲۱۴/۲)

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: بُرِيدَةَ - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأمانة: المراد بها: الفرائض، أي: لا تَحْلِفُوا بالصلاة والحج والصوم، ونحوها.
- ليس مِنَّنَا: أي: من أهل طريقتنا وأتباع سُنَّتِنَا.

فوائد الحديث:

١. تحريم الحلف بغير الله تعالى، ومنه: الأمانة.
٢. اليمين لا تنعقد إلا بالله تعالى أو بصفة من صفاته، وليست منها الأمانة، وإنما هي من أمره؛ فالحلف بها يوهم مساواتها لأسماء الله تعالى وصفاته.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧ م رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥ م شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث - القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ سبل السلام، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. القول المفيد على كتاب التوحيد، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، محرم ١٤٢٤ هـ.

الرقم الموحد: (8964)

من حَلَف فقال: إِنِّي بَرِيءٌ من الإسلام، فإن كان كاذباً، فهو كما قال، وإن كان صادقاً، فَلَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا

جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔

۱۷۷۴. الحديث:

۱۷۷۴. حدیث:

عن بريدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من حَلَف فقال: إِنِّي بَرِيءٌ من الإسلام، فإن كان كاذباً، فهو كما قال، وإن كان صادقاً، فَلَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا».

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا نکلا تو بھی وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹ سکے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

من حلف فقال: هو بَرِيءٌ من الإسلام. أو قال: هو يهودي أو نصراني أو كافر أو ملحد. فأمره لا يخلو من حالين: الحال الأولى: أن يكون كاذباً فيما حلف عليه، كأن يحلف مثلاً: هو بَرِيءٌ من الإسلام إن كان الأمر كذا وكذا. وهو كاذب فيما يخبر به، كما لو أخبر بأن زيدا قدم اليوم من السفر وحلف على البراءة من الإسلام أو هو يهودي أو نصراني أو مشرك، وهو يعلم كذب نفسه، فهو كما قال أي من البراءة من الإسلام أو يهودي أو نصراني. الحال الثانية: أن يكون صادقاً فيما قال، كما لو حلف على البراءة من الإسلام أو هو يهودي أو نصراني أن زيدا قَدِمَ اليوم من سفره أو أنه لم يفعل هذا الشيء، وهو صادق فيما حلف عليه، فإنه في هذه الحال لَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا، كما قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، بل ينقص كمال إسلامه بما صَدَرَ منه من هذا اللفظ لشناعته وقبحه.

حدیث کا مفہوم: جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ "وہ اسلام سے بری ہے" یا پھر اس نے کہا کہ "وہ یہودی، عیسائی، کافر اور ملحد ہے" تو اس کا معاملہ دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا: پہلی صورت: اس نے جو قسم اٹھائی اس میں وہ جھوٹا ہو۔ مثلاً وہ قسم اٹھائے کہ اگر ایسا اور ایسا ہے تو میں اسلام سے بری ہوں حالانکہ وہ جو بات بتا رہا ہے اس میں جھوٹا ہو مثلاً اگر اس نے یہ خبر دی کہ زید آج سفر سے واپس آ گیا ہے اور قسم اٹھائی کہ وہ اگر جھوٹا ہو تو وہ اسلام سے بری ہو جائے یا یہودی، عیسائی یا مشرک ہو جائے حالانکہ اسے بخوبی علم ہو کہ وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا یعنی اسلام سے بری ہو جائے یا پھر یہودی اور عیسائی ہو جائے گا۔ دوسری صورت: اس نے جو بات کہی وہ اس میں سچا ہو۔ مثلاً اس نے کہا کہ زید آج سفر سے واپس آ گیا ہے یا یہ کہ اس نے یہ چیز نہیں کی اور اس پر وہ قسم اٹھائے کہ (اگر ایسا نہ ہو تو) وہ اسلام سے بری ہو جائے یا یہودی یا عیسائی ہو جائے اور وہ جس بات پر قسم اٹھا رہا ہے اس میں وہ سچا بھی ہو تو اس صورت میں بھی وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ ان الفاظ کی وجہ سے اس کے اسلام میں کمی واقع ہو جائے گی کیونکہ یہ بہت برے اور قبیح الفاظ ہیں۔ طرح التثريب (۱۶۷/۷) شرح رياض الصالحين لابن عثيمين (۴۵۳/۶)

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد النسائي في الكبرى.

التخريج: بريدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن الحلف بهذه الصيغة وأشباهاها، كأن يقول: هو كافر إن فعل كذا، وهو على دين كذا إن كان كذا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ طرح التثريب في شرح التقريب، تأليف: زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي. ولم يكمله، وأكمله ابنه، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ومؤسسة التاريخ العربي، ودار الفكر العربي. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السجستاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة.

الرقم الموحد: (8965)

جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف،
عصم من الدجال

۱۷۷۵. الحدیث:

۱۷۷۵. حدیث:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لیں، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا" ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "جس نے سورۃ الکہف کی آخری آیتیں یاد کیں۔"

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ حَفَظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ». وفي رواية: «مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْكَهْفِ».

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

جس نے اپنے دل و دماغ میں سورۃ الکہف کی ابتدائی یا اس کی آخری دس آیات۔ دونوں روایات کے مطابق۔ کو ازبر کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے شر اور اس کے فتنے و آزمائش سے محفوظ کر دے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہ اس پر مسلط و حاوی ہو پائے گا اور نہ اس کو کسی قسم کا نقصان و ضرر پہنچا سکے گا۔

من حفظ عن ظهر قلب عشر آيات من أول سورة الكهف، أو من آخرها، على روايتين، حفظه الله -تعالى- من شر الدجال، وفتنته، فلا يتسلط عليه ولا يضره بإذن الله -تعالى-.

راوي الحدیث: رواہ مسلم۔

التخریج: أبو الدرداء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عصم: مُنِعَ وَحُمِيَ وَحُفِظَ.
- الدجال: هو المسيح الدجال الكذاب، الذي يخرج في آخر الزمان، ويكون ظهوره فتنة عظيمة للناس، ويدعي الألوهية، وتظهر على يديه بعض الخوارق.

فوائد الحدیث:

۱. بیان فضل سورۃ الکہف، وأن فوائدها تعصم من فتنۃ الدجال.

۲. الإخبار عن أمر الدجال، وبيان ما يعصم منه.

المصادر والمراجع:

- 1- بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ هـ - ۱۹۹۷ م ۲- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ۳- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ هـ. ۴- سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ۱۴۱۵ هـ. ۵- شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۰۷ هـ. ۶- صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. ۷- فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ۸- كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ هـ. ۹- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۱۲ هـ. ۱۰- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ.

الرقم الموحد: (6265)

من حلف فقال في حلفه: بالللات والعزى،
فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال
أقامرك فليصدق

جس نے قسم کھائی اور کہا کہ ”لات وعزى کی قسم“ تو اسے پھر کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ
لینا چاہیے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جو کھیلیں تو اسے چاہیے کہ
(بطور کفارہ) صدقہ کرے۔

۱۷۷۶. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «من حَلَفَ
فقال في حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فليقل: لا إله إلا الله،
ومن قال لصاحبه: تعال أقمرك فَلْيَتَصَدَّقْ».

۱۷۷۶. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے
قسم کھائی اور کہا کہ ”لات وعزى کی قسم“ تو اسے پھر کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کہہ لینا چاہیے
اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جو کھیلیں تو اسے چاہیے کہ (بطور کفارہ) صدقہ
کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي صلى الله عليه وسلم من حلف بغير الله
تعالى كاللات والعزى أو غيرها أن يقول: لا إله إلا
الله، ومن قال لصاحبه: أراهنك أن هذا كذا وكذا؛
أن يتصدق.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جس نے غیر اللہ جیسے لات وعزى یا کسی اور کی قسم کھائی
اسے چاہیے کہ وہ ”لا الہ الا اللہ“ کہے اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا کہ میں تم سے اس
اس بات پر شرط لگاتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أقامرك: أراهنك.
- اللات: صنم كان بالطائف لثقيف.
- العزى: صنم كان بوادي نخلة لقريش وبني كنانة.

فوائد الحديث:

۱. وجوب الرجوع عن المعصية في حال اقترافها بغير علم أو سبق لسان.
۲. حرمة الحلف بالأصنام وأنه مما يخرج العبد من الملة.
۳. تحريم القمار بكل صورته وأشكاله.
۴. الدعوة إلى المعاصي معصية أخرى.
۵. من وقع في سيئة عليه أن يتبعها حسنة؛ لأن الحسنات يذهبن السيئات.
۶. كفارة الحلف بالأصنام قول: لا إله إلا الله.
۷. كفارة الدعوة إلى المراهنة الصدقة.

المصادر والمراجع:

الرقم الموحد: (6379)

من خير معاش الناس لهم رجل ممسك عنان
فرسه في سبيل الله

"لوگوں کے لیے زندگی کے بہترین طریقوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ کے
راستے میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی ہو۔"

۱۷۷۷. الحديث:

۱۷۷۷. حدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "مِنْ خَيْرِ مَعَايِشِ النَّاسِ لِمَنْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ، أَوْ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ، أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ فِي رَأْسِ شَعْفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعْفِ، أَوْ بَطْنٍ وَاوٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ، يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ."

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"لوگوں کے لیے زندگی کے بہترین طریقوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ کے راستے
میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام تھامے رکھے، اس کی پیٹھ پر (پیٹھ کر) اللہ کی راہ میں
اڑتا (تیزی سے حرکت کرتا) پھرے، جب بھی (دشمن کی) آہٹ یا (کسی کے)
ڈرنے کی آواز سنے، اڑ کر وہاں پہنچ جائے، ہر اس جگہ قتل اور موت کو تلاش کرتا ہو،
جہاں اس کے ہونے کا گمان ہو۔ یا پھر وہ آدمی جو بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے
ساتھ ان چوٹیوں میں سے کسی ایک چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں ہو،
نماز قائم کرتا ہو، زکاۃ دیتا ہو اور اپنے رب کی عبادت میں لگا ہوا ہو، یہاں تک کہ
موت آجائے۔ وہ اچھائی کے معاملات کے سوا لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث بيان أن من خير أحوال عيش الناس رجل ممسك عنان فرسه، وقوله -صلى الله عليه وسلم-: "يطير على متنه يبتغي القتل والموت مظانه"، معناه يسارع على ظهره وهو متنه، كلما سمع هَيْعَةً وهي الصوت عند حضور العدو، والفرعة وهي النهوض إلى العدو، يبتغي القتل مظانه يطلبه في مواطنه التي يرحى فيها؛ لشدة رغبته في الشهادة. وفيه أيضاً دليل على أن العزلة خير ومن كان في مكان من الأودية والشعاب منعزلاً عن الناس، يعبد الله عز وجل ليس من الناس إلا في خير فهذا فيه خير.

حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زندگی گزارنے کی سب سے بہتر صورت یہ
ہے کہ بندے نے گھوڑے کی لگام تھام رکھی ہو۔ (یعنی ہر وقت راہ جہاد میں نکلنے
کے لیے تیار رہتا ہو۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "یطیر علی متنہ کلما سمع ہیعۃ أو
فرعۃ طار علی متنہ یبتغی القتل والموت مظانہ" یعنی جب بھی اسے (دشمن کی) کوئی آہٹ
سنائی دے یا دشمن کی طرف بڑھنے کی آواز سنائی دے تو وہ شوق شہادت میں جلدی
سے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر ان جگہوں اور مقامات پر قتل ہونے کی تمنا لے
ہوئے چل دے، جہاں پر قتل ہونے کا گمان ہو۔ اس حدیث میں اس بات کی بھی
دلیل ہے گوشہ نشینی بہت اچھی بات ہے اور جو شخص لوگوں سے الگ تنگ کسی
وادی یا گھاٹی میں اللہ کی عبادت کر رہا ہو اور وہ لوگوں سے صرف اچھائی ہی کا تعلق
رکھتا اس شخص میں خیر ہی خیر ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العنان : سير اللجام الذي تمسك به الدابة.
- يبتغي القتل : يطلبه من الكفار في الجهاد.
- اليقين : الموت.

- ليس من الناس إلا في خير: لا يخالط الناس إلا في خير.
- يطير: يسرع.
- متنه: ظهره.
- هبة أو فزعة: الهبة الصوت للحرب، والفزعة نحوه.
- مظانه: المواضع التي يظن وجوده فيها.
- عُنيمة: تصغير الغنم، الشاة والماعز.
- الشَّعْف: بفتح الشين والعين: أعلى الجبل.

فوائد الحديث:

١. فضل الجهاد والاستعداد له وترقبه، وتحديث النفس به طلباً للشهادة في سبيل الله.
٢. فضيلة اعتزال الناس عند وقوع الفتنة.
٣. من خالط الناس ينبغي أن يسلم المسلمون من لسانه ويده.
٤. جواز التكسب الحلال برعي الأغنام بعيداً عن الناس.
٥. العزلة بسبب الفتنة، ينبغي أن لا تحول بين العبد والقيام بالأحكام الشرعية على وجهها.

المصادر والمراجع:

- ١- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥- شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٦- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٧- كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6266)

من سلك طريقاً يبتغي فيه علماً سهل الله له
طريقاً إلى الجنة

جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی
راہ آسان فرمادیتا ہے

۱۷۷۸. الحديث:

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لَطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ الْعَالَمَ لَيَسْتَعْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحَيَاتَانِ فِي الْمَاءِ، وَفَضَّلُ الْعَالَمَ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يَرَوْهُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ».

۱۷۷۸. حدیث:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرمادیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور یقیناً عالم کے لیے آسمانوں و زمین کی ساری مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے، جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ بے شک علما، انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لیے جس نے یہ علم حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

جاء هذا الحديث ليوضح بعض فضائل طلب العلم : فمنها أن من مشى في طريق يريد بسيره فيه الذهاب لطلب العلم أو بحث عن العلم ولو في بيته جازاه الله -سبحانه- بأن يسهل له طريقاً إلى الجنة، وسلوك طريق العلم يشمل الطريق الحسي الذي يمشي فيه الإنسان برجله، كما يشمل الطريق المعنوي، بأن يلمس العلم من مجالسة العلماء، ومن بطون الكتب، وذلك أن الذي يراجع الكتب للعثور على حكم مسألة شرعية، أو يجلس إلى شيخ يتعلم منه، فإنه قد سلك طريقاً يلمس فيه علماً ولو كان جالساً. ومن الفضائل المذكورة في هذا الحديث أن العلماء يستغفر لهم أهل السماء والأرض، حتى الحيتان في البحر، وحتى الدواب في البر. ومن فضائله أن الملائكة الذين كرمهم الله -عز وجل- تضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يصنع. تواضعاً وتعظيماً للعلم وأهله. ومن الفضائل التي ذكرها النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن العلماء ورثة الأنبياء، حيث ورثوا منهم العلم والعمل،

اجمالي معنی:

طلب علم کے بعض فضائل کی توضیح و تشریح کے ضمن میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے : ان فضائل میں سب سے پہلی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص کسی راہ پر نکل پڑے اور اس راہ پر نکلنے کا مقصد محض طلب علم یا علم کی تحقیق ہو؛ چاہے وہ طالب علم گھر ہی میں کیوں نہ ہو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے طلب علم کا بدلہ عنایت فرمائے گا۔ یعنی اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دے گا۔ علمی راہ اپنانے میں جس طرح حسی راستہ شامل ہے، جس میں انسان اپنے قدموں کے ذریعے چل کر جاتا ہے، اسی طرح اس میں معنوی راستہ بھی شامل ہے۔ مثلاً انسان علما کی مجالس اور کتابی ذخیروں سے علم حاصل کرے۔ کیوں کہ جو شخص کسی شرعی مسئلے کا حکم جاننے کی غرض سے کتابوں کی تحقیق و مراجعہ کرتا ہے یا کسی شیخ کی مجلس میں بیٹھ کر اس سے استفادہ کرتا ہے، وہ بھی طلب علم کی راہ طے کر رہا ہوتا ہے، گرچہ وہ بیٹھا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث میں مذکور فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین کی ساری مخلوقات یہاں تک کہ سمندر میں موجود مچھلیاں اور خشکی میں پائے جانے والے چوپائے بھی ان علما کے حق میں مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ طلب علم کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اللہ عز وجل کی مكرم و معزز مخلوق فرشتے بھی طالب علم کو علمی مشاغل میں مصروف دیکھتے ہوئے خوشی سے علم اور اہل علم کے روبرو اپنی فروتنی اور ان کی عظمت کے اعتراف میں اپنے پنچھ بچھا دیتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے ذکر کردہ

فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ علما، انبیاء کے وارث و جانشین ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح سے کہ انھیں انبیاء سے علم اور عمل کی دولت وراثت میں حاصل ہوئی۔ نیز دعوت الی اللہ اور انسانوں کی اللہ اور اس کے دین کی طرف رہ نمانی کا فریضہ بھی انھیں وراثت میں ملا ہے۔ اس میں یہ فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ عابد پر عالم دین کو ایسے ہی امتیاز و برتری حاصل ہے، جیسے رات کے وقت کامل چاند کو دیگر سارے ستاروں پر حاصل ہوتی ہے؛ کیوں کہ عبادت کا نور اور اس کا کمال محض عابد تک محدود رہتا ہے، جس میں عابد کے علاوہ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا اور اس نور کی حیثیت محض کسی ستارے جیسی ہے۔ جب کہ علم کا نور اور اس کا کمال یہ ہے کہ وہ عالم کے علاوہ دیگر انسانوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ انبیاء نے اپنے جانشینوں کے لیے دنیا کی کوئی بھی چیز وراثت میں نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دنیا میں درہم و دینار کی بجائے علم جیسی انتہائی عظیم میراث باقی رکھی۔ لہذا جس شخص نے اس علمی ورثے کو لے لیا، تو حقیقتاً اس نے بھرپور انداز میں انبیاء کی میراث پائی اور یہی حقیقی اور نفع بخش میراث ہے۔ یہاں مسلمان کو اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیے کہ فضیلت یافتہ عالم کی زندگی عمل سے اور عابد کی زندگی علم سے خالی ہو سکتی ہے؛ بلکہ اگر عابد کا دامن علم سے بھر جائے، تو وہ اپنے عمل میں قوی ہو جائے گا اور اگر عالم اپنے علم پر عمل پیرا ہو جائے، تو وہ اپنے علم میں قوی ہوگا۔ اسی بنا پر انہی علما کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا، جو علم اور عمل کی اعلیٰ خوبیوں کے حامل ہوں گے اور کمال (علم) اور تکمیل (اس کے مطابق عمل) کی فضیلتوں کو حرز جاں بنائے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والوں اور اس کی راہ کے راہ گروں کا یہی طریقہ و منج رہا ہے۔

وورثوا الدعوة إلى الله - عز وجل - وهداية الخلق ودلائلهم على الله - تعالیٰ - وعلى دينه. ومن فضائله أن مزية العالم على العابد كمزية القمر ليلة البدر على بقية الكواكب؛ لأن نور العبادة وكمالها ملازم للعابد لا يتخطاه، فهو كنور الكواكب. أما نور العلم وكماله فهو يتعدى إلى الغير فيستضيء به غير العالم. وذكر -عليه الصلاة والسلام- أن الأنبياء لم يورثوا لمن بعدهم الدنيا، فلم يورثوا درهماً ولا ديناراً، وأن أعظم ميراث تركوه هو العلم، فمن أخذه أخذ بنصيب وافر كثير، وهو الإرث الحقيقي النافع. ولا يظن المسلم أن العالم المفضل عارٍ عن العمل، ولا العابد عن العلم، بل إن علم ذلك غالب على عمله، وعمل هذا غالب على علمه، ولذلك جعل العلماء ورثة الأنبياء الذين فازوا بالحسنين، العلم والعمل وحازوا الفضيلتين، الكمال، والتكميل، وهذه طريقة العارفين بالله وسبيل السائرين إلى الله - تعالیٰ -.

راوی الحدیث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخریج: أبو الدرداء - رضي الله عنه -

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ببتغي : يطلب.
- الكواكب : جمع كوكب، وهي الأجرام والنجوم التي تدور في السماء.
- بحظ : بنصيب.
- وافر : كثير.
- علماً : علماً شرعياً أو وسيلةً إليه.
- لتضع أجيحَتَهَا : أن الملائكة تفرش وتبسط أجنحتها تحت قديمي طالب العلم تواضعاً له، أو تكفُّ أجنحتها عن الطيران وتنزل لسماع العلم. وذكر الشراح غير هذا من المعاني المجازية، والأصل الحمل على الحقيقة.
- فضل : مزية، وما يزيد به العالم على العابد.
- ديناراً ولا درهماً : مالاً وخص الدينار والدرهم بالذكر؛ لأنهما أغلب أنواعه.

فوائد الحديث:

١. فضل العلم، وأنه نور يضيء للناس طريق الخير والحق.
٢. الحث على توقير طلاب العلم، والتواضع والدعاء والاستغفار لهم.
٣. العلم أعظم ثروة وأشرفها، ينبغي لمن حازها أن يحترمها ويكرمها.
٤. إهانة العلماء وإيذاؤهم فسق وضلال؛ لأنهم حملة ميراث النبوة.
٥. من فضائل العلم أن العلماء يستغفرون لهم أهل السماء والأرض، حتى الحيتان في البحر، وحتى الدواب في البر.
٦. أن العلماء هم ورثة الأنبياء في العلم والعمل والدعوة وهداية الخلق.
٧. من فضائل العلم وأهله أن الملائكة الكرام تضع أجنتها لطالب العلم، ووضع الملائكة أجنتها له تواضعاً له وتوقيراً وإكراماً لما يحمله من ميراث النبوة ويطلبه.
٨. أن الأنبياء لا يُورثون؛ لأنهم لم يورثوا درهماً ولا ديناراً، وهذا من حكمة الله - عز وجل - لئلا يقول قائل إن النبي إنما ادعى النبوة لأجل الدنيا.
٩. أن فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب؛ لأن القمر يضيء الآفاق ويمتد نوره في أقطار العالم وهذه حال العالم، وأما الكوكب فنوره لا يجاوز نفسه أو ما قرب منه وهذه حال العابد الذي يضيء نور عبادته عليه دون غيره، وإن جاوز نور عبادته غيره فإنما يجاوزه غير بعيد.

المصادر والمراجع:

- الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي - للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف - الرياض، الطبعة الخامسة. - كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. - صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة. محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية، دار الكتب العلمية - بيروت. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيجا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. تطريز رياض الصالحين. فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي، المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. - حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - تاج العروس من جواهر القاموس، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسيني، الملقب بمرتضى، الزبيدي، مجموعة من المحققين، الناشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (6267)

من سئل عن علم فكتمه أجم يوم القيامة
بلجام من نار

جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے
دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

۱۷۷۹. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ».

۱۷۷۹. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

هذا الحديث فيه التحذير الشديد من كتمان العلم، وأن من سُئِلَ عن علم يحتاج إليه السائل في أمر دينه، ويلزم المسؤول عنه بيانه، فلم يبيّن ذلك العلم بعدم الجواب، أو بمنع الكتاب، عاقبه الله تعالى يوم القيامة بأن يدخل في فمه لجاماً من نار؛ مكافأة له حيث أجم نفسه بالسكوت، والجزاء من جنس العمل، والوعيد في هذا الحديث يلحق من عَلم أن السائل يسأل للاسترشاد، أما إذا علم من السائل أنه يسأل امتحاناً وليس بقصد أن يسترشد فيعلم ويعمل، فالمسؤول بالخيار بين الإجابة وعدمها، ولا يلحقه الوعيد الوارد في الحديث.

اس حدیث میں علم کو چھپانے پر سخت ترین تنبیہ وارد ہوئی ہے۔ جس شخص سے کوئی علمی مسئلہ دریافت کیا گیا اور دریافت کنندہ کو اس علمی مسئلہ سے واقفیت حاصل کرنے کی دینی ضرورت ہو، تو مسئول پر لازم ہے کہ وہ اس مسئلے کی وضاحت کرے، لیکن اگر اس نے جواب نہ کریا نہ لکھ کر اس مسئلے کی وضاحت نہیں کی، تو جیسے کو تیسرا کے مطابق، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈال دے گا۔ جس طرح اس نے جواب نہ دیتے ہوئے اپنے منہ پر لگام لگا رکھی تھی۔ یقیناً بدلہ عمل کی جنس سے ہی ملے گا۔ اس حدیث میں وارد و وعید کے مستحق وہ لوگ ہوں گے، جو اس بات سے واقف ہوں کہ سائل اپنے سوال سے رشد و ہدایت کا طلب گار ہے، لیکن جب مسئول کو پتہ چل جائے کہ سائل کا مقصد اس کا امتحان ہے، اس کا مقصد علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنا نہیں ہے، تو مسئول کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کے سوال کا جواب دے یا نہ دے۔ ایسا شخص اس حدیث میں وارد و وعید کا سزاوار نہ ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أجم: من اللجام، وهو ما يوضع في فم الفرس.
- علم: يحتاجه الناس ويلزمه تعليمه.
- كتمه: لم يبينه.

فوائد الحديث:

۱. كتمان العلم من الكبائر التي يستحق عليها الوعيد الشديد.
۲. وجوب تبليغ العلم إذا كان متعيناً، وخاصة في أمور الدين.
۳. أن الجزاء من جنس العمل حيث عوقب من وجب عليه تبليغ العلم، فأمسك فمه عن بيان الحق في الدنيا، بأن يُدخل في فمه لجام من نار يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

- الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي -؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ - مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبد الله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - سنن ابن ماجه، ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، أبو الحسن عبيد الله بن محمد الرحماني المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ، ١٩٨٤م.

الرقم الموحد: (6268)

جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتا ہے

من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقاً كما بين السماء والأرض

۱۷۸۰. حدیث:

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتا ہے۔"

۱۷۸۰. الحدیث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقاً كما بين السماء والأرض».

حدیث کا درجہ: حسن

درجة الحديث: حسن

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو محض اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات دیتے ہوئے اسے جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا کہ آسمان، زمین سے دور ہے۔

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل من صام يوماً خالصاً لوجه الله، حيث ينجيه الله من النار ويبعده عنها كبعد السماء عن الأرض.

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو أمامة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- صام: من الصيام: وهو الإمساك عن المفطرات من الفجر إلى غروب الشمس بنية مخصوصة.
- في سبيل الله: أي: لله ولوجهه
- خندقاً: حفرة حول المكان، وأخود عميق مستطيل يحفر في ميدان القتال ليتقي به الجنود

فوائد الحديث:

۱. فضل الصوم ولو كان يوماً واحداً، وأنه يكون وقاية لصاحبه من النار.
۲. فضل الصوم في وقت الجهاد إلا إذا كان يُؤثر على قوة الجنود ونشاطهم؛ فهو غير مستحب.
۳. يؤخذ منه أن العمل الذي يراى به وجه الله يكون له فضل عظيم وتأثير كبير.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي - بيروت، ۱۹۹۸ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ۱۴۱۵ هـ. شرح الأربعين النووية، لعطية بن محمد سالم (المتوفى: ۱۴۲۰ هـ) مصابيح التنوير على صحيح الجامع الصغير، تأليف الألباني، إعداد معتز أحمد. تأسيس الأحكام بشرح عمدة الأحكام، أحمد النجمي، دار علماء السلف....

الرقم الموحد: (6399)

من صلی الصبح فهو في ذمة الله

جس نے فجر پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس لیے اے آدم کے بیٹے! اس بات کو دھیان میں رکھ۔

۱۷۸۱. الحدیث:

۱۷۸۱. حدیث:

عن جندب بن سفیان البجلي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَانظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ، لَا يَطْلُبُكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ».

جندب بن سفیان الجبلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے فجر پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے اے آدم کے بیٹے! اس بات کو دھیان میں رکھ کہ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يبين هذا الحديث فضل صلاة الصبح وأن مصليها في ذمة الله، أي: في كلاءته وحفظه، وفي عهده وأمانته، وفي رواية لأبي نعيم في مستخرجه (۲/ ۲۵۲) ح ۱۴۶۷: (في جماعة)، ثم حذر الإنسان من التعرض لمن هو كذلك، فخطبه منبها محذرا: فلا يحاسبك الله بسبب تعرضك بأذى لمن هو في ذمة الله. فإن ذلك سبب لعقوبة الله تعالى، ودخول النار والعياذ بالله. أو أن معنى قوله: "لا يطلبك الله من ذمته بشيء"، يعني: لا تفرطوا في صلاة الفجر، أو لا تعملوا عملاً سيئاً، فيطالبكم الله تعالى بما عهد به إليكم، وهذا دليل على أن صلاة الفجر كالمفتاح لصلاة النهار، بل لعمل النهار كله، وأنها كالمعاهدة مع الله بأن يقوم العبد بطاعة ربه -عز وجل- ممتثالاً لأمره محتسباً لنهييه.

اس حدیث میں نماز فجر کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ اس نماز کا ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں ہو جاتا ہے یعنی اس کی حفاظت و نگہبانی اور اس کی ضمانت میں آجاتا ہے اور اس کو وہ اپنے امان میں داخل فرمالتا ہے۔ ابی نعیم کی مستخرج (۲/۲۵۲) (حدیث نمبر: ۱۴۶۷) میں موجود ایک روایت میں "جماعت کے ساتھ" کے الفاظ مذکور ہیں۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو خبردار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہنے والے ان نمازیوں کے ساتھ چھوڑ چھاڑ کرنے کی جرات کرتے ہیں اور سخت تنبیہ و دھمکی کے اسلوب میں ان سے خطاب فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہنے والوں کو تکلیف پہنچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان و خیال میں نہ رہنا (کہ وہ تمہیں چھوڑ دے گا) بلکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی سخت سزا اور جہنم میں داخلے -والعیاذ باللہ- کا سبب ہوگی۔ آپ کے قول: "کہیں، اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنے امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کرے" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نماز فجر میں کوتاہی نہ کرو یا کوئی برا عمل نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کا وعدہ واپس لے لے۔ !! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر، دن کی نماز کی کنجی و کلیدی ہے، بلکہ دن بھر کے عمل کی کلیدی ہے اور یہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس بات کا عہد و پیمانہ ہے کہ بندہ مومن اپنے رب عز و جل کی اطاعت و فرماں برداری، اس کے اوامر کی پیروی اور اس کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے انجام دے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم بلفظ: «من صلی الصبح فهو في ذمة الله، فلا يطلبك الله من ذمته بشيء فيدرکه فيكبه في نار جهنم»، وهذا لفظ أحمد.

التخريج: جندب بن سفیان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• ذمة الله: أي: في حفظه وأمانه.

• لا يطلب منك : لا يؤاخذك الله بسبب غفلتك عن صلاة الصبح، أو لا يحاسبك الله بسبب تعرضك بأذى لمن هو في ذمة الله.

فوائد الحديث:

١. أهمية صلاة الصبح وفضيلتها.
٢. فضل من داوم على صلاة الصبح في الجماعة.
٣. التحذير الشديد من التعرض بسوء لمن صلى الصبح المستلزمة لصلاة بقية الفرائض الخمس.
٤. أن صلاة الفجر كالمفتاح لصلاة النهار، بل لعمل النهار كله وأنها كالمعاهدة مع الله بأن يقوم العبد بطاعة ربه -عز وجل- ممتثلاً لأمره محتنباً لنهيه.
٥. الحفاظ على حدود الله -تعالى- وحرماته سبب في حفظ الله للعبد.
٦. من أساليب الدعوة إلى الله -تعالى- الترغيب والترهيب والنهي المؤكد بالتعليل.

المصادر والمراجع:

- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي. اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان. الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. بهجة الناظرين، وهي كالتالي: بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م كنوز رياض الصالحين. مجموعة من الباحثين، بإشراف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6269)

من ظلم قید شبر من الأرض؛ طوقه من سبع أرضین

اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی، تو سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

۱۷۸۲. الحدیث:

۱۷۸۲. حدیث:

عن عائشة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شِبْرِ مِنَ الْأَرْضِ؛ طُوقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ».

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کسی نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی، تو سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

مال الإنسان على الإنسان حرام، فلا يجز لأحد أخذ شيء من حق أحد، إلا بطيبة نفسه، وأشد ما يكون ذلك ظلم الأرض، لطول مدة استمرار الاستيلاء عليها ظلماً. ولذا فإن النبي صلى الله عليه وسلم أخبر أن من ظلم قليلاً أو كثيراً من الأرض جاء يوم القيامة بعذاب شديد، بحيث تغلظ رقبتة، وتطول، ثم يطوق الأرض التي غصبها وما تحتها، إلى سبع أرضين، جزاء له على ظلمه صاحب الأرض بالاستيلاء عليها. ولا يدخل في الوعيد استعمال الأراضي العامة دون تملك واستيلاء، قال في "المعنى": وما كان في الشوارع والطرق والرحبات بين العمران فليس لأحد إحياؤه، سواء كان واسعاً أو ضيقاً، وسواء ضيق على الناس بذلك أو لم يضيق، لأن ذلك يشترك فيه المسلمون، وتتعلق به مصلحتهم، فأشبه مساجدهم، ويجوز الارتفاق بالقعود في الواسع من ذلك للبيع والشراء على وجه لا يضيق على أحد، ولا يضر بالمارة، لاتفاق أهل الأمصار في جميع الأعصار على إقرار الناس على ذلك من غير إنكار، ولأنه ارتفاق بمباح من غير إضرار، فلم يمنع، كالاتياز.

ایک انسان کا مال دوسرے انسان پر حرام ہے، لہذا کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اور کے حق میں سے اس کی رضامندی و خوش دلی کے بغیر کچھ بھی حصہ حاصل کرے۔ اور ناقص مال لینے کی بدترین شکل کسی کی زمین کو ظلماً ہڑپ لینا ہے؛ اس لیے کہ یہ ظالمانہ قبضہ مدت دراز تک قائم رہتا ہے۔ اسی بنا پر نبی ﷺ نے آگاہ فرمادیا کہ جو شخص کسی کی زمین ہڑپ لے؛ کم ہو یا زیادہ، وہ روز قیامت سخت ترین عذاب کے ساتھ حاضر ہوگا۔ چنانچہ اس کی گردن انتہائی موٹی اور دراز تر کر دی جائے گی اور پھر غاصبانہ طور پر حاصل کردہ زمین اور اس زمین کے نیچے سات گنا اراضی کا طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ یہ صاحب کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کے ظالمانہ عمل کا بدلہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اس وعید میں ان عام اراضی کا استعمال شامل نہیں، جو بغیر ملکیت اور قبضہ کے استعمال میں لائے جائیں۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ "المعنى" میں رقم طراز ہیں: سڑکوں، راستوں اور آبادی کے درمیان واقع وسیع اراضی کی آبادکاری کسی کے لیے جائز نہیں؛ چاہے وہ کشادہ ہوں یا تنگ، چاہے اس کی بنا پر لوگوں کو تنگی کا سامنا ہو یا نہ ہو۔ کیوں کہ یہ مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت اور ان کے اجتماعی مفادات وابستہ ہیں۔ لہذا یہ بھی (مفاد عامہ کے طور پر) ان کی مساجد کے مشابہہ و مماثل ہوتے۔ ہاں یہ عمومی جواز موجود ہے کہ اس میں سے کشادہ مقامات پر بیٹھ کر خرید و فروخت کی جائے، لیکن اسی صورت میں کہ اس کی بنا پر کسی بھی فرد کو تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور نہ ہی کسی راہ گیر کے پریشانی کا باعث ہو۔ اس مسئلے میں ہر زمانے کے تمام باشندگان کا اتفاق ہے اور تمام لوگ بلا کسی انکار، اس کے قائل رہے ہیں۔ نیز یہ مباح چیز سے کسی کو ضرر پہنچانے بغیر فائدہ اٹھانے کی ایک شکل ہے، اس لیے ممنوع نہیں ہوگا، جیسے گزرگاہوں سے گزرنا ممنوع نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ظلم: الظلم: وضع الشيء في غير موضعه.
- قيد: بكسر القاف وسكون الباء، أي قَدَرَ.
- طَوَّقَهُ: بضم الطاء وتشديد الواو المكسورة، مبنى للمجهول، بمعنى أن يجعل طوقاً في عنقه.
- أرضين: بفتح الراء ويجوز إسكانها، جمع أرض.
- شِير: الشير: ما بين أعلى الإبهام وأعلى الخنصر، وذكر الشير في الحديث إشارة إلى استواء القليل والكثير في الوعيد.

فوائد الحديث:

١. تحريم الغضب، لأنه من الظلم الذي حرمه الله على نفسه، وجعله بيننا محرماً.
٢. أن الظلم حرام، في القليل والكثير، وهنا فائدة ذكر الشير.
٣. أن من ملك ظاهر أرض، ملك باطنها وما فيها، فلا يجوز أن ينقب أحد من تحته، أو يجعل نفقا أو سرباً ونحو ذلك إلا بإذنه.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م -تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي، المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م -شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ - الإمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل الأنصاري، مطبعة السعادة، مصر، الطبعة الثالثة، ١٣٩٢هـ، ١٩٧٢م. -القاموس المحيط، مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادي، تحقيق: مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة، بإشراف: محمد نعيم العرقسوسي، الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م. -الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي، تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملايين - بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م

الرقم الموحد: (5843)

من عرض عليه ريحان، فلا يردده، فإنه خفيف
المحمل، طيب الريح

جسے تحفے میں کوئی خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے۔ اس کا بوجھ کچھ
بھی نہیں ہوتا اور مہک خوشگوار ہوتی ہے۔

۱۷۸۳. الحدیث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من عَرَضَ
عليه رِيحَانٌ فلا يردده، فإنه خفيف المَحْمِلِ، طيب
الريح».

۱۷۸۳. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے تحفے میں
کوئی خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے۔ اس کا بوجھ کچھ بھی نہیں ہوتا اور
مہک خوشگوار ہوتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من أهدي إليه طيب فينغي قبوله، فإنه لا مشقة في
حملة وكذلك ريحه طيب.

اجمالی معنی:

جسے خوشبو بطور تحفہ دی جائے اسے چاہیے کہ وہ اسے قبول کر لے کیونکہ اس کے
اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کی مہک خوشگوار بھی
ہوتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ريحان : نبت له ريح طيب.
- المحمل : الحمل.

فوائد الحديث:

۱. استحباب قبول هدية الريحان؛ فإنه لا تكثر المنة بأخذه، وقد جرت العادة بالتسامح في بذله.

۲. ينبغي على المسلم أن يكون طيب الريح ويستعمل الطيب.

۳. استحباب عرض المسلم على إخوانه الطيب ولا سيما عند حضور الجمع والجماعات.

المصادر والمراجع:

- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ۔ شرح رياض
الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ۔ إكمال المعلم بقوائد مسلم- للقاضي عياض بن موسى اليحصبي -
المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸ م - دليل الفالحين لطرق رياض
الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان- الطبعة:
الرابعة، ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴ م، لكن مادة الشرح هنا غير موجودة في هذه الطبعة بل موجودة في طبعة دار الكتاب العربي، فلعل الأولى فيها سقط والله
أعلم. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض
الصالحين؛ تأليف د. مصطفى سعيد الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام
أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ.

الرقم الموحد: (5732)

من فطر صائماً كان له مثل أجره

جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اسے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔

۱۷۸۴. الحدیث:

عن زید بن خالد الجهني -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «مَنْ فَطَّرَ صَائِماً، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقِصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئاً».

۱۷۸۴. حدیث:

زید بن خالد الجھنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اسے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزے دار کے اجر و ثواب میں سے کوئی کمی نہ ہوگی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في هذا الحديث بيان لفضل تفتير الصائم، والندب إلى ذلك والترغيب فيه، وأن من فعل ذلك يُكتب له مثل أجر الصائم من غير أن ينقص شيء من أجر الصائم، وهذا من فضل الله -تعالى- على عباده، لما في ذلك من التعاون على البر والتقوى، وإيجاد المحبة والتكافل بين المسلمين، وظاهر الحديث أن الإنسان لو فطر صائماً ولو بتمرة واحدة فإنه له مثل أجره، ولهذا ينبغي للإنسان أن يحرص على إفطار الصائمين بقدر المستطاع لاسيما مع حاجة الصائمين وفقيرهم، أو حاجتهم لكونهم لا يجدون من يقوم بتجهيز الفطور لهم.

اس حدیث میں روزے دار کو افطار کرانے کی فضیلت، اس کے مستحب ہونے کا بیان اور اس عمل کی ترغیب موجود ہے۔ جو اس عمل کو انجام دے گا، اس کے لیے روزے دار کے برابر اجر و ثواب لکھا جائے گا اور روزے دار کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں پر برسنے والے فضل و احسان کا ایک مظہر ہے؛ کیوں کہ اس عمل کے نتیجے میں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون، محبت پیدا کرنے اور مسلمانوں کے مابین باہمی مفادات کو ملحوظ رکھنے، جیسے جذبات جنم لیتے ہیں۔ حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی انسان کسی روزے دار کو ایک کھجور ہی سے افطار کرائے، تو اس کو اس روزے دار کے برابر اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس لیے بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت و طاقت کے اعتبار سے روزے داروں کو افطار کرائے۔ اس عمل کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے، جب روزے دار محتاج و ضرورت مند ہوں یا انھیں افطار کرانے والے والے میسر ہی نہ ہوں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه والنسائي في الكبرى والدارمي وأحمد.

التخريج: زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فطر: قدم له شيئاً يفطر عليه، ولو تمرة أو شربة ماء، وقال بعض العلماء: المراد بتفطيره أن يشبعه.
- مثل أجره: المراد أن له ثواباً مثل ما أن لفاعله ثواباً، ولا يلزم أن يكون قدرهما سواء، وذهب بعضهم إلى أن المثلية في أصل الثواب دون التضعيف المزيد للعامل، واختار بعض العلماء أنه مثله حتى في التضعيف، وفضل الله واسع.

فوائد الحديث:

۱. الحث على تفتير الصائم.
۲. أجر من فطر صائماً كأجر الصائم، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً.
۳. إكرام الله -تعالى- لعباده المؤمنين بتكثيره أجورهم على أعمالهم الصالحة، وهذا من لطفه -سبحانه- بهم.
۴. في الحث على تفتير الصائمين إيجاد المحبة والتكافل بين المسلمين.

المصادر والمراجع:

- الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخري، مكتبة الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي - بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. - مسند الدارمي - المعروف ب: سنن الدارمي؛ للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني - الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ. - مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. - بهجة الناظرين. وهي كالتالي: بهجة الناظرين. سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين. مصطفى سعيد الحن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشريجي، محمد أمين لطفى، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: ١٤٠٧ - ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (6271)

من قال حين يسمع المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، رضيتُ بالله رباً وبمحمدٍ رسولاً وبالإسلام ديناً، غُفِرَ له ذُنُوبُهُ

جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا: ”أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له“

۱۷۸۵. الحديث:

۱۷۸۵. حديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "من قال حين يسمع المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، رضيتُ بالله رباً وبمحمدٍ رسولاً وبالإسلام ديناً، غُفِرَ له ذُنُوبُهُ".

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا: ”أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله رضيتُ بالله رباً وبمحمدٍ رسولاً وبالإسلام ديناً“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں) تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجه: صحيح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

"من قال حين يسمع المؤذن" أي: يسمع أذانه "أشهد أن لا إله إلا الله وحده"، أي: أقر وأعترف وأخبر أنه لا معبود بحق إلا الله، وقوله: "لا شريك له"، زيادة تأكيد، "وأن محمداً عبده"، قدمه إظهاراً للعبودية وتواضعاً، وقوله: "ورسوله"، أظهره تحدياً بالنعمة، "رضيت بالله رباً"، أي: بربوبيته وألوهيته وأسمائه وصفاته، وقوله: "وبمحمد رسولاً"، أي: بجميع ما أرسل به، وبلغه إنياء، وقوله: "وبالإسلام"، أي: بجميع أحكام الإسلام من الأوامر والنواهي، وقوله: "ديناً"، أي: اعتقاداً وانقياداً، وقوله: "غفر له ذنبه"، أي: من الصغائر، فهذا الذكر يقال إذا قال المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمداً رسول الله، ويمكن أن يقال بعد الأذان؛ لأن الحديث يحتمل الأمرين.

جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ کہا "أشهد أن لا إله إلا الله وحده" یعنی میں اس بات کا اقرار و اعتراف اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ اور آپ کے قول "لا شريك له"، میں اس شہادت کے معنی کی تاکید و زور پایا جاتا ہے۔ "وأن محمداً عبده" میں عبدیت کو مقدم کیا؛ تاکہ عبودیت اور انکساری کے مفہوم کو خوب واضح کیا جاسکے۔ اور آپ کے قول "ورسوله" میں تحدیث نعمت کا اظہار ہے۔ "رضيت بالله رباً" یعنی میں اس کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء و صفات کے اعتبار سے اس کے رب ہونے پر راضی ہوں۔ اور آپ کے قول "وبمحمد رسولا" کے معنی یہ ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں کو ماننا ہوں، جن کے ساتھ آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا اور جن باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پوری طرح پہنچا دیا۔ اور آپ کے قول "وبالإسلام" کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی احکام کے تمام اوامر اور منہیات کو، آپ کے قول "ديناً" یعنی عقیدہ اور فرماں برداری کے اعتبار سے تسلیم کرتا ہوں۔ آپ کے قول "غفر له ذنبه" کے معنی یہ ہیں کہ اس کے صغیرہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ یہ دعا اس وقت پڑھی جائے گی، جب مؤذن کہے: "أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمداً رسول الله" اور اذان ختم ہونے کے بعد بھی اس ذکر کو پڑھا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں دونوں باتوں کا احتمال ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• غفر له ذنبه : المراد هنا صغائر الذنوب لأن الكبائر لا بد لها من التوبة.

فوائد الحديث:

١. فضيلة هذا الذكر إذا سمع الأذان.
٢. ترديد هذا الدعاء عند سماع النداء من مكفريات الذنوب.
٣. الرضى بالله ربا يتضمن أن لا يعبد المرء غيره -سيحانه-.
٤. الرضى بمحمد -صلى الله عليه وسلم- نبياً ورسولاً يتضمن طاعته -عليه الصلاة والسلام- والانقياد لسننته.
٥. الرضى بالإسلام ديناً رضى بما اختاره الله لعباده.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -مرفأة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6272)

من قال: لا إله إلا الله والله أكبر. صدقه ربه
فقال: لا إله إلا أنا وأنا أكبر

جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا ہوں۔

۱۷۸۶. الحدیث:

۱۷۸۶. حدیث:

عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة -رضي الله عنهما-
أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ
قَالَ: «مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ،
فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، قَالَ: يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا
شَرِيكَ لِي. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ،
قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لِي الْمُلْكُ وَلِي الْحَمْدُ. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي» وَكَانَ يَقُولُ: «مَنْ قَالَهَا فِي
مَرْضَاهُ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمُهُ النَّارُ».

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا ہوں، اور جب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ“ (اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے) کہتا ہے، تو آپ نے فرمایا ”اللہ کہتا ہے (ہاں) مجھ تنہا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور جب کہتا ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ (اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک و ساتھی نہیں) تو اللہ کہتا ہے، (ہاں) مجھ تنہا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میرا کوئی شریک نہیں ہے، اور جب کہتا ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے حمد ہے) تو اللہ کہتا ہے ”کوئی معبود برحق نہیں مگر میں، میرے لیے ہی بادشاہت ہے اور میرے لیے ہی حمد ہے“ اور جب کہتا ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور گناہ سے بچنے اور بھلے کام کرنے کی طاقت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) تو اللہ کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گناہوں سے بچنے اور بھلے کام کرنے کی قوت نہیں ہے مگر میری توفیق سے، اور آپ فرماتے تھے جو ان کلمات کو اپنی بیماری میں کہے اور مر جائے تو (جہنم کی) آگ اسے نہ کھائے گی۔“

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن أبي هريرة وأبي سعيد الخدري -رضي الله عنهما-
عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في أن الله - سبحانه
وتعالى - يصدق العبد إذا قال: لا إله إلا الله، الله أكبر.
قال الله: إنه لا إله إلا أنا وأنا أكبر، وإذا قال: الله أكبر
ولا حول ولا قوة إلا بالله، كذلك يصدق الله، فمن
قال هذا: لا إله إلا الله، ولا حول ولا قوة إلا بالله، ثم
مات مع بقية الذكر، فإنه لا تطعمه النار أي: يكون
ذلك من أسباب تحريم الإنسان على النار، فينبغي

ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ”بے شک میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔“ جب بندہ کہتا ہے ”اللہ اکبر ولا حول ولا قوة إلا بالله“، اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پس جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہہ کر بقیہ ذکر کے ساتھ مر جائے، جہنم کی آگ اسے نہیں کھاتی یعنی یہ انسان پر جہنم کی آگ کے حرام ہونے کا ایک سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اس ذکر (دُعا) کو یاد رکھے اور

للإنسان أن يحفظ هذا الذكر، وأن يكثر منه في حال
مرضه، حتى يحتم له بالخير إن شاء الله -تعالى-.
هو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه. ملحوظة: ذكر النووي الحديث بتغيير يسير في لفظه عما في كتب التخریج المسندة، كما أن للحديث عدة ألقاظ.

التخریج: أبو سعيد الخدري وأبو هريرة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• لم تطعمه: لم تأكله.

فوائد الحديث:

١. فضل قول هذه الجملة، ويستحب قولها من المريض، والإكثار منها.

٢. محبة الله تعالى من عبده أن يذكره ويثني عليه بما هو أهله.

المصادر والمراجع:

1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢- الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. ٣- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤- سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. ٥- سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقى، دار إحياء الكتب العربية. ٦- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٧- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6273)

"جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں۔
دوسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں اور تیسری ضرب میں
مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں۔"

من قتل وزغاً في أول ضربة كتب له مائة حسنة،
وفي الثانية دون ذلك، وفي الثالثة دون ذلك

۱۷۸۷. الحديث:

۱۷۸۷. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار ڈالا، اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس
نے اسے دوسری ضرب سے مارا، اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں؛ مگر پہلی دفعہ
مارنے والے سے کم اور اگر اس نے تیسری ضرب سے مارا تو اس کے لیے اتنی
اتنی نیکیاں ہیں۔" ایک اور روایت میں ہے: "جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار
دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں، دوسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں
ہیں اور تیسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں۔"

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -
صلى الله عليه وسلم-: «من قتل وَرَعَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ
فله كذا وكذا حسنة، ومن قتلها في الضَّرْبَةِ الثانية
فله كذا وكذا حسنة دون الأولى، وإن قتلها في
الضربة الثالثة فله كذا وكذا حسنة». وفي رواية: «من
قتل وَرَعًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةً، وَفِي
الثانية دون ذلك، وفي الثالثة دون ذلك».

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو مارنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لئے سو
نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا اس کے لیے اس
سے کچھ کم نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے اسے تیسری ضرب میں مارا، اسے اس
سے کم نیکیاں ملتی ہیں۔

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على قتل الوزغ
ورغب فيه؛ فأخبر أن من قتله في الضربة الأولى كتب
له مائة حسنة، ومن قتله في الضربة الثانية فله أقل
من ذلك، ومن قتله في الثالثة فله أقل من ذلك،
والحكمة من قتلها أنها كانت تنفخ النار على إبراهيم
-عليه السلام- وأنها ضارة سامة.

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• الوزغ: حيوان صغير مؤذي يشبه الضب.

فوائد الحديث:

۱. ينبغي قتل كل ضار للمسلمين.

۲. بيان أجر من قتل وزغة بضربة واحدة أو اثنتين أو ثلاثة، وأن ذلك الأجر يتناقص كلما زادت الضربات، وفي هذا دلالة على سرعة التخلص
منها وعدم إهمالها.

المصادر والمراجع:

- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ - بهجة
الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى
الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء

التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8413)

من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة
كفتاه

جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اسے یہ کافی ہو جاتی
ہیں۔

۱۷۸۸. الحديث:

عن أبي مسعود البديري -رضي الله عنه- عن النبي -
صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ
سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ».

۱۷۸۸. حدیث:

ابو مسعود بدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جو
شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اسے یہ کافی ہو جاتی ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي عليه الصلاة والسلام أن من قرأ الآيتين
الأخيرتين من سورة البقرة في الليل قبل نومه فإن الله
يكفيه الشر والمكروه، وقيل في معنى كفتاه: أي عن
قيام الليل، أو كفتاه عن سائر الأوراد، أو أراد أنهما
أقل ما يجزىء من القراءة في قيام الليل، وقيل غير
ذلك، وكل ما ذكر صحيح يشمله اللفظ.

اجمالي معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ جو شخص رات کو سونے سے قبل سورہ بقرہ کی آخری دو
آیتیں پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر اور ناپسندیدہ امور سے اسے محفوظ رکھنے
کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ ایک اور قول کی رو سے "یہ دونوں آیتیں اس کے لیے
کافی ہو جاتی ہیں" سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں آیتیں اس شخص کو قیام اللیل یا پھر دیگر
ہر قسم کے اذکار کی جگہ کافی ہو جاتی ہیں۔ یا پھر آپ ﷺ کی اس فرمان سے مراد یہ
تھی کہ یہ دو آیتیں وہ کم ترین مقدار ہے جو قیام اللیل میں کفایت کرتی ہے۔ ان کے
علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں۔ بہر حال مذکورہ تمام اقوال درست ہیں کیونکہ حدیث
کے الفاظ ان تمام معانی کو شامل ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مسعود البديري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الآيتان من آخر سورة البقرة : وهما تبدأ بقوله -تعالى-: "آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه"، إلى آخر السورة.
- كفتاه : أي كفتاه المكروهة تلك الليلة، وقيل: كفتاه من قيام الليل، ويجوز أن يراد كل ما تقدم.

فوائد الحديث:

۱. بيان فضل أواخر سورة البقرة.
۲. أواخر سورة البقرة تدفع عن صاحبها السوء والشر والشيطان إذا قرأها من الليل.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي.- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛
للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي
عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج،
حقيقه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷هـ -تطريز رياض الصالحين. فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن
حمد المبارك الحريمي النجدي. المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد. دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض. الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳هـ - ۲۰۰۲ م -
فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. -مرفأة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا

علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره،
مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6274)

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجرا اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔

من قرأ حرفاً من كتاب الله فله حسنة والحسنة بعشر أمثالها

۱۷۸۹. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجرا اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے؛ بلکہ الف (ا) ایک حرف ہے، لام (ل) ایک حرف ہے اور میم (م) بھی ایک حرف ہے۔"

۱۷۸۹. الحدیث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: أَلَمْ حَرْفٌ، وَلَكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَا مٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اس حدیث میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے بتایا کہ ہر وہ مسلمان جو کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھتا ہے اسے ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے۔" یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ ان تینوں حروف کا مجموعہ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ چنانچہ اسے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ ایک عظیم نعمت اور بہت بڑا اجر ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ کثرت کے ساتھ اللہ عزوجل کی کتاب کی تلاوت کرے۔

يروى ابن مسعود -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أخبر أن كل مسلم يقرأ حرفاً من كتاب الله فجزاؤه عن الحرف الواحد عشر حسنات، وقوله: "لا أقول الم حرف"، أي: لا أقول إن مجموع الأحرف الثلاثة حرف، بل ألف حرف ولام حرف وميم حرف، فيثاب قارئ ذلك ثلاثين حسنة، وهذه نعمة عظيمة وأجر كبير، فينبغي على الإنسان أن يكثر من تلاوة كتاب الله -عز وجل-.

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. الحث على تلاوة القرآن.
۲. أن للقارئ بكل حرف من كل كلمة يتلوها حسنة مضاعفة.
۳. بيان معنى الحرف، والتفريق بينه وبين الكلمة.
۴. سعة رحمة الله وكرمه حيث ضاعف للعباد الأجر فضلاً منه وكرماً.
۵. إقبات أن كلام الله بصوت وحرف.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - الجامع الصحيح - وهو سنن الترمذي؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ۱۳۸۸ھ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين - المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي - اعنتي بها: خليل مأمون شيجا - دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان - الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف - الرياض، ۱۴۱۵ھ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح

العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحين وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة
عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6275)

من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، ورزقه من حيث لا يحتسب

جو شخص پابندی اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اس کے لیے اللہ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتا ہے، اس کے ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا

۱۷۹۰. الحدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، ورزقه من حيث لا يحتسب».

۱۷۹۰. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پابندی اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اس کے لیے اللہ ہر تنگی کا راستہ پیدا فرمادیتا ہے، اس کے ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔“

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث فضيلة المداومة على الاستغفار، بأن المداوم على الاستغفار يبسر الله له كل عسير، ويفرج له همومه، ويرزقه من حيث لا يظن أن الرزق يأتيه. وهذا الحديث ضعيف، لكن من الأدلة الثابتة في معناه قوله تعالى: (فقلت استغفروا ربكم إنه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم بأموال وبنين ويجعل لكم جنات ويجعل لكم أنهارا).

اجمالي معنى:

نبی ﷺ اس حدیث میں ہمیں استغفار پر مداومت کی فضیلت بیان کر رہے ہیں کہ جو شخص ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے اور اس کے رنج و غم کو دور فرمادیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے رزق آنے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس معنی کے حامل کئی دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (قللت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم بانہار وبنین ویمجعل لکم جنات ویمجعل لکم انہارا)۔ ”میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔ تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔“ (نوح: ۱۰-۱۲)

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَزِمَ الاستغفار: أي: أكثر من الاستغفار وداوم عليه.
- من كل ضيق مخرجاً: أي من كل شدة سبيلا للنجاة، وذلك بأن يلطف به ويحميه.
- ومن كل هم فرجاً: أي: ومن كل حزن ما يزيل عنه سببه، ويفتح له سببا للنجاة والسرور.
- من حيث لا يحتسب: يأتيه الفوز من حيث لا يتوقع ولا ينتظر؛ فتكون المفاجأة سارة أكثر.

فوائد الحديث:

۱. فضل المداومة على الاستغفار.
۲. نفع الاستغفار يعود بحوز مطلوب الدنيا والآخرة.

المصادر والمراجع:

سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (8348)

۱۷۹۱. الحدیث:

عن أبي لبابة بشير بن عبد المنذر -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا».

۱۷۹۱. حدیث:

ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث على التغني بالقرآن، وهذه الكلمة لها معنيان؛ الأول: من لم يتغن به، أي: من لم يحسن صوته بالقرآن فليس من أهل هدينا وطريقتنا، والمعنى الثاني: من لم يستغن به عن غيره بحيث يطلب الهدى من سواه فليس منا، ولا شك أن من طلب الهدى من غير القرآن أضله الله والعياذ بالله، فيدل الحديث على أنه ينبغي للإنسان أن يحسن صوته بالقرآن، وأن يستغني به عن غيره.

اجمالي معنی:

نبی ﷺ نے اس حدیث میں قرآن کو سرلی آواز میں پڑھنے کی ترغیب دی۔ اس لفظ (تغنی بالقرآن) کے دو معانی ہیں: پہلا معنی یہ کہ جو شخص اسے سرلی آواز میں نہیں پڑھتا یعنی قرآن کو اچھی آواز میں نہیں پڑھتا وہ ہماری سنت اور ہمارے طریقہ کار پر کاربند نہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جو شخص قرآن پر تکیہ کرتے ہوئے دوسری ہر شے سے مستغنی نہیں ہو جاتا یا اس طور کہ کسی اور شے سے بھی ہدایت چاہتا ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص قرآن کے علاوہ کسی اور شے سے ہدایت چاہتا ہے اسے یہ شے گمراہ کر دیتی ہے، العیاذ باللہ۔ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اچھی آواز میں قرآن پڑھے اور اس کی موجودگی میں دیگر تمام اشیاء سے بے نیاز ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو لبابة بشير بن عبد المنذر -رضي الله عنه- مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فليس منا: ليس من أهل هدينا وطريقتنا.
- يتغن: يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ.

فوائد الحديث:

۱. الحث على تحسين الصوت بالقرآن، دون تمطيط أو تلحين يخرج به إلى حد الغناء المذموم، وأن يستغني به عن غيره.
۲. من لم يتغن بالقرآن فليس من أهل سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- وهديه.

المصادر والمراجع:

1- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. ۲- رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. ۳- سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۱۸ھ. ۴- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. ۵- صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. ۶- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ. ۷- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان- الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م.

نہی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - أن تُصَبَّرَ
البہائم

رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

۱۷۹۲. الحدیث:

۱۷۹۲. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه - قال: نهي رسول الله - صلى
الله عليه وسلم - أن تُصَبَّرَ البهائم.

انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانوروں کو باندھ
کر مارنے سے منع فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يُخْبَرُ أَنَسٌ - رضي الله عنه - عن نهي النبي - صلى الله
عليه وسلم - أن تُحْبَسَ البهائم وهي حية لتقتل بالرمي
ونحوه حتى تموت؛ ونهى عن ذلك لما فيه من تعذيب
الحيوان.

انس - رضی اللہ عنہ - بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ
جانوروں کو اس مقصد کے لیے باندھا جائے کہ ان پر تیر اندازی وغیرہ کر کے انہیں
مار دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اس سے اس لیے منع کیا کیونکہ اس سے جانور کو
تکلیف ہوتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• تُصَبَّرُ البهائم: تُحْبَسُ للقتل.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن قتل الحيوان صبراً.

۲. تحريم حبس الحيوان لغير مصلحة.

۳. رحمة الإسلام بالحيوان ورعايته لحقوقه قبل تشريعات الغرب.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ۱۳۹۷ھ الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن
عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م صحیح البخاری، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير
الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ صحیح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر:
دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى،
۱۴۲۸ھ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ۱۳۹۲ھ.
شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ۱۴۲۶ھ.

الرقم الموحد: (8890)

نہی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - عن
الضرب في الوجه، وعن الوَسْم في الوجه.

رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور اس پر نشان لگانے سے منع فرمایا
ہے۔

۱۷۹۳. الحدیث:

عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن النبي - صلى
الله عليه وسلم - مر عليه حمار قد وُسم في وجهه،
فقال: «لعن الله الذي وسمه». وفي رواية لمسلم أيضا:
نهي رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عن الضرب
في الوجه، وعن الوسم في الوجه»

۱۷۹۳. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے
پاس سے ایک ایسے گدھے کا گزر ہوا، جس کے چہرے کو نشان زد کیا گیا تھا۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے اسے (چہرے پر) نشان لگایا۔"
صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور اس
پر نشان لگانے سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث النهي الأكيد والوعيد الشديد فيمن
وسم حيوانا في وجهه وكذا الضرب في الوجه. قد عدّه
العلماء - رحمهم الله - من كبائر الذنوب وعلل
العلماء للنهي؛ بأن الوجه لطيف يجمع المحاسن،
وأعضاؤه نفيسة لطيفة وأكثر الإدراك بها فقد يبطلها
ضرب الوجه وقد ينقصها وقد يشوه الوجه والشين فيه
فاحش لأنه بارز ظاهر لا يمكن ستره ومتى ضربه
لا يسلم من شين غالبا.

اجمالي معنی:

اس حدیث میں اس بات کی سخت ممانعت اور اس شخص کے لیے سخت وعید ہے،
جس نے کسی جانور کے چہرے پر نشان لگایا اور اسی طرح اس کے چہرے پر مارا۔
علماء کرام نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ علماء کرام نے اس
ممانعت کی علت یہ بیان کی ہے کہ چہرہ ایک عمدہ عضو ہے، جو تمام محاسن کا مرکز ہوتا
ہے۔ چہرے کے اجزا بہت نفیس و نازک ہوتے ہیں اور بیش تر قوائے اور اک
چہرے ہی میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ چہرے پر مارنے کی وجہ سے یہ ناکارہ ہو سکتے ہیں یا
انہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بسا اوقات چہرے پر مارنے سے چہرے میں بگاڑ پیدا
ہو جاتا ہے اور اس میں پیدا شدہ عیب بہت برا ہوتا ہے۔ واضح طور پر نظر آتا ہے۔
اس کا چھپانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور جب بندہ جانور کو چہرے میں مارتا ہے، تو عموماً اس
میں عیب پیدا ہو ہی جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: ابن عباس - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

• وسم: الوسم العلامة، وتكون بالكي غالبا

فوائد الحديث:

۱. النهي عن الوَسْم في الوجه.
۲. فيه النهي عن ضرب الوجه، ولو للتأديب.
۳. جواز لعن من وسم في الوجه.
۴. الوسم في الوجه من كبائر الذنوب؛ لأن فاعله استحق اللعن.
۵. الأمر بالرفق بالحيوان.
۶. فيه جواز وسم الحيوان في غير الوجه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمع من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م صحیح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ الزواجر عن اقتراف الكبائر، أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م

الرقم الموحد: (8893)

نِعْمَتَانِ مَغْبُورٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ،
وَالْفِرَاقُ

دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور
گھائے میں رہیں گے: صحت اور فراغت

۱۷۹۴. الحدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي
-صلى الله عليه وسلم- قال: «نِعْمَتَانِ مَغْبُورٌ فِيهِمَا
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ، وَالْفِرَاقُ».

۱۷۹۴. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور
گھائے میں رہیں گے: صحت اور فراغت۔"

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نعمتان من نعم الله على الإنسان لا يعرف قيمتهما،
ويخسر فيهما أشد الخسارة، وهما صحة البدن وفراق
الوقت؛ فإن الإنسان لا يتفرغ للطاعة إلا إذا كان
مكفياً صحيح البدن، فقد يكون مستغنياً، ولا
يكون صحيحاً، وقد يكون صحيحاً ولا يكون
مستغنياً، فلا يكون متفرغاً للعلم والعمل؛ لشغله
بالكسب، فمن حصل له الأمان وكسل عن الطاعة
فهو المغبون، أي: الخاسر في التجارة.

اجمالي معنی:

انسان پر اللہ کی دو عظیم نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت کو وہ نہیں پہچانتا، اور ان
میں عظیم خسارے سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ نعمتیں تندرستی اور فارغ البالی ہیں اس
لیے کہ انسان اللہ کی عبادت اچھے ڈھنگ سے اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ صحت
مند اور فارغ البالی ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان فارغ ہوتا ہے لیکن اس کی
تندرستی ٹھیک نہیں ہوتی، اور کبھی تندرستی ٹھیک ہوتی ہے لیکن فارغ البالی نہیں
ہوتا۔ پس وہ کسب معاش میں مشغولیت کی وجہ سے علم حاصل کرنے اور نیک
اعمال کے لیے فارغ وقت نہیں پاتا۔ لہذا جسے یہ دونوں نعمتیں (تندرستی اور فارغ
البالی) ملیں لیکن اس میں نیک اعمال سے کاہلی کرے تو وہ عظیم خسارے سے
دوچار ہوا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعمتان: النعمة: الحالة الحسنة التي يكون عليها الإنسان.
- مغبون: الغبن: هو الشراء بأضعاف الثمن، أو البيع بأقل من الثمن، والمراد هنا الخسارة.

فوائد الحديث:

۱. تشبيه المكلف بالتاجر، والصحة والفراق برأس المال؛ فمن أحسن استخدام رأس ماله نال وربح، ومن ضيعه خسر وندم.
۲. الحرص على الاستفادة من الصحة والفراق للتقرب إلى الله -عز وجل-، وفعل الخيرات قبل فواتهما.
۳. كثير من الناس لا يُقدِّرون هذه النعمة؛ فيضيعون أوقاتهم بما لا فائدة فيه، ويفنون أجسامهم بما يضرهم، والإسلام حريص على الوقت وسلامة البدن.
۴. الدنيا مزرعة الآخرة؛ فينبغي التزود بالتقوى واستغلال نعمة الله في طاعة الله -تعالى-.
۵. شكر نعم الله يكون باستخدامها في طاعة الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

نزہة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ۱۴۰۷ھ- ۱۹۸۷م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار
الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ۱۴۲۶ھ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط ۱، دار ابن الجوزي، الدمام، (۱۴۱۵ھ). صحیح

البخاري، نشر: دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. تحفة الأحوذى بشرح
جامع الترمذى، للمباركفوري، دار الكتب العلمية، بيروت.

الرقم الموحد: (5449)

نضر الله امرأ سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه

اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور پھر اسے
ویسے ہی آگے پہنچادے جیسے اس نے سنی ہو۔

۱۷۹۵. الحدیث:

۱۷۹۵. حدیث:

عن ابن مسعود - رضي الله عنه - قال: سمعت رسول
الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: «نَضَرَ اللهُ امْرَأً
سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعَى مِنْ
سَامِعٍ».

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے
ہوئے سنا کہ "اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور
پھر اسے ویسے ہی آگے پہنچادے جیسے اس نے سنی کیونکہ بعض وہ لوگ جنہیں کوئی
بات پہنچائی جائے وہ اسے سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

دعا النبي - صلى الله عليه وسلم - في هذا الحديث
للإنسان الذي يسمع حديثاً عنه - صلى الله عليه
وسلم - فيبلغه كما سمعه من غير زيادة ولا نقص أن
يحسن الله - تعالى - وجهه يوم القيامة، ثم علل ذلك
بأنه "رب مبلغ أوعى من سامع"؛ لأن الإنسان ربما
يسمع الحديث ويبلغه فيكون المبلغ أفقه وأفهم وأشد
عملاً من الإنسان الذي سمعه وأداه، وهذا كما قال
النبي - صلى الله عليه وسلم - معلوم تجد مثلاً من
العلماء من هو راوية يروي الحديث يحفظه ويؤديه،
لكنه لا يعرف معناه فيبلغه إلى شخص آخر من
العلماء يعرف المعنى ويفهمه ويستنتج من أحاديث
الرسول - صلى الله عليه وسلم - أحكاماً كثيرة فينفع
الناس.

اس حدیث میں نبی ﷺ نے روز قیامت اس شخص کے لیے خوش رو ہونے کی دعا
فرمائی جو آپ ﷺ سے حدیث کو سن کر اس میں کمی بیشی کیے بغیر جیسے سنی ویسے ہی
آگے پہنچا دیتا ہے۔ اس کی علت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بعض
اوقات جسے کوئی بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ اسے یاد رکھتا ہے۔"
کیونکہ بعض اوقات انسان حدیث کو سن کر آگے پہنچا دیتا ہے اور جس تک پہنچائی گئی
ہوتی ہے وہ اس شخص سے زیادہ فقیہ اور سمجھ دار ہوتا ہے اور زیادہ سختی سے اس پر
عمل پیرا ہوتا ہے جس نے اسے سن کر آگے منتقل کیا ہوتا ہے اور واقعتاً ہے بھی
ایسا ہی جیسے نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ مثلاً آپ دیکھیں گے کہ کوئی عالم بہت بڑا
راوی حدیث ہوتا ہے اور وہ حدیث کو یاد کر کے اسے آگے بیان تو کر دیتا ہے لیکن
اس کے مفہوم سے واقف نہیں ہوتا چنانچہ وہ اس حدیث کو علماء میں سے کسی ایسے
شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے مفہوم سے آگاہ ہوتا ہے اور اسے سمجھتا ہے اور
رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بہت سے احکام اخذ کر کے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبدالله بن مسعود - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَضَرَ اللهُ امْرَأً: دعاء له بالحسن، والمراد حسن الله خلقه.
- شيئاً: من العلم.
- أوعى: أكثر حفظاً وفهماً.

فوائد الحديث:

۱. فضل العلم والحث عليه.
۲. الحث على تبليغ العلم، وتعليم الناس الخير.
۳. الأمانة في نقل العلم، والاحتياط في حفظه وفهمه.

٤. فهوم الناس متفاوتة، فرب مبلغ أوعى من سامع، ورب حامل فقه ليس بفقهاء.

المصادر والمراجع:

- بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- ١٤١٨هـ. -الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاکر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. -سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١ م. -مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحنن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6820)

نہی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - أن یتزعفر الرجل

نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔

۱۷۹۶. الحدیث:

عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - قال: نهى النبي - صلي الله عليه وسلم - أن يتزَعَفَرَ الرجل.

۱۷۹۶. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نہی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - أن یصبغ الرجل جسده أو ثيابه بالزعفران، وكان ذلك من طيب النساء، فنهي الرجال عن ذلك منعاً من التشبه.

نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد اپنے جسم یا کپڑوں پر زعفران ملے۔ یہ عورتوں کے لگانے کی خوشبو تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی عورتوں سے مشابہت روکنے کے لیے اس سے منع فرمادیا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتزعفر: يصبغ ثوبه، أو يطلي جسمه بالزعفران.
- الزعفران: نبت ذو لون أصفر أو أحمر يصبغ به.

فوائد الحديث:

۱. النهي عن لبس الثياب المزعفرة.
۲. النهي خاص بالرجال؛ لأنَّ الثياب المصبوغة بذلك مما يترتب به النساء.
۳. تحريم تشبه الرجال بالنساء في اللباس.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى سعيد الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية - الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان الصديقي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ.

الرقم الموحد: (6373)

رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے۔

نہی رسول اللہ -صلى الله عليه وسلم- أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو

۱۷۹۷. الحديث:

۱۷۹۷. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے۔

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يُسَافَرَ بالقرآن إلى أرض العدو.

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے قرآن کریم لے کر کفار کے علاقوں کی طرف جانے سے منع فرمایا، جو اسلام کو نہیں مانتے؛ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں اس کی بے حرمتی ہو جائے۔ البتہ جب غالب گمان یہ ہو کہ بے حرمتی نہیں ہوگی، تو پھر اس کا لے جانا جائز ہے۔

نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن أخذ القرآن والسفر به إلى بلاد الكفر الذين لا يدينون بالاسلام فيكون عرضة للامتهان هناك، وإذا غلب على الظن السلامة من ذلك جاز.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

۱. وجوب تعظيم كتاب الله وعدم تعريضه لأماكن التهلكة والاستهانة.
۲. تحريم السفر بالقرآن إلى بلاد الأعداء إذا خيف أو غلب على الظن وقوعه في أيديهم، وذلك لعلا يتمكنا من القرآن فيهيئونه، ويجوز حمله إلى بلادهم؛ للبلاغ وإقامة الحجة عليهم، وللحفظ والتفهم لأحكامه عند الحاجة إذا كان للمسلمين قوة أو سلطان أو ما يقوم مقامهما من العهود والمواثيق ونحو ذلك مما يكفل حفظه ويرجى معه التمكّن من الانتفاع به في البلاغ والحفظ والدراسة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷ھ. - صحيح البخاري- للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷ھ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶ھ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان- الطبعة: الرابعة، ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م. - فتاوى اللجنة الدائمة: اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (5738)

وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ بچا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ! ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔

هو رزق أخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتطعمونا؟ فأرسلنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فأكله

۱۷۹۸. حدیث:

۱۷۹۸. الحدیث:

ابو عبد اللہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر بنا کر قریش کا ایک قافلہ پھرنے کے لیے روانہ کیا اور زاد سفر کے لیے ہمارے ساتھ کھجور کا ایک تھیلہ تھا، اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں تھا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ہر روز ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے، ہم لوگ اسے اس طرح چوستے تھے جیسے بچہ چوستا ہے، پھر پانی پی لیتے، اس طرح وہ کھجور ہمارے لیے ایک دن اور ایک رات کے لیے کافی ہو جاتی، نیز ہم ساحل سمندر پر چلے تو ریت پتے جھاڑتے پھر اسے پانی میں تر کر کے کھاتے، پھر ہم ساحل سمندر پر چلے تو ریت کے ٹیلہ جیسی ایک چیز ظاہر ہوئی، جب ہم لوگ اس کے قریب آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک مچھلی ہے جسے عنبر کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے اور ہمارے لیے جائز نہیں۔ پھر وہ کہنے لگے: نہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم مجبور ہو چکے ہو لہذا اسے کھاؤ، ہم وہاں ایک مہینہ تک ٹھہرے رہے اور ہم تین سو آدمی تھے یہاں تک کہ ہم (کھا کھا کر) موٹے تازے ہو گئے، جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: ”وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ بچا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ“ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔

عن أبي عبد الله جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمر علينا أبا عبيدة رضي الله عنه تتلقى عيراً لقريش، وزودنا جرّاباً من تمر لم يجد لنا غيره، فكان أبو عبيدة يعطينا تمرّة تمرّة، فقيل: كيف كنتم تصنعون بها؟ قال: نمصها كما يمص الصبي ثم نشرب عليها من الماء، فتكفينا يومنا إلى الليل، وكنا نضرب بعضنا الحَبْطَ ثم نبله بالماء فنأكله. قال: وانطلقنا على ساحل البحر، فرجع لنا على ساحل البحر كهيئة الكثيب الضخم، فأتيناه فإذا هي دابة تدعى العُنْبَرُ، فقال أبو عبيدة: ميتة، ثم قال: لا، بل نحن رسل رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي سبيل الله وقد اضطررتم فكلوا، فأقمنا عليه شهراً، ونحن ثلاثمئة حتى سَمِينًا، ولقد رأيتنا نغترف من وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدهن ونقطع منه الْفِدْرَ كالشور أو كقدر الشور، ولقد أخذ منا أبو عبيدة ثلاثة عشر رجلاً فأقعدهم في وقب عينه وأخذ ضلعاً من أضلاعه فأقامها ثم رحل أعظم بعير معنا فمر من تحتها وتزودنا من لحمه وَشَائِقٍ، فلما قدمنا المدينة أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرنا ذلك له، فقال: «هو رزق أخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتطعمونا؟» فأرسلنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فأكله.

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحدیث: صحیح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

آپ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ اس کا امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بنایا، تاکہ قریش کے اس قافلہ کو پکڑ لیں جو اناج اور گیہوں لیے جا رہا تھا، آپ ﷺ نے ان کو حمڑے کا ایک برتن دیا جس میں کھجوریں تھیں، ان کا امیر توشہ کم ہونے کی وجہ سے ہر ایک کو ایک کھجور دیتا، وہ اسے چوستے تھے اور اس پر پانی پیتے تھے، وہ اپنی لاشیوں سے

بعث النبي صلى الله عليه وسلم سرية وأمر عليهم أبا عبيدة أي: جعله عليهم أميراً لأخذ قافلة تحمل البر والطعام لقريش وأعطاهم وعاء من جلد فيه تمر فكان أميرهم يعطي لكل واحد منهم تمرّة لقلّة الزاد الذي

بتے بھاڑتے جنہیں اونٹ لکھتے ہیں، پھر ان پتوں کو پانی میں بھگو تے، جب ان کی سختی چلی جاتی تو کھاتے تھے، جب وہ لوگ ساحل پر پہنچے تو انہوں نے ریت کے ٹیلے کے برابر کوئی چیز دیکھی، وہ بڑی مچھلی تھی، اسے عنبر کہتے تھے، ان کے امیر ابو عبیدہ نے ان کو وہ کھانے سے منع کیا، اس لیے کہ وہ مُردار ہے اور مُردار قرآن کی صراحت سے حرام ہے، پھر ان کا اجتہاد بدل گیا اور اس کو کھانے کی اجازت دی، اس لیے کہ ضرورت کے موقع پر مُردار کھانا بھی جائز ہے، خاص کر جب اللہ کی اطاعت والے سفر میں ہوں، انہیں یہ بات معلوم نہیں تھی کہ سمندری مُردار حلال ہے۔ پھر انہوں نے مجبوری کو دلیل بنا کر اسے کھایا اور اپنے ساتھ لے گئے، جب وہ مدینے آئے اور آپ ﷺ کو خبر دیا، آپ ﷺ نے انہیں اپنے فعل پر قائم رکھا اور آپ ﷺ نے بھی اس سے کھایا۔

معهم فكانوا يمصونها ويشربون عليها الماء وكانوا يضرِبون بعضيهم ورق الشجر الذي تأكله الإبل ثم يبلونه بالماء لإذهاب خشونته فلما وصلوا شاطئ البحر رأوا مثل التل من الرمل فأتوه فإذا هي سمكة كبيرة تسمى العنبر فنهاهم أميرهم أبو عبيدة أن يأكلوا منها لأنها ميتة والميتة محرمة بنص الكتاب ثم تغير اجتهداه وأجاز لهم أن يأكلوا منها وذلك أن الميتة يجوز الأكل منها حال الضرورة ولا سيما أنهم في سفر طاعة لله سبحانه، وخفي عليهم أن ميتة البحر حلال، ثم احتجوا بالاضطرار فأكلوا منه وحملوا معهم فلما قدموا المدينة أخبروا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقرهم على فعلهم وأكل منه.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- جراباً من تمر: الجراب هو وعاء من جلد معروف.
- الخبط: ورق شجر معروف تأكله الإبل.
- الكثيب: التل من الرمل.
- وقب عينه: هو نقرة العين.
- القلال: الجرار.
- الفدر: القطع.
- رحل البعير: أي جعل عليه الرحل.
- الوشائق: اللحم الذي اقتطع ليقدد منه.
- العنبر: سمكة بحرية كبيرة.

فوائد الحديث:

۱. بيان لما كان عليه الصحابة رضي الله عنهم من الزهد في الدنيا والتقلل منها والصبر على الجوع وخشونة العيش.
۲. تحمل الصحابة المشاق من أجل نشر الإسلام والجهاد في سبيل الله لرفع رايته.
۳. جواز الاجتهاد ثم جواز تغييره فقد نهاهم أبو عبيدة عن أكل السمكة ثم غير اجتهاده.
۴. عناية الله سبحانه ورعايته لصحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم وإكرامه لهم حيث ساق لهم رزقاً حسناً لما علم حاجتهم وإخلاصهم.
۵. ميتة البحر حلال حيث أكل منها رسول الله صلى الله عليه وسلم.
۶. ما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من تطيب نفوس أصحابه، ومن ذلك طلبه اللحم وأكله منه.
۷. مشروعية الموساة عند وقوع المجاعة.
۸. أن الاجتماع على الطعام يستدعي البركة فيه.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، رياض الصالحين - النووي - تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل - الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت - الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧

م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي. دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين. تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي، عناية: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، ط ٤ عام ١٤٢٥هـ.
الرقم الموحد: (5856)

وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ،
وَيْلٌ لَهُ، ثُمَّ وَيْلٌ لَهُ

ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے
ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت
ہے۔

۱۷۹۹. الحدیث:

۱۷۹۹. حدیث:

عن معاوية بن حيدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول
الله -صلى الله عليه وسلم-: «ويل للذي يحدث،
فيكذب؛ ليضحك به القوم، ويل له، ثم ويل له».

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے
ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت
ہے۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حسن

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

في الحديث تحذير شديد من الكذب ووعيد بالهلاك
لمن يتعاطى الكذب من أجل المزاح وإضحاك الناس،
فكان من أقبح القبائح، وتغلظ تحريمه، فهذا من
الأخلاق السيئة التي يجب على المؤمن أن يتنزه عنها،
وأن يبتعد عنها، ويظهر لسانه من الكذب في كل حال
من الأحوال، إلا ما أذن الشارع فيه. وكما يحرم التكلم
بالكذب لأجل المزاح فكذلك يحرم على السامعين
سماعه إذا علموه كذباً، بل يجب عليهم إنكاره.

اس حدیث میں جھوٹ سے سختی سے ڈرایا گیا ہے اور اس شخص کے لئے ہلاکت کی
وعید بیان کی گئی ہے جو مزاح مزاح اور محض لوگوں کو ہنسائے کے لئے جھوٹ بولتا
ہے۔ یہ بہت ہی بری بات ہے اور سختی کے ساتھ حرام ہے۔ یہ برے اخلاق میں
سے ہے جس سے مومن کو اپنا دامن بچا کر رکھنا چاہیے اور اس سے دور رہنا چاہیے
اور اپنی زبان کو ہر حال میں جھوٹ سے پاک رکھنا چاہیے، ماسوا ان صورتوں کے جن
میں شارع کی طرف سے جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جس طرح ازراہ مذاق
جھوٹ بولنا حرام ہے، اسی طرح سننے والوں کے لیے اس کا سننا بھی حرام ہے اگر
انہیں اس کے جھوٹ ہونے کا علم ہو جائے، بلکہ ان پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اس
کا انکار کریں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والنسائي في الكبرى.

التخريج: معاوية بن حيدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- ويل: ويل: كلمة وعيد بمعنى الهلاك، أو وادي في جهنم.
- فيكذب: الكذب: هو الإخبار بالشيء على خلاف الواقع.

فوائد الحديث:

۱. الوعيد بالهلاك لمن يحدث الناس فيكذب عليهم.
۲. قوله في الحديث "ويل له ثم ويل له" إيذان فيه بشدة هلكته وعظم الأمر الذي وقع فيه.
۳. أن الكذب وحده رأس كل مذموم، فإذا انضم إليه الضحك الذي يميم القلب ويجلب النسيان ويورث الرعونة كان أعظم إثماً.
۴. أن الكذب إن اجتمع معه الضحك كان عذابه شديد فكذلك إن اجتمع معه أكل للأموال بالباطل.
۵. يدخل في هذا الحديث أصحاب التمثيليات الذين يضحكون الناس بالهزليات، ويأتون بشيء ليس واقعاً، إنما كذب لأجل إضحاك الناس.
۶. يدخل في الحديث أيضاً ذكر أشياء لا حقيقة لها وتنسب لشخص (ما يسمى هذه الأيام بالنكت).

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السَّجِسْتَانِي، تحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَورَة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (ج ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. السنن الكبرى، لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، تحقق: حسن عبد المنعم شلبي، ط مؤسسة الرسالة - بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإمام بفقهِ الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5519)

والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم، لكن يا حنظلة ساعة وساعة

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو یعنی ذکر میں مشغول ہوتے تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ”وقت وقت کی بات ہے۔“

۱۸۰۰. الحدیث:

عن أبي ربي حنظلة بن الربيع الأسدي الكاتب- رضي الله عنه- أحد كتاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: لقيني أبو بكر -رضي الله عنه- فقال: كيف أنت يا حنظلة؟ قلت: نافق حنظلة! قال: سبحان الله ما تقول؟! قلت: نكون عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُدْكَرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَأَنَّا رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ -رضي الله عنه-: فوالله إنا لنلقى مثل هذا، فانطلقت أنا وأبو بكر حتى دخلنا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فقلت: نافق حنظلة يا رسول الله! فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «وما ذاك؟» قلت: يا رسول الله، نكون عندك تذكرنا بالنار والجنة كأننا رأيت العين فإذا خرجنا من عندك عافسنا الأزواج والأولاد والضيعات نسينا كثيرا. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم، لكن يا حنظلة ساعة وساعة» ثلاث مرات.

۱۸۰۰. حدیث:

ابو ربي حنظله بن ربيع اسدي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جو رسول اللہ کے کتابوں میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے حنظلہ تم کیسے ہو میں نے کہا حنظلہ تو منافق ہو گیا انہوں نے کہا بُحَانَ اللَّهِ تم کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا ہم رسول اللہ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں اور اولاد اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے میں اور ابو بکر چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو یعنی ذکر میں مشغول ہوتے ہو، تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ”وقت وقت کی بات ہے۔“ اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا۔

درجۃ الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر حنظلة أبا بكر الصديق بأنه يكون على حالة غير الحالة التي يكون فيها عند النبي صلى الله عليه وسلم وذلك أنهم كانوا في حالة يذكرون الله فيها وإذا خالطوا الأبناء والنساء والدنيا تغيرت أحوالهم فظن أن هذا نفاق إذ حقيقة النفاق إظهار حال غير الحال

اجمالی معنی:

حنظله رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس جس حالت میں ہوتے ہیں دوسرے وقت اس حالت میں نہیں ہوتے؛ آپ ﷺ کے پاس اس حالت میں ہوتے ہیں کہ اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں، لیکن جب اپنے بچوں، عورتوں اور دنیاوی امور میں پڑ جاتے ہیں تو ان کی حالتیں بدل جاتی ہیں، حنظلہ

رضی اللہ عنہ نے اسے نفاق خیال کیا۔ اس لیے کہ نفاق کہتے ہیں کہ ایسی حالت کو ظاہر کرنا جو باطن کے خلاف ہو۔ جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا تو کہا اگر مسلسل اس حال پر قائم رہو جس حال میں میرے پاس ہوتے ہو، تو فرشتے اپنے ہاتھوں تم سے ہر حالت میں سلام کرے۔ لیکن اعتدال ضروری ہے ایک وقت اللہ کے لیے اور ایک وقت گھروالوں اور دنیا کے لیے۔

التي عليها الباطن فلما أخبروا النبي صلى الله عليه وسلم بذلك قال لهم لو تستمرون على الحال التي تكونون عليها عندي لسلمت عليهم الملائكة بالأيدي وعلى كل أحوالكم، ولكن لا بد من الاعتدال فساعة لربه وساعة لأهله ودينه.

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو ربي حنظلة بن الربيع الأسيدي

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نفاق حنظلة: أي: خاف على نفسه من النفاق وهو إبطان الكفر وإظهار الإسلام
- رأي عين: أي: كأننا نرى ما يصف بأعيننا.
- عافسنا: أي: لهُونا مع النساء والأولاد ونسبنا ما كنا عليه عند النبي صلى الله عليه وسلم، والعفس في اللغة الوطء.
- الضيعات: جمع ضيعة وهو معاش الرجل من حرفة أو مال أو صناعة.
- صافحتكم: أي: سلمت عليكم الملائكة بالأيدي.
- ساعة وساعة: أي: ساعة لأداء العبودية وساعة للقيام بما يحتاجه الإنسان، وليس معنى الحديث أن يفعل في الساعة الثانية ما يريد ولو كان معصية.

فوائد الحديث:

1. ينبغي للعبد مراقبة نفسه ومجاهدتها وتفقد أحوالها
2. ترغيب العالم في ترفيق قلوب أصحابه وتذكيرهم.
3. الدنيا تشغل العبد عن أمر الآخرة.
4. قلوب العباد تتغير من حال إلى حال.
5. الإسلام دين فطرة وتوسط واعتدال.
6. الدوام على الذكر والمراقبة وعدم الانقطاع من خواص الملائكة.
7. على العاقل أن يكون له ساعات: ساعة يناجي ربه فيها وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة يخلو فيها لحاجته من مطعم ومشرب.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لأبي الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، تحقيق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن. شرح رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن بإشراف المؤسسة، ط ١٤٢٥ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الحن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشريجي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط ١٤٢٣ - ٢٠٠٢ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، ط ١ عام ١٤٢٢

الرقم الموحد: (5846)

وما لنا لا نرضى يا ربنا وقد أعطيتنا ما لم تعط أحدا من خلقك؟! فيقول: ألا أعطيتكم أفضل من ذلك؟ فيقولون: وأي شيء أفضل من ذلك؟ فيقول: أحل عليكم رضواني فلا أسخط عليكم بعده أبدا

اے ہمارے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ چیز عطا کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی! تو اللہ تعالیٰ فرماتے گا کہ: کیا تم کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دوں؟ وہ لوگ عرض کریں گے کہ اس سے بڑھ کر کونسی چیز ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے گا کہ: میں تم پر اپنی رضامندی نازل کروں گا اب اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

۱۸۰۱. الحدیث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: «إِنَّ اللَّهَ -عَزَّ وَجَلَّ- يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّنَا وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ؟! فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا».

۱۸۰۱. حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے اہل جنت! تو بھتی جواب دیں گے: ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے اور ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ چیز عطا کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: کیا تم کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دوں؟ وہ لوگ عرض کریں گے کہ: اس سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کروں گا اب اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يَصُورُ لَنَا الْحَدِيثُ الشَّرِيفَ حَوَارًا سَيَكُونُ فِي الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ اللَّهِ -تَعَالَى- وَالْمُؤْمِنِينَ، وَهُوَ أَنَّ اللَّهَ -تَعَالَى- يَنَادِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَيَسْأَلُهُمْ بَعْدَ دُخُولِهِمْ إِيَّاهَا: (يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ) أَي: إِجَابَةٌ بَعْدَ إِجَابَةٍ. (يَا رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ) بِمَعْنَى الْإِسْعَادِ، وَهُوَ الْإِعَانَةُ، أَي: نَطْلُبُ مِنْكَ إِسْعَادًا بَعْدَ إِسْعَادِ. (وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ) أَي: فِي قُدْرَتِكَ، وَلَمْ يَذْكَرِ الشَّرَّ؛ لِأَنَّ الْأَدَبَ عَدَمَ ذِكْرِهِ صَرِيحًا. فَيَقُولُ -تَعَالَى- لَهُمْ: (هَلْ رَضِيتُمْ؟) بِمَا صَرَّحَ إِلَيْهِ مِنَ النِّعَمِ الْمَقِيمِ. (فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى) الْإِسْتِفْهَامَ لِتَقْرِيرِ رِضَاهُمْ، أَي نَعَمْ قَدْ رَضِينَا، (وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا) وَفِي رِوَايَةٍ وَهَلْ شَيْءٌ أَفْضَلُ مِمَّا أَعْطَيْتَنَا؟ (مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ) الَّذِينَ لَمْ تَدْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ -تَعَالَى-: (أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟) فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي) أَي:

اجمالی معنی:

یہ حدیث قیامت والے دن جنت میں اللہ تعالیٰ اور مومنین کی آپس میں ہونے والی گفتگو کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنت میں داخل کرنے کے بعد آواز دے گا اور ان سے پوچھے گا: (یا اہل الجنت! فیتقولون لبیک) اے جنتیو! وہ کہیں لبیک یعنی جواب پر جواب دیں گے۔ (یا ربنا وسعدیک) بمعنی سعادت اور اعانت ہے۔ یعنی ہم تجھ سے خوش بختی پر خوش بختی کے خواہش مند ہیں۔ (والخیر فی یدیک) یعنی سارا خیر تیری قدرت میں ہے اور ادب کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے شر کا تذکرہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: (هل رضیتم؟) کہ جو تمہیں ہمیشہ کی نعمتیں ملی ہیں ان پر راضی ہو؟ (فیتقولون وما لنا لا نرضی) یعنی ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے۔ یہاں استفہام ان کی رضامندی کے اقرار کے لیے ہے۔ یعنی ہاں! بے شک ہم راضی ہیں (وقد أعطیتنا) اور ایک روایت میں ہے کہ تو نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اب اس سے افضل چیز کیا ہو سکتی ہے؟ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کر دیا (الم تعط احدًا من خلقتک جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا) جو ان لوگوں کو نہیں ملا جن کو تو نے جنت میں داخل نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ألا أعطیکم أفضل من ذلک فیتقولون یا رب وأي شيء أفضل من ذلک فیتقول أحل علیکم رضوانی) (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا

رضائی۔ (فلا أسخط عليكم بعده أبدا) فالله - میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز نہ دوں؟۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضا مندی کو دانتی کر دوں گا) یعنی میری رضا۔ (فلا أسخط عليكم بعده أبدا) (اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا) اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الحدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لبيك ربنا وسعديك : أي: إجابة بعد إجابة، ومساعدة بعد مساعدة، وهما مثنيان للتكثير والتعدد.
- أجل: أنزل.
- فلا أسخط: لا أغضب.

فوائد الحديث:

۱. أن النعيم الذي حصل لأهل الجنة لا مزيد عليه.
۲. رضوان الله أعظم نعيم يحل على أهل الجنة بعد دخولهم لها.
۳. تبشير الله لأهل الجنة برضاه عنهم، وإحلال رضوانه عليهم وعدم سخطه أبداً.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ۱۴۲۳ھ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيلية، الرياض، الطبعة: الأولى ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م.

الرقم الموحد: (8343)

۱۸۰۴. الحدیث:

عن أبي بكرة - رضي الله عنه -: أن رجلاً ذكر عند النبي - صلى الله عليه وسلم - فأثنى عليه رجلٌ خيراً، فقال النبي - صلى الله عليه وسلم -: «ويحك! قطعت عنق صاحبك» يقوله مراراً: «إن كان أحدكم مادحاً لا محالة فليقل: أحسب كذا وكذا إن كان يرى أنه كذلك وحسببه الله، ولا يُزَّجَى على الله أحد».

۱۸۰۴. حدیث:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے اس کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: افسوس! تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی! آپ ﷺ نے ایسا کئی مرتبہ کہا۔ (پھر فرمایا): اگر تم میں سے کسی کو کسی کی تعریف کرنا ہی ہو تو وہ کہے کہ میرے خیال میں وہ ایسے اور ایسے ہے، اگر وہ اسے ایسا سمجھتا ہو، باقی اس کا حساب لینے والا تو اللہ ہے۔ کسی کے بارے میں قطعیت کے ساتھ یہ نہ کہے کہ وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث توجيهات السنة المباركة؛ فالمسلم يبعد عن المبالغة في الثناء، فالغرور والعجب أحد مداخل الشيطان، والمبالغة في الثناء والمدح تغمر المدوح بالغرور والتكبر فيهلك، فيعتدل المسلم في ثنائه ومدحه ويكل أمر الناس لله سبحانه العالم بخفيا النفوس.

اجمالي معنى:

حدیث شریف میں نبوی رہنمائی ہے۔ مسلمان تعریف کرنے میں مبالغہ آرائی سے دور رہتا ہے۔ غرور اور خود پسندی شیطان کے در آنے کے راستے ہیں اور ثنا خوانی اور تعریف میں مبالغہ مدوح کو غرور اور تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے وہ ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسلمان اپنے مدوح کی ثنا اور تعریف میں اعتدال سے کام لیتا ہے اور لوگوں کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے جو دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو بكرة - رضي الله عنه - .

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- ويحك: كلمة تقال للترحم لمن وقع منه أمر لا يستحقه.
- لا محالة: لا بد، ولا حيلة له في ترك ذلك.
- أحسبه: أظنه.
- لا يزكي: لا يقطع بركة وطهارة أحد من العيوب.
- وحسببه الله: محاسبه على عمله.
- قطعت عنق صاحبك: أهلكتموه، وهو استعارة من قطع العنق لاشتراكهما في الهلاك.
- يقوله مراراً: أي هذه الكلمة المأثي بها، والتكرير للمبالغة في الزجر.

فوائد الحديث:

۱. من كان مادحاً لا محالة فليوكل حال المدوح في النهاية إلى الله فهو حسبي وأعلم بحاله.
۲. الثناء على العبد ينبغي أن يكون على سبيل حسن الظن به وليس على سبيل الجزم والقطع.
۳. النهي عن الجزم في المدح والقطع بمصائر العباد، وكذلك مدحهم جزافاً بما ليس فيهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري - أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة - الطبعة: الأولى ١٤٢٢ هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الحن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر ١٤٠٧ شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيلية، ط ١-١٤٣٠ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل بن عبد العزيز آل مبارك.

الرقم الموحد: (5735)

يا أبا الحسن، كيف أصبح رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: أصبح بحمد الله بارئاً

اے ابوالحسن! آج رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی ہے؟۔ انھوں نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

۱۸۰۳. الحديث:

۱۸۰۳. حدیث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-: أن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- خرج من عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في وجعه الذي توفي فيه، فقال الناس: يا أبا الحسن، كيف أصبح رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: أصبح بحمد الله بارئاً.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس میں علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہاں سے باہر آئے۔ لوگ پوچھنے لگے: اے ابوالحسن! آج رسول اللہ ﷺ نے صبح کیسے کی ہے؟۔ انھوں نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- خرج من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في مرضه الذي مات فيه، وكان علي بن أبي طالب صهر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وابن عمه، فسئل علي -رضي الله عنه-: كيف أصبح النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ وهذا حرص ومحبة واهتمام من الصحابة بالنبي عليه الصلاة والسلام، قال علي: أصبح بحمد الله معافى.

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہاں سے باہر آئے، جب کہ آپ ﷺ اس مرض میں مبتلا تھے، جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے داماد اور چچا زاد تھے۔ علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ: آج نبی ﷺ نے کیسے صبح کی ہے؟۔ یہ سوال صحابہ کرام کی نبی ﷺ کے ساتھ چاہت و محبت اور آپ ﷺ کے لیے ان کی فخر مندی کی بنا پر تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

• بارئاً: معافى.

فوائد الحديث:

۱. استحباب السؤال عن حال المريض إذا عسر الوصول إليه.
۲. جواز التفاؤل بالخير للمحبوب.
۳. بيان حرص الصحابة على النبي -صلى الله عليه وسلم-.
۴. استحباب نداء الرجل بكنته والتحبب إليه بها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ھ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ۱۴۲۶ھ. صحيح البخاري -

الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض
الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5912)

اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے، (پناہ چاہتا ہوں) اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہے، اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور کالے ناگ سے، سانپ اور پنکھو سے اور زمین پر رہنے والے (انسانوں اور جنوں) کے شر سے اور جننے والے کے شر اور جس چیز کو جسے اس نے جنا ہے اس کے شر سے۔

يَا أَرْضُ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ
وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدْبُ
عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ، وَمِنْ
الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدِ
وَمَا وَلَدِ

۱۸۰۴. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو فرماتے: «يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَدْبُ عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدٍ» اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہے اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور کالے ناگ سے اور سانپ اور پنکھو سے اور زمین پر رہنے والے (انسانوں اور جنوں) کے شر سے اور جننے والے کے شر اور جس چیز کو اس نے جنا ہے اس کے شر سے۔

۱۸۰۴. الحدیث:

عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا سافر فأقبل الليل، قال: «يا أرض، ربِّي وربُّكَ اللهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدْبُ عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ، وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدِ وَمَا وَلَدٍ».

حدیث کا درجہ: ضعیف

درجة الحدیث: ضعیف

اجمالی معنی:

"یا ارض، ربی وربک اللہ" یعنی جب میرا اور تمہارا خالق اللہ ہے، تو اسی کے شایان شان ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے اور اس کے ساتھ شرک سے پناہ مانگی جائے۔ "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ" یعنی وہ شر جو اللہ کی تقدیر سے تیری ذات میں ہے جیسے دھنسا، زلزلہ، راستے سے گرنا، صحراؤں میں گم ہو جانا۔ "وَشَرِّ مَا خُلِقَ" یعنی اس نقصان سے جو تیرے اندر سے نکلے اور انسان کی ہلاکت کا سبب بنے جیسے درخت اور پانی کی ہلاکت۔ "وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ" یعنی کیرے مکوڑوں وغیرہ سے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس کے بارے میں تنبیہ کرنے کے لیے اسے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

المعنى الإجمالي:

قوله: "يا أرض، ربِّي وربُّكَ اللهُ"، أي: إذا كان خالقي وخالقك هو الله، فهو المستحق أن يلتجأ إليه، ويتعوذ به من شرك، وقوله: "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ"، أي: من شر ما حصل من ذاتك بتقدير الله من الحسف والزلزلة والسقوط عن الطريق والتحير في الفيافي، وقوله: "وَشَرِّ مَا فِيكَ"، أي: من الضرر بأن يخرج منك ما يهلك أحداً من ماء أو نبات، وقوله: "وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ"، أي: من الهوام وغيرها. والحدیث ضعیف، فلا يحتاج إلى كثير شرح، وإنما يُذكر للتنبيه عليه، والله أعلم.

راوي الحدیث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يدب عليك : يمشي ويتحرك من الحيوانات والحشرات مما فيه ضرر.
- أسود : الأسود، قيل: هي العظيمة من الحيات، وهو أخبثها.
- ساكن البلد : هُمُ الحِنُّ الَّذِينَ هُمُ سُكَّانُ الأَرْضِ.
- ومن والد : قيل هو إبليس
- وما ولد : هم الشياطين

فوائد الحديث:

١. الليل مظنة الأذى أكثر من النهار؛ لاستتار المؤذيات في ظلمته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. ضعيف سنن أبي داود؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6182)

يا أم حارثة إنها جنان في الجنة، وإن ابنك
أصاب الفردوس الأعلى

اے ام حارثہ! جنت کے کئی درجات ہیں، تیرے بیٹے نے تو فردوسِ اعلیٰ پائی
ہے۔

۱۸۰۵. الحدیث:

۱۸۰۵. حدیث:

عن أنس - رضي الله عنه -: أن أم الربيع بنت البراء وهي أم حارثة بن سراقه، أتت النبي - صلى الله عليه وسلم - فقالت: يا رسول الله، ألا تُحدِّثني عن حارثة - وكان قتل يوم بدر - فإن كان في الجنة صَبْرَتْ، وإن كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء، فقال: «يا أم حارثة إنها جنان في الجنة، وإن ابنك أصاب الفردوس الأعلى».

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے حارثہ کے بارے کچھ نہیں بتائیں گے؟۔ حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں اور اگر ایسا نہیں تو پھر میں اس پر روؤں دھوؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو تو فردوسِ اعلیٰ ملی ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

جاءت أم حارثة رضي الله عنها تسأل عن حال ابنها بعد أن انتهى القتال فإن كان قد أصاب الجنة صبرت واحتسبت الأجر عند الله وإن كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء كما يفعل غالب النساء، فبشرها النبي عليه السلام بأنه في الجنة وأنه أصاب الفردوس الأعلى منها

ام حارثہ رضی اللہ عنہا لڑائی ختم ہونے کے بعد اپنے بیٹے کے بارے پوچھنے کے لیے آئیں کہ اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی اور اللہ سے اجر کی امید رکھوں گی اور اگر ایسا نہیں تو پھر خوب روؤں جیسے عام طور پر عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے انہیں خوشخبری سنائی کہ وہ جنت میں ہے اور جنت کے بھی اس درجے میں جسے فردوسِ اعلیٰ کہا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- ألا تحدّثني عن حارثة: أي: عن حاله ومآله
- يوم بدر: أي: غزوة بدر التي كانت بين المسلمين وقريش في رمضان ۵.
- فإن كان في الجنة صبرت: أي: يسلمني عنه علمي بشرف مصيره
- وإن كان غير ذلك: أي: وإن كان في النار
- اجتهدت عليه في البكاء: أي: أكثرت البكاء عليه
- جنان: أي: جنات كثيرة
- الفردوس: البستان الذي يجمع كل شيء، والمراد به أنه محل مخصوص في الجنة، وهو أعلاها

فوائد الحديث:

۱. أنّ الجنة جنان ومنازل، وأنّ الشهداء في أعلاها.
۲. فضيلة حارثة - رضي الله عنه -، وأنه أصاب الفردوس الأعلى.
۳. معرفة ما أعد الله للمتقين تُهَوِّنُ مصائب الدنيا على المؤمنين.
۴. من صفات الداعية التبشير والتلطف بمن أصيب بمصيبة.
۵. جواز البكاء على الميت وإن كان قتيل المعركة يظن له الشهادة

٦. إذا رأى المسلم أمراً لا يخالف الشريعة عند أهل الميت لم ينكره ويسكت عنه

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، ١٤١٨. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيلية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، دار الفكر - بيروت.

الرقم الموحد: (6408)

يا أيها الناس، اربَعُوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصمَّ ولا غائباً، إنَّه معكم، إنَّه سميع قريب

اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ بہت سننے والا اور بہت قریب ہے۔

۱۸۰۶. الحدیث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: كنا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فكنا إذا أشرَفْنَا على واد هَلَّلْنَا وكَبَّرْنَا وارتفعت أصواتنا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «يا أيها الناس، اربَعُوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصمَّ ولا غائباً، إنَّه معكم، إنَّه سميع قريب».

۱۸۰۶. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ بہت سننے والا اور بہت قریب ہے۔

درجة الحدیث: صحیح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حدیث أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فكانوا يهللون ويكبرون ويرفعون أصواتهم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أيها الناس اربعوا على أنفسكم -يعني: هونوا عليها، ولا تشقوا على أنفسكم في رفع الصوت؟- فإنكم لا تدعو أصم ولا غائباً، إنما تدعون سمياً قريباً، وهو الله عز وجل لا يحتاج أن تجهدوا أنفسكم في رفع الصوت عند التسبيح والتحميد والتكبير؛ لأن الله تعالى يسمع ويبصر وهو قريب جل وعلا، مع أنه فوق السموات لكنه محيط بكل شيء جل وعلا. قوله: "تدعون سمياً بصيراً قريباً"، وهذه صيغ مبالغة لله؛ لأن له -تعالى- تمام الكمال من هذه الصفات، فلا يفوت سمعه أي حركة وإن خفيت، فيسمع دبيب النملة على الصفاة السماء في ظلمة الليل، وأخفى من ذلك، كما أنه -تعالى- لا يحجب بصره شيء من الحوائل، فهو يسمع نغماتكم وأصوات أنفاسكم، وجميع ما تلتفظون به من كلمات، ويبصر حركاتكم، وهو معكم قريب من داعيه، وهو أيضاً مع جميع خلقه باطلاعه وإحاطته، وهم في قبضته، ومع ذلك

اجمالي معنی:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ وہ لوگ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھے۔ وہ بہ آواز بلند تہلیل و تکبیر کر رہے تھے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "ایہا الناس اربعوا علی أنفسکم"۔ یعنی اپنے آپ پر کچھ نرمی برتو اور آواز بلند کر کے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو۔ تم کسی ایسی ذات کو تو پکار نہیں رہے ہو جو بہری اور غیر موجود ہو بلکہ تم تو ایک سمیع و مجیب اور قریب ذات کو پکار رہے ہو یعنی اللہ عزوجل کو جسے اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ تم تسبیح و تحمید اور تکبیر کہتے ہوئے آواز بلند کر کے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو۔ کیونکہ اللہ سنتا بھی اور دیکھتا بھی اور وہ قریب بھی ہے اگرچہ وہ آسمانوں سے اوپر ہے تاہم وہ ہر شے کو محیط ہے۔ عزوجل - آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "مدعون سمياً بصيراً قريباً" یہ اللہ تعالیٰ کے لیے مبالغے کے صیغے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ میں یہ صفات بدرجہ اتم موجود ہیں چنانچہ کوئی بھی جنبش چاہے وہ کتنی بھی مخفی ہو اس کی سماعت سے نہیں چوکتی۔ وہ رات کے اندھیرے میں چکنے سخت پتھر پر چلتی ہوئی چوٹی کے رینگنے کی آواز کو بھی سنتا ہے بلکہ اس سے بھی مخفی آوازوں کو سنتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ وہ تمہاری سُروں اور تمہارے سانس کی آوازوں اور ہر ان کلمات کو سنتا ہے جو تم بولتے ہو اور تمہاری حرکات کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنے پکارنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ وہ تمام مخلوق سے آگاہ ہے اور ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ سب اس کے قبضہ میں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے عرش پر ہے اور اپنی تمام مخلوقات سے بالاتر ہے۔ اپنی تمام مخلوقات میں سے اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ سمع و بصر اور قرب اللہ کی صفات ہیں جو

هو على عرشه عال فوق جميع مخلوقاته، ولا يخفى عليه خافية في جميع مخلوقاته مهما كانت. والسمع والبصر والقرب صفات ثابتة لله - عز وجل - على الوجه اللائق به، من غير تكيف ولا تمثيل ولا تحريف ولا تأويل.

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ للبخاري

التخريج: أبو موسى الأشعري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أشرفنا على وادٍ : اطلعنا عليه من فوق، أي: أقبلنا عليه.
- هللنا : قلنا: لا إله إلا الله.
- اربعوا : ارفقوا
- كبر : قال الله أكبر

فوائد الحديث:

١. كراهية رفع الصوت بالذكر والدعاء.
٢. إثبات السمع والبصر والقرب لله تعالى بلا تحريف ولا تمثيل، ولا تكيف ولا تعطيل.
٣. تفسير معية الله، وأنها معية علم بكافة الخلق، ورعاية وقرب للمؤمنين.
٤. إشفاق النبي - صلى الله عليه وسلم - على أصحابه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن - الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري؛ للشيخ عبدالله الغنيمان، مكتبة لينة - دمنهور، الطبعة الأولى، ١٤٠٩هـ. صحيح البخاري - الجامع الصحيح -؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقى، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيلية - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6207)

اس دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجْرُؤْنَهَا

۱۸۰۷. حدیث:

۱۸۰۷. الحدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: "اس دن (قیامت کے دن) جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔"

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجْرُؤْنَهَا».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

قیامت کے دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار رسیاں ہوں گی جن سے اسے چلایا جا رہا ہوگا، اور ہر رسی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جو اس کے ذریعے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

يُؤْتَى بِالنَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ حَبْلٍ تَقَادُ بِهِ، وَفِي كُلِّ حَبْلٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجْرُؤْنَهَا بِهِ.

راوی الحدیث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحدیث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يومئذ: هو يوم القيامة.
- زمام: هو ما تقاد به الدابة من حبل وغيره.

فوائد الحدیث:

۱. عظم خلق جہنم.
۲. تفصیل لخلق جہنم، وأن لها أزمة تقاد بها، ولها من يقودها من الملائكة.
۳. بيان عدد الملائكة الذين يجرون جہنم.
۴. يجب الإيمان بخبر الواحد المتعلق بالعقائد والأحكام كهذا الحديث.
۵. تخويف الله لعباده ليتقوه ويعبدوه.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، تحقيق خليل مأمون شبحا- دار المعرفة- بيروت- الطبعة الرابعة ۱۴۲۵هـ. كنوز رياض الصالحين، اشراف حمد العمار، نشر: دار كنوز إشبيلية، الطبعة: الأولى، ۲۰۰۹م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلال، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ۱۴۲۶هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الحن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ۱۴۰۷هـ.

الرقم الموحد: (5463)

أحاديث الفقه

اذھب فانظر إليها، فإنه أجد أن يؤدم بينكما

جاؤا سے دیکھ لو کیوں کہ یہ تمہارے باہمی رشتے کی پائیداری کے لیے نہایت مناسب ہے۔

۱۸۰۸. الحدیث:

۱۸۰۸. حدیث:

عن المغيرة بن شعبة، قال: أتيتُ النبي -صلى الله عليه وسلم فذكرت له امرأةً أخطبُها، فقال: «اذھب فانظر إليها، فإنه أجد أن يؤدم بينكما»، فأتيت امرأة من الأنصار، فخطبْتُها إلى أبيها، وأخبرتُها بقول النبي صلى الله عليه وسلم، فكأنهما كرها ذلك، قال: فسمعت ذلك المرأة، وهي في خدرها، فقالت: إن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرك أن تنظر، فانظر، وإلا فأنشُدك، كأنها أعظمت ذلك، قال: فنظرتُ إليها فتزوجتها، فذكر من موافقتها.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا کہ میں ایک عورت کو نکاح کا پیغام دے رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا "جاؤا سے دیکھ لو کیوں کہ یہ تمہارے باہمی رشتے کی پائیداری کے لیے نہایت مناسب ہے"، چنانچہ میں ایک انصاریہ عورت کے پاس آیا اور اس کے ماں باپ کے ذریعہ سے اسے پیغام دیا اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا، لیکن ایسا معلوم ہوا کہ اس کو یہ بات پسند نہیں آئی، اس عورت نے پس پردہ یہ بات سنی تو کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے، تو تم دیکھ لو، ورنہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دلاتی ہوں، گویا کہ اس نے اس چیز کو بہت بڑا سمجھا، مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور اس سے شادی کر لی، پھر انھوں نے اس کا ہم مزاج ہونا ذکر کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

دل الحديث على استحباب نظر الرجل إلى من يريد أن يتزوجها، وأن ذلك أقرب إلى الوفاق والاتفاق بينهما؛ لأنَّ النظر إليها أولى بالإصلاح وإيقاع الألفة والوفاق بينهما، فيكون تزوجها عن معرفة، فلا يكون بعده ندامة غالبًا، ولهذا جاء المغيرة رضي الله عنه يستشير النبي صلى الله عليه وسلم في نكاح امرأة فأمره بالنظر إليها ليتأكد التوافق بينهما ودل على أنه يجب قبول ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم دون أدنى حرج لأنه لا يأمر صلى الله عليه وسلم إلا بما فيه خير وصلاح.

اس حدیث میں مرد کے لیے اس خاتون کو دیکھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے جس سے وہ نکاح کا امیدوار ہو اور یہ عمل دونوں کے مابین باہمی موافقت اور اتفاق پیدا کرنے کا سب سے انتہائی قریب ترین ذریعہ ہے اور اس کو دیکھنا، دونوں میں باہمی اصلاح قائم کرنے اور الفت و موافقت پیدا کرنے کا موزوں ترین عمل ہے نیز اس کے بعد ہونے والا نکاح علم و آگہی کے ساتھ ہوگا اور عموماً اس کے بعد ندامت و شرمندگی کا سامنا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اس خاتون کو دیکھنے کی ہدایت فرمائی تاکہ دونوں کے مابین موافقت کا حصول یقینی ہو جائے۔ نیز اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ نبی ﷺ سے وارد ہونے والے ہر بات کو ذرہ برابر تامل کیے بغیر قبول کرنا واجب ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے فرامین میں خیر و بھلائی اور درستگی و نیکی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- أجد: أحري وأليق.
- يؤدم: من الأدم وهو الألفة والاتفاق.

- كرها ذلك : أي طُبعا لا إنكارا لأمره -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، ولذا سلمت به المرأة في الأخير لأنه أمر الشرع.
- خَدْرَهَا : سِتْرَهَا، يُرِيدُ أَنَّهَا كَانَتْ بِكْرًا.
- وَإِلَّا فَيَأْتِي أَنْشُدُكَ : أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ أَنْ لَا تَنْظُرَ إِلَيَّ.
- فَذَكَرَ مِنْ مَوَافَقَتِهَا : ذَكَرَ أَنْ تِلْكَ الْمَرْأَةَ وَافَقَتْ طَبْعَهُ؛ لِأَنَّهُ رَأَى قَبْلَ التَّكَاحِ مَا يَدْعُوا مِنْهَا إِلَيْهِ بِقَوْلِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- .

فوائد الحديث:

١. إباحة نظر الخاطب إلى مخطوبته قبل أن يتزوجها؛ وذلك ليكون داعيًا لنكاحها، أو دافعًا لتركها.
٢. مراعاة مصالح العباد بما فيه تنظيم معاشهم ومعادهم.

المصادر والمراجع:

- سنن الترمذي، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبع: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية الطبع: الثانية، ١٤٠٦ - سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة الطبع: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر ت: سمير بن أمين الزهري، دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ - شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبي في شرح المجتبى» للإثيوبي، دار آل بروم، الطبع: الأولى - توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للباسام. مكتبة الأسد، مكة المكرمة. الطبع: الخامسة، ١٤٢٣ هـ - حاشية السندي على سنن ابن ماجه، الناشر: دار الجليل - إنجاح الحاجة لمحمد عبد الغني المجددي الحنفي، الناشر: قديمي كتب خانة - كراتشي - شرح مصابيح السنة للإمام البغوي، ت: لجنة مختصة من المحققين بإشراف: نور الدين طالب، إدارة الثقافة الإسلامية، الطبع: الأولى، ١٤٣٣ هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. الطبع: الأولى، (لمكتبة المعارف)، ١٤١٥ هـ. " مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبع: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م

الرقم الموحد: (58062)

۱۸۰۹. الحدیث:

۱۸۰۹. حدیث:

عن عمر بن الخطاب: أن رجلاً توضأ، فترك موضع طُفْر على قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وَضُوءَكَ» فرجع، ثم صلى.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے وضو کیا تو اپنے پاؤں پر ایک ناخن کی جگہ کو (دھولے بغیر) چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: "واپس جاؤ اور اچھی طرح سے وضو کرو"۔ چنانچہ وہ شخص واپس ہو گیا اور پھر نماز پڑھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يخبر عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أن رجلاً توضأ ولم يتم وضوءه كما أمره الله، بل ترك موضع طُفْر على قَدَمِهِ، فتجاوزه من غير أن يُمَرَّ عليه الماء، فرأى النبي -صلى الله عليه وسلم- ذلك، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يرجع فيتوضأ وضوءاً يأتي به على الوجه المشروع، بحيث لا يترك أي جزء من أجزاء الأعضاء التي يجب استيعابها بالماء، فرجع الرجل فتوضأ ثم صلى.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا، تاہم اس طرح مکمل طور پر نہیں کیا، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؛ بلکہ اپنے پاؤں میں ایک ناخن کے برابر جگہ پر سے پانی گزارے بغیر ہی اسے چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ نے جب یہ دیکھا، تو اسے حکم دیا کہ وہ واپس جا کر پھر سے مشروع طریقے سے وضو کرے، بائیں طور کہ اعضاء وضو کے ان اجزا میں سے کسی بھی جز کو نہ چھوڑے، جن تک پوری طرح سے پانی بہانا واجب ہے۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر دوبارہ وضو کیا اور پھر نماز پڑھی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

• قَدَمَهُ: القَدَم ما يَطُّ الأَرْض من رِجْلِ الإنسان.

فوائد الحديث:

۱. تعيّن الماء في الوضوء؛ فلا يقوم غيره مقامه.
۲. وجوب المبادرة إلى الأمر بالمعروف، وإرشاد الجاهل والغافل؛ لتصحيح عبادته.
۳. حسن طريقة النبي -صلى الله عليه وسلم- في إنكار المنكر.
۴. وجوب تعميم أعضاء الوضوء بالماء، وأن من ترك جزءاً من العضو -ولو يسيراً- لم يصح معه الوضوء ولزمته الإعادة إذا كان الفاصل طويلاً.
۵. مشروعية إحسان الوضوء، وذلك بإتمامه وإسبأغه على الوجه المأمور به شرعاً.
۶. أن القدمين من أعضاء الوضوء، وأنه لا يكفي فيهما المسح، بل لابد من الغسل؛ كما جاء صريحاً (يا أيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا برؤوسكم وأرجلكم إلى الكعبين) [المائدة: ۶] الأرجل معطوفة على الوجوه لذلك نصبت.
۷. وجوب الموالاة بين أعضاء الوضوء؛ فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمره بأن يرجع ليحسن وضوءه كله، من أجل تأخير غسل الرجل عن بقية الأعضاء، ولو لم تعتبر الموالاة لاقتصر على أمره بغسل ما تركه فقط. والموالاة: أن لا يؤخر غسل عضو حتى يندشف الذي قبله في زمن معتدل.
۸. أن الجهل والنسيان لا يسقطان الواجب، وإنما يسقطان الإثم؛ فهذا الرجل الذي لم يُسبغ وضوءه لجهله لم يسقط عنه النبي -صلى الله عليه وسلم- الواجب، وهو الوضوء، وإنما أمره أن يحسنه، أي: يعيده كما جاء صريحاً في الرواية الأخرى.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإمام بفقته الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسد، مكة المكرمة، الطبعة: الخامسة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (8386)

استنزھوا من البول؛ فإن عامة عذاب القبر منه

پیشاب (کے پھینٹوں) سے بچو؛ کیوں کہ عموماً قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

۱۸۱۰. الحدیث:

۱۸۱۰. حدیث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - مرفوعاً: «استنزھوا من البول؛ فإنَّ عامَّةَ عذاب القبر منه».

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پیشاب (کے پھینٹوں) سے بچو؛ کیوں کہ عموماً قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يبين لنا النبي - صلى الله عليه وسلم - في هذا الحديث أحد أسباب عذاب القبر، وهو الأكثر شيوعاً، ألا وهو عدم الاستنزاه والطهارة من البول.

اس حدیث میں نبی ﷺ عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک سبب کو ہمارے لیے بیان فرما رہے ہیں، جو کہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے، یعنی پیشاب سے نہ بچنا اور اس سے پاک صاف نہ رہنا۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- استنزھوا: اطلبوا النزاهة بابتعادكم عن البول.
- عامة: أكثر.

فوائد الحديث:

۱. الحرص على التنزه والابتعاد من البول، بأن لا يصيبه في بدنه ولا ثوبه.
۲. الأفضل المبادرة بغسله، والطهارة منه بعد إصابته؛ لئلا تصاحبه النجاسة، أما وجوب إزالتها فيكون عند الصلاة.
۳. أن البول نجس، فإذا أصاب بدنًا أو ثوبًا أو بقعة، نجسها؛ فلا تصح بذلك الصلاة؛ لأن الطهارة من النجاسة أحد شروطها.
۴. أن ترك التنزه من البول من كبائر الذنوب.
۵. ثبوت عذاب القبر، وهو ثابت بالكتاب والسنة والإجماع.
۶. إثبات الجزاء في الآخرة، فأول مراحل الآخرة هي القبور، فالقبر: إما روضة من رياض الجنة، أو حفرة من حفر النار.

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الرنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۴م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسيدي، مكة المكرمة، الطبعة: الخامسة ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ۱۴۲۸ھ، ۱۴۳۲ھ. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين - المكتبة الإسلامية القاهرة - تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي - الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ.

الرقم الموحد: (10044)

۱۸۱۱. الحديث:

۱۸۱۱. حدیث:

عن ابن عباس أن امرأة ثابت بن قيس أتت النبي - صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، ثابت بن قيس، ما أعتب عليه في خُلُقٍ ولا دينٍ، ولكني أكره الكفر في الإسلام، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أتردين عليه حديقته؟» قالت: نعم، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اقبل الحديقة وطلقها تطليقة».

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی "یا رسول اللہ مجھے ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے، البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔" اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟" اس نے کہا: "جی ہاں۔" رسول اللہ ﷺ نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: "باغ قبول کرلو اور اسے ایک طلاق دے دو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

أفاد هذا الحديث أن امرأة ثابت بن قيس -رضي الله عنه وعنهما- وكان ثابت من خيار الصحابة: جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأخبرته أنها لا تنكر من أمر ثابت -رضي الله عنه- خُلُقًا ولا دينًا، فهو من أحسن الصحابة خلقًا وديانًا، ولكنها كرهت إن بقيت معه أن يحصل منها كفران العشير بالتقصير في حقه، وكفران العشير مخالف لشرع الله، و كان سبب كراهتها له دَمَامَةٌ خَلَقَتْهُ -رضي الله عنه- كما في بعض الروايات، فلم يكن جميلًا، فعرض -عليه الصلاة والسلام- على ثابت أن ترد عليه امرأته الحديقة التي أعطها إياها مهرًا، ويطلقها تطليقة تكون بها بائنًا، ففعل -رضي الله عنه-، وهذا الحديث أصل في باب الخلع عند الفقهاء -رحمهم الله-.

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جو اکابر صحابہ میں سے تھے، ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ثابت رضی اللہ عنہ میں انہیں ان کے اخلاق یا دین کے اعتبار سے کوئی بھی بات ناپسند نہیں ہے۔ اخلاقی اور دینی لحاظ سے وہ بہترین صحابہ میں سے ہیں تاہم انہیں یہ ناپسند ہے کہ اگر وہ ان کے ساتھ رہیں تو کہیں ان کے حق میں کوتاہی کی وجہ سے وہ خاوند کی نافرمانی کی مرتکب نہ ہو جائیں جب کہ خاوند کی نافرمانی اللہ کی شریعت کے مخالف ہے۔ ان کی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جسمانی طور پر بد نما تھے اور خوبصورت نہیں تھے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ان کی بیوی انہیں وہ باغ واپس کر دیتی ہے جو انہوں نے اسے بطور مہر دیا تھا اور وہ انہیں ایک طلاق دے دیں جس سے وہ ان سے الگ ہو جائے۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے ایسا کر لیا۔ فقہاء رحمہم اللہ کے ہاں یہ حدیث خلع کے باب میں بنیادی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ما أعيب عليه: ما أجد عيبًا فيه، لا في دينه، ولا في خلقه وعشرته.
- خُلُقٍ: بضم الخاء المعجمة، وضم اللام: صفات حميدة باطنة، ينشأ عنها معاشره كريمة.
- أكره الكفر في الإسلام: المراد بالكفر: كفران العشير والتقصير فيما يجب له بسبب شدة البغض له.
- حديقته: هو البستان يكون عليه حائط، وكان قد أصدقها بستانًا.

• اقبل الحديقة وطلقها تطليقة : والأمر له أمر إيجاب ما دام أنه تعذرت العشرة بينهما، فيطلقها تطليقة واحدة ولا يزيد وهي طلقة بائنة.

فوائد الحديث:

١. ثبوت الخلع، وأنه فرقة جائزة في الشريعة بأن تفتدي الزوجة بما تدفعه للزوج مقابل الفسخ.
٢. أن طلب الزوجة للخلع مباح إذا كرهت الزوج، إما لسوء عشرته معها، أو دمامته، أو نحو ذلك من الأمور المنفرة.
٣. قيد بعض العلماء الإباحة للزوجة بالطلب بما إذا لم يكن زوجها يجبهها، فإن كان يجبهها، فيستحب لها الصبر عليه.
٤. أنه ينبغي للزوج إجابة طلبها إلى الخلع إذا طلبته؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "اقبل الحديقة، وطلقها تطليقة".
٥. يجب أن يكون الخلع على عوض؛ لقوله تعالى -صلى الله عليه وسلم-: "اقبل الحديقة، وطلقها تطليقة".
٦. أنه لا بد في الخلع من صيغة قولية؛ لقوله: "وطلقها تطليقة".
٧. يستدل بالحديث على أنه يجوز إيقاع الخلع زمن الحيض، لأن النبي -عليه الصلاة والسلام- لم يستفصل امرأة ثابت أهي على طهر أم حيض، فدل ذلك على الجواز.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان- طبعة دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤٢٨. - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسد- مكة المكرمة -الطبعة: الخامسة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإمام بفقهاء الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام سليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسماعيل بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58133)

اقتلوا الأسودين في الصلاة: الحية، والعقرب

نماز میں دو سیاہوں (یعنی) سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔

۱۸۱۴. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم-: «اقتلوا الأسودين في الصلاة: الحية، والعقرب».

۱۸۱۴. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں دونوں کالوں (یعنی) سانپ اور بچھو کو (اگر دیکھو تو) مار ڈالو۔“

درجة الحديث: صحيح

حديث كادرجم: صحيح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف استحباب قتل الحية والعقرب حال الصلاة؛ لأنه ورد الأمر بذلك وذلك لأن حركة القتل محدودة لا تبطل الصلاة.

اجمالي معنی:

حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنا مستحب ہے۔ کیوں کہ اس کا حکم وارد ہوا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ قتل کے لیے درکار حرکت محدود ہوتی ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي النسائي ابن ماجه أحمد الدارمي.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- اقتلوا الأسودين: تثنية أسود، يطلق على الحية والعقرب على أي لون كانا، ولو لم يكونا أسودين، وتسميتهما بذلك من باب التغليب؛ لأن المسمى بالأسود في الأصل: الحية.
- الحية والعقرب: بيان للأسودين، والحية: دابة من الزواحف، طويلة البطن، جسمها محرشف، عديم الأطراف، وهي أنواع، بعضها أخبث من بعض، وهي تلدغ بواسطة العَضِّ بفمها، ثم تفرز مادة سامة تنتقل إلى اللدغ. والعقرب: دابة معروفة، تلسع بشوكة في طرف ذيلها، تفرز مادة سامة، وهو لفظ يطلق على الذكر والأنثى.

فوائد الحديث:

۱. استحباب قتل الحية والعقرب في الصلاة.
۲. أنّ هذه حركة قليلة محمودة، فلا تبطل الصلاة ولا تنقصها، ولو لم تكن من مصلحة الصلاة.
۳. مشروعية قتل كل مؤذ من الهوام وغيرها، في الصلاة أو خارجها؛ فإنّه إذا استحَب قتل هذه الفواسق في الصلاة، فقتلها خارجها يكون أولى.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت. السنن، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تعليق: محمود خليل، مكتبة أبي المعاطي. السنن، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي، تحقيق: عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الثانية، ۱۴۰۶هـ - ۱۹۸۶م. مسند أحمد بن حنبل، لإبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي، تأليف الإمام أبي مُحَمَّد عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَضْلِ الدَّارِمِيِّ، تحقيق: حسين سليم أسد. تسهيل الإمام بفقہ الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ۱، ۱۴۲۷هـ/۲۰۰۶م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسد، مكة، ط الخامسة ۱۴۲۳هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ۱، ۱۴۲۷هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10657)

شادی شدہ لڑکی، اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأمر،
وإذنها سكوتها

۱۸۱۳. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "شادی شدہ لڑکی، اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔"

۱۸۱۳. الحدیث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الثَّيْبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا».

حدیث کا درجہ: صحیح

درجة الحديث: صحيح

اجمالی معنی:

المعنى الإجمالي:

اس حدیث میں اس مسئلہ کی رہنمائی ملتی ہے کہ شادی شدہ لڑکی اپنی شادی کی اجازت کے تئیں اپنے ولی کے مقابلہ میں از خود زیادہ حق دار ہے اور یہ اس معنی میں کہ اس کے زبانی اقرار کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ولی سے زیادہ اپنا نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے اور اگر وہ نکاح کے لیے راضی نہ ہو تو اس شادی شدہ کے ساتھ ولی کو کوئی اختیار نہیں رہتا اور بالغ کنواری لڑکی سے اس کا ولی، اس کے نکاح کی اجازت طلب کرے گا اور اس کی خاموشی ہی اس کی جانب سے اجازت اور اس کا اقرار ہے اور نیال رہے کہ اس کا نکاح بھی زبردستی کرنا جائز نہیں۔

دل الحديث على أن الثيب أحق بنفسها من وليها في الإذن بمعنى أنه لا يزوجها حتى تآذن له بالنطق لأنها أحق منه بالعقد فإن لم ترض فليس للولي مع الثيب أمر. والبكر البالغ يستأذنها وليها في تزويجها. وإذنها سكوتها. وسكوتها إقرارها ولا يجوز إجبارها.

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الثَّيْبُ : يطلق على الذكر والأنثى، وهو من ليس ببكر.
- أحق بنفسها : صيغة التفضيل المقتضية للمشاركة في الحق، والمعنى أن لها في نفسها في النكاح حقًا، ولوليها حقًا، وحقها أوكد من حقه، فلو أراد تزويجها كفاً وامتنعت لم تجبر. ولو أرادت الزواج من كفاء فامتنع الولي أجبر، فإن أصر زوجها القاضي.
- البكر : بكسر الباء جمعه أبكار، وهو الذي لم يتزوج من ذكر وأنثى
- وليها : الولي هو أقرب الرجال إلى المرأة من عصبتها
- حتى تستأمر : من الاستئثار طلب الأمر، أي حتى يؤخذ أمرها.

فوائد الحديث:

۱. الثَّيْبِي عن نكاح الثيب قبل استئثارها، وإذنها في ذلك إذناً صريحاً، وقد ورد الثَّيْبِي بصيغة النفي، ليكون أبلغ، فيكون عقد النكاح الخالي من إذنها باطلاً.
۲. الثَّيْبِي عن نكاح البكر قبل استئثارها، ويقتضي طلب إذنها فيه، أن نكاحها بدونها باطل أيضاً.
۳. يفيد طلب إذنها أن المراد بها البنت البالغة التي عرفت أمور النكاح، والزواج الصالح من غيره؛ ليكون لإذنها اعتباراً ومعنى، هذه هي التي يؤخذ إذنها.
۴. البكر يكفي في إذنها السكوت؛ لحياها غالباً عن النطق، والأحسن أن يجعل لموافقها بالسكوت أجلاً، تعلم به أنها بعد انتهاء مدته راضية، يعتبر سكوتها إذناً منها وموافقةً.

٥. لا يكفي في استثمار الشيب واستئذان البكر مجرد الإخبار بالزواج، واسم الزوج، بل لابد من تعريفها بالزوج تعريفاً كاملاً.
٦. حكمة الشرع في التفريق بين الشيب والبكر.
٧. مراعاة العلل والمعاني في الأحكام، ووجهه: أنه إنما فرق بين البكر والشيب؛ لأن البكر تستحي غالباً ولا تتمكن من المشاورة والائتمار فجعل لها الإذن فقط.
٨. الحديث دليل على اشتراط الولي في النكاح. لمجيء صيغة التفضيل الدالة على المشاركة والمفاضلة.

المصادر والمراجع:

- صحيح مسلم. ط دار إحياء التراث العربي. تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للبسام. مكتبة الأسيدي، مكة المكرمة. الطبعة: الخامسة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القيس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي. المكتبة التجارية الكبرى، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبيح بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ١٤٣١ هـ - تسهيل الامام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (58068)

۱۸۱۴. الحدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "العائد في هبته، كالعائد في قيئه". وفي لفظ: "فإن الذي يعود في صدقته: كالكلب يقيء ثم يعود في قيئه".

۱۸۱۴. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنا دیا ہوا بدیہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کو چاٹنے والا (کتا) ہو۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ جو شخص صدقہ کر کے واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ضرب النبي صلى الله عليه وسلم مثلاً للتنفير من العود في الهدية بأبشع صورة وهي أن العائد فيها، كالكلب الذي يقيء ثم يعود إلى قيئه فيأكله مما يدل على بشاعة هذه الحال وخستها، ودناءة مرتكبها.

اجمالي معنى:

آپ ﷺ نے بدیہ واپس لینے سے نفرت دلانے کے لیے بہت بُری مثال بیان فرمائی ہے کہ بدیہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرے اور اس کی طرف لوٹ کر اسے چاٹتا ہے۔ یہ مثال اس کی بُرائی، شاعت اور اوچھے پن پر دلالت کرتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- العائد في هبته: هنا مشبه ومشبه به، المشبه: العائد الذي يرجع في هديته، والمشبه به: الكلب، والجامع بينهما: أشار إليه بقوله: "يقيء ثم يعود في قيئه" أي كالكلب في رجوعه في قيئه، يعني: أن الكلب يقيء ما في بطنه من الطعام ثم يرجع فيأكل هذا القيء، وذلك لأن الكلب إذا جاع أكل ما يليه، فأى شيء يصادفه يأكله.
- "يقيء": مصدر قاء: أي أخرج ما بداخل بطنه من فمه.
- ثم يعود في قيئه: أي ما تقيأه، أي يعود يأكل في قيئه.

فوائد الحديث:

- ۱- الحديث دليل على تحريم العود في الهبة، لأن هذا من لؤم الطبع والدناءة، يقول ابن دقيق العيد: وقد ورد التشديد في التشبيه من وجهين: أحدهما: تشبيه الراجع بالكلب. الثاني: تشبيه الرجوع فيه بالقيء.
- ۲- التنفير من ذلك بهذا المثل الذي هو الغاية في البشاعة والدناءة.
- ۳- استثنى جمهور العلماء من تحريم العود في الهبة ما يهبه الوالد لولده، فإن له الرجوع في ذلك، عملاً بما في السنة من استثناء الوالد مع ولده.
- ۴- أنه لا فرق بين كون الراجع غنياً أو فقيراً، فلو افتقر الواهب ثم أراد أن يرجع على الموهوب له، قلنا: لا يجوز.
- ۵- لا فرق بين أن يرجع على الموهوب له بصيغة صريحة أو بحيلة، مثال الصيغة الصريحة: أن يذهب إليه ويقول: أعطني ما وهبتك. والحيلة: أن يشتريه منه بأقل من ثمنه.

المصادر والمراجع:

- صحيح البخاري - الجامع الصحيح؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۲هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ۱۴۱۷هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام- عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ۱۴۲۶هـ. - منحة العلام

في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان - طبعة دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤٢٨ - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن
عثيمين - المكتبة الإسلامية القاهرة - تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي - الطبعة الأولى ١٤٢٧ -
الرقم الموحد: (6074)

الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم، وأن
يستن، وأن يمس طيباً إن وجد

جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے۔ نیز یہ کہ مسواک کرے اور اگر
خوش بو میسر ہو تو لگائے۔

۱۸۱۵. الحدیث:

عن عمرو بن سليم الأنصاري قال: أشهد على أبي
سعيد قال: أشهد على رسول الله -صلى الله عليه
وسلم- قال: «الغسل يوم الجمعة واجب على كل
مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طَيْبًا إِنْ وَجَدَ».

۱۸۱۵. حدیث:

عمرو بن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: "جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے۔ نیز یہ کہ مسواک کرے اور اگر
خوش بو میسر ہو تو لگائے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اجمالی معنی:

يقول أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-: "أشهد على
رسول الله -صلى الله عليه وسلم- "أي أخبركم عن
النبي -صلى الله عليه وسلم- خبراً أكيداً صادراً عن
يقين وعلم قاطع، أنه -صلى الله عليه وسلم- قال:
"الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" أي: الغسل
يوم الجمعة متأكد على كل ذكر بالغ من المسلمين
مطلقاً، جامع أو لم يجامع، أجنب أو لم يجنب،
ويخرجه من الوجوب حديث سمرة بن جندب -رضي
الله عنه- مرفوعاً: "من توضأ يوم الجمعة فيها ونعمت،
ومن اغتسل فهو أفضل"، أي: من اكتفى يوم الجمعة
بالوضوء فقد أخذ بالرخصة، وأجزأه الوضوء، ونعمت
الرخصة، ومن اغتسل، فالغسل أفضل؛ لأنه سنة
مستحبة. قوله: "وأن يستن" أي: وأن يستاك، من
الاستنان وهو الاستياك. وأما قوله: "وأن يمس طيباً إن
وجد" فيعني: وأن يتطيب بأي رائحة عطرية،
والجملتان معطوفتان على الجملة الأولى.

ابو سعید خدری فرماتے ہیں: "أشهد على رسول الله صلي الله عليه وسلم" یعنی میں تمہیں
رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ایک یقینی اور علم قطعی پر مشتمل خبر دیتا ہوں اور وہ
یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" یعنی
جمعہ کے دن مطلق طور پر ہر بالغ مسلمان مرد پر غسل واجب ہے؛ چاہے اس نے
جامع کیا ہو یا نہ کیا ہو، جنبی ہو یا نہ ہو۔ جب کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث
عدم ووجوب پر دلالت کرتی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس
نے جمعے کے دن وضو کیا، اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور
جس نے غسل کیا، تو یہ افضل ہے۔" یعنی جس نے جمعے کے دن وضو پر اکتفا کیا، اس
نے رخصت کو اختیار کیا اور اس کے لیے وضو کافی ہے اور یہ رخصت بھی سنت
ہے۔ البتہ اگر کوئی غسل کرے، تو یہ افضل ہے؛ کیوں کہ یہ پسندیدہ سنت ہے۔ آپ
نے فرمایا: "وأن يستن" یعنی مسواک کرے۔ یہ استنان اسے ہے، جس کے معنی
ہیں مسواک کرنا۔ آپ نے فرمایا: "وأن يمس طيباً إن وجد" یعنی کوئی بھی خوشبودار
شے میسر ہونے پر استعمال کرے۔ دونوں جملوں کا عطف پہلے جملے پر ہوا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- واجب: متأكد، وليس المراد هنا اللزوم، ولكن أصل معنى واجب ما يثاب فاعله امتثالاً، ويستحق العقاب تاركه.
- مُحْتَلِمٌ: بالغ، سواء كان ذكراً أو أُنثى.
- يَسْتَنُّ: يَسْتَاكُ.

فوائد الحديث:

١. غسل الجمعة لا يجزئ قبل طلوع الفجر؛ لقوله: "يوم الجمعة".
٢. تأكد استحباب غسل يوم الجمعة على كل رجل بالغ، شريطة أن يكون قاصدا الجمعة.
٣. لما كان المقصود الأول من الاغتسال التَّنَظْفِ والتَّجْمَلِ والتَّهَيُّؤُ لحضور هذا الحُجْمَعِ العظيم، كان من المُنَاسِبِ الاغتسال قبلها لا بعدها، وهو وقتها الشرعي.
٤. أن التَّنَظْفِ وإزالة الروائح الكريهة مطلوبة شرعا للمسلم خاصة عندما يحضر الاجتماعات الدينية، كيوم الجمعة ويوم العيد وصلاة الجماعة، فالإسلام دين التَّنَظْفِ والجمال والآداب الطَّيِّبَةِ الحسنة.
٥. تعظيم هذا اليوم الجليل، ويكونُ تعظيمُهُ بشعور القلب بذلك، وبالاستعداد للصلاة، واجتماعه بالغُسلِ والطيب واللباس الحسن، والتفرُّغ للعبادة فيه.
٦. استحباب الاستيَّاك للجمعة، وأنه من الأمور المؤكدة.
٧. يُخَصُّ من الحديث المرأة إذا راحت للجمعة فإنه لا يجوز لها التَّطْيِبُ؛ لدلالة السُّنَّةِ على ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مختار الصحاح، زين الدين محمد بن أبي بكر الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، الناشر: المكتبة العصرية، الدار النموذجية، بيروت، صيدا، الطبعة: الخامسة ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩م. شرح صحيح البخاري لابن بطلال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض، السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسد، مكة المكرمة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإمام بقره الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (10036)

اللهم اهدنا فيمن هديت، وعافنا فيمن عافيت، وتولنا فيمن توليت، وبارك لنا فيما
 اعطيت، وقنا شر ما قضيت، انك تقضي ولا يقضى عليك، انه لا يذل من واليت،
 تباركت ربنا وتعاليت۔ ترجمہ: ”اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کر کے)
 ہدایت دے جنہیں تو نے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں میں (شامل کر کے)
 عافیت عطا فرما جن کو تو نے عافیت عطا کی، اور میری نگرانی فرما ان لوگوں
 میں (شامل کر کے) جن کا تو ننگراں بنا، اور جو تو نے دیا ہے اس میں میرے لیے
 برکت عطا فرما، اور جس کا تو نے فیصلہ فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس
 لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، اور تو جس
 سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور
 بلند و بالا ہے۔“

اللَّهُمَّ اهدنا فيمن هديت، وعافنا فيمن عافيت،
 وتولنا فيمن توليت، وبارك لنا فيما أعطيت،
 وقنا شر ما قضيت، انك تقضي ولا يقضى
 عليك، انه لا يذل من واليت، تباركت ربنا
 وتعاليت

۱۸۱۶۔ حدیث:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صبح کی نماز
 میں پڑھنے کے لیے دعائے قنوت سکھایا کرتے تھے: ”اللهم اهدني فيمن هديت،
 وعافني فيمن عافيت، وتولني فيمن توليت، وبارك لي فيما أعطيت، وقني شر ما قضيت،
 انك تقضي ولا يقضى عليك، انه لا يذل من واليت، ولا يعز من عاديت، تباركت ربنا
 وتعاليت۔“ ترجمہ: ”اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کر کے) ہدایت دے
 جنہیں تو نے ہدایت بخشی، مجھے ان لوگوں میں (شامل کر کے) عافیت عطا فرما جن کو تو
 نے عافیت عطا کی، اور میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کر کے) جن کا تو ننگراں
 بنا اور جو تو نے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اور جس کا تو نے فیصلہ فرما
 دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی
 فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور تو جس
 سے دشمنی کرے وہ عزت نہیں پاسکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و
 بالا ہے۔“

۱۸۱۶۔ الحدیث:

عن عبد الله بن عباس -رضي اله عنهما- قال: كان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم- يُعَلِّمُنَا دعاء ندعو
 به في القنوت من صلاة الصبح: "اللَّهُمَّ اهدني فيمن
 هديت، وعافني فيمن عافيت، وتولني فيمن توليت،
 وبارك لي فيما أعطيت، وقني شر ما قضيت، انك
 تقضي ولا يقضى عليك، انه لا يذل من واليت، ولا
 يعز من عاديت، تباركت ربنا وتعاليت"۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

درجۃ الحدیث: ضعیف

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صحابہ کو بطور تعلیم جو جامع دعائیں تھیں وہی گئیں
 ان میں سے ایک دعائے قنوت ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا
 ہے۔ حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے نماز فجر میں اس کا التزام مشروع نہیں
 ہے لیکن اس کے الفاظ کے معانی کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی مانع نہیں: ”فی
 القنوت“ (قنوت میں)۔ قنوت کا کئی معانی پر اطلاق ہوتا ہے جب کہ یہاں پر مخصوص

المعنی الإجمالی:

كان من هديه -عليه السلام- تعليم أصحابه جوامع
 الدعاء ومن بينها دعاء القنوت الذي رواه ابن عباس
 -رضي الله عنهما-، ولكنه حديث ضعيف فلا يشرع
 التزام هذا الدعاء في صلاة الصبح، ولا يمنع ذلك من
 التعرف على معاني ألفاظه: (في القنوت)، القنوت

حالت قیام میں دعا کرنا مراد ہے۔ ”اللهم اهدنی“ (یا اللہ مجھے ہدایت دے)۔ یعنی مجھے ہدایت پر ثابت قدم فرما، یا مزید اسباب ہدایت عطا فرما۔ ”فیمن ہدیت“ (ان لوگوں میں شامل کر کے جنہیں تو نے ہدایت دی) یعنی جن کو ہدایت سے سرفراز کیا، یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی انبیاء اور اولیاء کے ساتھ۔ یہ قول: ”وعافنی“ (مجھے عافیت عطا فرما) یعنی ہمارے ساتھ ایسی عافیت کا معاملہ فرما جس سے برائی دور رہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ: (وتولنی) (تو میرا نگران بن جا) یعنی میرے معاملے کا والی بن جا اور اس کی اصلاح فرما دے۔ ”فیمن تولیت“ (جن کا تو والی و نگران بنا ہے) یعنی جن کے معاملات کا تو والی بن گیا ہے اور مجھے میرے بھروسے پر نہ چھوڑنا۔ ”وبارک“ (اور برکت دے) یعنی خیر کثیر سے نواز۔ ”لی“ (میرے لیے) یعنی جو میرے لیے نفع مند ہو۔ ”فیما أعطیت“ (جو تو نے مجھے عطا کیا) یعنی جو کچھ بھی تو نے مجھے عمر، مال، علم اور اعمال کی شکل میں عنایت کیا ہے۔ اس کا یہ بھی معنی ہے کہ دنیا و آخرت میں جو کچھ تو عطا کرے اس میں برکت پیدا فرما دے۔ ”وقتی“ (مجھے بچالے) یعنی مجھے محفوظ فرما دے۔ ”شر ما قضیت“ (اس شر سے جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے) یعنی جس شر کا تو نے فیصلہ کر لیا اور اسے میرے حق میں مقدر کر دیا ہے۔ ”تقضی“ (تیرا فیصلہ) یعنی جس کو تو مقدر کر دے یا اپنے جس ارادے کا حکم دے دے۔ ”ولا یقضی علیک“ (تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا) یعنی تیرے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی تیرے حکم کا بچھا کیا جاسکتا ہے۔ تجھ پر کوئی چیز واجب نہیں ہاں اگر تو خود اپنے وعدے کے مطابق اپنے اوپر کوئی چیز کو لازم کر لے۔ ”إنہ“ (بے شک وہ) یعنی اس کی شان۔ اور بعض روایات میں واؤ کے اضافہ کے ساتھ (وانہ) ہے۔ ”لا یذلل“ (ذلیل نہیں) یعنی وہ ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا۔ ”من والیت“ (جس کو تو دوست بنا لے)۔ موالات (دوستی) معادات (دشمنی) کی ضد ہوتی ہے۔ یہ ”جس سے تیری دشمنی ہو جائے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا“ کے مقابلے کے طور پر ہے، جیسا کہ بعض روایات میں موجود ہے۔ امام بیہقی نے اضافہ کیا ہے یعنی طبرانی میں کئی طرق سے وارد ہے۔ ”ولا یعز من عادیة“ (وہ عزت نہیں پاسکتا جس سے تو دشمنی کر لے)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کو تو نے اپنا دوست بنا لیا ہے ان کو آخرت میں تو ذلیل نہیں کرے گا۔ یا پھر مطلقاً ذلت سے مراد وہ آزمائشیں ہیں جن کا ظاہری طور پر (اللہ کے وہ بندے) شکار ہوئے اور ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا جنہوں نے ان کو ظاہری طور پر ذلیل و رسوا کیا۔ کیوں کہ آخر کار رفعت و عزت اللہ کے نزدیک اس کے اولیاء کی ہی ہے لوگوں کے یہاں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام عجیب و غریب آزمائشوں کا شکار ہوئے (اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیا میں ذلیل ہوئے)۔ اور وہ شخص جس سے تو دشمنی کرے وہ

یطلق علی معان، والمراد به ههنا الدعاء في محل مخصوص من القيام. (اللَّهُمَّ اهدني) أي ثبتني على الهداية، أو زدني من أسباب الهداية. (فیمن ہدیت) أي في جملة من هديتهم، أو هديته من الأنبياء والأولياء، قوله: (وعافني) من المعافاة التي هي دفع السوء، وأما قوله -صلى الله عليه وسلم-: (وتولني) أي تول أمري وأصلحه. (فیمن تولیت) أمورهم ولا تكلني إلى نفسي. (وبارك) أي أكثر الخير. (لي) أي لمنفعتي. (فیما أعطیت) أي فيما أعطيتني من العمر والمال والعلوم والأعمال. والمعنى أوقع البركة فيما أعطيتني من خير الدارين. (وقني) أي احفظني من شر ما قضيت) أي شر ما قضيته أي قدرته لي، (تقضي) أي تقدر أو تحكم بكل ما أردت (ولا يُقضى عليك) أي: لا يقع حكم أحد عليك، فلا معقب لحكمك ولا يجب عليك شيء إلا ما أوجبهته على نفسك بمقتضى وعدك. (إنه) أي الشأن، وفي بعض الروايات: وإنه بزيادة الواو، (لا يذل) أي لا يصير ذليلاً (من واليت) الموالاة ضد المعادة، وهذا في مقابلة: لا يعز من عاديته، كما جاء في بعض الروايات، زاد البيهقي، وكذا الطبراني من عدة طرق: "ولا يعز من عاديته"، قال ابن حجر: أي لا يذل من واليت من عبادك في الآخرة أو مطلقاً وإن ابتلي بما ابتلي به، وسلط عليه من أهانه وأذله باعتبار الظاهر؛ لأن ذلك غاية الرفعة والعزة عند الله وعند أوليائه، ولا عبرة إلا بهم، ومن ثم وقع للأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- من الامتحانات العجيبة ما هو مشهور، ولا يعز من عاديته في الآخرة أو مطلقاً وإن أعطي من نعيم الدنيا وملكها ما أعطي، لكونه لم يمتثل أوامرک، ولم يجتنب نواهيک. وختم الحديث بقوله: (تبارکت) أي تكاثر خيرک في الدارين. (ربنا) أي يا ربنا. (وتعاليت) أي ارتفع عظمتك وظهر قهرک وقدرتك على من في الكونين.

عزت نہیں پاسکتا آخرت میں یا مطلق طور پر، چاہے اس کو دنیا کی نعمتیں اور بادشاہت بھی مل جائے، کیونکہ وہ تیرے حکم کے تابع نہیں اور تیرے منغ کردہ امور سے اجتناب نہیں کرتا۔ پھر یہ حدیث اس قول کے ساتھ ختم ہوتی ہے ”تبارکت“ (تو بابرکت ہے) یعنی دنیا و آخرت میں خیر کثیر تیرے پاس ہی ہے۔ ”رَبَّنَا“ (ہمارے رب) یعنی اے ہمارے رب! ”وتعالیت“ (تو بلند ہے) یعنی تو اپنی عظمت کے اعتبار سے عظیم تر ہے اور کونین کے اندر رہنے والوں میں تیری قدرت اور قہر کا دیدہ و غلغلہ ہے۔

راوی الحدیث: رواہ البیہقی.

التخریج: عبد اللہ بن عباس -رضی اللہ عنہما-

مصدر متن الحدیث: السنن الکبری للبیہقی.

معانی المفردات:

- فیمن ہدیت : من النبیین، والصدیقین، والشہداء، والصالحین، و"فی" فی ہذہ الفقرة والتی بعدہا بمعنی "مع".
- عافی : احفظنی من کل نقص ظاہر، أو باطن فی الدنیا والآخرة، واجعلنی مندرجاً فیمن عافیت.
- تولی : بحفظک عن کل مخالفة، ونظر إلى غیرک، واجعلنی مندرجاً فیمن تولیت، والموالاة ضد المعاداة.
- باریک لی : أنزل عَلَيَّ بركتک العظمی، من التشریف والکرامة، وزدنی من فضلك.
- قنی : اجعل لی وقایةً من عندک، تقینی شر ما خلقتہ ودبرته.
- إنک تقضی : تعلیل لما قبلہ؛ إذ لا یعطی تلك الأمور المهمة العظام إلا من کملت قدرته وقضاؤه، ولم یوجد منها شیء فی غیر اللہ تعالی.
- لا یذل : أي: لا یضعف ولا یهون من والیت، والذل ضد العز.
- لا یعز : بفتح الیاء وكسر العین؛ أي: لا ینتصر من عادیت، فهو ضد الذل.
- تبارکت : تعاضمت وتزاید برك وإحسانک، وکثر خیرک.
- تعالیت : تنزهاً عما لا یلیق بک.

فوائد الحدیث:

۱. استحباب ہذا الدعاء الجامع لخیری الدنیا والآخرة.
۲. القنوت فی صلاة الصبح بهذا الدعاء لم یثبت، واللہ أعلم.

المصادر والمراجع:

سنن البیہقی الکبری، لأحمد بن الحسین بن علی بن موسی أبو بکر البیہقی، مکتبة دار الباز - مکتبة المکرمة، ۱۴۱۴ - ۱۹۹۴، تحقیق: محمد عبد القادر عطا. إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، محمد ناصر الدین الألبانی، المکتب الإسلامی - بیروت، ط. الثانية - ۱۴۰۵ - ۱۹۸۵. توضیح الأحکام من بلوغ المرام، لعبد اللہ بن عبد الرحمن البسام، مکتبة الأسدی، مکتبة، ط الخامسة ۱۴۲۳ھ منحة العلام فی شرح بلوغ المرام، تألیف: عبد اللہ بن صالح الفوزان، ط ۱، ۱۴۲۷ھ، دار ابن الجوزی، الریاض.

الرقم الموحد: (10937)

۱۸۱۷. الحدیث:

عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أنتوضأ من بئر بُضَاعَةَ وهي بئر يُطْرَحُ فيها الحيضُ ولحم الكلاب والتَّئْتُ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الماء طهور لا ينجسه شيء».

۱۸۱۷. حدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم بئر بضاعہ کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، جو کہ ایسا کنواں ہے، جس میں حائضہ عورتوں کے کپڑے اور کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہے؛ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الرسول صلى الله عليه وسلم أن الماء الطهور لا ينجس بمجرد ملاقة النجاسة له ما لم يتغير لونه أو طعمه أو ريحه .

اجمالي معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ پانی پاک ہے اور صرف نجاست کے گرنے سے پاک پانی ناپاک نہیں ہوتا، جب تک کہ پانی کا رنگ، مزہ یا بو تبدیل نہ ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، والنسائي، وأحمد .

التخريج: أبو سعيد الخدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رواه أبو داود

معاني المفردات:

- بئر بُضَاعَة . : بئر في المدينة .
- الحيض . : الحرق التي يُمسح بها دم الحيض .
- طهور : الطاهر بذاته المطهر لغيره .

فوائد الحديث:

۱. الأصل في المياه الطهارة.
۲. أن الماء لا يتنجس بوقوع النجاسة فيه إلا إن تغير وصف من أوصافه الثلاثة: اللون أو الطعم أو الريح.

المصادر والمراجع:

- سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السجستاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ - ۲۰۰۱ م - السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ۳۰۳ هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرنؤوط مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ هـ - ۲۰۰۱ م - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: أبو الحسن عبيد الله المباركفوري (المتوفى: ۱۱۴ هـ) إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند الطبعة: الثالثة - ۱۴۰۴ هـ، ۱۹۸۴ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام - مكتبة الأسيدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامسة، ۱۴۲۳ هـ - ۲۰۰۳ م

المحتويات

الأحاديث العامة.....

- ١ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ
- ١ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔
- ٣ إِذَا انْقَطَعَ شَيْعُ نَعْلٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمِشُ فِي الْأَخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا
- ٣ جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرالے۔
- ٤ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَتَنَفَّضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ
- ٤ جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنا بستر اپنی ازار کے اندرونی کنارے سے بھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے (اس کی بے خبری میں) کیا چیز اس پر آگئی ہے۔
- ٧ إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةَ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤْمِرُوا أَحَدَهُمْ
- ٧ جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔
- ٧ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تَرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تَبْيَضْ وَجوهَنَا؟ أَلَمْ تَدْخُلْنَا الْجَنَّةَ وَتَنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أَعْطَا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ
- ٨ جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ (آپ ﷺ نے فرمایا): ”چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پر وہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔
- ٨ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ينادي مناد: إن لكم أن تحيوا، فلا تموتوا أبدا، وإن لكم أن تصحوا، فلا تسقموا أبدا، وإن لكم أن تشبوا فلا تنهروا أبدا، وإن لكم أن تنعموا، فلا تبأسوا أبدا
- ١٠ جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی تم بد حال نہیں ہو گے۔
- ١٢ إِذَا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته وإن كانت على التنور
- ١٢ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے بلائے تو اسے فوراً آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔
- ١٣ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخُصْبِ، فَأَعْظُوا الْإِبِلَ حَظْلَهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجُدْبِ، فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَبَادِرُوا بِهَا نَقِيهَا
- ١٣ جب تم ہریالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حق دو (یعنی گھاس چرنے دو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو) اور ان کی سکت ختم ہونے سے پہلے (منزل مقصود تک) پہنچنے کی کوشش کرو۔
- ١٣ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ
- ١٥ جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سمجھ لو کہ وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔
- ١٧ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يَصِلِي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ
- ١٧ جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونٹھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے
- ١٨ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ: أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً
- ١٨ روز قیامت لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔
- ١٩ إِنَّ رَبِّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَجِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صَفْرًا
- ١٩ بے شک تمہارا رب باحیا، اور سخی ہے، وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا کرتا ہے۔

- ۲۱..... إِنَّكُمْ لَا تَسْعُونَ النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ لِيَسْعَهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ.....
- ۲۱..... یقیناً تم اپنے مال و دولت کے ذریعے لوگوں کا دل نہیں جیت سکتے تاہم تمہارا اچھا اخلاق اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا ان کے دل جیت سکتا ہے۔
- ۲۲..... إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ.....
- ۲۲..... اشعری قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ میں مظلوم ہو جائیں یا پھر مدینہ میں ان کے پاس اپنے اہل و عیال کے لیے توشہ کم ہو جائے!
- ۲۴..... إِنَّ الدِّينَ يَسِرُ، وَلَنْ يَشَادَ الدِّينَ إِلَّا غَلْبَهُ، فَسَدُّوا وَقَارِبُوا وَأَبْشُرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرُّوحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدَّلْجَةِ.....
- ۲۴..... بیشک دین آسان ہے۔ جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ اپنے عمل میں راستگی اختیار کرو، اور جہاں تک ممکن ہو میا نہ روی بر تو اور خوش ہو جاؤ، اور صبح و شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔
- ۲۶..... إِنَّ الرَّفِقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يَنْزِعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.....
- ۲۶..... نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی کھینچی جاتی ہے، اسے بدنما اور عیب دار کر دیتی ہے۔
- ۲۷..... إِنَّ اللَّهَ -عز وجل- يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي.....
- ۲۷..... بے شک قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا اور تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔
- ۳۰..... إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفِقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ.....
- ۳۰..... یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔
- ۳۱..... إِنَّ اللَّهَ لِيرِضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ، فَيُحْمَدُهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ، فَيُحْمَدُهُ عَلَيْهَا.....
- ۳۱..... اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کرے یا پانی کا گھونٹ پئے اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کرے۔
- ۳۲..... إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا.....
- ۳۲..... اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔
- ۳۴..... إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ.....
- ۳۴..... اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیزگار، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ حال ہو۔
- ۳۶..... إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ.....
- ۳۶..... اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔
- ۳۸..... إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَدْرِكُ بِحَسَنِ خَلْقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ.....
- ۳۸..... مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے۔
- ۳۹..... إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ.....
- ۳۹..... یہودی اور عیسائی حناب نہیں لگاتے۔ تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی حناب لگایا کرو)۔
- ۴۰..... إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ كَسَمَى مَلِكِ الْأَمْلاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ.....
- ۴۰..... اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس شخص کا ہے، جو مالکِ الاملاک (شہنشاہ) نام رکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) مالک نہیں۔
- ۴۲..... إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنٍّ، فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى مَلِكًا، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.....
- ۴۲..... تم میں سے جنت میں سب سے ادنیٰ درجے کے بھتیگی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس سے اللہ کہے گا کہ تو اپنی خواہشات بیان کر، وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا پھر اس سے پوچھے گا کہ تم میری ساری تمنائیں پوری ہو گئیں؟ ”وہ کہے گا: جی ہاں تو اللہ فرمائے گا کہ ”تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی پوری کی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔“
- ۴۴..... إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتْرَءُونَ الْغُرْفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتْرَءُونَ الْكُوكَبَ فِي السَّمَاءِ.....
- ۴۴..... بھتیگی اپنے (اوپر کے) بالاخانوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں تاروں کو دیکھتے ہو۔
- ۴۵..... إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتْرَءُونَ أَهْلَ الْغُرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتْرَءُونَ الْكُوكَبَ الدَّرِيَّ الْغَابِرَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ.....

جنتی اپنے اوپر کے بالائے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو، جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور ایسا اہل جنت کے مابین پائے جانے والے فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا۔ ۴۵

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ.. ۴۷

قیامت کے دن جس شخص کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں بتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستے میں جماد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ ۴۷

إِنْ تَفَرَّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشُّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ ۴۹

بے شک تمہارا ان گروہوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔ ۴۹

إِنَّ ثَلَاثَةَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَفْرَعَ وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا ۵۱

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک نابینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بندوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ ۵۱

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سَوْقًا يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ ۵۷

جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن لوگ آئیں گے۔ ۵۷

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ الْمَضْمَرُ السَّرِيعُ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا ۵۹

جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے دلچے پتلے تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سوسال بھی چلے گا تب بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔ ۵۹

إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يَجْهَبُهُمَا اللَّهُ: الْحِلْمَ وَالْأَنَاةَ ۶۱

تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: بردباری اور وقار (یعنی جلد بازی نہ کرنا)۔ ۶۱

إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلَا أَهْلَكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقِّهِ حَقَّهُ ۶۲

تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر محتار کو اس کا حق دو۔ ۶۲

إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخِيْمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مَجْوُفَةٌ طَوَّلُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُونَ مِيلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا ۶۴

مومن کے لیے جنت میں کھوکھلے موتی سے بنا ایک خیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس وہ آئے جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔ ۶۴

إِنَّ مِنْ أَحْبَبِكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنْ أَبْغَضَكُم إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُم مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرَاوِنُ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفِيهِقُونَ ۶۵

میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے، زبان دراز اور تنہر کرنے والے ہیں۔ ۶۵

إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا ۶۷

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں ۶۷

إِنَّ هَذَا اخْتَرْتُ عَلَيَّ سَيِّفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَاتًا، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ -ثَلَاثًا- ۶۸

اس شخص نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تھی، جب کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے کہا: اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ ۶۸

إِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفَرُ فَعَرَضَتْ كَدِيدَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كَدِيدَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ. فَقَالَ: «أَنَا نَازِلٌ» ۷۲

ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلے، صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اندر اترتا ہوں“ ۷۲

- ۷۷..... إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نعد هذا نفاقاً على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ۷۷
- ۷۷..... هم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے
- ۷۹..... إِنَّكَ إِنْ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كَيْدَتْ أَنْ تُفْسِدَهُمْ.....
- ۷۹..... اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے درپے ہو گے تو تم انہیں بگاڑ کر رکھ دو گے یا انہیں بگاڑنے کے گار پر ہو گے۔
- ۸۰..... إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَيْبَكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْتِهِ.....
- ۸۰..... یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔
- ۸۲..... إِنَّمَا مِثْلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمِثْلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ.....
- ۸۲..... حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے۔
- ۸۴..... إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ.....
- ۸۴..... آگ کا عذاب دینا صرف آگ کے رب کے شایان شان ہے۔
- ۸۶..... إِنَّهُمْ خَيْرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفَحْشِ، أَوْ يَبْخُلُونِي وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ.....
- ۸۶..... انہوں نے مجھے ایک چیز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا کہ یا تو یہ مذموم طریقے (بے جا اصرار) سے سوال کریں یا مجھے بخیل بنا دیں تو میں بخیل بننے والا نہیں ہوں۔
- ۸۸..... إِنِّي أَرَاكَ تَحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ.....
- ۸۸..... میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو۔
- ۹۰..... إِنِّي لِأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا فِيهَا. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُولُ اللَّهُ -عز وجل- له: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيَخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى، فَيَرْجِعُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَى.....
- ۹۰..... میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آنے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔
- ۹۳..... أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ.....
- ۹۳..... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ کلمات چار ہیں، تم ان میں سے جسے چاہو پہلے کہو، اس میں کوئی حرج نہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ“۔
- ۹۵..... أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ.....
- ۹۵..... جو شے سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا سبب بنے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق ہے۔
- ۹۶..... أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- دَعَا بِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَتَى بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ.....
- ۹۶..... نبی ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق (اس ایک پیالہ پانی سے) جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر سے اسی افراد تک تھے۔
- ۹۸..... أَحَادِيثُ فِي فَضْلِ مَجَالِسِ الذِّكْرِ.....
- ۹۸..... مجالس ذکر کی فضیلت سے متعلق احادیث
- ۱۰۳..... أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا.....
- ۱۰۳..... ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش آنے والی تھیں پس ہم میں سے سب بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔
- ۱۰۵..... أَسْتَغْفِرُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: (وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ).....
- ۱۰۵..... اَسْتَغْفِرُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: (وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ).....

کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمہارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ
 وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ۱۹] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔ ۱۰۵

أعطوني ردائي، فلو كان لي عدد هذه العضاء نعمًا، لقسمته بينكم، ثم لا تجدونني بخيلًا ولا كذابًا ولا جبانًا ۱۰۷

میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بھریاں ہوتیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ ہی جھوٹا اور بزدل
 پاؤ گے۔ ۱۰۷

أَفَعَمِيَا وَإِنِ أَنْتُمَا أَلْسْتُمَا تَبْصِرَانِهِ؟ ۱۰۹

”کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟“ ۱۰۹

أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ يَا هَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُو إِلَيَّ أَنْكَ تَجِيْعُهُ وَتُدَيْبُهُ ۱۱۱

کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور
 تھکاتے ہو۔ ۱۱۱

أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، وَخِيَارَكُمْ خِيَارَكُمْ لِنِسَائِهِمْ ۱۱۳

ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مؤمن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔ ۱۱۳

أَلَا هَلْ أُتْبِتُكُمْ مَا الْعِضَةُ؟ هِيَ التَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ ۱۱۴

کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ ”عَضَّة“ کیا چیز ہوتی ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے۔ ۱۱۴

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ لَا يَتَطَهَّرُ ۱۱۶

نبی ﷺ قال بد نہیں لیا کرتے تھے۔ ۱۱۶

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ لَا يَرِدُ الطَّيِّبَ ۱۱۷

نبی اکرم ﷺ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔ ۱۱۷

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُدَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ ۱۱۸

نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ۱۱۸

أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ ۱۲۰

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لے کر آئی ۱۲۰

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تَطْعَمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَيَّ مَنْ عَرَفْتَهُ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ۱۲۲

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو
 اس کو بھی سلام کرو۔“ ۱۲۲

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ وَقَالَ: كَانَ يَنْفِخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ۱۲۳

رسول اللہ ﷺ نے چھپکھپکوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونک مارتی تھی۔ ۱۲۳

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ بَشْرٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أَنْاسٍ
 مَعَهُ ۱۲۴

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی
 غرض سے تشریف لے گئے ۱۲۴

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- خَرَجَ إِلَى قَتْلِ أَحَدٍ، فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سَنِينَ كَالْمُدَّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ۱۲۸

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی جانب گئے اور آٹھ سال بعد ان کے حق میں دعا فرمائی۔ (ایسا لگ رہا تھا،) جیسے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں، سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں،

میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ ذرا غور سے سنو مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے۔ ہاں! میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔ عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا، جو مجھ کو نصیب ہوا منفق علیہ۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے: "لیکن میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو کر باہم قتل کرنے لگ جاؤ۔ پھر تم بھی اسی طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے۔" عقبة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ منبر پر یہی آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے نزانوں کی نجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی نجیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔" یہاں پر "الصلاة علی قلمی احد" سے مراد ان کے حق میں دعا ہے، نہ کہ نماز۔..... ۱۲۸

آن رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفُقَ، وَصَّعَ يَدَهُ الِئِمْنَى تَحْتَ حَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ..... ۱۳۱

رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال مبارک کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» ترجمہ: اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔..... ۱۳۱

آن رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ...»..... ۱۳۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانے کے لیے جب اپنے اونٹ پر سوار ہوجاتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا بِهَذَا الْبَعِيرِ وَالشَّوْى، وَمِنَ الْعَلَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ بَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا بِهَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبِئِ الْمُنْظَرِ، وَسَوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَالِدِ"۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے تو مذکورہ دعا پڑھتے اور اس میں اتنا اضافہ کرتے: "آيُونُ تَابِعُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا عَابِدُونَ"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ سے واپس ہوتے، تو جب بھی کسی بلند جگہ یا سخت زمین والی اونچی جگہ کا چڑھاؤ ہوتا، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَزْوَءُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيُونُ تَابِعُونَ، عَابِدُونَ سَابِقُونَ، لِرَبِّنَا عَابِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَكْثَابَ وَغَدَهُ"۔ بعض جگہوں میں یوں وارد ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑے لشکروں یا چھوٹے دستوں (کی مہموں) سے یا حج یا عمرہ سے لوٹتے..."..... ۱۳۴

آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتى بَشْرَابَ فِشْرَابٍ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غَلَامٌ..... ۱۳۸

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا۔..... ۱۳۸

آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ..... ۱۴۰

رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو آپ ﷺ (آخر میں) اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔..... ۱۴۰

آن عبد اللہ بن أبي أوفى كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَتِهِ لَهُ أَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ، فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرٍ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرَاتَيْنِ يَسْتَعْفِرُ لَهَا وَيَدْعُو، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَصْنَعُ هَكَذَا..... ۱۴۲

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس میں فوت شدہ بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔..... ۱۴۲

آن عمر بن الخطاب كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأُولِينَ أَرْبَعَةَ الْآفِ..... ۱۴۴

عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- نے مہاجرین اولین کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا۔..... ۱۴۴

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتِ فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا..... ۱۴۶

میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔..... ۱۴۶

أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟..... ۱۴۸

- ۱۴۸..... میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟
- ۱۵۵..... أنفقي أو انفجي، أو انفجي، ولا تحصي فيحصي الله عليك، ولا توعي فيوعي الله عليك.
- ۱۵۵..... خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو پھر اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو پھر اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھے۔
- ۱۵۷..... أنه مر على صبيان فسلم عليهم قال كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يفعلهُ
- ۱۵۷..... ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔
- ۱۵۹..... أهديت رسول الله صلى الله عليه وسلم حمارا وحشيا
- ۱۵۹..... میں نے رسول ﷺ کی خدمت میں ایک نیل گائے (کا گوشت) بطور تحفہ پیش کیا۔
- ۱۶۱..... أي الناس أفضل يا رسول الله
- ۱۶۱..... اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟
- ۱۶۳..... أيما امرأة ماتت، وزوجها عنها راض دخلت الجنة
- ۱۶۳..... کوئی بھی عورت جو اس حال میں وفات پائے کہ اس کا ناوند اس سے راضی ہو، وہ جنت میں داخل ہوگی۔
- ۱۶۴..... بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ بِشَفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ
- ۱۶۴..... اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے حفاظت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔
- ۱۶۶..... بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بَرِيْقَةُ بَعْضِنَا، يُشْفِي بِهِ سَقِيمُنَا، يَا ذَنْ رَبَّنَا
- ۱۶۶..... اللہ کے نام سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفا یاب ہوگا۔
- ۱۶۸..... بينا أيوب -عليه السلام- يغتسل عريانًا، فخر عليه جرادٌ من ذهب
- ۱۶۸..... ایوب علیہ السلام کہڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹٹیاں گرنے لگیں
- ۱۷۰..... بينما جبريل -عليه السلام- قاعد عند النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع نقيضًا من فوقه
- ۱۷۰..... جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی
- ۱۷۲..... بينما نحن في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء رجل على راحلة له
- ۱۷۲..... ایک وقت ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا
- ۱۷۴..... تعاهدوا هذا القرآن، فالذي نفس محمد بيده لهو أشد تفلتنا من الإبل في عُقلها
- ۱۷۴..... اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن لوگوں کے سینوں سے بہت تیزی سے نکل جائے والا ہے
- ۱۷۶..... تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس فأحب أن يعرض فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم
- ۱۷۶..... سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں
- ۱۷۸..... تعوذوا بالله من جهد البلاء، ودرَك الشقاء، وسوء القضاء، وشماتة الأعداء
- ۱۷۸..... اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بد بختی کی پستی، برے خاتمے اور شامتِ اعداء (دشمن کے ہنسے) سے۔
- ۱۸۰..... ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة المظلوم
- ۱۸۰..... تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا۔
- ۱۸۱..... ثلاثة لا يُكَلِّمهم الله، ولا يزيكهم، ولهم عذاب أليم: أُشِيْمَط زَانٍ، وعائل مُسْتَكْبِرٍ، ورجل جعل الله بضاعته: لا يشتري إلا بيمينه، ولا يبيع إلا بيمينه

- تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک بوڑھا زانی، دوسرا ایسا غریب آدمی جو متکبر ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ کو ہی اپنا سامان تجارت بنا لیا ہو یا جسے طور کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر خریداری کرے اور اس کی قسم کے ساتھ ہی فروخت کرے۔ ۱۸۱
- ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولا ينظر إليهم ۱۸۳
- تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کلام کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ ۱۸۳
- خذوا ما عليها ودعوها؛ فإنها ملعونة ۱۸۴
- اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے لو اور اسے پھوڑو، کیونکہ وہ لعنت زدہ ہے۔ ۱۸۴
- خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتصلون عليهم ويصلون عليكم. وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم ۱۸۶
- تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ ۱۸۶
- خيركم من تعلم القرآن وعلمه ۱۸۸
- تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے ۱۸۸
- دخل أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- على امرأة من أحمس يقال لها: زينب، فرأها لا تتكلم ۱۹۰
- ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے، اس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی ۱۹۰
- دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يوعك فمستته ۱۹۲
- میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ ۱۹۲
- دعوه وأريقوا على بوله سجلا من ماء، أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين ۱۹۳
- ”اسے پھوڑو اور پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا بڑا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے۔“ ۱۹۳
- ذكر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الدجال ذات غداة، فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل ۱۹۵
- ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی ذلت وحقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ ۱۹۵
- رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالموت وعنده قدح فيه ماء ۲۰۰
- میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ ۲۰۰
- رجلان من أصحاب -محمد صلى الله عليه وسلم- كلاهما لا يألو عن الخير ۲۰۲
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو نیکی میں پیچھے نہیں رہتے ہیں ۲۰۲
- رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي ۲۰۴
- اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ۲۰۴
- سبوح قدوس رب الملائكة والروح ۲۰۵
- نمايت ہی پاک، بڑا مقدس ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب ۲۰۵
- سيحان وجيحان والفرات والنيل كل من أنهار الجنة ۲۰۷
- سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہریں ہیں۔ ۲۰۷

- سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يدخل الناس الجنة؟ قال: تقوى الله وحسن الخلق، وسئل عن أكثر ما يدخل الناس النار، فقال: الفم والفرج..... ٢٠٨
- رسول الله ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔ ٢٠٨
- شہدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم حنين، فلزمت أنا وأبو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلم نفارقه، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- على بغلة له بيضاء..... ٢١٠
- میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفید ٹیڑھے پر سوار تھے۔ ٢١٠
- صم من الحرم واترك..... ٢١٣
- حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو۔ ٢١٣
- صوم ثلاثة أيام من كل شهر صوم الدهر كله..... ٢١٥
- ہر مہینے کے تین دن کا روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔ ٢١٥
- صيغة سيد الاستغفار..... ٢١٦
- سب سے اہم اور افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ، وَاَنَا عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوهُ لَكَ بِعَهْدِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوهُ لَكَ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ، فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"- ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق تجھ سے کہے ہوئے عہد و وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنی ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے معاف فرما؛ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔" ٢١٦
- ضع يدك على الذي يألم من جسدك..... ٢١٨
- اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو۔ ٢١٨
- طعام الاثنين كافي الثلاثة، وطعام الثلاثة كافي الأربعة..... ٢٢٠
- دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ٢٢٠
- عَلَيْكُمْ بِالصَّدَقِ، فَإِنَّ الصَّدَقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ..... ٢٢٢
- تم سچ بولنے کو لازم پکرو۔ بلاشبہ سچ نیکو کاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکو کاری یقیناً جنت میں پہنچا دیتی ہے۔ ٢٢٢
- على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره، إلا أن يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة..... ٢٢٤
- بندہ مسلم پر لازم ہے کہ وہ (حکمران کی بات) سنے اور اطاعت کرے خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا نا پسند لایہ کہ اسے گناہ کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ اطاعت کرے ٢٢٤
- على كل مسلم صدقة..... ٢٢٦
- ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنا ضروری ہے ٢٢٦
- عليك السمع والطاعة في عسرك وديرك، ومنشطك ومكرهك، وأثرة عليك..... ٢٢٨
- تنگی اور آسانی، نشاط اور سستی اور دوسروں کو تم پر ترجیح دینے کی صورت میں بھی تم امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کر لو۔ ٢٢٨
- عليك بتقوى الله والتكبير على كل شرف..... ٢٢٩
- اللہ کے تقویٰ کو اپنانے رکھو اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہو۔ ٢٢٩
- عليكم بالهجرة، فإن الأرض تُطوى بالليل..... ٢٣١
- رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کے وقت زمین پلٹ دی جاتی ہے۔ ٢٣١

- ۲۳۲..... عن أنس -رضي الله عنه- قال: كنا إذا نزلنا منزلاً، لا نُسَبِّحُ حتى نُحَلَّ الرَّحَالُ.
- ۲۳۲..... انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔
- ۲۳۴..... غَبَّرُوا هَذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.....
- ۲۳۴..... اس کو کسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا۔
- ۲۳۶..... غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكَيْتُوا السَّقَاءَ، وَأَعْلَقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَظْفَتُوا السَّرَاجَ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءَ، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً.....
- ۲۳۶..... برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازوں کو پھڑا دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے، نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی برتن کو کھولتا ہے۔
- ۲۳۸..... فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْظُوا الظَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ البَصْرِ، وَكُفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالتَّهْنِجُ عَنِ الْمُنْكَرِ.....
- ۲۳۸..... راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ان مجلسوں کے بغیر تو چارہ نہیں کیوں کہ ہم انہی میں ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنے پر مصر ہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نہجی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔
- ۲۴۰..... فدنونا من النبي -صلى الله عليه وسلم- فقبلنا يده.....
- ۲۴۰..... ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے دست مبارک کو ہم نے بوسہ دیا۔
- ۲۴۱..... فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب أكلة السحر.....
- ۲۴۱..... ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔
- ۲۴۲..... فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم.....
- ۲۴۲..... عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر ہے۔
- ۲۴۴..... قَفْلَةٌ كَعَزْوَةٍ.....
- ۲۴۴..... جہاد سے لوٹنا بھی جہاد ہی کی طرح ہے۔
- قال الله تعالى يا بن آدم، إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك.....
- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا تب تک تجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوں گے میں ان پر تجھے بخشا رہوں گا اور مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔
- قال الله تعالى: أنفق يا ابن آدم ينفق عليك.....
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔
- قال الله عز وجل العز إزاري، والكبرياء رداي، فمن نازعني بشيء منهما عذبت.....
- اللہ عزوجل نے فرمایا: "عزت میری ازار اور کبریاؤی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔"
- قال رجل لأتصدقن بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق، فأصبحوا يتحدثون: تصدق على سارق!.....
- ایک شخص نے کہا: میں ضرور صدقہ دوں گا، تو وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔
- قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقى أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: لا، قال: أفيلترمُهُ وَيُقْبَلُهُ؟ قال: لا، قال: فيأخذ بيده ويصافحه؟ قال: نعم.....
- ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا وہ اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے ہٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے کہا: پھر تو وہ اس کا ہاتھ پھڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں!
- قد أفلح من أسلم وكان رزقه كفافاً وقتعه الله بما آتاه.....

- وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اسے بقدر کفایت رزق مل گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قناعت دے دی۔ ۲۵۴
- قد سمعت صوت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ضعيفا أعرف فيه الجوع، فهل عندك من شيء؟ فقالت: نعم ۲۵۶
- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں۔ تو کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں ۲۵۶
- قصة عائشة -رضي الله عنها-، مع عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- في الهجر والنذر ۲۶۱
- ترک تعلق اور نذر کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (ہونے والے) واقعہ کا (بیان) ۲۶۱
- قل لا إله إلا الله وحده لا شريك له الله أكبر كبيرا ۲۶۵
- یہ پڑھا کرو: "لا اله الا الله وحده لا شريك له الله أكبر كبيرا ۲۶۵
- قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي سُبُلَكَ ۲۶۷
- یہ دعا کرو کہ اے اللہ مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔ ۲۶۷
- قلت: يا رسول الله، علمني دعاء، قال: قل: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من شر سمعي، ومن شر بصري، ومن شر لساني، ومن شر قلبي، ومن شر مني ۲۶۹
- میں نے کہا: یا رسول اللہ مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہہ کرو: (اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من شر سمعي، ومن شر بصري، ومن شر لساني، ومن شر قلبي، ومن شر مني) یعنی تیرے "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے" ۲۶۹
- كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا أَصْبَحَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، أَلَا أَنَّهُ قَالَ: وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۲۷۲
- جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیری حفاظت میں ہی شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ جب شام ہوتی تو تب بھی آپ ﷺ اسی طرح فرماتے تاہم اس میں (إِلَيْكَ النُّشُورُ کے بجائے) إِلَيْكَ الْمَصِيرُ فرماتے (یعنی تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔) ۲۷۲
- كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، حَقِيقَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، تَفْصِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ ۲۷۴
- دو لکے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے بلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں، رحمن کو بڑے محبوب ہیں وہ "سبحان اللہ وسبحہ سبحان اللہ العظیم" ہیں۔ ۲۷۴
- كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ تَصْبِيهُهُ مِنَ الزَّيْنَةِ مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا تَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زَانَهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زَانَهُمَا الْاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زَانَهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زَانَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زَانَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكْذِبُهُ ۲۷۶
- ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لامحالہ اسے ملے گا؛ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔ ۲۷۶
- كان ابن لأبي طلحة -رضي الله عنه- يشتكى، فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي ۲۷۸
- ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہو گیا۔ ۲۷۸
- كان إذا رأى الهلال قال اللَّهُمَّ أهله علينا بالأمن والإيمان ۲۸۴
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے: "اللَّهُمَّ اهدنا على الأمن والإيمان" (اے اللہ! اس چاند کو ہم پر، امن اور ایمان کے ساتھ طلوع فرما) ۲۸۴
- كان خلق نبي الله -صلى الله عليه وسلم- القرآن ۲۸۶
- نبی ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔ ۲۸۶
- كان رجل يقرأ سورة الكهف، وعند فرس مربوط بشطنين ۲۸۷
- ایک صحابی رسول سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے نزدیک ایک گھوڑا اور سیوں میں بندھا ہوا تھا۔ ۲۸۷
- كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أمر أميراً على جيش أو سرية أوصاه بتقوى الله، ومن معه من المسلمين خيراً ۲۸۹

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سر یہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت فرماتے ۲۸۹
- کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - إذا سافر یتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرَ بَعْدَ الْكُوْنِ، وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءَ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ ۲۹۳
- اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کرتے، تو سفر کی دشواری، لوٹنے کے وقت کے رنج و غم، خوش حالی کے بعد بد حالی، مظلوم کی بد دعا اور گھبر بار اور مال میں بری صورت حال سے پناہ مانگتے تھے۔ ۲۹۳
- کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - إذا کان فی سفر، فَعَرَّسَ بَلِیْلَ اضْطِجَعِ عَلٰی یَمِیْنِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَّیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعِهِ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰی كَفِّهِ ۲۹۵
- رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو کہیں ٹھہرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح صادق سے کچھ دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا (دایبنا) بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ ۲۹۵
- کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - أجدود الناس ۲۹۷
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ ۲۹۷
- کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - یتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فِیْزِجِي الضعیف، وَیُرْدِفُ وَیدَعُوْهُ ۲۹۹
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے، کمزور (کی سواری کو) کو آگے ہانکتے، (اگر وہ پیدل ہوتا تو اسے) اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کرتے۔ ۲۹۹
- کان رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - یفطر قبل أن یصلي علی رطبات ۳۰۱
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے چند ترکھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ ۳۰۱
- کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا ذهب ثلث اللیل قام فقال یا أيها الناس اذکروا اللہ ۳۰۳
- جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ ۳۰۳
- کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحسن الناس خلقا ۳۰۵
- رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے ۳۰۵
- کان غلام یهودی یخدم النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - ۳۰۶
- ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ۳۰۶
- کان فیما أخذ علینا رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - فی المَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَحْمِشَ وَجْهًا، وَلَا نَدْعُوْهُ وَیَلًا، وَلَا نَنْشُقَّ جَنْبًا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا ۳۰۸
- رسول اللہ ﷺ نے جن بھلی باتوں کا ہم سے عہد لیا تھا کہ ان میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ یہ تھیں کہ ہم (کسی کے مرنے پر) نہ منہ نوچیں گے، نہ تباہی و بربادی کو پکاریں گے، نہ کپڑے پھاڑیں گے اور نہ بال بکھیریں گے۔ ۳۰۸
- کان کُمُّ قَمِیصِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی الرصغ. ۳۱۰
- رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک تھی ۳۱۰
- کان لأبي بکر الصديق رضي الله عنه غلام یخرج له الخراج وكان أبو بکر يأكل من خراجہ ۳۱۱
- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا اور آپ اس کا خراج کھانے کے کام میں لاتے تھے۔ ۳۱۱
- کان یقول دبر کل صلاة حين یسلم: لا إله إلا الله وحده لا شریک له، له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قَدِیْرٌ، لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إیّاه، له النعمة وله الفضل، وله الثناء الحسن، لا إله إلا الله مخلصین له الدّین ولو کره الكافرون ۳۱۳
- وہ ہر نماز کے بعد، جس وقت سلام پھیرتے "لا إله إلا الله وحده" - - پڑھتے تھے ۳۱۳
- كانت ناقة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم العضباء لا تسبق ۳۱۵

- نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔ ۳۱۵.....
- کل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله فهو أقطع..... ۳۱۷.....
- براہم کام جو اللہ کی حمد و ثنا سے نہ شروع کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے..... ۳۱۷.....
- کلکم راع، وکلکم مسؤول عن رعيتہ: والأمير راع، والرجل راع على أهل بيته، والمرأة راعية على بيت زوجها وولده، فكلکم راع، وکلکم مسؤول عن رعيتہ..... ۳۱۹.....
- تم میں سے ہر آدمی نجیبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے؛ چنانچہ امیر نجیبان ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نجیبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا کی نجیبان ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ۳۱۹.....
- کنا إذا سعدنا کبرنا، وإذا نزلنا سبنا..... ۳۲۱.....
- جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو «اللہ اکبر» کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے، تو «سبحان اللہ» کہتے تھے۔ ۳۲۱.....
- کنا إذا نزلنا منزلاً، لا نُسبِحُ حتى نَحُلَّ الرِّحال..... ۳۲۳.....
- جب ہم کسی جگہ پر اترتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔ ۳۲۳.....
- کنا نتحدث عن حَجَّةِ الوداع، والنبي -صلى الله عليه وسلم- بين أظهرنا، ولا ندرى ما حَجَّةُ الوداع..... ۳۲۴.....
- ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مضموم کیا ہے۔ ۳۲۴.....
- كنت أصلي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- الصلوات، فكانت صلاته قصدا وخطبته قصدا..... ۳۲۷.....
- میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ ۳۲۷.....
- كنت مع أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند نفر من المجوس؛ فجيء بفالودج على إناء من فضة، فلم يأكله..... ۳۲۸.....
- میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس (پیشا ہوا) تھا کہ اسی دوران چاندی کے ایک برتن میں فالودہ لایا گیا، تو آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا ۳۲۸.....
- لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ..... ۳۳۰.....
- رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔ ۳۳۰.....
- لا تَتَّقُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمَسْلَمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..... ۳۳۲.....
- سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے۔ ۳۳۲.....
- لا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرَحِمَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ..... ۳۳۳.....
- اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔ ۳۳۳.....
- لا تَجْعَلُوا بيوْتَكُمْ مقابر، إن الشيطان ينفر من البيت..... ۳۳۵.....
- اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے۔ ۳۳۵.....
- لا ترغبوا عن آباءكم، فمن رغب عن أبيه، فهو كافر..... ۳۳۷.....
- اپنے باپ سے منہ نہ پھيرو (یعنی اپنے نسب کا انکار نہ کرو)۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا، اس نے کفر کیا۔ ۳۳۷.....
- لا تقولوا للمُنَافِقِ سَيِّدًا، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْحَطْتُمْ رَبَّكُمْ -عز وجل-..... ۳۳۸.....
- منافق کو سید (یعنی آقا) نہ کہو کیوں کہ اگر وہ (حقیقت میں) سید ہے بھی تو (تب بھی ایسا کہہ کر) تم اپنے رب کو ناراض کرو گے۔ ۳۳۸.....
- لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَاتَ، دَخَلَ النَّارَ..... ۳۴۰.....
- کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔ ۳۴۰.....
- لا يبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى يدع ما لا بأس به..... ۳۴۲.....
- بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ایسی چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو۔ ۳۴۲.....

- ۳۴۴..... لا يتم بعد احتلام، ولا صمات يوم إلى الليل.
- ۳۴۴..... "بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور نہ دن بھر رات کی آمد تک خاموش رہنا جائز ہے۔"
- ۳۴۵..... لا يتم أحدكم الموت، إما محسناً فلعله يزداد، وإما مُسيئاً فلعله يَسْتَعْتَبُ.
- ۳۴۵..... کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔
- ۳۴۸..... لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر.
- ۳۴۸..... وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔
- ۳۵۰..... لا يزال الرجل يذهب بنفسه حتى يكتب في الجبارين.
- ۳۵۰..... آدمی برابر تکبر میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔
- ۳۵۲..... لا ينبغي لصديق أن يكون لعاناً.
- ۳۵۲..... صديق کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔
- ۳۵۳..... لأن أقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر.
- ۳۵۳..... یہ کہ میں کہوں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
- ۳۵۳..... لتؤذن الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يقاد للشاة الجلهاء من الشاة القرناء.
- ۳۵۵..... تمہیں روز قیامت حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بخرمی کو سینگ والی بخرمی سے بدلہ دلویا جائے گا۔
- ۳۵۶..... لَقَدْ رَأَيْتَنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقْرِنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْعَرْنَا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ نُعْتِقَهَا.
- ۳۵۶..... مجھے معلوم ہے کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔
- ۳۵۸..... لقاب قوس في الجنة خير مما تطلع عليه الشمس أو تغرب.
- ۳۵۸..... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ، دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔" متفق علیہ۔
- ۳۵۹..... لقد انقطعت في يدي يوم مؤتة تسعة أسياف، فما بقي في يدي إلا صفيحة يمانية.
- ۳۵۹..... غزوه مؤتہ میں میرے ہاتھ پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یعنی تلوار باقی بچی۔
- ۳۶۱..... لقد أوتيت مزاراً من مزامير آل داود.
- ۳۶۱..... "تمہیں آل داؤد کی خوش الحانیوں (بجھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔"
- ۳۶۳..... للعبد المملوك المصلح أجران.
- ۳۶۳..... غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو اور نیکو کار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں۔
- ۳۶۵..... اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلِدِهَا.
- ۳۶۵..... اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔
- ۳۶۶..... لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة.
- ۳۶۶..... گود میں صرف تین بچوں نے کلام کیا۔
- ۳۷۰..... لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يصوم من شهر أكثر من شعبان.
- ۳۷۰..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔
- ۳۷۲..... لما جاء أهل اليمن قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ.
- ۳۷۲..... جب یمن والے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں"

- ۳۷۴..... لَنْ يَلِيحَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا.....
- ۳۷۴..... جو شخص سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔
- ۳۷۷..... لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى، لَأُحِبَّبْتُمْ أَنْ تزدادوا فاقَةَ وَحَاجَةَ.....
- ۳۷۷..... اگر تم جانتے ہوئے کہ تمہارے لیے اللہ کے ہاں کیا کچھ ہے، تو تم چاہتے کہ تمہارا فاقہ اور ضرورت مندی اور بڑھ جائے۔
- ۳۷۹..... لَوْ دَعَيْتَ إِلَى كِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ لَأُحِبَّتْ.....
- ۳۷۹..... اگر مجھے پائے یا دست کی دعوت دی جائے تو میں یقیناً قبول کروں گا۔
- ۳۸۱..... لَئِنْ بَقِيتَ إِلَى قَابِلٍ لِأَصْوَمنِ التَّاسِعِ.....
- ۳۸۱..... اگر میں اگلے سال زندہ رہا، تو (محرم کی) نوں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔
- ۳۸۲..... مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَجْبَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ.....
- ۳۸۲..... ابن آدم کا کوئی ایسا عمل نہیں جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ہو۔
- ۳۸۳..... مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.....
- ۳۸۳..... جس محفل میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں، وہ مجلس قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے باعث حسرت ہوگی۔
- ۳۸۵..... مَا تَقَفَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى.....
- ۳۸۵..... صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت مزید بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند یوں سے نوازتا ہے۔
- ۳۸۷..... مَنْ تَعَاظَمَ فِي نَفْسِهِ، وَاحْتَالَ فِي مَشِيئَتِهِ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ.....
- ۳۸۷..... جس نے اپنے دل میں خود کو بڑا جانا اور اتر اتر کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت غضبناک ہوگا۔
- ۳۸۹..... مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عَرَضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ.....
- ۳۸۹..... جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شخصے میں حق تلفی کی ہو، اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم۔
- ۳۹۱..... مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجِدِّثْ نَفْسَهُ بِالْعَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ.....
- ۳۹۱..... جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔
- ۳۹۳..... مَا أَدْنَى اللَّهِ لَشَيْءٍ مَا أَدْنَى لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ.....
- ۳۹۳..... اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا، جتنی خوش الحان نبی کی زبان سے قرآن سنتا ہے۔
- ۳۹۴..... مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ.....
- ۳۹۴..... اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بحریاں نہ چرائی ہوں۔
- ۳۹۶..... مَا بَقِيَ مِنْهَا؟ - أَيْ الشَّاةِ - قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتَفُهَا. قَالَ: بَقِيَ كَلْبُهَا غَيْرَ كَتَفُهَا.....
- ۳۹۶..... اس میں سے یعنی بحری سے کیا باقی بچا ہے؟ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ (یعنی باقی سب گوشت تقسیم کر دیا گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔
- ۳۹۷..... مَا تَرَكَتْ بَعْدِي فِتْنَةٌ هِيَ أَضْرُ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.....
- ۳۹۷..... میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔
- ۳۹۸..... مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يَجَاهِدَ فِي سَبِيلِ.....
- ۳۹۸..... رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ ہی کسی عورت کو، نہ ہی کسی خادم کو، الا یہ کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہوں۔
- ۴۰۰..... مَا كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ - يَعْنِي: خِدْمَةَ أَهْلِهِ - فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، حَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.....

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ ۴۰۰
- ما مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ ۴۰۱
- "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں اسے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کر دے گا۔" ۴۰۱
- ما مسست ديباجًا ولا حريًّا ألين من كف رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ۴۰۲
- میں نے نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی ديباج چھوا اور نہ ریشم۔ ۴۰۲
- ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها ۴۰۴
- جس مسلمان کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے۔ ۴۰۴
- ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام ۴۰۶
- مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ۴۰۶
- ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام ۴۰۷
- ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں۔ ۴۰۷
- ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، إلا لم يضره شيء ۴۰۹
- جو بندہ ہر دن صبح اور شام تین بار یہ پڑھ لے اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی: "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّعَ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ترجمہ: "میں اس اللہ کے نام کے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔" ۴۰۹
- ما من غزاةٍ أو سريةٍ تغزوا فتغنم وتسلم إلا كانوا قد تعجلوا ثلثي أجورهم، وما من غزاةٍ أو سريةٍ تُخفق وتُصاب إلا تم أجورهم ۴۱۱
- جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور مالِ غنیمت لے کر صحیح و سالم واپس آگیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو مالِ غنیمت نہیں ملا بلکہ اس جماعت و لشکر کے لوگ زخمی ہوئے یا شہید کر دیے گئے تو ان کا اجر پورا باقی رہا۔ ۴۱۱
- ما من مسلم يعود مسلما غدوة إلا صلى عليه سبعون ألف ملك ۴۱۳
- جب کوئی مسلمان صبح کے وقت اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے، تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ۴۱۳
- ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان إلا غفر لهما قبل أن يفترقا ۴۱۵
- جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں، تو ان کے جہاد ہونے سے پہلے ہی انھیں بخش دیا جاتا ہے۔ ۴۱۵
- ما من نبي إلا وقد أذرت أمتة الأعداء الكذاب ۴۱۶
- جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ضرور ڈرایا ۴۱۶
- ما يجد الشهيد من مس القتل إلا كما يجد أحدكم من مس القرصة ۴۱۷
- شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چوٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ۴۱۷
- مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب ۴۱۸
- اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے۔ ۴۱۸
- معقبات لا ينجيب قائلهن أو فاعلهن دبر كل صلاة مكتوبة ۴۲۱
- نمازوں کے بعد کئے جانے والے کچھ کلمات ہیں، جنہیں ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا۔ ۴۲۱
- من ادعى إلى غير أبيه - وهو يعلم أنه غير أبيه - فالجنة عليه حرام ۴۲۲
- جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ ۴۲۲

- من القرآن سورة ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له ٤٢٤
- قرآن کریم کی تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت نے ایک شخص کی شفاعت (سفاشر) کی، تو اسے بخش دیا گیا۔ ٤٢٤
- من أحب لقاء الله أحب لقاء الله، ومن كره لقاء الله كره لقاءه ٤٢٦
- جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ ٤٢٦
- من أصبح منكم آمناً في سربه، معافى في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا بحذافيرها ٤٢٨
- تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو، ایک دن کی خوراک کا سامان اس کے پاس ہو، تو گویا اس کے لیے ساری دنیا جمع کر دی گئی۔ ٤٢٨
- من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني ٤٢٩
- جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔ ٤٢٩
- من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه، عضوا منه في النار، حتى فرجه بفرجه ٤٣١
- "جو شخص کسی مسلمان بردہ (غلام یا لونڈی) کو غلامی سے نجات دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس بردہ کے ہر عضو کے بدلے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس بردہ کی شرم گاہ کے بدلے (نجات دے گا)۔" ٤٣١
- من أهان السلطان أهانه الله ٤٣٣
- جس نے بادشاہ کی بے توقیری کی، اللہ اسے ذلیل کرے گا۔ ٤٣٣
- من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله ٤٣٤
- جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کا عمل ضائع ورائیگاں ہو گیا۔ ٤٣٤
- من تعلم علماً مما يبتغى به وجه الله ٤٣٦
- جس نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کی جاتی ہے ٤٣٦
- من توضأ فأحسن الوضوء، خرجت خطايا من جسده ٤٣٨
- جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ ٤٣٨
- من توضأ هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه ٤٤٠
- جو کوئی اس طرح وضو کرے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ ٤٤٠
- من حلف بالأمانة فليس مئناً ٤٤٢
- جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔ ٤٤٢
- من حلف فقال: إني بريء من الإسلام، فإن كان كاذباً، فهو كما قال، وإن كان صادقاً، فكلن يرجع إلى الإسلام سائلاً ٤٤٤
- جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔ ٤٤٤
- من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف، عصم من الدجال ٤٤٦
- جس نے سورة الكهف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ ٤٤٦
- من حلف فقال في حلفه: باللوات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال أقامرك فليصدق ٤٤٧
- جس نے قسم کھائی اور کہا کہ "لات وعزى کی قسم" تو اسے پھر کلمہ لا الہ الا اللہ کہ لینا چاہیے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ "آؤ جو کھیلے تو اسے چاہیے کہ (بطور کفارہ) صدقہ کرے۔ ٤٤٧
- من خیر معاش الناس لهم رجل ممسك عنان فرسه في سبيل الله ٤٤٨

- ۴۴۸..... "لوگوں کے لیے زندگی کے بہترین طریقوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی ہو۔"
- ۴۵۰..... من سلك طريقاً يبتغي فيه علماً سهل الله له طريقاً إلى الجنة.....
- ۴۵۰..... جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرمادیتا ہے۔
- ۴۵۳..... من سئل عن علم فكتمه أَلجم يوم القيامة بلجام من نار.....
- ۴۵۳..... جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پھنائی جائے گی۔
- ۴۵۵..... من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقاً كما بين السماء والأرض.....
- ۴۵۵..... جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کاروزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتا ہے۔
- ۴۵۶..... من صلى الصبح فهو في ذمة الله.....
- ۴۵۶..... جس نے فجر پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس لیے اے آدم کے بیٹے! اس بات کو دھیان میں رکھ۔
- ۴۵۸..... من ظلم قيد شبر من الأرض؛ طوقه من سبع أرضين.....
- ۴۵۸..... اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی، تو سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔
- ۴۶۰..... من عرض عليه ربحان، فلا يرده، فإنه خفيف المحمل، طيب الريح.....
- ۴۶۰..... جسے تجھے میں کوئی خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے۔ اس کا بوجھ کچھ بھی نہیں ہوتا اور مک خوشگوار ہوتی ہے۔
- ۴۶۱..... من فطر صائماً كان له مثل أجره.....
- ۴۶۱..... جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اسے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔
- ۴۶۱..... من قال حين يسمع المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنَّ محمداً عبده ورسوله، رضيئاً بالله رباً وبالإسلام ديناً، غُفِرَ له ذنبه.....
- ۴۶۳..... جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا: "أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له".....
- ۴۶۵..... من قال: لا إله إلا الله والله أكبر. صدقه ربه فقال: لا إله إلا أنا وأنا أكبر.....
- ۴۶۵..... جو شخص "لا إله إلا الله والله أكبر" (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا ہوں۔
- ۴۶۷..... من قتل وزغاً في أول ضربة كتب له مائة حسنة، وفي الثانية دون ذلك، وفي الثالثة دون ذلك.....
- ۴۶۷..... "جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں۔ دوسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں اور تیسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں۔"
- ۴۶۷..... من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة كفتاه.....
- ۴۶۹..... جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اسے یہ کافی ہو جاتی ہیں۔
- ۴۷۱..... من قرأ حرفاً من كتاب الله فله حسنة والحسنة بعشر أمثالها.....
- ۴۷۱..... جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔
- ۴۷۳..... من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، ورزقه من حيث لا يحتسب.....
- ۴۷۳..... جو شخص پابندی اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اس کے لیے اللہ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتا ہے، اس کے ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔
- ۴۷۵..... من لم يتغن بالقرآن فليس منا.....
- ۴۷۵..... جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
- ۴۷۶..... نهي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تُصبرَ البهائم.....

- ۴۷۶..... رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔
- ۴۷۷..... نھی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم- عن الضرب فی الوجه، وعن الوشم فی الوجہ۔
- ۴۷۷..... رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور اس پر نشان لگانے سے منع فرمایا ہے۔
- ۴۷۹..... نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ، وَالْفِرَاعُ
- ۴۷۹..... دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھٹائے میں رہیں گے: صحت اور فراغت
- ۴۸۱..... نضر اللہ امرأ سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه
- ۴۸۱..... اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور پھر اسے ویسے ہی آگے پہنچا دے جیسے اس نے سنی ہو۔
- ۴۸۳..... نھی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم- أن یتزعفر الرجل۔
- ۴۸۳..... نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔
- ۴۸۴..... نھی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم- أن یسافر بالقرآن إلى أرض العدو
- ۴۸۴..... رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے۔
- ۴۸۵..... هو رزق أخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتتعموننا؟ فأرسلنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فأكله
- ۴۸۵..... وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ بچا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ! ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔
- ۴۸۸..... وَيَلُّ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمُ، وَيَلُّ لَهُ، ثُمَّ وَيَلُّ لَهُ
- ۴۸۸..... ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔
- والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم، لكن يا حنظلة ساعة وساعة
- ۴۹۰..... اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو یعنی ذکر میں مشغول ہوتے تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ”وقت وقت کی بات ہے“۔
- ۴۹۰..... وما لنا لا نرضى يا ربنا وقد أعطيتنا ما لم تعط أحدا من خلقك؟! فيقول: ألا أعطيكم أفضل من ذلك؟ فيقولون: وأي شيء أفضل من ذلك؟ فيقول:
- أحل عليكم رضواني فلا أسخط عليكم بعده أبداً
- ۴۹۲..... اے ہمارے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ چیز عطا کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: کیا تم کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دوں؟ وہ لوگ عرض کریں گے کہ اس سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کروں گا اب اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔
- ۴۹۲..... ويحك! قطعت عنق صاحبك
- ۴۹۴..... افسوس! تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی!
- ۴۹۶..... يا أبا الحسن، كيف أصبَحَ رسولُ الله - صلی اللہ علیہ وسلم-؟ قال: أصبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِتًا
- ۴۹۶..... اے ابوالحسن! آج رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔
- يا أرض، ربي وربك الله، أعود بالله من شرِّك وشر ما فيك، وشر ما خلق فيك، وشر ما يدبُّ عليك، وأعوذ بك من شر أسد وأسود، ومن الحية والعقرب، ومن ساكن البلد، ومن والد وما ولد
- ۴۹۸..... اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے، (پناہ چاہتا ہوں) اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہے، اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور کالے ناگ سے، سانپ اور پنکھو سے اور زمین پر رہنے والے (انسانوں اور جنوں) کے شر سے اور جتنے والے کے شر اور جس چیز کو جسے اس نے بنا ہے اس کے شر سے۔
- ۴۹۸..... يا أم حارثة إنها جنان في الجنة، وإن ابنك أصاب الفردوس الأعلى
- ۵۰۰.....

